1888

فاعتبروا یا اولی الابصار

بفضل خالق

ذو الجلال والاکرام درین ایام فرخندہ فرجام باہتمام سرکار عالی نظام تاریخ لاجواب

المسمی بہ

محبوب الزمن تذکرہ شعرائے دکن

حصہ دوم

از تصنیف فاضل ادیب عالم لبیب مورخ محقق مولوی ابو تراب

محمد عبد الجبار خان صاحب صوفی ملکاپوری حیدرآبادی

صدر مدرس عربی فارسی مدرسہ اعزہ

در سنہ ۱۳۲۹ ہجری

در مطبع رحمانی طبع گردید

تعداد یکہزار

حصہ اول (عہ)
حصہ دوم (عمہ)

جلد قیمت

اعلان

فہرست کتب مطبوعہ و غیر مطبوعہ مصنفہ مولوی محمد عبد الجبار خان صاحب

۱ محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن حصہ اول۔ در بیان سلاطین بہمنیہ۔ عہ/

۲ محبوب الزمن تذکرہ شعرائے دکن حصہ اول (۶۱۲) صفحہ۔ صہ/

محبوب الزمن تذکرہ شعرائے دکن حصہ دوم (۶۳۶) صفحہ۔ صہ/

زیر طبع

۳ محبوب ذی المنن تذکرہ اولیائے دکن۔ قریب نصف طبع شدہ

۴ محبوب الانجمن تذکرہ امرا و وزرائے دکن۔

۵ محبوب الکوکبین تذکرہ آثار دکن۔

۶ محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن حصہ دوم در بیان طوائف ملوک دکن

۷ محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن حصہ سوم در بیان سرکار عالی نظام خلد اللہ ملکہ

المشتہر صدر الاسلام خان ولد مولف

محبوب الزمن تذکرہ شعرائے دکن

حرف واو

نشان سلسلہ	صفحہ	اسمائے شعرا
۱۹۲	۱۱۲۵	واصف۔ مولوی محمد مہدی مدراسی
۱۹۳	۱۱۲۷	ولی۔ محمد شمس الدین اورنگ آبادی دکنی
۱۹۴	۱۱۴۴	واحد۔ میر حفیظ اللہ اورنگ آبادی
۱۹۵	۱۱۴۵	واضح۔ مرزا علی اصفہانی
۱۹۶	۱۱۴۶	وحشی۔ مولانا وحشی کاشانی۔
۱۹۷	۱۱۴۷	واصل۔ مرزا ترک علی بیگ اورنگ آبادی
۱۹۸	۱۱۵۰	وفا۔ محمد امین ایلچپوری براری۔
۱۹۹	۱۱۵۵	وحشت۔ شیخ عبدالواحد تہانیسری۔
۲۰۰	۱۱۵۶	وفا۔ ابوالعلی حیدرآبادی
۲۰۱	۱۱۵۷	واقف۔ غلام علیم حیدرآبادی
۲۰۲	۱۱۵۸	والہ۔ میر سید محمد
۲۰۳	۱۱۶۲	واصل۔ مولوی محمد واصل صاحب
۲۰۴	۱۱۶۶	وزیر۔ میر وزیر علی بادشاہ حیدرآبادی
۲۰۵	۱۱۶۸	واضح۔ میرزا مبارک اللہ
۲۰۶	۱۱۷۲	ولا۔ نواب عزیز جنگ بہادر
۲۰۷	۱۱۷۹	ولا۔ سید ابوسعید المخاطب سید ابوطیب خان
۲۰۸	۱۱۸۳	وفائی۔ سلطان اسمعیل بادشاہ۔
۲۰۹	۱۱۸۵	وحدت۔ محمد امان اللہ
۲۱۰	″	ولا۔ سید حمید الدین
۲۱۱	۱۱۸۷	وفا۔ مرزا عبدالباقی
۲۱۲	۱۱۸۸	وصفی۔ مولوی سرفراز علی
۲۱۳	۱۱۸۹	وصلی۔ میرزا وصلی
۲۱۴	۱۱۹۰	واقف۔ مولوی شاہ میران محی الدین قادری
۲۱۵	۱۱۹۱	واقف۔ شیخ نورالعین المتوفی سنہ ۱۱۹۵ ہجری

صارم - صمصام الملک میر عبد الحی خان بہادر اورنگ آبادی

صارم تخلص - میر عبد الحی خان بہادر نام صمصام الملک خطاب ہے۔ آپ سادات خوافی سے ہیں۔ آپ نواب صمصام الدولہ شاہنواز خان شہید کے خلف الصدق ہیں۔ آپکی ولادت سنہ ۱۱۴۲ ہجری میں شہر اورنگ آباد میں ہوئی۔ نشو نما کے بعد ابتدائی تعلیم سے مدارس میں فراغت پاکر علوم درسیہ کی تحصیل میں مشغول ہوئے - اور چند مدت فنون ادبیہ عربیہ میں مصروف رہے اور چندے حکمت نظری و عملی میں گذارے - غرض کہ آپ بائیس برس کی عمر میں فارغ التحصیل ہوئے - سنہ ۱۱۶۴ ہجری میں خطاب خانی و منصب سے سرفرازی پائی - نواب نظام الدولہ ناصر جنگ کی عنایت و توجہ سے صوبہ برار کی دیوانی اور نواب کی جاگیر کی متصدی گری آپکی نام پر مقرر ہوئی - آپ برار میں رونق افزا ہوئے - خدمات مفوضہ کا سر انجام عمدہ طرح سے کرنے لگے - پھر نواب امیر الممالک آصف الدولہ صلابت جنگ کے عہد میں شش ہزاری منصب و نوبت اور شمس الدولہ دلاور جنگ خطاب سے ممتاز ہوئے اور خجستہ بنیاد اورنگ آباد کی نظامت اور دولت آباد کی قلعداری آپ کے نام پر مقرر ہوی - سنہ ۱۱۷۱ ہجری میں حیدر جنگ کے قتل کے بعد آپکے والد ماجد مقتول ہوئے - صمصام الدولہ کی شہادت کے بعد فرانس کا لشکر حیدر آباد روانہ ہوا - اور آپکو بھی ہمراہ لیا - حیدر آباد میں آپکو قلعہ گولکنڈہ میں مقید کیا - اور آپکے بھائی میر عبد السلام خان کو بیماری کی وجہ سے قلعہ دولت آباد میں بھیجا - پھر آصفجاہ ثانی برار سے حیدر آباد آئے - اور امیر الممالک صلابت جنگ بھی مچھلی بندر سے پہنچے

دونون بہائیون مین ملاقات ہوئی - آصفجاہ ثانی ولیعہد ہوئے - مالی ورملکی کل مہمات کا انتظام اپنے قبضۂ اقتدار مین لیا - ۵ ذیقعدہ ۱۱۷۲؁ ہجری مین آپکو قلعہ سے نکالے گویا ازسرنو زندہ فرمائے - نہایت محبت و قدردانی سے منصب قدیم کی بحالی ہوموروثی خطاب کے عطیہ سے سرفراز و ممتاز فرمایا - اور صوبجات دکن کی دیوانی سے معزز و مشرف کیا - اور آپکو مشیر و مقرب بنایا - ممالک محروسہ دکن آپکی دیوانی کے آب و رنگ سے رشک چمن ہوا - اور آپکی فیض رسائی توجہ سے سیراب تازہ ہوا - ریاست کے کل امور جزئی و کلی کا مدار آپکی رائے صائب پر تہا - اور آپکی حکمت عملی سے ریاست کا کارخانہ عمدہ طرح سے چلتا تہا آپکی دیوانی مین تمام رعایا و برایا مرفہ الحال تہی - تجارت و زراعت کی بہی عمدہ حالت تہی - ظلم و تعدی ممالک محروسہ کی حد سے خارج تہے - کسی کی مجال نہ تہی کہ غربا و فقرا کو ستاوے - آپ خوش مزاج و رنگین طبع و شگفتہ جبین و خوشنو و صبیح تہے - ذی مروت و عالی ہمت - فرشتہ سیرت پسندیدہ صورت تہے - ذہانت و فطانت مین عقل کل - شگفتہ بیانی و نازک خیالی مین تازہ گل تہے - صولت و بہادری مین شیردل - جرائت و دلیری مین کامل تہے - سخندان و سخن گو زندہ دل تہے - صاحب تمکین و وقار - رحمدل و بردبار تہے - براکہ خصائل ملائکہ شمائل تہے - علوم ادبیہ عربیہ و فنون حکمیہ نظریہ مین خوب مہارت رکہتے تہے - حکیم و ادیب تہے - خوش تقریر و خوش تحریر تہے - آپکے کلام منظوم و منثور کے دیکہنے سے روزمرہ اہل زبان نظر آتا ہے الفاظ کی نشست و شستگی سے محاورۂ ایران معلوم ہوتا ہے - اشعار کی نزاکت معانی سے کمال اصفہان عیان ہے - فصاحت و بلاغت سے کمال سحبان نمایان ہے آپکی قوت مدرکہ و ملکۂ راسخہ اسقدر درست و صحیح تہی - کہ مہمات ملکی و مالی کو بغیر اعانت

مشیر و شوریٰ کرتے تھے۔ تدبیرسا و رائے صائب سے موصوف تھے۔ معاملات ملکی کے
اجتہاد مین بہت کم خطا واقع ہوتی تھی۔ سریع الفہم و ذکاوت ذہن مین معروف تھے
مدعی و مدعی علیہ کی تقریر سے فی الفور راست و کذب مین تمیز فرماتے تھے۔ قوت فیصلہ سے
فیصلہ مدلل لکھتے تھے۔ درمیان متخاصمین انصاف نمایان ہوجاتا تھا۔ دونون
آپکی کرامت و روشن ضمیری کے قائل ہوتے تھے۔ تواریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے
کسی مورخ نے آپکی دیوانی کے زمانہ مین بے انتظامی و بدنظمی کی شکایت نہین کی
نہ آپکی کسی فیصلہ پر نکتہ چینی کی۔ ہر ایک لکھتا ہے کہ آپکے عہد وزارت مین ملک دکن
سیراب و شاداب تھا۔ رعایا کی حالت قابل اطمینان تھی۔ کیا امیر و کیا فقیر خوشحال
و فارغ البال تھے۔ آپ آقا کی اطاعت و فرمان برداری کو فرض عین سمجھتے تھے۔ لغزش
کے میدان مین کبھی قدم نہین رکھتے تھے۔ بلکہ آپکے دل مین اس بات کے خیال کا بھی
گذر نہین تھا۔ جبتک رہے امانت و دیانت سے کام کرتے رہے۔ حق پسند و حق شناس
تھے۔ جو آدمی جس حیثیت و لیاقت کا ہوتا تھا اُسکو اُسی حیثیت و لیاقت کا کام
تفویض فرماتے تھے۔ آپکے حضور مین سعی سفارش کی کچھہ وقعت نہین تھی۔ آپ
فرماتے تھے میرے نزدیک انسان کے لئے لیاقت ذاتی سے بہتر کوئی سفارش نہین۔ ہان
جوہر شناس ہونا شرط ہے۔ بدون جوہری کھرے کھوٹے مین تمیز نہین ہوسکتا۔ اگر حاکم
بالادست لائق ہو تو سفارش فضول ہے۔ آپکے کلام سے یہ بات معلوم ہوتی ہے
کہ ریاست کے انتظام کے لئے لائق شخصون کا ہونا نہایت ضرور ہے۔ مدبر و لائق ریاست
کا جزو اعظم ہے۔ ہوشیار و تجربہ کار آدمی اس عمارت کا رکن اقوم ہے۔ ظاہر ہے
اگر عمارت کا ستون قوی نہو تو وہ عمارت کمزور ہوگی۔ اور تھوڑی ہی مدت مین

منہدم ہو جائیگی۔ اسیطرح ریاست مین کوئی لائق مدبر نہو تو وہ ریاست تباہ و برباد ہو جائیگی۔ ریاست کی تقویت کے لئے دو جزو اعظم مین ایک اہل قلم دوسرے اہل علم بہی ریاست کے وہ قوی بازو ہین جن کے بل پر ریاست چلتی ہے۔ سلف کے کارنامے انہین باتونکا آئینہ ہے۔ زمانہ کے خاکہ مین انہین کا فوٹو کہنچا ہوا ہے۔ زمانہ یہہ فوٹو ہاتہہ مین لئے کہڑا ہے۔ اور زبان حال سے کہہ رہا ہے کہ ذرا ادہر آئیے۔ ملاحظہ کیجئے ہم خواب خرگوش مین مست پڑے ہین۔ ناؤ و نوش مین پست ہو رہے ہین۔ ہمارے منہ پر غفلت کا نقاب ہے۔ اور ہماری آنکہون پر نادانی کا حجاب ہے۔ ہم نہ کانون سے سنتے ہین نہ آنکہون سے دیکہتے ہین ہائے غفلت تیرا روسیاہ ہو تو نے بہت گہر خراب کئے اور آیندہ بہی کریگی۔

آپکی مزاج مین دوراندیشی اور عاقبت بینی کی صفت تہی۔ کرنے سے پہلے ہی اس کام کا خیالی نتیجہ قائم کر لیتے تہے۔ کوئی کام ہو اُس کے کرنے مین بڑی احتیاط فرماتے تہے سوچ سمجہکر کرتے تہے۔ اُن کے نتائج سے فائز المرام ہوتے تہے۔ کبہی ہو کا نہین کہاتے تہے۔ ہمکو بہی انہین بزرگون کی پیروی کرنا چاہئیے تاکہ پورے طور سے کامیابی حاصل کرین۔ ہمکو آپکی دوراندیشی کا حال آپکے خط سے معلوم ہوا۔ جو انشاء نشاط افزا خانی مین ہے اُسکا مضمون یہہ ہے آپنے گردہر پرشاد کو ایک خط لکہا اور ظاہر کیا کہ مجہکو یالالا معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن حضور بندگان عالی ایلورہ کے صنم کدون کو ملاحظہ کرینگے میرے نزدیک اسوقت سیر کرنا تنہا بدون فوج سوار و پیدل مناسب نہین کیونکہ اسکے اطراف مین غنیم کی فوج پڑی ہوی ہے۔ مبادا کہ حضور سے مقابل ہو۔ آپ موقع دیکہکر عرض کیجئے اور میرا خط ہے ملاحظہ مین گذرانئے۔

تبدیل تخلص

آپ ابتدا مین مخاطب بہ شمس الملک دلاور جنگ تھے۔ اُسوقت وقار تخلص فرماتے تھے جب صمصام الملک سے مخاطب ہوے اُسوقت صارم تخلص اختیار کیا۔ صارم صمصام کے مناسب ہے

لطیفہ

میر غلام علی آزاد نے مآثر الامرا کے دیباچہ مین آپکے والد ماجد کے ترجمہ مین لکھا ہے کہ شاہنواز خان مع ایک صاحبزادہ فرانس کے ظلم سے شہید ہوئے۔ اور میر عبد الحی خان و میر عبد السلام خان محفوظ رہے۔ اسماء الٰہی کے لیئے آثار ہین کہ اُنکا ظہور مسمی کی ذات مین ہوتا ہے۔ چونکہ ان دو بزرگون کے نام مین حی و سلام ہے دونون نامون کے معانی نے آپکو بچایا۔ اور آفات سے محفوظ رکھا۔

آپ علما و فضلا کے قدردان۔ فقرا و غربا کے فیض رسان تھے۔ شعرا کی بھی بڑی قدر کرتے تھے۔ ہر ایک کے ساتھہ حسن سلوک سے پیش آتے تھے۔ سرکاری کامون سے فراغت پاکر علما و شعرا کے ساتھہ مجالسہ مکالمہ فرماتے تھے۔ آپ بھی والد ماجد شہید کیطرح تاریخ دانی و سخن فہمی مین بے نظیر تھے۔ اور شعر گوئی مین بھی بےمثل تھے۔ صاحب دیوان تھے۔ اور زبان ریختہ مین بھی کبھی کبھی کہتے تھے زبان ریختہ مین دیوان مرتب نہین کیا تھا کہین کہین چیدہ چیدہ اشعار ملتے ہین دونون زبان مین آپکا کلام شستہ و صاف ہے۔ تکلف و بناوٹ سے پاک ہے۔ الفاظ کی بندش روزمرہ با محاورہ ہے آپکا ہر ایک شعر برجستہ معانی تازہ کا ذخیرہ ہے۔ خال و خط کی بیان مین غازہ پیرائی کی اور حسن و جمال کی خوشنمائی دکھلائی۔ آپ قوی حافظہ تھے۔ حافظہ کیا تھا غضب تھا۔ تیموریہ خاندان کے تمام واقعات اور کل صوبجات ہند کی حوادثات حافظہ کے خزانہ مین محفوظ تھے

وله

کند ایام هردم دختر رز در مه بر مینا ‌‌ بگردون می رسد زین نشئه طالع سر مینا

کسی خوشنمائی حسن معنی صورت لفظی ‌‌ تهی از می گل بیرنگ باشد پیکر مینا

چسان آسان برم جان را ز دست نازکی ساقی ‌‌ که دارد در کف خود بهر قتلم خنجر مینا

دلی دارم بکف بهر نثار آن بکف ساقی ‌‌ سری دارم بدوش خود بلا گردد سر مینا

وله

یارب همه جرم گشته در پیش مرا ‌‌ در نیکی شده است جان و دل ریش مرا

هر چند که افزوده حد عصیانم ‌‌ محروم مکن ز رحمت خویش مرا

وله

هر کس که زند بر لب خود مهر ادب ‌‌ بدخواهش را بود بهم بسته دو لب

وله

حق می داند بخاطرم یاد شماست ‌‌ در کشور سینه داد و بیداد شماست

از جنبش دل نام شما می خیزد ‌‌ این دانه ز سبحه های اوراد شماست

وله

مارا بسوی شمع رخت دیدن آرزوست ‌‌ پروانه وار گرد تو گردیدن آرزوست

ایشوخ من بیا که درین فصل نوبهار ‌‌ با تو دمی نشستن و خندیدن آرزوست

وله

من بقربان آورم که صبا ‌‌ داده آواز یار آمده است

خنده زیر لب و برابرو چین ‌‌ بچه انداز یار آمده است

وله

دهر است که اتمام درو پیدا نیست ‌‌ تا صبح شود شام درو پیدا نیست

چندین شاهان دران حکومت کردند ‌‌ امروز کسی نام درو پیدا نیست

وله

ای سبحه خوانان که صدی نام شماست ‌‌ شخص مینا بحلقه جام شماست

لازم گیرید پای وارستگان ‌‌ صهبای نشاط طرب کنون که در کام شماست

وله

از دیده من که پرتو حیران شده است ‌‌ در عکس رخت تو فرش سامان شده است

در هجر تو دل چو ابر نیسان شده است ‌‌ هر دو دیده هم از اشک نمایان شده است

وله
ای دوست بیا که بهر پا انداز ت — در کوی تو فرش نرگستان شده است
چون برق جهد ز یاد رویت رگ شوق — ای دوست بیا که وقت باران شده است

وله
با یاد یوسف گم گشته خود ای عزیز — بیت حزان از دل ما دور نگین کردیم طرح
ور دل با عکس چین جبهه اش صورت گرفت — گره‌های انصاف صبا زلم نقش چین کردیم طرح

وله
هر کس ترا دید بکس رو نکند — وانکس که ترا شنید گل بو نکند
عشاق تو فارغ اند از هر دو جهان — مست می عشق تو بهی خو نکند

وله
ای بادکشان می که می نوش کنید — حرفی بشما گویم اگر گوش کنید
وارید بدل ز خود فراموشان را — ای کاش فراموش اگر فراموش کنید

وله
ز شوق چشم او نرگس نگه بستن نمیداند — بیاد قامتش شمشاد نشستن نمیداند

وله
ای که همواره لعل تو می گون شد — شیشه می ز لبت آبله خون باشد

وله
گهی تغافل و گه ناز و گه جفا دارد — برای کشتن عشاق شیوه ها دارد

وله
چگونه جان برد آسان ز ظلم خود ظالم — که تیر آه غریبان بر قفا دارد

وله
در حسرت وجهی خال تو دل شد اسیر لف — آری مدام صید پی دانه می رود
آید بگرد شمع رخت گشتنم بیاد — در محفلی که صرف ز پروانه می رود

وله
سخن بقدر ضرورت بود بزرگان را — که جز جواب نگردد صدا ز کوه بلند

وله
اگرچه گل بچمن رنگ و بو دارد — ولیکن این همه خوبی کجا که او دارد

وله
بسیر باغ چو آن می پرست برخیزد — گل از چمن که ساغر بدست برخیزد
ز هیچ و آن چه سوال و جواب خواهد بود — شهید چشم تو در حشر مست برخیزد
کدورتی نکند جا درون صاف دلان — اگر ز آیینه گردی نشست برخیزد

وله
ظالم نگهبان بدل چه منزل کرده‌اند | صد جور و جفا بر من بیدل کرده‌اند
چشمک زده ساختند چون وحشی رام | تیغ ابرو نموده بسمل کرده‌اند

وله
داشت شوق گل و تو نهانی نرگس | گر عالم چهره برآورده خزانی نرگس

وله
از تاب حسن تو نازد بجوش گل | از خون خویش شد بچمن باده نوش گل
ای نوبهار عزم گلستان نموده | گر شادی وصال تو شد جوش گل
صد شکر جز تو نیست کسی همنشین دل | ما کنده‌ایم نقش ترا در نگین دل

وله
سر بتی کرده‌اند رنگ کاغذ دیوان من | بسکه در وصف لب شیرین مقالی کرده‌ام
تا به غفلت بر دل من ناوک اندازی کند | بازگشتنهای مژگان ترا فهمیده‌ام

وله
مجنون صفت بدامن صحرا نمی‌روم | آن وحشیم که گوشه دل بسته بیشه‌ام
در باغ لاله گفت بمن با زبان حال | من داغ رشک سرخ تو صاحب همیشه‌ام

وله
ز شوق چشم خوشت رفته رفته مست شدم | بیاد روی تو آخر صنم پرست شدم

وله
نمی‌دانم چه ثابت کرده ظالم گناه من | بگردون می‌رسد هر لحظه از جور تو آه من
باندک دیدنش جان می‌دهم هیهات در قتلم | تغافل می‌کند بسیار شوخ کم نگاه من
نگه در دیده سویش کردم از شرم آن حیات | نویسد سطرها از اشک چشمم عذرخواه من

وله
گل بچه رنگ شکند رخ بکشا که همچنین | سنبل تر چنان رود خط نما که همچنین
جستن برق رویش خواست نشان دید من | صورت آتش نجنده کرد او که همچنین

وله
شب از چشم و خطش در بزم مستان بود نیرنگی | ز گیسو جام می از سوی نگیر نشان بنگی
بهر حالت ز مشتاقان خود غافل مشو ظالم | سر صلحی نداری گر بیا اندیشه جنگی

وله
تو و ملک سلطنت خوش من و کوچه گدائی | که بشاهی سکندر نه هم برهنه پائی

سر کیمیا گر نیست رہ عشق گیر صائم | کہ بہر سیم ساقان شدہ رنگ من طلائی

من اشعارہ الہندی

اک آن مین حیف کھل گئین یہ آنکھین | پھر موند پلک مین وہ نہ دیکھا رویا
مین مدت کے بعد ایک دم جو سویا | دیکھون تو مجھے کہنے ہے صنم گویا

ولہ

مجھے گر جان کنی کا حکم وہ شیرین دہان کرتا | کہا اوسکا خدا کی سون ارے یارو بجان کرتا
فلک گر تار مین ہٹتی چمن سے رنگ اڑ جاتا | اگر مین اپنے دلکا حال ظالم بیان کرتا

ولہ

ازبسکہ ہم اب عشق کی سیکھی گھاتین | سب بھول گئے شادی کے باتین
نکلا جو خط سیاہ گورے منہ پر | اسوجہ سین شاید کہ پھرین دن راتین

ولہ

سجن تجھ زلف مین دل بل رہا ہے | ہمارے ہاتھ مین کب دل رہا ہے
نہین کھلتا بہار و باغ سون دل | یہی عقدہ مجھے مشکل رہا ہے

ولہ

دل صد پارہ آخر کیا مژہ کا گوشت قیمہ ہے | بھرا یا غرق خون ہو داغ دل سر پہ قیمہ ہے
نہین کتنا ہون دست زور اپنی خون ناحق کی | مگر قطرہ لہو کا دامن جلاد کون پہنچے
اسیرون کی قفس کے کس تئین پروا ہے مرنیکی | ہماری کسطرح فریاد اب صیاد کون پہنچے

صرفی - صلاح الدین ساوجی

صرفی تخلص - صلاح الدین نام - آپکے بزرگان سلف ساوہ کے رہنے والے تھے - وطن مالوفہ سے ہند مین آئے - اور یہان سکونت پذیر ہو گئے - آپ بھی جد و پدر کے ہمراہ ہند مین پہنچے اولاً گجرات مین چند مدت رہے - پھر گجرات سے لاہور مین آئے شہر کو اپنا وطن بنا لیا - آپ درویشانہ زندگی بسر فرماتے تھے - صابر و قانع تھے -

بادشاہی خزانہ سے بقدر ضرورت وظیفہ معین تہا - سنہ ۹۹۹ ہجری مین فیضی کے ہمراہ دکن مین آئے سرحد دکن مین پہنچکے فوت ہوگئے - آپ سخن سنجی مین عمدہ سلیقہ وطبع رسا رکہتے تہے - کلام کو خوبی کے سانچہ مین ڈہالتے تہے - آپکا کلام نہایت ہی لطیف وبامزہ ہوتا تہا - آپ کی رحلت سنہ ۹۹۹ ہجری مین واقع ہوئی -

من اشعارہ الفارسی

گلفروشم من کہ خواہد گل بہا زار آورد	با بدا ول تاب غوغای خریدار آورد
زراہ کعبہ چمنو عمم و گرنہ میفرستادم	کف پای برحمت چینی خار مغیلانش
با تو اشتکم کشد و بے تو جدائی چکنم	میکشم اینہمہ از دیدن و نادیدن تو

صادق - میرزا صادق اردوبادی

صادق تخلص - میرزا صادق نام - شاعر خوش فکر و خوش بیان تہا - وطن مالوفہ سے دکن مین آیا - شہر احمد نگر مین سکونت پذیر ہوا - مرتضی نظام شاہ والی شہر مذکور سے ملا - نظام شاہ نے از روی قدردانی منصب جاگیر سے سرفراز فرمایا - اور آپ کو مقربین کے زمرہ مین رکہا - صادق مدت تک عیش و آرام کے ساتہہ بادشاہ کی خدمت مین رہا - آخر اکبر بادشاہ کے حملہ کے وقت باجل طبعی فوت ہوا - ھو ھذا

شوخ چیکہ بسادگی از وکردم صبر	اکنون خطش ز عنبار دارد سرچبر
ازخطش اگر فزون بسوزم چہ عجب	سوزندہ ترست آفتاب از تہ ابر

صائی - اردستانی

صائی تخلص - مرزا اردستانی نام سے مشہور تہا - وطن سے دکن مین آیا

محمد قطب شاہ والی گولکنڈہ کی خدمت مین باریاب ہوا زمانہ دراز تک عزت آبرو
کے ساتہہ زندگی بسر کرتا رہا۔ شاعری و شعرگوئی مین مشغول رہتا تہا۔ صاحب دیوان
تہا۔ اسکا دیوان نادرالوجود ہے **من کلامہٖ**

خوش آن رہرو کہ رہ تنہا سپارد ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ کہ تنہائی پس افتادن ندارد

صابر۔ میر صابر اصفہانی برہانپوری

صابر تخلص۔ میر صابر نام۔ سادات صفہانی سے تہا۔ جہانگیری زمانہ مین
وارد ہندہوکے شاہی ملازمون مین شریک ہوگیا۔ اولاً صوبہ گجرات کی وقایع نگاری
و دیوانی پر مامور ہوا۔ پہر کل صوبجات دکن کی وقایع نویسی پہ مقرر۔ مدۃ العمر شادی
نہین کی مجردانہ عمر بسر کرتا رہا۔ بختاور خان مرآۃ العالم مین لکہتا ہے۔ کہ خواجہ شکیبا
جو میر صابر کا متبنّیٰ و تربیت یافتہ تہا۔ راقم کے ساتہہ زمانہ طفلگی سے محبت رکہتا ہے
فی الحال عالمگیر بادشاہ کی خدمت مین شرف اندوز ہے اور راقم کے ساتہہ شاہی
مقربین مین شریک ہے۔ نقل کرتا ہے کہ میر صابر نے اصفہان مین ایک مدرسہ و تالاب
بنا فرمایا۔ اور فہرو نام قصبہ مین جو ما بین مشہد مقدس و اصفہان ہے ایک ندی تہی
جب اُسمین طغیانی ہوتی تہی تب تمام قصبہ کی عمارت و مکانات کو خراب و برباد
اور اہل قصبہ کو وطن سے بیوطن کردیتی تہی۔ میر مرحوم نے ندی مین ایک پل
جسکا عرض پچیس درعہ اور طول ایک فرسنخ ہے تعمیر کیا۔ اور ایک باغ اور سرا اور
حمام بہی بنایا۔ اُسکی تاریخ یہہ ہے ؎ گفت آرام گاہ خلق جہان۔ انتہی کلامہٗ
اور میر صابر نے ۱۰۲۷ھ سنہ ہجری عرفی کی ہڈیان لاہور سے نجف اشرف کو پہنچایا۔

اور عرفی کے اس شعر کی تصدیق کی ہے

بکاوش مژہ از گور تا نجف بروم ۔ اگر بہند ہلاکم کنی و گر بہ تتار

ملا رونق ہمدانی نے عرفی کے مصرع کو تہوڑا تغیر کرکے عرفی کی رحلت کی تاریخ نکالی ہے بکاوش مژہ از گور تا نجف آمد ۔ میر صابر ۹۹۶ھ ہجری شہر برہانپور میں فوت ہوا۔ شاعر ذکی الطبع و خوش وضع تہا۔ کلام شستہ و پاکیزہ موزون کرتا تہا۔ رباعی اکثر کہتا تہا۔ خان اعظم مرزا سے اخلاص و ارتباط رکہتا تہا۔ خان اعظم ناظم گجرات نے گجرات میں ایک باغ بنایا۔ میر نے اُسکی تعریف میں یہ رباعی کہی ہے

خورشید گلے ز باغ اعظم خان است	می راطرب ایاغ اعظم خان است
ماہے کہ جہان منورست از نورش	یک پرتو از چراغ اعظم خان است

ایضاً

چشمی بجہان بباغ و راغش کردیم	گوشہ بنوائے کبک زاغش کردیم
دیدیم کہ با ماسر نیازی داشت	ما نیز نساختیم و داغش کردیم

صعود ۔ حافظ میر محمد علی صعود گجراتی

صعود تخلص ۔ حافظ میر محمد علی نام ۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہے ۔ آپ کے بزرگ عجم سے ہند میں آئے احمد آباد گجرات میں قیام پذیر ہوئے ۔ صعود کی ولادت احمد آباد میں واقع ہوئی نشو نما کے بعد دلی میں علوم و فنون کو کسب کیا ۔ درجہ کمال کو پہنچا ۔ دلی سے احمد آباد گجرات میں مراجعت کی ۔ خلائق کو درس تدریس سے مستفید کرتا رہا ۔ علم نجوم و رمل شاعری میں کامل استعداد رکہتا تہا

اکثر اہل حوائج سوالات کرتے تھے وہ بذریعہ نجوم و رمل صحیح صحیح جواب دیتا تھا۔ اہل گجرات کیا ہندو کیا مسلمان آپکے معتقد تھے۔ گذر اوقات کا مدار توکل و قناعت پر تھا اکثر ارباب حوائج آپکی خدمت کرتے تھے تحفہ و نذرانہ گذارتے تھے آپکی وفات کی کیفیت معلوم نہین ہوی

من اشعارہ الفارسی

زبسکہ خار بود وصف بستان مرا	ہمیشہ جنگ بود با زبان دہان مرا
شبے بخانۂ ما گر ترا گذر افتد	بجائے کعبہ پرستند آستان مرا

صفا میر ذوالفقار علیخان لکھنوی

صفا تخلص میر ذوالفقار علیخان نام۔ مشاہیر شرفاء لکھنؤ سے تھا۔ فن شاعری مین یگانہ روزگار میر تقی میر کا شاگرد تھا لکھنؤ سے بنگالہ گیا وہان چند مدت تک امرا و رؤسا کی مدح مین قصائد لکھے۔ بہت صلے و جائزے پائے آزادانہ زندگی بسر کرتا تھا بنگالہ سے چینا پٹن مین گیا وہان عزت و آبرو سے اوقات عزیز گذارتا رہا۔ پھر وہان سے میر ابو القاسم المخاطب میر عالم مدار المہام کے عہد مین حیدرآباد دکن مین آیا۔ چند روز میر عالم کی سرکار مین ملازم رہا۔ بسبب نو وارد ہونیکے آپکی زیادہ شہرت نہین ہوئی تھی چند روز کے بعد آپکے جواہر چمکنے لگے۔ اور اپنا اصلی جوہر دکھانے لگے پھر تو آپ شہرۂ آفاق ہوئے۔ رفتہ رفتہ راجہ چندو لعل مہاراجہ بہادر کے دربار مین باریاب ہوے چونکہ مہاراج شعر و سخن کے شیفتہ اور اہل سخن کے فریفتہ تھے۔ صاحب مذاق و قدردان تھے۔ آپکے پانسو روپیہ ماہوار کردی اور مصاحبت کے شرف سے مشرف فرمایا

آپ تا مرگ مہاراج کے جلیس و انیس رہے۔ مرد باکمال تھے خوش فکر و خوش طبع ظریف المزاج و لطیف الوضع تھے۔ صاحب دیوان ہین آپکا دیوان قصائد و غزلیات و رباعیات کا ذخیرہ ہے اور آپنے چند مثنویات بھی لکھے ہین۔ مثلاً مثنوی چھوٹنتر وغیرہ مشہور ہین۔ ہمکو آپکا دیوان نہین ملا نہین تو ہم بہت سے اشعار انتخاب کرکے ہدیہ ناظرین کرتے۔ آپ ہندی و فارسی دونون زبانون مین خوب کہتے تھے۔ آپکا انتقال سنہ ۱۲۰۶ ہجری مین ہوا۔

من اشعاره الفارسی

مرا ولیست چه وحشی دمے که در گفتار
سخن بدر کند و بنگرد سوی دیوار

بزینه در بیت العتیق میماند
سر سجود من و آستانهٔ دربار

فلک بدست گرفته ست حشمت نقره و زر
بود بفکر چه تعمیر پیراسته کار

بهار آئینه قصر لاجوردی بین
هجوم سنبل و گل چون ثوابت و سیار

اگر بطبع در آید معانی دلکش
اساس هیئت شمارد طبیعت اشعار

بهر طرف نگرم روبه پیش سحر است
مگر تعلق دل شد بابروی دلدار

بطالعم در دولت کشاده شد باید
سرم مثل سایه شوم سجده ریز تا دیوار

کجاست گرمی بازار مردم شروان
که دستگاه فروشم چو ساغر سنجار

جناب عشق بفکر عمارت دل ست
چنانکه خامهٔ دستور در گشائش کار

چه سروری که بهنگام گنج بخشی او
گذارد از عرق شرم ابر گوهربار

نسیم گلشن خلقش چو مصحف آراید
زمانه باز فروشد با هوان تتار

بعهد او نخرد کارگاه اکسون باف
شعاع دیدهٔ خورشید را بقیمت تار

زہے حمایت دورش کہ طفل مہد نشین — بہ بازی گل و سنبل گرفت مار و شرار
نہ در عنایت او التماس را دخلے — نہ در سخاوت او انتظار را آثار
جہان ہمت و انصاف راجہ چندو لعل — کہ ہست خاک در او طلائے دست افشار
بباغ خلقش اگر بگذرد نسیم صبا — چہ ارمغان کہ نبارد سوئے گل گلزار

ولہ تاریخ شادی ہمت علیخان

شد نوید شادیانی ہا گیتی استوار — جشن عیش نور چشم آصف جم اقتدار
سال عشرت زد رقم ہمت ز فضل کردگار — جلوہ از مہر و قمر با ہم مبارک سازگار

ایضاً ولہٗ

عشرت خورشید طلعت ماہ رو — جلوہ گر شد با ہزاران آرزو
از برائے تہنیت ہمت بگو — وصل ماہ و مشتری آمد نکو

صادق - مرزا محمد صادق اصفہانی

صادق تخلص - مرزا محمد صادق نام - آپ مرزا محمد صالح اصفہانی کی صاحبزادے ہین - آپکی ولادت روز یکشنبہ بتاریخ سوم شعبان ۱۰۱۸ھ ہجری مطابق پنجم جہانگیری بندر سورت مین واقع ہوئی - اور آپکی نشو و نما سورت و احمد آباد گجرات کی آب و ہوا مین ہوئی - سن شعور کو پہنچ کے علمائے ہند سے تعلیم پائی کتب متداولہ عربیہ فارسیہ سے فارغ التحصیل ہو کے ہند و سندہ و دکن کی سیر کی - اس سیر و سیاحت مین اکثر شعرا و علما سے ملازمت کی اور ہر ایک کی خدمت مین مستفید ہوئے - جہانگیری شاہجہانی ملازمون مین پدر و پسر ملازم تھے - آپ شاعری و انشا پردازی مین عدیم النظیر تھے -

اور تاریخ دانی مین مورخ محقق آپنے ایک تاریخ بسیط مسمی بہ صبح صادق تالیف کی ہے
تاریخ چار جلدون پر شامل ہے تاریخ مذکور کے خاتمہ مین آپنے سیر و سیاحت اور شعرا و علما
کی ملاقات اور اُن کے حالات کا مختصر تذکرہ لکہا ہے چونکہ تذکرہ دلچسپ ہے ۔ لہذا فقیر
مولف ذیل مین بجنسہ گزارش کرتا ہے کہ ناظرین مطالعہ سے لطف و مزہ پائین ۔
آپ صاحب دیوان ہین ۔ فقیر کو آپکا دیوان دستیاب نہین ہوا صرف ایک رباعی
دستیاب ہوی ہو ھذا

سوئے بتخانہ بتا ئید جنون خواہم رفت ۔ باز از عالم اسباب برون خواہم رفت
خدا این باد بہ جز اشک نیاید دست کسے ۔ آہ خواہم شد و از اشک فزون خواہم رفت

سچ ہے آپکی رحلت کی تاریخ نہین ملی یہ بہہ بزرگ گیارہوین صدی ہجری مین زندہ تہے
گیارہوین صدی کے آخر یا بارہوین صدی کے شروع مین عالم فانی سے ملک
جاودانی کی طرف رحلت کی ۔
گل رعنا کے مولف نے لکہا کہ آپکے والد ماجد بندر سورت مین عبد الرحیم خانخانان
کیطرف سے نیابتًا مقرر تہے ۔ بندر مذکور کا انتظام عمدہ طرح سے انجام دیتے تہے ۔
پس ۱۰۲۰ ہجری مین نوکری ترک کرکے احمد آباد گجرات مین آئے ایک سال تک
بسر کرکے ۱۰۲۲ ہجری مین شاہجہان بادشاہ کی خدمت مین پہنچے جب ۱۰۲۳ ہجری
مین بندر سورت شاہجہان کی جاگیر مین مقرر ہوا تو آپکے والد بندر مذکور بہیجے گئے
وہان کا انتظام کل آپ کے والد کے تفویض ہوا سفید و سیاہ کے مختار کل تہے
سیاہ و عہدہ داران بندر کی بحالی و برطرفی آپ کے دست قدرت مین تہی دو سال
تک امور مفوضہ کے انتظام مین ہمہ تن مصروف رہے انتہی کلامہ ۔ اب مین آپکے

سفر نامہ کو مختصراً لکھتا ہون هو هذا

صبح صادق کا مولف صاحب ترجمہ اپنی مولفہ تاریخ مین لکھتا ہے کہ اُسی زمانہ مین مولانا محمد صوفی سورت مین وارد ہوے میرے والد بزرگوار سے ملے دونون باہم نہایت محبت و الفت تہی۔ مولانا صوفی مشاہیر علماسے تہے صوفی مشرب تندخو سخت گو کسی سے ملتے جلتے نہین تہے۔ عہد اکبری سے ہند مین سکونت پذیر تہے اور گجرات کو وطن بنا لیا تہا مدت تک اسی ملک مین رہے ۱۰۳۴ سنہ ہجری مین جہانگیر بادشاہ نے آپکو بلایا آپ حسب الحکم لاہور روانہ ہوئے راہ مین فوت ہوگئے۔ مجکو آپسے نیاز حاصل تہا مین نے آپکی وفات کی تاریخ لکہی ؎

بہر سال وفات او گفتم رفتہ ملا محمد صوفی
۱۰۳۴

	من اشعارہ	

مرا بوقت جدائی دوست مردن بہ | کہ زندہ باشم و بے دوست بنگرم جارا
نمی ماند این بادہ اصلاً بآب | تو گوئی کہ حل کردہ اند آفتاب

صادق صاحب ترجمہ لکہتا ہے کہ ۱۰۲۶ سنہ ہجری مین میرے والد بزرگوار شاہجہان بادشاہ کی درگاہ سے رخصت ہوئے مین اُسوقت برہانپور مین پہنچا اور ۱۰۲۷ سنہ ہجری مین احمد نگر دکن مین آیا۔ پہر احمد نگر سے مالوہ مین والد بزرگوار کی خدمت مین واپس آیا میرے والد نے سلطان پرویز کی ملازمت کا عزم کیا۔ اور شاہزادہ اُسوقت الہ آباد مین تہا۔ مین بہی والد کے ہمراہ وہان گیا وہان سید محمد لاہجی کو دیکہا۔ سید حکیم و شاعر خوش نویس و مصنف تہا۔ ابتدا مین رسمی تخلص کرتا تہا۔ جب ہندوستان مین آیا اُسوقت فغفور تخلص اختیار کیا۔ آخر عمر تک شاہزادے پرویز کی ملازمت مین رہا۔ آخر ۱۰۲۸ سنہ ہجری مین

شہر الہ آباد مین فوت ہوا۔ ان کے نتائج طبع مدون ہین۔ ~

فلک دیگر بکام رندِ درد آشام میگردد　　عسس گو خواب رحمت کن کہ امشب جام میگردد

سر شوریدہ را بسامان نتوان باز آورد　　این دستار پریشانست کہ از سر بندند

پھر مین شہر مذکور مین شیخ شاہ محمد جونپوری کی خدمت مین پہنچا۔ تبرکًا کافیہ شاہ صاحب سے
پڑہی۔ بعد ازان شاہ صاحب جونپور گئے۔ درس و تدریس مین مشغول ہوئے سنہ ۱۰۳۲
مین فوت ہوئے۔ پھر مین سنہ مذکورہ مین حکیم ہمام گیلانی کی خدمت مین پہنچا۔ وہ
شاہزادے کے امرائے اکابر سے تہا۔ صاحب دیوان ہے۔ من اشعارہ

پاسبان شیشۂ دل باش اے غافل ز سنگ　　یار سنگین دل فلاخن وار دارد دل ز سنگ

پھر ایک سال نہین گذرا تہا کہ میرے والد ماجد حسب الحکم شاہزادہ دیوان خالصہ ہوئے
سنہ ۱۰۲۹ ہجری مین پٹنہ و بہار شاہی گماشتون کے سپرد ہوا والد کے ہمراہ وہان گیا
اسوقت میرے دل مین طالب علمی کا شوق موجزن تہا۔ وہان مولانا میر معز الدین
یزدی و مولانا عبد الشکور کی خدمت مین کتب متداولہ پڑہتا رہا۔ مولانا شاہزادے کے
ہمرکاب تہے سنہ ۳۵ ہجری مین ایک بد معاش کے ہاتہ سے قتل ہوئے۔ من اشعارہ

وحی کہ جان دمد ببدن نغمہ نی ست　　آبے کہ خاک بر سر آتش کند می ست

مین چار سال تک پٹنہ مین رہا۔ ان دنونمین مین مولانا محمد حسین کشمیری کے خدمت مین
مطالعہ و مباحثہ کتب مین مصروف رہتا تہا۔ مولانا معقولات مین مہارت کامل
رکہتے تہے۔ مدت تک پٹنہ مین خدمت قضائی و تدریس مین مشغول رہے۔ آخر سنہ ۱۰۳۵
مین فوت ہوئے۔ اور مین اسی زمانہ مین مولانا محمد حسین تبریزی متخلص سپہری سے
خط کی مشق کرتا تہا۔ سپہری شاہزادے کی ملازمت مین تہا۔ شاہزادے کے بعد بنگالہ سے

پٹنہ مین آیا۔ وہان دیرتک قیام پذیر رہا۔ پہر وہان سے بارادۂ بیت اللہ لاہور گیا۔ من اشعارہ

ازبس برآستان تو شبہا فتادہ ام　　چون نقش پائے خویش ز پا فتادہ ام
چون سایہ فتادہ بالائے دلبرم　　اے دوستان ز عالم بالا فتادہ ام

حکیم عارف لاہجی اکثر میرے والد ماجد کے پاس آمد و رفت کرتا تہا۔ وہ مشاہیر شعرائے زمانہ سے تہا اکبری عہد مین وطن مالوفہ سے ہند مین آیا تہا۔ چند مدت جہانگیر بادشاہ کی خدمت مین بہی بسر کیا۔ آخر پٹنہ مین سکونت پذیر ہو گیا تہا۔ مین نے آپ کو ۱۰۳۱ ہجری مین دیکہا تہا۔ شاعر ماہر و با اعتقاد تہا۔ سنہ ۱۰۳۵ ہجری مین ملک بنگالہ مین فوت ہوا۔ من اشعارہ

روش ورا ندا ز زلف یار گرفتن　　برسن آسمان نمود مار گرفتن
جام بکف گیر ورنہ آفتاب بیامونہ　　راہ سر تیغ کوہسار گرفتن

پہر مین حکیم مولانا نادم گیلانی سے ملا وہ عازم ایران تہا۔ میرے والد کے پاس ملنے کیلئے آیا تہا مشاہیر شعرائے زمانہ سے تہا۔ اولاً وطن سے دکن مین آیا تہا۔ پہر دکن سے پٹنہ مین پہنچا۔ چند مدت کے بعد پٹنہ سے اصلی وطن گیلان کو روانہ ہوا۔ من اشعارہ

ہرگز این طفل مزاجے نرود از خاطر　　گر بتابوت روم شوخی گہوارہ کنم

انہین ایام مین میرزا قاسم امامی اصفہانی بہی پٹنہ مین وارد ہوا۔ لطیف الطبع تہا فن موسیقی مین مہارت کامل رکہتا تہا۔ اور شاعری مین استاد مانا جاتا تہا۔ امامی تخلص کرتا تہا۔ چند روز کے بعد فوت ہوا۔ میرے والد کے دوستون سے تہا۔ اسی زمانہ مین

میر محمد سعید یقینی بہی فوت ہوا۔ من ۲ اشعارہ سراجی

بس در خم و پیچ سر کشیدیم چو آب — نالان نالان بسے دویدیم چو آب
چون از منزل نشان ندیدیم چو آب — در آبلۂ دل آرمیدیم چو آب

اور وہان مین نے ضیائی شاعر کو بہی دیکہا۔ مدت تک پٹنہ مین سکونت پذیر رہا

پہر میر یحیی بن میر ہاشم قمی موسوی بہی وہان پہنچا۔ اکابر سادات عراق سے تہا اول وطن سے ہند مین وارد ہوکے کئی سال تک دکن مین بسر کیا آخر جہانگیری عہد مین اوڑیسہ کی دیوانی و بخشی گری پر مامور ہوا تہا۔ وزارت سے معزول ہوکے پٹنہ مین آیا تہا۔ مین نے اسکو دیکہا۔ میرے والد کے دوستون سے تہا۔ پہر کابل کی بخشی گری پر گیا۔ چند روز کے بعد فوت ہوا۔ من ۲ اشعارہ

آن خال سیہ نبود بر گوشۂ چشم تو — افتادہ سیہ مستی در گوشۂ میخانہ خلف او

میر ہاشم کو مین نے بایام طفلی شہر برہانپور مین دیکہا تہا۔ فی الحال درگاہ بادشاہی مین مامور ہے من ۲ اشعارہ

زلفش زدو سو گوے ربیخ ز ایمان وا شست — از یکطرف آمد خط و گو راز میان برد

شہر پٹنہ مین سکونت پذیر تہا۔ والد کے دوستون سے تہا۔

اور نیز ابراہیم حسین کابلی جو لطیف المزاج و مجسم خلاق تہا۔ دیری تخلص کرتا تہا شاہزادہ پرویز کی ملازمت مین زندگی بسر کرتا رہا۔ خوشخبر خان خطاب پایا تہا شاہزادے کی وفات کے بعد صاحب قران کی خدمت مین آیا۔ مرحمت خان خطاب پایا۔ آخر سنہ ۱۰۴۰ ہجری مین فوت ہوا۔ من ۲ اشعارہ

پوشند ہمیشہ مصحف رو را ز چشم من — ز انسان کہ روز بارباران کتاب را

محمد فصل و سال و چہار ست　　　　علی زان فصلہا فصل بہار ست

اور میرے والد کے دوستون سے احمد بیگ صفہانی تہا۔ مین نے اسکو بنگالہ مین دیکہا تہا۔ فی الحال بارگاہ شاہی مین ہے طبع درست و موزون رکہتا ہے

	من اشعارہ	

گل شگفت و گل عذاران فرو دست باغ　　　　روز روز بلبل ست و بخت بخت باغبان

اور انہین ایام مین باقیا شاعر جو مشاہیر شعرا سے آیا۔ پہر پٹنہ سے جونپور گیا۔ مین اس سے دو نون مقام مین ملا ہون۔ شعر گوئی مین عمدہ سلیقہ و ملکہ رکہتا تہا اور فن موسیقی مین بہی لیاقت و مہارت سے موصوف تہا۔ شاہزادے پرویز کی خدمت مین چند روز رہا کچہہ فروغ نہین پایا۔ جونپور سے بنارس مین آیا۔ اور یہان سکونت پذیر ہو گیا۔ جب صاحب قران پٹنہ مین پہنچا اسوقت بادشاہ کی خدمت مین آیا۔ عنایت سے سرفراز ہوا۔ جب بادشاہی لشکر دکن روانہ ہوا اسوقت بنارس مین مراجعت کی۔ بنارس مین صاحب قران کی تخت نشینی تک سکونت پذیر رہا۔ جلوس کے وقت بارگاہ شاہی مین پہنچا۔ مراحم سلطانی سے سرفراز ہوا۔ آخر رخصت لیکر ایران چلا گیا۔ صادق صاحب ترجمہ لکہتا ہے کہ فی الحال سنا جاتا ہے کہ حج سے فارغ ہو کر وطن مالوفہ ایران پہنچ گیا۔ من اشعارہ

یار ہشیار آمد و از صحبت ما مست رفت　　　　حیف چون عمری کہ در غم بگذرد از دست رفت

اور پٹنہ مین ایک بزرگ جنکا نام سلطان محمد اور زاہدی تخلص تہا قیام پذیر تہے دیوان انوری و خاقانی خوب جانتے و سمجہتے تہے۔ ان کے فرزند محمد لطیف لطفی تخلص میرے دوستون سے تہے۔ خوش مزاج و لطیف الطبع تہا۔ دوستون کو

ان کے ملنے سے لطف و مزہ حاصل ہوتا تھا۔
جب سنہ ۱۰۳۴ ہجری مین صاحبقران نے بنگالہ مین پدر بزرگوار کی مخالفت کا علم بلند کیا حسب الحکم شاہزادہ پرویز صاحبقران کے مقابلہ کے لئے الہ آباد روانہ ہوا۔ شاہزادہ کی فوج مین ملا باقی نہاوندی ہمرکاب تھا۔ اس سے پہلے عبدالرحیم خانخانان کی خدمت مین زندگی بسر کرتا رہا۔ ماثر رحیمی اسکی تصنیفات سے ہے۔ من اشعارہ

ما و بلبل غرض چاک سینہ میکردیم دوش — تازہ پروردہ گلستان خم خارے ہم بداشت
راہ بیرون شدن از زیر فلک ممکن نیست — ہر طرف مرغ قفس جلوہ کند در قفس است

میرے والد ماجد شاہزادہ پرویز کے ہمرکاب تھے۔ بمقتضائے ضرورت زبیدہ جانے کیلئے مامور ہوئے حسب الحکم جب عازم ہوئے مین جونپور سے مقام بنارس مین انکی خدمت مین پہنچا۔ وہان حکیم رکنا کاشی مسیحا کو دیکھا وہ ایران کے اکابر حکما و شعرا سے ہے مدت تک شاہ عباس ماضی کی خدمت مین زندگی بسر کرتا رہا۔ آخر بادشاہ سے رنجیدہ ہوا اور ایک قصیدہ کہا جسکا مطلع یہہ ہے ؎

گر فلک یک صبحدم با من گران باشد سرش — شام بیرون میروم چون آفتاب از کشورش

پھر ایران سے ہند روانہ ہوا۔ ملازمان اکبری مین داخل ہوا۔ چند مدت جہانگیر کی خدمت مین رہا پھر وہان سے برخاستہ خاطر ہو کے گولکنڈہ دکن مین آیا۔ میر مومن استرابادی میر جملہ آپکی بازدید کے لئے آیا۔ حکیم نے سہواً شیشہ شراب بگمان شیشہ گلاب کے سر پر افشان کیا۔ میر بزرگ و پرہیزگار تھا۔ حکیم کی اس حرکت سے بہت ہی رنجیدہ ہوا فوراً اپنے دولتخانہ پر لوٹ آیا۔ حکیم نہایت ہی شرمندہ و نادم ہوا۔ اسیوقت بیجاپور کا راستہ اختیار کیا۔ چند روز کے بعد بیجاپور سے پھر جہانگیر کی درگاہ مین حاضر ہوا۔

آخر مہابت خان کی مصاحبت مین رہا۔ جب صاحبقران آگرہ مین تخت نشین ہوا
تب یہہ قطعہ موزون کرکے عرض کیا۔ دو ہزار روپیہ صلہ پایا۔ ؎

پادشاہ زمانہ شاہجہان	خورم و شاد و کامران باشد
حکم او بر ممالک عالم	ہمچو حکم خدا روان باشد
بہر سال جلوس او گفتم	تا جہان باد در جہان باشد

پہر چند مدت ہند مین بسر کرکے مشہد مقدس گیا۔ وہان زیارت سے مشرف ہوکے مکہ معظمہ پہنچا۔ حج و زیارت سے فارغ ہوکے وطن مالوفہ پہنچا۔ مولف فقیر نے اس تذکرہ مین حکیم مسیحا کا مفصل ذکر حرف میم مین لکہا ہے۔ اگر دیکہنا مطلوب ہو تو وہان دیکہئے۔ من اشعارہ

بید وست یکدو روز صبورم کہ از فراق — چون شاخ نو بریدہ ندارم خبر ہنوز
اے ملائک در شما آوارگی می افگند — کوکب بخت مرا از آسمان بیرون کنید

پہر مین بنارس سے والد کے ہمراہ پٹنہ مین پہنچ کے جونپور مین واپس آیا۔ اور وہان شیخ محمد افضل جونپوری جو اکابر علما سے تہے مستفید ہوا۔ فن ریاضی مین استعداد کامل حاصل کیا۔ شیخ موصوف مجرد مرد صالح و متقی تہے۔ اور شیخ محمود نبیرہ شیخ شاہ محمد کی خدمت مین پہنچے۔ مین آپ سے اکبرآباد مین بہی مشرف ہوا تہا کبہی کبہی شعر بہی موزون فرماتے تہے۔ منہ

ہر آن می کہ ندارد خمار در لب تست — مرا دو چشم تو پیوستہ در خمار بود

نیز جونپور مین شیخ عبد العزیز صوفی کی خدمت مین پہنچا۔ شرف ملازمت سے مشرف ہوا۔ آپ تصوف مین کامل تہے۔ من اشعارہ

تا بر تو نظر کشودہ ام ای دوست تیغ تو سرم بدامن افکند

آپکے برادر مولوی شیخ عبد الحکیم شعرائے زمان سے تہے۔ کبہی عطائی۔ کبہی معنوی تخلص کرتے تہے۔ میرے والد یا جد کے دوستون سے تہے۔ اب سنتا ہون کہ دو نون بہائی فوت ہوگئے۔ من اشعارہ

بلب گرفتہ بطعمی ازین جہان رفتم	بسان طفل کہ پستان گرفتہ خواب رود
ہر لحظہ خطش در نظرم خوبتر آمد	ہمچو خط استاد کہ بینی بتامل
سودا بسرم ہمچو پلنگ اندر کوہ	چون شیر بدریا و نہنگ اندر کوہ
دور از وطن خویش بخواری گردم	چون شیر بدریا و نہنگ اندر کوہ

او رشعرائے جونپور سے تہا۔ ملا محمد امینی کشمیری جو لطیف الطبع سے مشہور ہے۔ اور اسکی عمر صد سال سے زیادہ تہی۔ اور وہان کے شعرا مین استادانہ بہی تہا۔ فن موسیقی ہندی مین استاد کامل مانا جاتا تہا۔ من اشعارہ

نمی گردد بگرد مطلب دنیا دل انا کہ شمع مردہ را بر سر نگردد ہیچ پروانہ

صادق صاحب ترجمہ کہتا ہے کہ مین جونپور مین سنہ ۱۰۳۵ ہجری تک تحصیل علوم مین مشغول رہا۔ اور سنہ مذکورہ مین والد یا جد کی ملازمت کے لئے عازم دکن ہوا اولا جونپور سے اکبر آباد اور وہان سے برہانپور مین پہنچا۔ اسوقت میرے والد حسب الحکم شاہزادہ برار کے انتظام کے لئے ایلچپور برار مین گئے تہے۔ مین برہانپور سے ایلچپور مین آیا اور والد کی ملازمت سے مشرف ہوا۔ بمقتضائے جوانی ایک سال تک برار مین سیر و شکار کرتا رہا۔ اور مذاکرہ علم سے دور تہا۔ اسی عہد مین شاہزادہ پرویز نے عالم فانی سے ملک جاودانی کیطرف رحلت کی۔ مین نے آپکے رحلت کی تاریخ کہی۔

یہہ واقع سنہ ۱۰۳۶ ہجری مین گذرا۔ من ۲ اشعارہ

رفت پرویز شاہ در رفتن شاہ   سازد از سال فوت او آگاہ

شاہزادے کی وفات کے بعد میرے والد معزول ہوکے برہانپور آئے مین بہی چند مدت والد کے ہمرکاب تہا۔ وہان مرزا محمد حسین سبری قزوینی و مرزا محمد طاہر منیری و مرزا اسمعیل سکوتی اصفہانی سے ملاقات ہوئی۔ میرزا طاہر منیری اُس زمانہ مین سخندان صاحب طبعان سے ہے۔ شروع جوانی مین طرطانقان سے ہند مین آیا۔ دکن و لاہور و ٹہٹہ مین سیر و سیاحت کرتا رہا۔ پہر برہانپور سے اکبرآباد گیا سنہ ۱۰۴۲ ہجری مین بنگالہ پہنچا وہان اسکو کچہہ کامیابی نہین ہوئی۔ پہر پٹنہ مین آیا۔ فی الحال معلوم نہین کہان ہے۔ من اشعارہ

سیاہ گشت دلم تا لب آہ تمام   درون من شدہ چو دود کش سیاہ تمام

ز یک نگاہ بمن لاف التفات مزن   مکرد دعوی خود کش بیک گواہ تمام

بنائے صورتش با حتیاط نہاد   چنانچہ او کرد در دو ماہ تمام

ز تنگدستی و بیطاقتی منیری   نمی شود چو نگین خانہ اش پناہ تمام

میر سکوتی بہی سخندان زمانہ سے تہا۔ اور میرے قرابتدارون سے تہا خوشنویسی مین استاد تہا۔ مدت تک دکن مین سکونت پذیر رہا۔ اب سنہ ۔۔ مین آیا کہ وہ فوت ہوگیا۔ س

آلودہ بخونم چہ کنی تیغ نگاہت   ما را غم سر نیست ولیکن غم تیغ است

نیز برہانپور مین میر قابلی گیلانی ظرفائے شعرا سے تہا۔ خوش اخلاقی و صاف دلی سے موصوف۔ من ۲ اشعارہ

ہرگز زبادہ چہرہ ما لالہ گون مباد لبریز   ہر نالہ رشک صحبت صد سالہ عشرت است

جامِ عشرت ما جز بخون مباد   خالی نئی ز نغمۂ این ارغنون مباد

اور شہر مذکور مین میرزا علی قلی بہی تہا۔ اسکا باپ سلیمان خلیفہ امرائے شاہ طہماسپ صفوی سے تہا ازبکون کے معرکہ مین مقتول ہوا۔ میرزا لطیف الطبع تہا۔ من اشعارہ

بسیار ملولیم ازین عمر ندانیم   کاسائش ما در دم تیغ کہ نہفتہ است

بعد ازان مین چند روز برہانپور مین مقیم رہا۔ خانجہان لودی حاکم برہانپور نے میرے والد ماجد کی جاگیر ضبط کرلی۔ بامر لاچاری میرے والد نے دربار جہانگیری کا ارادہ کیا۔ اور اکبرآباد روانہ ہوا۔ مین باقتضائے جنون جوانی اُن کی خدمت وہمرکابی سے باز رہا۔ اور جنیر کا ارادہ کیا۔ جنیر صاحب قران ثانی کا مستقر وفرودگاہ تہا۔ اس سفر مین مجکو بیشمار مصائب ومحن سہنا پڑا۔ منازل طی کرتے ہوئے شہر کرکی مین جو ملک عنبر کا مستقر ودار الحکومت ہے پہنچا۔ شہر کو نہایت آباد وخوش فضا پایا۔ اور چند بزرگون کے سوا کسیکو نہین دیکہا۔ اُس شہر اور اپنی حالت کے بیان مین چند اشعار موزون کیا۔ ھو ھذہ

چون بسوئے دکن نہادم رو   سخت محنت کشیدم از ہر سو
رخت بستم ز شہر برہانپور   چون شدم منزلے ازان دور
رنج غربت اثر نمود مرا   رنج بر رنج فزود مرا
خون دل را دران گذرگہ تنگ   راہ بر اشک آہ بیش آہنگ
تیرہ شد روز دلفروزئی من   دل من تنگ تر ز روزئی من
زخم از درد دل زبر شدہ   دلم از راہ باد گیر شدہ
چار دم روز چون سپردم راہ   شہر کرکی پدید شد ناگاہ

شهر عنبر نسیم مشک سرشت | آب او برده آبروی بهشت
خاک آن بقعه مشک اذفر بود | راستی آن بنای عنبر بود
هم در و قصر آسمان مانند | سایه بر آبرو پایه برابوند
ساکنانش ملک به نیکوئی | بر زمین آمد آسمان گوئی
روز دیگر شدم ازان منزل | آب در دیده آتشی در دل
شهری آمد به پیش من در راه | قلعه اش بر فلک زده خرگاه
قلعه سر فرازه همچو فلک | ساکنانش شنیده ذکر ملک
قلعه داران فزون تر از انجم | فکر اختر شمرده در ایشان گم
اطلس چرخ تنگ بر تن او | شمع خورشید زیر دامن او
تیغ او پاسبان خرمن ماه | دست گردون ز دامنش کوتاه
نام آن شهر و قلعه پرسیدم | ز یکی دیو گیر بشنیدم
دیگری گفت این صبا باشد | اینچنین شهر در کجا باشد
دیگری گفت دولت آباد است | شاه جم دولت در و شاد است
شهریار دکن نظام الملک | مالک صف شکن نظام الملک

گلزار عنا کے مولف نے لکھا کہ شہر کرکی بہردو کاف تازی ہے اور اورنگ آباد مراد ہے۔ تاریخ صبح صادق کے مولف صاحب ترجمہ کے زمانہ کے بعد اورنگزیب عالمگیر نے اپنے نام سے اورنگ آباد آباد کیا۔ اولاً اس آبادی کو کرکی کہتے تھے منسوب بکرک بفتحتین بمعنی سنگلاخ۔ چونکہ اس آبادی کی زمین تمام سنگلاخ تھی۔ ملک عنبر نے اس زمین کرک میں شہر موسوم بہ کرکی آباد کیا۔ اور اس میں عمارات عالیہ بنا کیا۔ انتہی کلامہ

فقیر مولف نے تاریخ جنیر مین دیکہا۔ کہ مولف جنیری لکھتا ہے کہ ملک عنبر حبب
نظام الملک بحری کی ریاست سے قطع تعلق کرکے بیجاپور مین چند روز عادلشاہی
دربار مین رہا لیکن وہان اُسکو کامیابی کامل نہین ہوئی۔ مع جمعیت عبید حبشیہ و کنیہ
وہان سے برخاستہ خاطر ہوکے دولت آباد آیا اور اُسکو اپنا مستقر بنایا۔ ایکروز
بطریق سیر و شکار اس میدان پُرفضا جہان شہر کرکی آباد کیا تہا آیا۔ اور وہان خیمہ
و خرگاہ قائم کیا چند روز شکار و سیر مین مصروف رہا۔ اس مقام کی سبزی و شادابی
دیکہہ کے بہت محظوظ ہوا۔ مقربین و یاران ہم جلسہ سے کہا اگر یہان ایک شہر آباد
کیا جائے تو نہایت ہی آرام و آسائش کا سبب ہوگا۔ یاران جلسہ نے ملک ممدوح
کی راے سے اتفاق کیا۔ اور اصرار سے عرض کیا کہ ضرور آباد کرنا چاہئے۔ پس ملک نے
جس مقام مین اپنا خرگاہ قائم کیا تہا وہان شہر کی بنیاد رکہی۔ اور اسکا نام خرگاہی
رکہا۔ کثرت استعمال سے خرگاہی کا مخفف خرگہی ہوا۔ پہر عوام الناس کے استعمال سے
خرگہی کا کرکی و کہرکی ہوا۔ انتہی کلامہ
مولف صبح صادق صاحب ترجمہ لکھتا ہے کہ پہر مین دولت آباد سے مع النجیر والعافیہ
جنیر مستقر و فرودگاہ صاحب قرانی مین پہنچا۔ اُسوقت میر عبد السلام خان مشہدی
مخاطب باسلام خان نے جو صاحب قران کا مصاحب و سپاہ و فوج کا بخشی تہا
میرے حال پر مہربانی کی اور مجکو بادشاہی ملازمین مین شریک فرمایا۔ شہر جنیر خوش نما
و خوش وضع تہا لیکن ویران و خراب ہو رہا تہا۔ چنانچہ مین نے اسکی صفت مین کہا

ہے
شہر دیدم خراب چون دل ریش | یاد م آمد دیار و منزل خویش
شہرے از مردمش پریشان تر | دل مردم ز شہر ویران تر

بود کوہے بمرغزار جنیر — بر سرش قلعۂ بنام سنیر
کمرش را ز لالہ پیرایہ — دامنش را زمانہ در سایہ
قلعہ اش راہ اختران میزد — تیغ بر ساق آسمان میزد
کمرش را بر آسمان تقدیم — تن جوزا ز تیغ او بدو نیم

ہین شاہجہانی لشکر مین روزنامچہ نویسی پر مامور ہوا۔ اُن ایام مین ملازمان درگاہ جہان پناہ سے ملازمت ومجالست کا اتفاق ہوتا تہا۔ ازانجملہ قیصر بیگ شیرازی ہے۔ لطیف الطبع وخوش اخلاقی سے موصوف ہے۔ درگاہ والامین حاضر رہتا ہے۔ من اشعارہ

زیر دستان را نوازش کس بجز دریا نکرد — قطرہ دریا می شود ہر کہ بدریا میرود

دوم ملا صبحی ہمدانی ہے وہ مہابت خان کی خدمت مین بندگی بسر کرتا تہا۔ لیکن متوہم ہوکے فرار ہوا۔ اور صاحبقران کی خدمت مین آیا۔ اُس زمانہ تک ہمرکاب تہا کہ خانجہان افغان وفتنہ وہنگامہ گرم ہوا۔ آخر افغانی فتنہ مین مقتول ہوا من کلامہ

ہیچ نگفتیم چرخ پیر و پا را — ہر کہ نوشتی برات روزئی ما را

عنایت اللہ بن خواجہ ولی منشی صاحبقران نے فصیحی کے حق مین یہہ بیت کہی ہے

خورد چربی و مالد دست بر سر — چو شمع آویختہ ہر موے صبحی

جب جنیر مین یہہ خبر پہنچی کہ ابراہیم عادل شاہ والی بیجاپور فوت ہوا۔ اُسکا لڑکا محمود شاہ مسند نشین ہوا۔ صاحب قران نے اسلام خان کو تعزیت و تہنیت کیواسطے بہیجا۔ مین بہی ہمرکاب تہا جب ہم بیجاپور مین پہنچے۔ مین نے وہان باقر خورد کاشی کو دیکہا۔ شعرا زمان سے تہا۔ عادلشاہ کی مقاربت مین رہتا تہا۔ بعد ازان

بنگالہ مین گیا۔ اور حج کا عزم کیا سنہ ۱۰۳۸ ہجری مین برہانپور شہر مین پہنچکے فوت ہوا ۵

طول و عرض راہ عشق آغاز و انجام است و بس — ہمتے از کعبہ تا بتخانہ یک گام است و بس
برہمن زنار و زاہد سبحہ صد دانہ داشت — ہر کجا پرواز کردم دانہ و دام است و بس

سنہ ۱۰۳۷ ہجری مین جہانگیر بادشاہ فوت ہوا۔ اس خبر کے سنتے ہی لشکر فیروزی اثر دار السلطنت کی طرف بنگالہ کی راہ سے روانہ ہوا۔ اولاً گجرات مین پہنچ کے اکبرآباد کیطرف متوجہ ہوا۔ اور وہان صاحب قران کا جلوس تجمل کے ساتھہ ہوا۔ اسلام خان بحسب حکم بیجاپور سے حضور کے طرف روانہ ہوا۔ مین اسلام خان کے ہمراہ بنگالہ کی راہ سے بندر سورت پہنچا۔ وہان ملا مونسی شاعر سے ملا ذی استعداد و خوش سیرت تھا۔ شاعری مین عمدہ سلیقہ رکھتا تھا۔ من کلامہ

چہ دوستی تو یک شہر دشمن است مرا — کدام را من تنہا بدست و پا افتم

پھر مین سورت سے احمدآباد گجرات مین پہنچا۔ اور وہان سکونت اختیار کی۔ تقی بلیانی سے جو شیخ اوحدی بلیانی کا نواسہ تھا ملا۔ تذکرۃ الشعرا اسکی تالیفات سے ہے یہہ متعدد جلدون پر شامل ہے۔ من اشعارہ

تنم ز غم چنان پاشید از ہم — کہ آید ہمچو گرد از جامہ بیرون

چند روز احمدآباد مین قیام کرکے اکبرآباد متوجہ ہوا۔ شہنشاہ عالیجاہ کی ملازمت سے مشرف ہوا۔ اور چند روز اکبرآباد مین بسر اوقات کی۔ انہین ایام مین مولانا عبد اللطیف سلطانپوری سے ملاقات کی۔ مولانا اکابر علما سے ہین علوم و فنون مین ہندوستان مین کوئی انکا نظیر نہین ہے۔ محمد سعید بیگ بدخشی مولانا کے تلامذہ سے ہے۔ نیز شہر مذکور مین مولانا روح اللہ مازندرانی متخلص بہ روحی سے ملا۔

بزرگان زمانہ سے تہا۔ طلب علوم مین مشغول تہا۔ روحی کی طبیعت خاص ریاضی سے زیادہ مناسب تہی۔ علم ریاضی کی تکمیل کے لئے دور دراز کے بلاد مین سفر کیا۔ گوشہ گوشہ سے توشہ اور ہر خرمن سے خوشہ حاصل کیا۔ میرے حال پر بہت مہربان تہا۔ اکبر آباد سے بہرائچ مین پہنچا مین نے اسکو بہرائچ مین ہی دیکہا۔ پہر وہ اعظم خان کے عہد مین بنگالہ مین گیا۔ مین بہی وہان اُسکی خدمت مین پہنچا۔ سخندانی و شعرگوئی سے اُسکی طبیعت مناسب تہی۔ خوب کہتا تہا۔ من اشعارہ

الٰہی رشتۂ شوقم بکف دہ	ہوس را بر جگر داغ تلف نہ
تنم را خاک فرسا کن ز پستی	سرم را بندۂ زانو پرستی
امیدم را بکف دامان غم دہ	تمنا را تمنائے عدم دہ
ندارم پائے ہمت جز بدامان	مدہ دستم مگر بہر گریبان

نیز اکبر آباد مین علی آصفی سالک کو دیکہا۔ ذکی الطبع و خوش وضع تہا۔ اسلام خان مشہدی کی خدمت مین زندگی بسر کرتا تہا۔ من اشعارہ

پادشاہیم بر سریر سخن + صفحۂ شعر ما قلمرو ماست
گاہ در چشم ہست و گہ بر رو و گہ بر آستین + از پریشان اختلاطیہائے اشک خود دلتنگم

خلاصہ کلام یہہ ہے کہ مین چند روز اکبر آباد مین سکونت پذیر رہا۔ پہر مین نے حسب الحکم بادشاہ بنگالہ مین جاگیر پائی۔ اور وہان کا ارادہ کیا۔ اور اثنائے سفر مین بہرائچ مین آیا۔ چند روز میر مظفر حاکم کی خدمت مین زندگی بسر کی۔ بہرائچ صوبۂ اودہ مین ایک شہر بزرگ ہے وہان سالار مسعود غازی کا مزار ہے۔ آپ سلطان محمود غزنوی کے خویشون سے تہے۔ آپ کی شہادت ۵۵ ہجری مین

بمقابلۂ ہنود واقع ہوئی۔ پہر مین جونپور مین آیا۔ اور وہان سے براہ رہتاس پٹنہ مین پہنچا۔ میرے والد ماجد ایک سال اول حسب الحکم جہانگیری بنگالہ گئی تھے چندروز پٹنہ مین گذارے۔ سنہ ۱۰۳۸ ہجری کے اوائل مین قاسم خان بموجب فرمان شاہنشاہی بنگالہ کی حکومت پر مقرر ہوکے آیا۔ مین بہی انکی خدمت مین پہنچا۔ قاسم خان نہیر خلیق و لطیف المزاج و آشنا پرور تہا۔ صاحبان علم و فضل کی بہت قدر و منزلت کرتا تہا۔ اور خاص میرے ساتہہ بہت دوستی رکہتا تہا۔ من اشعارہ

نمونۂ جرس بیدلم صد انکنم زبس شکستہ دلم لب بخندہ وا نکنم
مرغ ہر شاخ نیم اے باغبان بالم مبند عندلیبم سایۂ گلبن قفس باشد مرا

بالجملہ مین قاسم خان کی خدمت مین بنگالہ گیا۔ اور چندروز کے بعد راج محل مین پہنچا۔ اور جہانگیر نگر مین قیام پذیر ہوا۔ وہان میرے والد ماجد آئے انکی قدمبوسی سے مشرف ہوا۔ رنج سفر سے آرام پایا۔ اسی زمانہ مین سید علاء الملک برادر ابو المعالی کی ملازمت سے مستسعد ہوا۔ سید مذکور علماء اکابر سے ہین۔ باوصاف بزرگان اولیا موصوف تہے۔ آپکے والد ماجد علامہ میر سید نور اللہ مرعشی تہے آپنے علم والد ماجد کی خدمت مین حاصل کیا۔ اور تکمیل کے لئے شیراز گئے وہان کے علما سے تحصیل کے درجہ کو تکمیل پر پہنچایا۔ اور پہر شیراز سے ہند مین مراجعت کی اور درس تدریس مین مشغول ہوا۔ فی الحال شاہزادے سلطان شجاع کی تعلیم مین مصروف ہے۔ بادشاہ مولانا کی تعظیم و تکریم کرتا ہے میرے حال پر بیشمار عنایت فرماتے ہین۔ آپکے تالیفات سے مہذب فی المنطق۔ و انوار الہدی فی العلم الالہی۔ و صراط الوسط فی اثبات الواجب وغیرہا۔ شعر و شاعری سے بہی آپ کی

طبیعت مناسب تہی۔ کبہی کبہی شعر موزون فرماتے تہے۔ من اشعارہ

شبہا چشم تو بربستہ خود خواب کند | زلف تو بروز سیر مہتاب کند
رو را ہمہ کس بسوئے محراب کند | جز چشم تو کو پشت بمحراب کند

امیر ابو المعالی بہی فضائل و کمالات سے موصوف تہے۔ لطف طبع و سخن فہمی مین معاصرین سے ممتاز تہے۔ بیالیس برس کی عمر مین سنہ ۱۰۴۶ ہجری مین بنگالہ مین فوت ہوئے۔ مجہہ سے آپکو زیادہ اخلاص تہا۔ آپنے از روئے محبت میری نسبت کہا ہے ہو ہذہ

امروز چو دید میرزا صادق را | شد سرمہ نور دیدہ عاشق را
یارب ز انجا کہ ہست لطف تو مبا | جز وصل نصیب عاشق صادق را

آپ کی تصانیف سے تفسیر سورۂ اخلاص۔ و رسالۂ عدالت۔ و انموذج العلوم و دیوان شعر و غیرہا ہین۔ پہر مین اسی زمانہ مین سید شاہ باقر حسینی کی ملازمت سے مشرف ہوا۔ یہ بزرگ سادات مشہد و خدام روضہ رضویہ سے تہے۔ حاصل تخلص فرماتے تہے مستقیم الرائے و عالی ہمت و بلند حوصلہ تہے۔ خوش طبع و خوش مزاج و بلند حوصلہ تہے من اشعارہ

با بیم چو برق خندہ زنان از جہان گذشت
بسکہ دارم ناتوانی چون نم جا جنبیدہ ام
سحر چو شمع سیہ روئے گشت داشتم
ما ئیم کہ در بحر فنا ئیم ہمہ
تا آمدہ ایم رفتہ ایم از عالم

نتوان چو ابر بر سر دنیا گریستن
بر زمین از سایۂ خود بیشتر افتادہ ام
کہ ہر کہ پردہ دری کرد رو در سوا کند
در کشتی عمر نا خدائیم ہمہ
در گوش زمانہ چون صدائیم ما

چون کثرت خلق نمودار یکیست — در چشم خرد اندک و بسیار یکیست
یک خواه و یکی طلب که در حلقهٔ ذکر — تسبیح هزار دانه را تار یکیست

اور انہین ایام مین مولانا محمد یزدی لاہوری کی خدمت مین باریاب ہوا۔ وہ بہی علمائے زمانہ مین برگزیدہ تہا۔ مدت تک ابو الفضل کی خدمت مین زندگی بسر کیا پہر بنگالہ گیا۔ قاسم خان والی بنگالہ سے خدمت قضا پر مامور ہوا۔ اب معزول ہے نیاز مند صاحب ترجمہ کو اُس بزرگ سے تلمذ ہے۔ اور آپ سب اساتذہ سے مجکو یاد مانتے تہے۔ شاعری مین مذاق کامل رکہتے تہے۔ من اشعارہ

در دل ہوس کعبہ و بتخانہ شکستیم — سنگ آمد و شد جانانہ شکستیم

آپکے صاحبزادے مسمی ملا عبد اللہ فضلائے زمانہ سے تہے۔ مجکو آپ سے بہی نیاز ہے۔ خط و شعر و فنون سپاہگری اور ہنرون پر قدرت کاملہ رکہتا تہا۔ راج محل مین سلطان شجاع کی خدمت مین تہا۔ من اشعارہ

کان می نمود دعوی ہمدستی گفت — دست زمانہ زین جہت سنگسار ساخت

انہین ایام مین خواجگی محمد شریف محققی سے ملا۔ شعرائے معاصرین مین مشہور تہا آپکے والد خواجہ حسن علی شوستری تاجر کثیر المال تہے۔ آخر جونپور مین فوت ہوئے خواجگی شریف والد کے فوت ہونیکے بعد بنگالہ مین گیا۔ ابراہیم خان فتح جنگ نے آپکے حال پر بہت لطف و کرم مبذول فرمایا۔ دیوانی سے آپکے لئے جاگیر مقرر کرائے اُسوقت سے صاحب ترجمہ اسی بنگالہ مین سکونت پذیر ہے۔ من اشعارہ

چشم نرگس کہ ندارد و بغنودن کاہے — گو نیارستہ ز آب مژہ بیدار ہی
روشن دلے چو شمع درین بزم ماندہ — کز تن بکاہدے و بجان در فزایدے

هستی ما است بر رخ آئینهٔ وجود　　چون تیرگی دم کرده همه نهالی
یک نقطه بیش نیست سپهر عجوبه کار　　وین دائرهٔ ز نشر عنبت دوران نماند
گفتی که جهان چیست نمود بی بود　　حق است بی منکر حسنش نتوان بود
مانندهٔ نقط لا است هستی دو کون　　صورت موجود و معنیش نفی وجود

اور اُسی دیار مین مین نے محمد تقی دیدار کو دیکھا ۔ علم تصوف مین خوب مہارت رکھتا تہا سخن سنج و سخن فہم تہا ۔ واقف تخلص کرتا تہا ۔ چند مدت عبدالرحیم خانخانان کی خدمت مین بسر کیا ۔ صاحبقران کے اوائل عہد مین بنگالہ کی امینی پر مامور ہوا جب اعظم خان بنگالہ مین آیا تب اسکو معزول و محبوس کیا ۔ آخر حبس سے رہا ہوکے درگاہ والا مین گیا ۔ معزز و مکرم ہوا ۔ من ۲ اشعاره

نیست فرقی درمیان خم و دیر و بت کده　　رشتهٔ پیوند خویشت کمتر از زنار نیست
در مجلس دوست زهر پیمانه یکی است　　آه سحر و نعرهٔ مستانه یکی است
از مسجد و دیر حق پرستی است غرض　　گر خانه دو تا است صاحب خانه یکی است

نیز قاسم خان کے عہد مین مخلص حسین تبریزی بنگالہ مین بخشی گری پر مامور تہا لطف طبع سے موصوف تہا اور اُسکے ہمراہ ملا سراجی بہی تہا ۔ سراجی مرد کم آزار لائق تہا ۔ پس مخلص اکبرآباد گیا اور وہان فوت ہوا من ۲ اشعاره

خال تو دلربا ست نگہدار خویش باش　　دزدی کسی بخوبی ہندو نمی کند

اور قاسم خان کے عہد مین حسن بیگ گرامی شاعر بہی بخشی گری نواره پر مامور تہا شاعر پرگو و خوش سلیقہ تہا ۔ من ۲ اشعاره

ز پا افتادهٔ عشقت امید از چشم تر دارد　　که آید سیل اشکی تا سرش از خاک بر دارد

نیم ازو راز تو چون بوے تو برگرد تو میگردم　　اگر روزے فراموشم کنی سر در گریبان کن

اور قاسم خان کے زمانہ مین ملا درویش والہ ہروی بہی اس دیار مین آیا۔ ذکی الطبع و سخن فہم تہا۔ میرے دوستون سے ہے۔ گہوڑے کی تعریف مین کہتا ہے ع

پیش او بعد مسافت بنود پنداری　　کاسمان وار گرفته است میان به بغل

اور اسی عہد مین ملا وفائی ہروی بہی ہند مین آیا طبع سلیم سے موصوف تہا من اشعارہ

از ما مپوش چہرہ کہ ما بے ادب نئیم　　کوتہ تر است از مژہ ما نگاہ ما

قاسم خان کے مصاحبون سے عباسی شاعر بہی تہا۔ نہایت فصیح البیان و بلیغ تہا خان موصوف کے عہد مین فوت ہوا۔ من اشعارہ

چہ شد شکست پیالہ چہ شد نماند صراحی　　سبو کدو چو بود بی صراحی ست و پیالہ

ملا حلمی شیرازی خواہرزادہ عرفی بہی قاسم خان کے ملازمین مین شریک تہا۔ چند مدت کے بعد حیدر آباد گولکنڈہ مین آیا۔ قطب شاہ نے اسکی بڑی تعظیم و تکریم کی عیش و عشرت سے زندگی بسر کرتا رہا۔ آخر با جل طبعی گولکنڈہ مین فوت ہوا۔ من اشعارہ

تو آن بزرگ نوائی کہ ہر کہ پروردہ　　ز نعمت سر خوانت بروزگار عظام

بزیر خاک پس از مرگ ہمچو شاخ　　درخت بجویش بالد ز استخوانش اندام

اور قاسم خان کے ملازمون مین سے میر عبد القیوم بن سید محمد فراہانی تہا۔ غنی تخلص کرتا تہا۔ شاعر سخن سنج و خوش گو تہا مولف صبح صادق صاحب جمہ لکہتا ہے کہ میرے دوستون سے تہا۔ خان موصوف کی وفات کے بعد جہانگیر نگر مین فوت ہوا من اشعارہ

دلم شمشمن جان بود بلاکش کردم　　وز خنجر آہ خاک جاکش کردم

از خون جگر شستم و پاکش کردم　　ور شہد آرزو بخاکش کردم

اور ضیاء الدین یوسف تبریزی بنگالہ مین مقیم خان ابہری دیوان کی خدمت مین زندگی بسر کرتا تہا۔ لطیف الطبع و ظریف المزاج تہا۔ چند روز بنگالہ مین بسر کرکے اعظم خان کے عہد مین پٹنہ گیا۔ من اشعارہ

دل یکے آتش پرست و سینہ آتش خانہ بود　　باز امشب طرفہ شورے با من دیوانہ بود

اور محمد صالح ستار تخلص تبریزی بہی مقیم خان ابہری دیوان بنگالہ کی مصاحبت مین تہا شاعر سخن فہم و سخن دان تہا۔ من کلامہ

دل شکستہ ما مومیائی میخواست　　اگر اسیر سیہ چیرہ شدیم سجاست

گلقند آفتابی آخر علاج ما کرد　　رخسارہ و لب او درد مرا دوا کرد

ملا دوست محمد کشمیری شاعر لطیف الطبع و خوش خلق تہا شطرنج بازی مین مہارت کامل رکہتا تہا۔ میرزا ابوسعید نبیرہ اعتماد الدولہ کی ملازمت مین زندگی بسر کرتا تہا۔ قاسم خان کے فوت ہونے کے بعد فوت ہوا۔ من اشعارہ

ابروئے تو مسجد جہان را محراب　　اے خوئے تو بجت نماز جان را محراب

ہر سوست نماز عارفان را محراب　　گردید بگرد ما فلک خم یعنے

اور ابراہیم اصفہانی۔ آقا محمد زمان امیر بنگالہ کی خدمت مین تہا من کلامہ

از سر ہوس طرہ و دستار نہادیم　　آرائش دیوانہ گل داغ جنون بس

ملا محمد جان ظریف الطبع میرزا نور اللہ کی خدمت مین بسر کرتا تہا من کلامہ

دلق فراق پوشم و برتن در آورم　　چون رشتہ ہم تو بسوزن در آورم

جہانگیر نگر مین متہرداس نام ہندو تخلص زکی الطبع تہا۔ من کلامہ

دگر از آستین ما بگریخت　　دست ما تا گرفت دامن دوست

چون دولابم ز چرخ پر فن   سر در چاه و رسن بگردن

سوئے اتفاق سے خانزمان بن مہابت خان ناظم بنگالہ نے اسکو قید کیا۔ قیدخانہ سے ایک غزل حکیم رکنا مسیحا کے پاس بھیجی۔ اور رہائی کی بابت سفارش کی درخواست کی۔ مسیحا کی سفارش سے رہائی پائی۔ غزل یہہ ہے۔

سلام من که رساند حکیم رکنا را	ز درد من که خبر میدهد مسیحا را
منم فتاده بدام بلا بجرم سخن	سخن اسیر قفس کرد عندلیب گویا را
شفاعت من کافر مگر مسیح کند	که با مسیح تولا بود نصاری را

صادق صاحب ترجمہ صبح صادق میں لکھتا ہے کہ میں قاسم خان کے عہد میں بخشی گری سرحد بنگالہ پر مامور ہوا۔ وہاں کی حکومت پر میرزا خان ابن شاہنواز خان بن عبدالرحیم خانخانان حاکم تھا۔ چند مدت میرزا خان کے سایۂ عاطفت میں بسر کیا۔ میرزا کے معزول ہونیکے بعد جہانگیر میں واپس آیا۔ اسوقت خواجہ کمال افغانی نے جو کوسار بنگالہ سے تھا بغاوت اختیار کی۔ قاسم خان نے اپنے فرزند کو مع جمعیت و امرائے ریاست باغی کی تنبیہ کیلئے بھیجا۔ اور مجھکو سپاہ کی بخشی گری پر مقرر فرمایا۔ لشکر میں محمد منعم نام شاعر خوش طبع آقا محمد زمان کی خدمت و مصاحبت میں تھا من اشعارہ

زبسکه بر تن خصمت نشسته بر هم تیغ   گمان برند که پوشیده دشمنت جوشن
مطرب ماکه بلب قلقل مینوشان ست   نی جدا از لب و کوچه خاموشان است

جب لشکر خواجہ کمال کے مستقر پر پہنچا عجز و انکساری سے پیش آیا۔ امرا کی خدمت میں حاضر ہوگیا۔ گرفتار کر کے جہانگیر میں لائے۔ محبوس کیا گیا۔ میر شاہ باقر نے

اسکی گرفتاری کی تاریخ کہی ہے بزودی ہرکمالے را زوالے است

پہر مین ہی جہانگیر نگر مین لشکر کے ساتہہ واپس آیا۔ اسوقت ١٥ چراغ بیگ شاملو سمند تخلص جہانگیر نگر مین آیا ظریف الطبع تہا۔ فن موسیقی مین خوب مہارت رکہتا تہا۔ اسکا باپ امام قلی بیگ شاملو جہانگیری امراسے تہا۔ بنگالہ مین فوت ہوا چراغ بیگ یہان چندروز بسر کرکے اوڑیسہ بہیجا گیا۔ پہر اسلام خان کے عہد مین بنگالہ مین بلایا گیا۔ جاگیر سے سرفراز ہوا۔ آخر جاگیر مین فوت ہوا۔ میرے دوستون سے تہا۔ من اشعارہ

سیل اشکم در غمش از بسکہ طغیان میکند
چشم تا برہم زنم صد خانہ ویران میکند

بیک تبسم گل ز چمن میبرد بی
چہ خار خار کہ در دل فتاد بلبل را

اور انہین ایام مین مین نے محسنائے شیرازی کو دیکہا۔ آقا محمد زمان کی خدمت مین آرام سے زندگی بسر کرتا ہے حسن خط و لطف طبع سے موصوف ہے مجکو موصوف الیہ سے نیاز و ملازمت حاصل ہے۔ من اشعارہ

جز چشم سیہ کز مژہ صد رخنہ بدل کرد
با خامۂ مو کس نکند نقش نگین را

تا سرو تو افکند بسایہ زمین را
جا تنگ شد از سبزہ و گل خاک نشین را

میدہم دل ز لبت بوسی تمنا میکنم
گوہرے دارم بکف با لعل سودا می کنم

اور اسی زمانہ مین زنبیل بیگ خلخالی منشی تخلص کو جہانگیر نگر مین دیکہا۔ ملازمت سے مشرف ہوا من اشعارہ

من بذوق اینکہ می بوسد لب جانانہ را
می کلم چندانکہ لب دارد لب پیمانہ را

اور نیز شہر مذکور مین سید عبد الحی تخلص خرابی کو دیکہا۔ حسین شاہ والی بنگالہ کے

احفاد سے بے پریشان حال و پراگندہ بال تہا۔ اسکا کلام لطف و مزہ سے خالی نہین

دل خوشتہ خوشتہ از زلف غم شد از انکہ من — بہیچ تکلف ندارم از ابنائے روزگار
ہمہ عالم اگر خیاط گردد — گریبان خرابی چاک گردد

خرابی چند روز کے بعد اس عالم خراب سے عالم آباد بقا کی طرف روانہ ہوا۔
پس جب قاسم خان نے سنہ ۹۴۲ ہجری مین رحلت کی۔ اسکی جگہہ اعظم خان ساوجی جو میر جعفر ساوجی وزیر شاہ طہماسب صفوی حکومت بنگالہ پر مقرر ہوا پس مین ساوجی کے عہد مین امیر علاء الدولہ عرشی شوشتری کی صحبت مین مشرف ہوا۔ علاء الدولہ ہمچو برادران میر علاء الملک و امیر ابو المعالی صفات حمیدہ سے موصوف تہا۔ شعر و شاعری کا فریفتہ تہا۔ من کلامہ

میان سرو قدان قامت ترا خوش کرد — زمانہ مصرع موزونی انتخاب کردہ

اور اسی عہد مین میر معصوم کاشی بن میر حیدر معمائی و برادر میر سنجر کو دیکہا۔ وہ بہی شعرا مین فرد فرید تہا۔ خوش صحبت و آشنا پرور تہا۔ من کلامہ

مجنون بخاک رفتہ و موران ز نقش پا — بر تربتش نشان سلاسل نہادہ اند
کفر بلی و رد سری نیست چنین معلوم — بت پرستان ہمہ صندل بہ جبین می مالند

پس اعظم خان ساوجی کے عہد مین میرے والد ماجد محمد صالح اصفہانی بتاریخ دہم شوال سنہ ۱۰۰۰ ہجری اس دار ناپائدار سے عالم بقا کو روانہ ہوئے۔ آپ بہی شاعر پرگو تہے۔ من اشعارہ

مسیح اشکم چون بغل بکشاد جستجو گفت بس — چون بخود پیچیدم از اندیشہ گردون گفت بس
ما و بخت بد ببین او ہی با امید کسے — خاک میکردیم بر سر کہ ماہون گفت بس

جان نہ ہند کش بصد یہ بزم حریفان / تا نبری سر بہ تیغ تیز کدو را

بکشائے دلیرانہ کہینی بر چشم / گہہ رز ز خون دل امینی بر چشم

اے دردکشان شراب در شیشہ کنید / از بہر دل خراب در شیشہ کنید

از بیم خمار می طپد در بر دل / گر نیست شراب آب در شیشہ کنید

صادق صاحب ترجمہ لکہتا ہے کہ ہم چار بہائی حقیقی تہے - ایک محمد تقی ایران میں رہا تہا - میں اور محمد سعید و محمد جعفر ہر سہ برادر باپ کے ساتہہ ہندوستان میں آئے - محمد سعید طبع لطیف سے موصوف تہا اور دوسرے بہائی بہی لیاقت و فضیلت سے معرا نہیں تہے - من کلام محمد سعید

گوئی جام شاہ زبس گشت روز رزم / آراستہ ہست بہ سر چوب و تن طیور خوان

زین پس ہمائے طعمہ خود بہ ہوا خورد / از بس فتادہ بر سر یکدیگر استخوان

والد ماجد کے فوت ہونیکے بعد ہم پر بیشمار مصیبتیں نازل ہوئیں - وہ مطالبات سلطانی گرفتار ہوئے قریب تہا کہ قیدخانہ میں بہیجے جائیں - لیکن آقا میر علی ہمدانی بخشی نے میری حمایت کی اور مجہکو اور میرے بہائیونکو اپنی حفاظت میں رکہا - آخر اسلام خان مشہدی بنگالہ کی حکومت پر مامور ہوکے آیا - میں نہایت شوق سے استقبال کیلئے روانہ ہوا - مقام منگیر میں شرف خدمت سے مشرف ہوا - خان ممدوح نے بدستور سابق عنایات قدیمانہ سے سرفراز فرمایا - پس خان موصوف کے ساتہہ جہانگیرنگر میں آیا - جو کچہہ امید رکہتا تہا اسکا خلاف پایا - مدت کے بعد مختصر جاگیر سے ممتاز ہوا - اسی مصیبت و پریشانی کے زمانہ میں محمد قلی سلیم تخلص کو جو اسلام خان کے خدمت میں بسر کرتا تہا - شعرا زمان سے تہا جہانگیرنگر میں دیکہا وہ

طبقہ اتراک سے ہے۔ مقام طرشت ری اسکا مولد ہے۔ لطیف الطبع و سلیم المزاج تھا امیرانہ شان سے رہتا تھا۔ من اشعارہ

تا چند دیر و کعبہ مخوان این فسانہ را	ہمچون کمان حلقہ یکے کن دو خانہ را
ماتم دستور اینجہان خراب	گریہ ہست و خندہ یکی ہست
گر زمین از جا رود آزادگان را باک نیست	ہمچو نخل موم بارا نشئہ در خاک نیست
شب صالے اگر روز کردہ دامنی	کہ آفتاب قیامت ستارہ صبح است
نخورند در گلستان گل لالہ آب بیتو	بگلوے شیشہ می نرود شراب بیتو
ہنر از خصم جدا شد و از من عیب است	چون رگ لعل ز دانار گردن عیب است
مرا معانی کوتاہ دلپسند بود نباشد	چو گوش گر شنوتا سخن بلند بود نباشد

اور اسی زمانہ مین میر رضی بن ابو تراب مشہدی بنگالہ آیا۔ عالم فاضل شاعر کامل تھا چند روز یہان رہا پھر ایران چلا گیا۔ دانش تخلص کرتا تھا۔ فقیر مولف نے حرف دال مین آپکا ذکر لکھا ہے۔ من اشعارہ

بر سرم آمد ولے بسیار زود از من گذشت	دولت تیغی کہ میگویند شمشیر تو بود

محمد شریف طالقانی اسلام خان کے ساتھ تھا۔ شریف الطبع و لطیف المزاج تھا بنگالہ سے اسلام خان کے ہمراہ دکن مین گیا۔ اور وہان فوت ہوا منہ

زاہد نخوری بادہ کہ مستی دارد	مستی دارد ہر آنچہ ہستی دارد

اور مین نے اسلام خان کے عہد مین میرزا شاہ باقر واجدی شیرازی کو دیکھا۔ خوش طبع و شیرین زبان تھا خوش اخلاق و دوست پرست تھا۔ منہ

عاشق تا جان نہ در پردہ جانان باخت	کے منزل اصل عشق را ماوی ساخت

تا بود درون بحر ماہی زندہ ‏‏| موجش از بحر کے بساحل نداخت

پس انہین ایام مین کوچ و آشام کے زمینداروں نے بغاوت شروع کی - ملک مین فتنہ برپا ہوا - اس ہنگامہ فتنہ مین عبد السلام حاکم کوچ قید کیا گیا - اسلام خان نے اپنے بہائی میر زین الدین علی خان کو مع لشکر عظیم ان کی تنبیہ و تادیب کے لئے بہیجا - مولف صبح صادق صاحب ترجمہ لکہتا ہے کہ مین بہی جاگیر کو ترک کر کے با حالت تباہ کوچ کے طرف روانہ ہوا - لشکر ظفر اثر مین لاحق ہو گیا - میر زین الدین علیخان نے میرے حال پر بہت شفقت و مہربانی کی - چار مہینہ تک ہیر کے ہمرکاب رہا آرام سے بسر کرتا تہا - اسی لشکر مین عبد الرحیم بن عنایت اللہ ابیوردی کو دیکہا لطف طبع و حسن خط سے موصوف تہا صیدی تخلص کرتا تہا - من اشعارہ

پیچش زلف تو در دام کشد عنقا را ‏‏| غمزہ تیر تو بر سینہ زند دلہا را
وحشیانش ہمہ از چشمۂ دل آب خورند ‏‏| جگر شیر بود آہوئے این صحرا را

جب برشکال کا موسم شروع ہو گیا - اور سپاہ کا کوچ کرنا مشکل و دشوار ہوا - تب مجکو میر زین الدین علیخان نے جہانگیر نگر بہیجا - تا کہ اپنے کاروبار ضروری کو انجام دیکر لشکر ظفر اثر کے لاحق ہو جاؤن پس مین جہانگیر نگر مین آیا - اور اسلام خان کی ملازمت سے مشرف ہوا - خان موصوف سے ابتدا مین عنایت و لطف بے اندازہ دیکہا لیکن آخر مین بوجہ برعکس ابتدا پایا - روز بروز بیتوجہی دیکہتا تہا - بامر مجبوری چار نا چار گزارتا تہا - اسی زمانہ مین میرزا محمد حسین حسینی مشہدی اس ملک مین وارد ہوا - مین اسکی ملازمت سے مشرف ہوا - یہ بزرگ خراسان کے اکابر سادات و امرائے زمان سے ہے آپکے بزرگان سلف سے میر حسین خان ہرس مین حکمرانی

کرتے تھے۔ ان کے بعد حسین خان فیروز نے سرخس پر حکمرانی کی۔ اور خراسان مین اکثر کار نمایان کئے۔ آخر کسی معرکہ مین مقتول ہوا۔ مقتول نے خراسان مین ایک حوض بنا کیا تھا۔ یادگار باقی ہے اور حوض کے بنا کی تاریخ یہہ ہے ؎ دہی آب بجوئبار حسین + اور حسین خان فیروز کا بہائی میرزا یادگار حسین ہندوستان مین آیا جہانگیر کی خدمت مین باریاب ہوا منصب مناسب سے سرفرازی پائی۔ پہر صاحب قران ثانی کے عہد مین یادگار حسین خان خطاب پایا کابل مین فوت ہوا۔ میرزا محمد حسین مذکور یادگار حسین خان کا نبیرہ ہے صاحب قران کی خدمت مین باریاب ہوکے ۱۰۴۹ ہجری مین بموجب فرمان شاہی بنگالہ مین پہنچا ہے فی الحال اسی ملک مین سکونت پذیر ہے۔ مولف صبح صادق صاحب ترجمہ لکھتا ہے کہ مین نے میرزا کے حق مین کہا ؎

بر روے زمین سوار چون تو نبود	وہر مہر آشکار چون تو نبود
بر درگہ شہریار چون تو نبود	اینہا سخن است یار چون تو نبود

میرزا نے میرے حق مین کہا۔

ای آنکہ دلت با من بیدل یار است	ہم دلشکن من است و ہم دلدار است
دست تو مدام با دلم درکار است	تو خسروی او طلاے دست افشار است

پہر مین نے ایک غزل موزون کرکے میرزا کی خدمت مین بہیجی۔ غزل یہہ ہے۔

سوے میخانہ بیا ئید جنون خواہم رفت	باز از عالم اسباب برون خواہم رفت
حدا این بادیہ جز اشک ندیدست کسے	آہ خواہم شد و از اشک فزون خواہم رفت
راہ گم کردہ ام و میکدہ را می جویم	کہ نیا ہم ز خم چرخ برون خواہم رفت

جواب مین لکہا۔

همره عشق ز سر حد جنون خواهم رفت — همچو هوش از سر دیوانه برون خواهم رفت

من اشعاره

دهر لغزشگه مردان خداست — موسی اینجا بعصا میگردد

هیچ دل نیست که سرگرم دل افروزی نیست — رنگ خاکستری فاخته بی سوزی نیست

پھر مین اسلام خان کے عہد مین خواجه سعد الدین محمد مشہدی کی ملازمت مین پہنچا آپ حسن اخلاق و محاسن صفات سے موصوف ہین۔ آپکے والد حاجی غیاثا تجار زمانہ سے ہین فی الحال اسی ملک مین سکونت رکھتے ہین۔ من اشعاره

جنس ما پامال گردید از هجوم مشتری — همچو آتش سوخت ما را گرمی بازار ما

خوش آن نسانان تقیدی کن چو طفلان از شکست گل — بهر جا میرسیدم خانه بنیاد میکردم

زنده دارد کوهکن را سرگذشت زخم او — آب حیوانے که می گویند آب تیشه است

جب میری نسبت اسلام خان کی بی توجہی اندازہ سے زیادہ ہوئی۔ اسی بے توجہی عہد مین کسی بدمعاش نے خان موصوف سے میری شکایت کی اور غیر واقعہ باتین بیان کین۔ پس نتیجہ یہ ہوا کہ میری نسبت حکم صادر ہوا کہ تھانہ سلیم آباد جائے ناچار حسب الحکم سلیم آباد مین آیا۔ تا ماه شعبان سنه ١٠٤٨ ہجری تھانہ مین قیدی کی طرح پڑا رہا۔ پھر تھوڑے ہی زمانہ کے بعد اسلام خان معزول ہوا۔ مجھکو سلیم آباد سے بلا لیا۔ مگر یہان سے جاتے وقت بھی میرے حال پر مہربانی نہین کی۔ بلکہ جو منصب رکھتا تھا اسکو بھی کم کرکے گیا۔ خان معزول کے بعد سیف خان قزوینی برادرزاده آصف خان میرزا جعفر بجائے عم آیا۔ میرے حال پر نظر رحم کرکے مجھکو تھانہ ادراک پور پر مقرر فرمایا انتہی سفرنامہ میرزا صادق صاحب۔ ترجمہ مولف صبح صادق۔

صائب میرزا محمد علی اصفہانی

صائب تخلص میرزا محمد علی نام۔ اُسکا باپ اصفہان کے مشاہیر تجار کے
خاندان سے تہا۔ آپ ایران کے بلاد مین بغرض تجارت آمد و رفت کرتا تہا۔ ایک وقت
حسن اتفاق سے تبریز مین سکونت اختیار کی۔ اور اصفہان سے وہان اپنے عیال
و متعلقین کو بلا لیا۔ پس شہر تبریز مین صائب کی ولادت ہوئی پہر ولادت کے بعد
اسکے والد نے مع عیال اصفہان مین مراجعت کی۔ یہان صائب کی نشو و نما و تعلیم
و تربیت کی تکمیل ہوئی۔ اسی وجہ سے اسکو تبریزی و اصفہانی کہتے ہین۔ صائب کا
والد فرزند ہونہار کے دیدار سے بہت ہی خوش ہوتا تہا۔ کثرت محبت سے اکثر لخت جگر
کو پیش نظر رکہتا تہا۔ تذکرہ حسینی کے مولف نے لکہا کہ ایکروز میرزا ایام طفلگی
مین باپ کے ہمراہ ایک بزرگ کامل و صاحبدل کی دوکان پر جو صحافی کا پیشہ کرتے
تہے گیا۔ شیخ کامل نے ریزہائے کاغذ کو سرپیش مین ملا کے مرزا سے کہا بخور جان بابا
مرزا نے حسب اشارہ والد ریزہائے مذکور کا ثلث حصہ کہا لیا۔ باقی چہوڑ دیا شیخ
نے فرمایا اگر یہ تمام کہا تا تو اسکا کلام تمام عالم کو مسخر کرتا۔ اب ثلث جہان کو مسخر
کریگا۔ اسکی لیاقت و بزرگی کا آوازہ گوش جہان کا آویزہ ہوگا۔ انتہی کلامہ
پس میرزا تحصیل و تکمیل علوم کے بعد شعر و شاعری کیطرف مائل ہوا۔ مضامین
تازہ بتازہ موزون کرنے لگا۔ خاصکر اسکی طبیعت شعر و شاعری سے قدرۃ مناسب
و مخصوص تہی۔ بہ نسبت دیگر علوم و فنون فن سخن سنجی مین زیادہ دلچسپی و رغبت
رکہتا تہا۔ آزاد بلگرامی و شیر خان مولف مرات الخیال وغیرہ نے لکہا کہ صائب

معنی آفرینی و ایجاد عبارات رنگین و اختراع تراکیب دلنشین مین فرد فرید ہے اور غزل گوئی و تمثیل مین مرد وحید ہے۔ قصیدہ و مثنوی کے میدان مین بھی جولانی کرتا ہے لیکن جو لطف مزہ و انداز تازہ غزل سے جلوہ نما ہوتا ہے۔ وہ خوبی مثنوی و قصیدہ مین نہین ہوتی ہے۔ اور کلام مین تکلف نہین جو کچھہ کہتا ہے تکلف و تصنع سے پاک صاف ہوتا ہے۔ بدیہہ گوئی مین بھی بے نظیر تھا۔ مضامین تازہ و معانی شگفتہ اُسکے گوشہ دماغ مین مستحضر رہتے تھے۔ جب چاہتا تھا فوراً غزل و قصیدہ موزون کر دیتا تھا۔ جب اسکی شاعری کی شہرت ہوئی تب کسی بزرگ نے امتحاناً ایک مہمل مصرع موزون کرکے پیش کیا کہ آپ اسکا ثانی مصرع کہدیجئے مصرع یہہ تھا۔ ع شمع گر خاموش باشد آتش از مینا گرفت۔
صائب نے فوراً اول مصرع کہکے مہمل مصرع کو با معنی کر دیا۔

امشب اے ساقی ز بس گرم است محفل شیون — شمع گر خاموش باشد آتش از مینا گرفت

شاعری مین اسکو تلمذ حکیم رکنا مسیح کاشی اور حکیم شفائی سے تھا۔ دونون کی خدمت مین مستفید ہوا۔ حکیم رکنا مشاہیر شعرا سے گذرا ہے شاہ عباس صفوی کے عہد مین معزز و مکرم تھا۔ بادشاہ اسکی بہت تعظیم و توقیر کرتا تھا۔ اکثر اوقات اس کے گھر پر آتا تھا۔ حاسدین نے شاہ کو اُسکے طرف سے غیر واقعہ باتین سمجھاکے بدگمان کر دیا۔ حکیم رکنا نے کچھہ پروا نہین کی دربار سے قطع تعلق کرکے یہہ مطلع موزون کیا۔ اور وہان سے چلدیا۔

گر فلک یک صبحدم با من گران باشد سرش — شام بیرون میروم چون آفتاب از کشورش

حکیم رکنا مسیح کا حال اس کتاب مین مستقلاً حرف میم مین بیان کیا جائیگا۔

صائب صاحب ترجمہ مذہب کا پابند تہا۔ عالم شباب مین مشہد مقدس و حرمین شریفین
حج و زیارت کیلئے روانہ ہوا۔ زیارت و حج سے فارغ ہو کے مراجعت کے وقت
ایک قصیدہ شاہ خراسان کی منقبت مین موزون کیا جسکا ایک شعر یہہ ہے ؎

للہ الحمد کہ بعد از سفر حج صائب ۔ عہد خود تازہ بسلطان خراسان کردم

چونکہ ہندوستان کی سخاوت و بخشش کی شہرت عالمگیر ہو رہی تہی۔ خاص شعرا کی
قدردانی کے چرچے ایران کے کوچہ و بازار مین دائر و سائر شعرا و علما کے
دلون مین ہند کا شوق موجزن ہو رہا تہا۔ پس صائب کے دل مین بہی خیال پیدا ہوا
کہ ہند کی سیر کرنا چاہئے۔ چنانچہ خود کہتا ہے ؎

ہمچو عزم سفر ہند کہ در ہر دل ہست ۔ رقص سودائے تو در ہیچ سری نیست کہ نیست

بعالم شباب سنہ ۱۰۳۳ یا سنہ ۳۴ ہجری و آخر عہد جہانگیری مین ہندوستان روانہ ہوا۔
صائب تاجرزادہ تہا زاد و راحلہ کی کچہہ کمی نہین تہی آسودہ حالی کے ساتہہ کابل مین
پہنچا۔ وہان ظفرخان بن خواجہ ابوالحسن وزیر اعظم نیابتًا باپ کے جانب سے حکمران
تہا۔ علم دوست فیاض قدردان اہل علم تہا۔ صائب خانموصوف سے ملا۔ ظفرخان
نے اسکی بہت تعظیم و تکریم کی اور مہمان عزیز کو مقام عزیز مین رکہا۔ نقاد سخن تہا۔
صائب کے کلام کو عظمت کی نظر سے دیکہتا تہا۔ خود بہی شاعر تہا۔ احسن تخلص کرتا تہا
باہم خوب مشاعرے ہوتے تہے۔ صائب وقتًا فوقتًا خانموصوف کی مدح و ثنا مین
قصائد لکہتا تہا۔ بیشمار صلات سے سربلند و ممتاز ہوتا تہا۔ اور ظفرخان اپنے کلام کو
مرزا کی اصلاح سے درست کرتا تہا۔ مرزا کی شاگردی و اصلاح کی بدولت اسکی لیاقت
و استعداد درجہ ترقی کو پہنچ گئی۔ خود خان موصوف کہتا ہے ؎

تازه گوئیهائے او از فیض طبع صائب است　　　طرز یاران پیش احسن بعد ازین مقبول نیست

ظفرخان و میرزا صائب مین باہم محبت و اتحاد کا ایسا تعلق و ارتباط تہا - کہ جہان صائب کا ذکر آجاتا ہے وہان ظفرخان کا نام بہی لیا جاتا ہے ظفرخان کی سخن سنجی و فیاضی کی زیادہ شہرت ہند و عجم مین صائب کی بدولت ہوئی - اور اسیطرح مرزا صائب ظفرخان کی وجہ سے دربار شاہی مین خطاب و منصب سے سرفراز - و امرا و شعرا کے مجمع مین ممتاز ہوا ظفرخان صائب کی صحبت و مجالست سے ہر وقت تازہ دل و شگفتہ خاطر ہوتا تہا - اکثر اوقات خان موصوف مرزا سے فرمائش کرتا تہا کہ شعرائے قدما کے دواوین سے چند اشعار اور اپنے دیوان کا انتخاب مرتب کر دیجئے - پس صائب نے حسب خواہش خان موصوف اس اہم کام کو قبول کیا - اور شعرائے متقدمین و معاصرین کے دواوین سے عجائب و غرائب اشعار انتخاب کرکے ایک بہت بڑی ضخیم کتاب مرتب کردی - اس کتاب غرائب مین دواوین قدما کے منتخب اشعار کیا ہے گویا ہر ایک دیوان کا لب لباب و انتخاب لاجواب تہا - چنانچہ اسی غرائب اشعار کا ایک نسخہ خوش خط مطلا جدول فقیر مولف کے کتبخانہ مین موجود تہا افسوس کہ وہ نایاب نسخہ حیدرآباد کی طغیانی واقعہ ۱۳۲۵ ہجری مین غرق آب و نذر سیلاب ہو گیا - اسیطرح صائب کے دیوان کا انتخاب بہی غرق آب و آلودہ خلاب ہوا - کسیقدر اوراق گل آلودہ دستیاب شدہ فقیر مولف کے پاس موجود ہین - نذر [illegible]

صائب سب سے زیادہ خواجہ حافظ کا معتقد و معترف تہا - اور آپکا نام نہایت ادب سے یاد کرتا تہا - خواجہ صاحب سے حسن اعتقاد رکہتا تہا - خواجہ کی غزل پر غزل لکہنا بے ادبی سمجہتا تہا - ایک آدہ احباب کے اصرار سے لکہہ کے مقطع مین معذرت کی -

صائب چہ توان کرد بہ تکلیف عزیزان　　　ورنہ طرف خواجہ شدن بے بصری بود

ایضاً دوسری غزل مین کہتا ہے -

روا ست صائب اگر نیست از رہ دعوی　　　تتبع غزل خواجہ گرچہ بے ادبی ست

اور اپنے دونون استادون یعنے حکیم رکنا مسیحا و شفائی کا نام بھی ادب سے لیتا ہے۔

این جواب آن غزل حضرت رکناست کہ فرمود
پائے ملخے پیش سلیمان چہ نماید

در اصفہان کہ بدرد سخن رسد صائب
کنون کہ نبض شناس سخن شفائی نیست

اور ظہوری و اسیر و نظیری و عرفی کو بھی ذکر خیر سے یاد کرتا ہے۔

صائب چہ خیال است شوی ہمچو نظیری
عرفی بہ نظیری نہ رسانید سخن را

صائب نداشتیم سر و برگ این غزل
این فیض از کلام ظہوری بما رسید

خوشا کسیکہ چو صائب ز صاحبان کمال
تتبع غزل میرزا جلال کند

ظریف الطبع و خوش مزاج بھی تھا۔ کبھی کبھی لطیفہ و ظریفہ کہہ دیتا تھا۔ اور کلام مین ظرافت سے بھی کام لیتا تھا۔ چنانچہ میر غلام آزاد و مولف مراۃ الخیال نے لکھا کہ ایک شب ظفر خان کے دولتخانہ پر میرزا صائب اپنے اشعار حاضرین مجلس کو سنا رہا تھا۔ مجلس کے ہر ایک گوشہ سے واہ واہ کی آواز بلند ہو رہی تھی۔ محفل مین ایک جوان نوخیز و شوخی انگیز مطعون خلائق بھی حاضر تھا۔ صائب کی شعرخوانی کا دور چل رہا تھا۔ شوخ بے باک نے چلا کر کہا۔ شعرائے قدما جو کچھہ مضامین و معانی تھے کہکر چلے گئے۔ اب کوئی ایسا شاعر نہین ہے کہ مضمون تازہ ایجاد کرے اور ایسا مضمون باندہے کہ متقدمین سے کسی نے ایسی بندش نہ کی ہو۔ شاعری فی زماننا اسقدر ہے کہ بزرگان پیشین و شعرائے متقدمین کے کلام کو متغیر کر کے موزون کر لیتا ہے۔ صائب نے جوان شوخ کی تقریر سنکے یہہ شعر موزون فرمایا۔ شعر

اہل دانش جملہ مضمون یافتند
مضمون نماند بہر تنبان شما

جوان نوخیز خجالت و پشیمانی سے زرد رو ہو گیا۔ ظفر خان و اہل مجلس شعر کا مضمون

جو حسب حال تہا سمجہہ کے بہت خوش ہوئے۔ ظفرخان نے مرزا کو انعام و اکرام سے سرفراز فرمایا۔ مرزا صائب ظفرخان کی شاگردی اور اپنے مدحتگری پر ناز کرتا تہا چنانچہ اس کے ابیات ذیل شاہد حال ہیں۔

کلاہِ گوشہ بخورشید و ماہ می شکنم
ز نو بہار سخایش چو قطرہ ریزہ شوم
بلند بخت نہالا بہار تربیتا
حقوق تربیت را کہ در ترقی باد
تو پایۂ تخت سخن را بدست وادی
ز روئے کرم تو چو خورشید خون معنی من
تو جان ز دخلِ بجا مصرع مرا دادی
ز دقت تو معنی چنان شدم باریک
چو زلف سنبل ابیات من پریشانم
تو غنچہ ساختی اوراق باد بردہ من
تو مشت مشت گہر چون صدف بمن دادی

باین غرور کہ مدحت گر ظفرخانم
قسم خورد بسر کلک ابر نیسانم
کہ از نسیم ہوا داریت گلستانم
زبان کجاست کہ از حضرتت سخن رانم
تو تاج مدح نہادی بفرق دیوانم
کشید جذبِ تو این لعل از رگِ کانم
تو در فصاحت دادی خطاب سحبانم
کہ میتوان بدل مور کرد پنہانم
نداشت طرۂ شیرازہ روی دیوانم
وگرنہ خار نمی ماند از گلستانم
چو گل تو زر بسپر بیختی بدامانم

ان اشعار سے ثابت ہوتا ہے کہ ظفرخان نے مرزا کے متفرق اشعار کو جمع کر کے اسکے دیوان کا تکملہ کیا۔ یا مرزا نے ظفرخان کے فرمائش سے اپنے دیوان کا انتخاب کر دیا۔ اور یہہ بہی معلوم ہوتا ہے کہ ظفرخان مرزا کے کلام پر شاگردانہ رد و قدح کرتا تہا۔ اور معانی باریک کے بیچ میں بحث و تکرار۔ اس بحث و تکرار کی بدولت خانموصوف کی استعداد و سخن فہمی ترقی کے اوج پر عروج کرتی تہی۔ نہ خانموصوف

مرزا کے کلام پر استادانہ نکتہ چینی کرتا تہا۔ مرزا ایسا عالی دماغ و نازک مزاج تہا
کہ شعرائے زمانہ کی روک ٹوک اپنے کلام کی نسبت کالعدم سمجھتا تہا۔ اشعار
بالا مین جو کچھہ اپنے شاگرد ممدوح کی مدح مین مبالغہ کیا ہے اور اسکو اپنا ہم سنگ
بنایا ہے یہ مرزا کی کسر نفسی و ممدوح کی مدح سرائی ہے۔

شمع انجمن کے مولف نے لکہا کہ مرزا سنی المذہب تہا۔ باوجود سنی المذہب
مدۃ العمر ایرانیون مین کمال احتیاط سے زندگی بسر کی اور ایسے ڈہب سے رہا کہ خاص و عام
کے نزدیک مقبول و نیک نام ہوا انتہی کلامہ۔ فقیر مولف کے نزدیک قرائن و دلائل سے
ثابت ہوتا ہے کہ امامیہ مذہب تہا اس لئے کہ جب مرزا والد کے ہمراہ ایران گیا سلاطین
صفویہ کے دربار مین باریاب ہوا تا آخر زندگی ان کے نزدیک مکرم و معزز رہا اور
ان کے مدائح مین قصائد غرا موزون کئے۔ بیشمار جائزے و صلات پائے۔ سلاطین
صفویہ امامیہ مذہب تہے مذہب مین سخت متعصب تہے۔ اور اپنے مذہب کا زیادہ لحاظ رکہتے
تہے۔ اگر صائب سنی المذہب ہوتا تو کبہی صفویہ کے دربار مین معزز و ملک الشعرا نہوتا۔
بلکہ زمین ایران مین اسکا رہنا دشوار ہوتا۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

محمد مراد لائق جونپوری کا ایران جانا صائب کی خدمت مین

ید بیضا کے مولف میر غلام علی آزاد بلگرامی نے لکہا کہ محمد مراد لائق تخلص جونپور کے
باشندے جو عالمگیر کے عہد مین لاہور پنجاب کی واقعہ نگاری پر مامور تہا۔ عالم جوانی مین
شعر و شاعری کے شوق مین میرزا صائب کی شہرت سنکے عازم ایران ہوا۔ بیچارہ غریب
جوش شوق و ولولہ ذوق مین ہند سے ایران تک پیادہ پا گیا۔ شہر اصفہان مین صا
ئب۔ صائب نے اسکے حسن اخلاق و اعتقاد کی نہایت قدر و منزلت کی اور مہمان عزیز کو

اپنے گھر مین عزت و آبرو سے اُتارا۔ مہمان نوازی و خاطر داری مین ایک دقیقہ فروگذاشت نہین کیا۔ باہم شعر و شاعری کا بازار خوب گرم رہا۔ لائق کے زبانی منقول ہے کہ مین نے مرزا کو کبھی شعر کی فکر مین متفکر نہین دیکھا جب شعر کا ارادہ کرتا تہا۔ فوراً فی البدیہہ کہہ دیتا تہا۔ ایکروز میر خلاف عادت باغ کے چمنون مین ٹہل رہا تہا کہ مین نے مرزا سے فکر کا سبب دریافت کیا۔ کہا کہ فردوسی کا یہہ شعر ہے۔

بفرمود تا رخش را زین کنند ۔۔۔ دم اندر دم نائے زرین کنند

استاد شفائی نے اس شعر کے جواب مین کہا ہے۔

بفرمود تا زین براہرش نہند ۔۔۔ چو زین ہمہ بالائے آتش نہند

مین بہی اسکا جواب لکہنا چاہتا ہون۔ مین نے کہا اگر اجازت ہو تو مین اس کام کو انجام دون۔ مرزا نے اجازت دی۔ تمام رات اسی فکر مین غرق رہا۔ غور و فکر کے بعد یہہ شعر لکہکے مرزا کی خدمت مین پیش کیا ؎

بفرمود تا زین برادہم نہند ۔۔۔ بہ پشت صبا مسند جم نہند

مرزا نے لائق کے شعر کی بہت تعریف کی۔ اور کلام کی داد دی۔ دیکہو زمانہ سابق مین کسب کمال کا بازار کسقدر گرم تہا۔ طالبین کمال ہند سے عجم اور عجم سے عرب تحصیل علوم و فنون کے لئے کہان سے کہان تک جاتے تہے۔ اور سفر کی مصیبت کے متحمل ہوتے تہے۔ کسب کمال کے خیال مین ایسے مجبور رہتے تہے کہ انکو دور و دراز کے سفر مین ذرہ برابر مصیبت معلوم نہین ہوتی تہی۔ جوش شوق مین انکو مسافت بعیدہ کے طے کرنے مین تکالیف کا بار سر پر اٹہانا آسان نظر آتا تہا۔ شوق مین انکو کچھہ تکلیف نہین ہوتی تہی۔ بلکہ کثرت خوشی سے تکلیف کو تکلیف نہین جانتے تہے

لائق نے مرزا کی صحبت مین مستفید ہو کے ہند مین مراجعت کی۔ اور وطن مالوفہ جو بہ
مین مع الخیر والعافیہ فائز المرام ہوا۔ مرزا صائب خوش اخلاق و مہمان نوازی مین
بھی بزرگان سلف کی پیروی کرتا ہے۔ صائب تمثیل و نظائر مین از روے کثرت تمام اقران
و اماثل مین مقدم و کامل مانا جاتا ہے۔ کلام کی خوبی و مضامین کی بندش مین استاد شمار
کیا جاتا ہے۔ ہر ایک مضمون کو مقتضاے حال کے موافق باندہتا ہے۔ محاورات
فارسی و اصطلاحات کو موقع و محل پر استعمال کرتا ہے سامعین و ناظرین مضمون و پیچ کے
مطالعہ سے محظوظ ہوتے ہین۔ دیگر شعرا نے بھی تمثیل و نظایر مین جولانی کی ہے
مگر بہت ہی کم۔ صائب کا کلام ضرب المثل سے مخصوص ہے اور ایک شعر بھی تمثیل سے
خالی نہین ہوتا ہے۔ کلمات الشعرا کے مولف سرخوش اور دیگر تذکرہ نویسون نے
لکہا کہ صائب کی بلند خیالی و معنی آفرینی کا آوازہ تمام عالم مین بلند ہوا۔ اور اس کے
کلام کو عالم مین ایسی مقبولیت حاصل ہوئی کہ سلاطین ممالک شاہ عباس ثانی جیسے صائب
کی دیوان طلب کرتے تھے۔ اور بادشاہ تحفہ و ہدیہ شاہان ممالک کو بھیجتا تھا۔ تحائف
مین یہہ تحفہ عجیب تر ہوتا تھا انتہی کلامہ

فقیر مولف نے ایک بیاض قدیم مین دیکہا کہ صاحب بیاض لکہتا ہے کہ دنیا مین صائب کے
کلام نے تہوڑی سی مدت مین قبولیت عامہ کا تاج سر پر رکہا۔ اور مقبولیت تامہ
کی خلعت زیب تن کی اور اسکی شہرت نے تمام عالم کو مسخر کر لیا اور اس کے اشعار بلاغت
شعار ممالک کے بلاد و امصار مین اسقدر بلند آوازہ ہوے کہ ممالک کے سلاطین و شاہان ایران
سے صائب کا دیوان رغبت و خواہش سے طلب کرتے تہے۔ شاہ ایران تحفہ و ہدیہ
ہر ایک طالب کی خدمت مین بہیجتا تہا۔ اور شائقین یہان کہین اسکے اشعار کو ہر ایک

و دُرِ آبدار کو پاتے تہے بیاض مین نقل کرکے کاغذ زر کی طرح حفاظت سے رکہتے تہے اور
اکثر اسکے اشعار تمثیلیہ کو سفینۂ سینہ مین ضبط کرکے موقع و محل پر میزان زبان سے تولتے تہے
گویا اہل محفل کے سامنے موتی رولتے تہے - اس زمانہ مین طبع کتاب کی ایجاد نہین ہوئی تہی
مگر بجائے طبع صنعت خطاطی کا بازار گرم تہا - اکثر اہل ایران اس صنعت مین کمال حاصل کرکے
فن کتابت کو ہمیشہ اکتساب معاش قرار دیتے تہے - علوم و فنون کی کتب نادر الوجود خوش خط
نقل کرکے تجار کے ہاتہہ فروخت کرتے تہے - تجار قیمت واجبی سے خریدتے تہے - کتب فروشون
کی تجارت رونق پر تہی شائقین و راغبین سے من بہائے قیمت لیتے تہے خوب نفع اٹہاتے
تہے - جب صائب کے دیوان کی شہرت و طالبین کی رغبت عالمگیر ہوئی تب کاتبین اکثر
دیوان کے لکہنے مین مشغول ہوئے - اور تاجرون کے ہاتہہ فروخت کرنے لگے تاجرون کی
دوکانون پر دیوان خوش خط و مطلا آسانی سے دستیاب ہوتا تہا - کبہی ایسا اتفاق ہوتا
کہ کثرت فروختگی سے نادر الوجود ہوجاتا تہا چنانچہ ایک شائق طالب سخن فہم و سخن دان نے
تمام بازار مین تلاش کیا - کسی دوکان پر دیوان صائب نہین پایا - آخر ایک تاجر بزرگ
کی دوکان پر پہنچا - حسن اتفاق سے خود صائب بہی اس دوکان پر بغرض خرید کتب آیا تہا
ایک گوشہ دوکان مین بیٹہے ہوئے کتب دیکہہ رہا تہا طرفہ یہ ہے کہ طالب و تاجر دونون صائب
کو نہین پہچانتے تہے - طالب شائق نے دیوان مطلوبہ طلب کی - تاجر نے متعدد دواوین
مثلاً دیوان خاقانی و عنصری و حافظ و سعدی و ظہیر وغیرہا پیش کین - طالب نے کہا این
اینہا را نمی خواہم اگر دیوان صائب باشد بیار - ؟ تاجر گفت دیوان صائب نیست - این دیوانہا
بہتر از صائب اند - در دیوان صائب چہ نوادر و غرائب است - گفت آقا جان ما و شما - برای ہمین
دواوین بزرگان سلف خوب مرغوبند - وانچہ بزرگان گفتہ اند خالی از خوبی نیست لیکن قدر مذاق حالا

چیزے دیگرست مضامین عجائب و غرائب ایجاد کردہ است۔ الخ پس صائب طالب کے اشعار کا
کلام سنتے ہی بہت خوش ہوا۔ جوش خوشی سے کھڑا ہوگیا۔ طالب نے کہا آہستہ ہم آپکو دیوان جنا
دیتے ہین۔ طالب کو گھر پر لایا۔ بہت خاطر و مدارات کی۔ اپنا خاص دیوان نذر کیا۔ اور کہا مین
آپکا نیازمند صائب ہون۔ طالب یہہ سنتے ہی صائب کے قدمون پر گر پڑا اور معافی چاہی
اور معذرت کی نہایت نادم و پشیمان ہوا انتہی کلام صاحب بیاض۔

صائب بدیہہ مین مستعد کامل تھا۔ مضامین تازہ کے ایجاد مین قادر۔ جب کوئی بزرگ فرمائش کرتا
تو فوراً موزون کر دیتا تھا چنانچہ ایک وقت اس کے شاگرد راقم تخلص نے ایک مصرع مہمل بطور
امتحان موزون کرکے پیش کیا۔ کہ آپ اسپر دوسرا مصرع موزون کر دیجئے۔

مصرع راقم — از شیشہ بے می مے بے شیشہ طلب کن

مرزا نے فی البدیہہ کہا — حق را ز دل خالی از اندیشہ طلب کن

میر غلام علی آزاد نے ید بیضا مین میرزا خاضع کی زبانی نقل کیا ہے کہ ایک وقت میرزا خاضع نے
اپنے استاد میرزا صائب کی خدمت مین یہہ مصرع مہمل پیش کیا ع دویدن رفتن استادن
نشستن خفتن مردن + میرزا نے فی البدیہہ پیش مصرع کہدیا مصرع مہمل کو بامعنی کر دیا

بقدر ہر سکون راحت بود بنگر تفاوت را — دویدن رفتن استادن نشستن خفتن مردن

مرزا صائب ۱۰۳۴ سنہ ہجری سے سنہ جلوس شاہجہانی تک کابل مین ظفر خان کے دولتخانہ پر سکونت
پذیر رہا۔ جب بحکم شاہجہانی کابل کی حکومت لشکر خان کے سپرد ہوئی تو ظفر خان کابل سے
دارالخلافہ شاہجہان آباد مین پہنچا۔ مرزا بھی خانصاحب کے ہمراہ آیا۔ شاہجہان کے دربار مین
باریاب اور ہزاری منصب و مستعد خانی خطاب سے سرفراز ہوا۔ خانموصوف مرزا کو ہر وقت
اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ جب صاحبقران ثانی نے ۱۰۳۹ سنہ ہجری مین دکن کا ارادہ کیا۔ تب

ظفرخان بھی بادشاہی لشکر کے ساتھہ روانہ ہوا۔ اور مرزا خان مع صوف کے ہمراہ دکن مین آیا دار السرور برہانپور مین مع الخیر پہنچے۔ مرزا نے شہر کی زمین کی گرد انگیزی و غبار خیزی دیکھہ کے بہ بدیہہ شعر موزون کیا ؎

تو تیا سازد غبار آگرہ و لاہور را	چشم من تا خاکمال گرد برہانپور خورد

اور میرزا نے برہانپور مین ساٹھہ شعر کا قصیدہ صبح سے چاشت تک مین موزون کیا۔ اور قصیدہ مین از روئے فخر یہ کہتا ہے۔

ہزار حیف کہ عرفی و نوعی و سنجر	نیند جمع بدار العیار برہانپور
کہ قوت سخن و لطف طبع می دیدند	نمی شدند بطبع بلند خود مغرور
ہمین قصیدہ کہ یک چاشت روئے داد مرا	زال نظم کہ گفتست در سنین و شہور

اسیطرح ایک وقت رستہ سے گذر رہا تہا ایک کتے کو بیٹھا ہوا دیکھا۔ کتا گردن بلند کیے ہوے بیٹھا تہا۔ فوراً اس خیال صورت حال مین ایک شعر موزون کیا ؎

شود ز گوشہ نشینی فزون عفونت نفس	سگ نشستہ ز استادہ سرفراز تر است

ایک وقت فغانی کے شعر کو ذرا سے تغیر سے درست کر دیا۔ اور شعر کے مضمون کو تازہ و شگفتہ بنا دیا۔ شعر یہہ ہے ؎

بہ بوئے صبحدم نالان بگلگشت چمن رفتم	نہادم روبروئے گل و از خویشتن رفتم

مرزا نے بدل کے اسطرح کہا ؎

بہ بوئے صبحدم گریان چو شبنم در چمن رفتم	نہادم روبروئے گل و از خویشتن رفتم

شبنم کے لفظ نے شعر کی شان و عظمت کو زیادہ بڑہا دیا۔ گویا مضمون خیالی کو محسوس کر دیا۔

مرزا صائب کے والد کا تخت جگر کیلئے ہند مین آنا

چونکہ فطرۃً والدین کو اولاد سے نہایت محبت ہوتی ہے۔ والدین محبت ہی کیوجہ سے اُنکی خدمت پر مجبور ہوتے ہین۔ والدین کا تعلق اولاد سے قدرتی ہے اور اولاد کا تعلق والدین سے اسکا برعکس ہے۔ والدین مین عدم محبت کا ملکہ قدرۃً نہین ہے بخلاف اسکے اولاد مین عدم محبت و نافرمانی کا ملکہ موجود ہے۔ اسلئے اللہ جلشانہ قرآن مجید مین جابجا اولاد کو ترغیباً و تہدیداً حکم کرتا ہے کہ والدین کی اطاعت کرو۔ اور انکو ایذا و تکلیف نہ دو یہہ آیہ شریف ہمارے کلام کی تصدیق کرتی ہے۔ قال جلشانہٗ فلا تقل لہما اف الخ ترجمہ۔ مت کہو تم انکو کلمہ زجر۔ یعنے انکو سخت کلامی سے ایذا و تکلیف مت دو اور والدین کو کہین ایسا حکم نہین کرتا ہے کہ تم اولاد کی تربیت اور انکی خدمت کرو۔ اسلئے کہ والدین کا خمیر اولاد کی تربیت و خدمت سے ہوا ہے وہ خود تربیت و خدمت پر مجبوراً مامور ہین۔ حکم و امر کی ضرورت نہین۔ اولاد اسکے خلاف ہین انکو حکم و تنبیہ کی ضرورت ہے۔ پس اسی محبت و کشش الفت سے مرزا کے والد نے ستر برس کی عمر مین ہندوستان کا سفر اختیار کیا۔ اور اپنے پیارے بیٹے کے لیجانے کے لئے ۳۹ سنہ ہجری مین وارد ہند ہوا اسوقت ظفرخان شاہجہان بادشاہ ہند کے ساتھہ برہانپور دکن مین تہا۔ مرزا بھی خان موصوف کا ہمرکاب تہا۔ پیر فانی بیٹے کے شوق دیدار مین برہانپور آیا۔ اور لخت جگر کو ہمراہ لیجانے پر مجبور کیا۔ مرزا نے بامر لاچاری ظفرخان کی خدمت مین رخصت کی درخواست پیش کی۔ اور مدحیہ قصیدہ بھی لکھا اور اسمین اپنی درخواست کا مضمون ظاہر کیا ھو ھذا.

شش سال بیش رفت کہ از اصفہان بہند	افتادہ است توسن عزم مرا گذار
ہفتاد سالہ والد پیرست بندہ را	کز تربیت بود بمنش حق بے شمار

آوردہ است جذبۂ گستاخ شوق من — از اصفہان بہ آگرہ و لاہورش اشکبار
زان بیشتر کہ آگرہ بہ معمورۂ دکن — آید عنان گسستہ تر از سیل بے قرار
این راہ دور از سر شوق طے کند — با قامت خمیدہ و با پیکر نزار
دارم امید رخصتے از آستان تو — اے آستانت کعبۂ امیدوار روزگار
مقصود او ز آمدنش بردن من است — لب را بحرف رخصت من کن گہرنثار
با جبہۂ کشادہ تر از آفتاب صبح — دست دعا بہ بدرقۂ راہ من برآر

پس حسن اتفاق سے اسی عہد مین یعنے ۱۰۴۱ سنہ ہجری شاہجہان نے دکن سے آگرہ مراجعت کی اور ظفرخان بہی مع مرزا صائب ہمرکاب آیا ۱۰۴۲ سنہ ہجری کے آغاز مین ظفرخان کشمیر کی صوبہ داری پر سرفراز ہوا۔ ظفرخان آگرہ سے صوبہ کشمیر مین آیا۔ اور مرزا مع والد بہی ظفرخان کے ساتہہ کشمیر جنت نظیر مین پہنچا۔ چند روز شہر سینو چہر کی سیر کرکے باپ کے ساتہہ وطن مالوفہ ایران روانہ ہوا۔ وطن مالوفہ مین پہنچکے شاہ عباس ثانی کے دربار مین باریاب ہوا۔ صفویہ نے مرزا کی بڑی عزت و آبرو کی۔ اور اسکو ملک الشعرائی کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ عباس ثانی کے زمانہ تک نہایت عزت و احترام سے رہا۔ اور شاہان صفویہ کے مدح مین قصائد لکہے۔ جب عباس ثانی کے بعد سلیمان صفوی تخت نشین ہوا مرزا نے تہنیت جلوس مین ایک قصیدہ لکہہ کے پیش کیا جسکا مطلع یہ ہے

احاطہ کرد خط آن آفتاب تابان را — گرفت خیل پری درمیان سلیمان را

سلیمان صفوی نوخیز و نوخط تہا اشعار کے مضمون سے ناخوش ہوا۔ اور مدۃ العمر مرزا سے خطاب نہین کیا مرزا نے کچہہ پروا نہین کی۔ آخر زندگی تک مین ایران سے کہین نہین گیا لیکن ہند کا عیش و آرام یاد آتا تہا۔ اور یہان کے امرا کی بذل و بخشش و قدردانی بہولتا نہ تہا

آزاد نے خزانہ عامرہ مین لکھا جب نواب جعفر خان عالمگیری عہد کے شروع مین وزیر اعظم ہوا تب مرزا نے وزیر کی خدمت مین یہہ ایک شعر موزون کرکے بہیجا ؎

دور دستان را باحسان یاد کردن ہمت است	ورنہ ہر نخلے بپاے خود ثمر مے افگند

جعفر خان نے شعر کے صلہ مین پانچہزار روپیہ اور بقول بعض پانچہزار اشرفیان بہیجین۔

مرزا کی وفات

ید بیضا و خزانہ عامرہ وغیرہ تذکرون کے مولفین نے لکھا کہ سنہ ۱۰۸۰ ہجری مین مرزا صائب نے بمقام اصفہان مین وفات پائی۔ صائب وفات یافت۔ مادہ تاریخ ہے۔ اصفہان مین مدفون ہے۔ مرزا کا ایک مطلع ہے ؎

در ہیچ پردہ نیست نباشد نواے تو	عالم پرست از تو و خالی ست جاے تو

مرزا نے مرتے وقت وصیت کی تہی کہ یہہ مطلع میری تربت پر کندہ کرانا۔ چنانچہ اس کے اعزہ و احباب نے سنگ مرمر کی لوح پر کندہ کرا کے مزار پر چسپان کردیا۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی نے مرزا کی رحلت کی ایک تاریخ موزون کی ہو ہذہ

عندلیب نغمہ پرداز فصاحت صائبا	رفت ازین عالم بسوے روضۂ دار السلام
خامۂ آزاد انشا کرد سال رحلتش	بلبل گلزار جنت صائب عالی مقام

آزاد بلگرامی نے ید بیضا مین میر محمد مراد لائق کے زبانی نقل کیا کہ مرزا نے ایک روز مجھسے تذکرہ فرمایا کہ اسوقت میری عمر ستر برس کی ہے۔ مجھہ مین قدرسے وا سکے سخن سنجی و سخن دانی کا لطف خرہ حاصل ہوا ہے لیکن کیا فائدہ کہ اب رحلت کا وقت قریب ہے مرزا کے اس کلام سے اسکے حوصلہ و رتبہ کے شان عظمت و بلندی کمال اور دنیا و ما فیہا کی ناپائیداری معلوم ہوتی ہے۔ دنیا مین بجز اعمال خیر و معرفت الٰہی کوئی کمال ایسا نہیں ہے کہ

انسان کو دارین مین نیک نام کرے۔ انتہی کلامہ

مرزا غزل گوئی و تمثیل مین استاد کامل ہے۔ غزل کو بطرز تازہ و انداز نادرہ جلوہ افروز کرتا ہے چنانچہ خود کہتا ہے ؎

غزل نبود باین رتبہ ہیچگہ صائب
نوائے عشق در ایام من کمال گرفت

باوجود اوصاف جلیلہ و جلالت شریفہ شعراء معاصرین و متقدمین کو اپنے اشعار مین نیکنامی و خوبی کے ساتھہ یاد کرتا ہے اور کسیکو زخم زبان سے خستہ نہین کرتا۔ چنانچہ خود کہتا ہے

بہ ور وقت سخن دست طرح دہ صائب
اگرت ہوست سلیمان این جہان باشی

اور حسد و رشک سے کوسون دور رہتا تھا۔ معاصرین شعرا کو عظمت کی نظر سے دیکھتا تھا۔ یاران ہم مشرب کو باہم اتفاق و محبت کی ترغیب دیتا تھا۔ چنانچہ اس مضمون مین غزل موزون کی ہے و ھو ھذہ

خوش آن گروہ کہ مست بیان یکدگرند
ز جوش فکر سبوے زبان یکدگرند

نمی زنند بسنگ شکست گوہر ہم
پے رواج متاع دکان یکدگرند

زنند بر سر ہم گل ز مصرع رنگین
ز فکر تازہ گل بوستان یکدگرند

سخن تراش چو گردند تیغ الماسند
زنند چو طبع بلندی فسان یکدگرند

بغیر صائب و معصوم نکتہ سنج و کلیم
دگر ز اہل سخن مہربان یکدگرند

حسن خلق و کسر نفسی سے موصوف تھا۔ باوجود عظمت رتبہ و جلالت شان شعرائے ہند و عجم کو نیکوئی و خوبی کے ساتھہ یاد کرتا تھا کسیکو حقیر نہین سمجھتا تھا۔

شعرائے متقدمین و متاخرین کے غزلون پر غزلین لکھتا تھا اور غزل کے مقطع مین شعر کا ایک پورا مصرع تضمین کرکے نقل کر دیتا تھا۔ چنانچہ سرو آزاد سے یہان لکھا ہے متفرقہ کا کلمہ

از سرو آزاد بلگرامی ۱۲

گزارش کیا جاتا ہے۔ ھو ھذہ

این آن غزل کہ فیضی شیرین کلام گفت
در دیدہ ام خلیدہ و در دل نشستہ

این جواب آن غزل صائب کہ میگوید ملک
چشم بنشین باز کن تا ہر چہ خواہی بنگری

این جواب مصرع نوعی کہ خاکش سبز باد
سایۂ ابر بہاری کشت را سیراب کرد

این آن غزل کہ اوحدی خوش کلام گفت
اے روشن از رخ تو زمین و زمان ہمہ

جواب آن غزل ست اینکہ میر شوقی گفت
چو شیر از دو طرف می کشند زنجیرم

جواب آن غزل ست اینکہ گفتہ است مطیع
کلید کعبہ و بت خانہ در بغل دارم

این جواب آن غزل صائب کہ فتحی گفتہ است
از فراموشان مباد آنکس کہ ما را یاد کرد

بطرز تازہ قسم یاد می کنم صائب
کہ جائے طالب آملی در صفہان پیدا ست

صائب این تازہ غزل آن غزل شناپور ست
کہ گران می رود آن کس کہ توکل دارد

این جواب مصرع اوجی کہ وقتے گفتہ است
پادشاہی عالم طفلی ست یا دیوانگی

این جواب آن غزل صائب کہ ادہم گفتہ است
گر منش دامن بگیرم خون من خجر دہر دہ نیست

جواب آن غزل حاذق ست این صائب
بہار دیدم و گل دیدم و خزان دیدم

این جواب آن غزل صائب کہ راقم گفتہ است
تیغ دایم آب در جو دارد و خون می خورد

این جواب آن غزل صائب کہ می گوید غنی
یاد آیامیکہ در یک شوق ما سرپوش داشت

رہیں ز خاک فرج کامران نشد صائب
کہ فیض ہم بظہوری ازین جناب رسید

این خوش غزل ز فیض سعیدائے نقشبند
صائب بسحر دل بتامل رسیدہ است

صائب نداشتم سر و برگ این غزل
این فیض از کلام ظہوری بما رسید

خوشاکسیکہ چو صائب ز صاحبان سخن
تتبع غزل میرزا جلال کند

سلیم۔ میرزا محمد طہرشتی المتوفی ۱۰۵۶ھ ہجری مین اسلام خان مشہدی کے ہمراہ دکن مین آیا تہا۔ اسلام خان کے فوت ہونے کے بعد کشمیر گیا۔ چنانچہ سلیم کا حال ردیف سین مین مذکور ہو چکا ہے۔ سلیم مرزا صائب پر شاعرانہ چوٹ کرتا ہے چنانچہ کہتا ہے کہ

دیوان کیست از سخنانم تہی سلیم   تنہا نہ برہمن این ستم از دست صائب است

میر غلام علی آزاد بلگرامی نے سرو آزاد مین لکہا کہ سلیم نے میرزا کا نام صراحۃً بیان کیا اور سرقہ متہم کیا حالانکہ شعرائے بلغا خوب جانتے ہین کہ میرزا صاحب قدر تہی بضاعت نہے محال ہے کہ بیگانہ کے سرمایہ کو اپنا سرمایہ کرے۔ سلیم و میرزا دونون باہم ہم سنگ و ہم پایہ ہین جو مضامین دونون مین بایکدیگر شیر و شکر کی طرح واقع ہوئے ہین۔ ہم انکو سرقہ نہین کہہ سکتے ہان بحسن ظن یہہ کہہ سکتے ہین کہ باہم دونون کے کلام مین توارد ہے نہ سرقہ۔ اب اس مقام مین دونون کا کلام بیان کیا جاتا ہے تاکہ ناظرین مستفید ہو جائین۔

سلیم		صائب
مشاطہ را جمال تو دیوانہ می کند		دل را نگاہ گرم تو دیوانہ می کند
کائینہ را خیال پریخانہ می کند		آئینہ را رخ تو پریخانہ می کند
صدا چگونہ بر آید کہ این سیہ چشمان		نماند نالۂ دل در و شیشۂ ما را
بسنگ سرمہ شکستہ شیشۂ ما را		بسنگ سرمہ شکستند شیشۂ ما را
سلیم		صائب
چشم تو ام ز ہوش تہیدست می کند		از چشم نیم مست تو یک جہان شراب
یک سرمہ دان شراب مرا مست می کند		ما صلح کردہ ایم بیک سرمہ دان شراب
ہر کس کہ دید روے تو دیوانہ می شود	غنی	آئینہ از رخ تو پریخانہ می شود

سلیم		صائب
ز آشفتگی طرهٔ مقصود خبر داد	وله	خواهد فتاد دام من ز نقش بستن
هر خال که از شانهٔ شمشاد گرفتیم		این خال را ز شانهٔ شمشاد دیده‌ایم
ایضاً		ایضاً
زینت ارباب معنی جوهر ذاتی بس است	وله	شمع بر خاک شهیدان گر نباشد گو مباش
لاله در کوه بدخشان نباشد گو مباش		لاله در کوه بدخشان گر نباشد گو مباش
ایضاً		ایضاً
اگر بچشم حقیقت نظر کنی دانی	وله	حسن بالادست را آرایشی چون عشق نیست
که طوق فاخته بر پائے سرو خلخال ست		طوق قمری سرو را بهتر ز خلخال زر است
ایضاً		ایضاً
سلیم هند جگر خوار خورد خون مرا	وله	صائب از هند جگر خوار برون می‌آید
چه روز بود که راهم باین خراب فتاد		دستگیر من اگر شاه نجف خواهد شد

آزاد لکھتے ہیں کہ مضامین کی بندش میں شعرا کے شریک ہونے کو بخلاف سرقہ توارد کہنا چاہئے تاکہ کلام حسن و خوبی سے خالی نہو جائے۔ اور سرقہ کا اطلاق بغیر ثبوت بیجا ہوگا۔ انتہی کلامہ۔ جہانتک ممکن ہو کسیکو سرقہ سے متہم نہیں کرنا چاہئے۔

من اشعارہ الفارسی

رنگین تر از حناست بہار و خزان ما	وله	بر دست خویش بوسه زند باغبان ما
جلوهٔ برق ست در بتخانهٔ هشیاری ما	وله	از پی تعبیر بالین ست بیداری مرا
زبان لاف رسوا کند ناقص کمالان را	وله	کند بر خاک لد پرفشانی بسته بالا را

دلم بپاکی دامان غنچه میسکرزد	وله	که بلبلان همه مستند و باغبان تنها
عشق سازد هوس پاک دل عالم را	وله	دزد چون شحنه شود امن کند عالم را
سخت میخواهم که در آغوش تنگ آرم ترا	وله	هرقدر افسرده دل را بفشارم ترا
بسا غرا حتیاجی نیست چشم نیم مستش را	وله	که می جوشد می از پیمانه چشم می پرستش را
صفای سینه ما در حرم کند قندیل	وله	چو شد برون ز فرنگ آمده است شیشه ما
نیرنگ چرخ چون گل رعنا درین چمن	وله	خون دل از پیاله زر میدهد مرا
گناه ماست شب وصل گر بود کوتاه	وله	کند بموسم حج کعبه جمع دامن را
دلم هر لحظه از داغی بداغ دیگر آمیزد	وله	چو بیماری که گرداند ز تاب درد بالین را
در خور پروانه ام بزم جهان شمعی نداشت	وله	سوختم از گرمی پرواز بال خویش را
روشن شود چراغ دل ما زیکدگر	وله	چون رشتهای شمع بهم زنده ایم ما
در فکر زن به هیچ که این رخنه فساد	وله	در خون گرم غوطه دهد جامه مرد را
بسته است چشم روشن از سیر بال ما را	وله	چون شمع ریشه باشد در سر نهال ما را
ز شوق بیستون آئینه را بر سنگ زد شیرین	وله	خوشا کاریکه بر آتش نشاند کارفرما را
چشم بر صنع الهی باز کن لب را به بند	وله	بهتر از خواندن بود دیدن خط استاد را
مغز دینداری ست آن کفریکه با خوش کرده ایم	وله	سبحه را در دل سراسر میرود زنار ما
تا زنبور عسل در چشم هم شیرین شوند	وله	به که باشد خانهای دوستان از هم جدا
حاجت دام و کمندی نیست در تسخیر ما	وله	گردش چشمی بود بس حلقهٔ زنجیر ما
ما خراب آب شمشیر تغافل گشته ایم	״	میتوان کردن بگرد دامن تعمیر ما
از غبار نالهٔ ما دردمندان آگه اند	״	میشود از زخم ظاهر جوهر شمشیر ما

در فضائے خاطر ما تیر پیکان میشود	وله	ناله میگردد در سینه دلگیر ما
این که صائب دست ما از دامن او کوته است	وله	نارسائیهائے اقبال است دامنگیر ما
مرا ز پیر خرابات نکته یاد ست	وله	که غیر عالم آب آنچه هست برباد است
گنه بارث رسیدست از پدر ما را		خطا ز صبح ازل رزق آدمی زاد است
شاهد خوبی خوبان درین رعنا چمن	وله	بر سر زانوے گل آئینه شبنم بس است
کام دل نتوان گرفتن از جهان بے زور سخن	وله	آتش درون برون از سنگ کار آهن است
جز خراش جگر و چهرهٔ خونین صائب	وله	دیگر از نام چه در دست عقیق یمن است
اے برق غیرتت یار افسرده بگذار	وله	هر خار این بیابان رزق برهنه پائی هست
از جوانی داغها در سینهٔ ما مانده ست	وله	نقش پائے چند زین طاؤس برجا مانده ست
اهل کمال را لب اظهار خاموشی ست	وله	ست پذیر ماه تمام از هلال نیست
شب که صحبت بحدیث سر زلف تو گذشت	وله	هر که برخاست زجا سلسله بر پا برخاست
درین روضه که نهان این چمن شده	وله	بخنده لب بگشا روزگار گل چیدن است
نقش پائے رفتگان هموار سازد راه را	وله	مرگ را داغ عزیزان برمن آسان کرده است
در طلب با نیرپانان امست پروانه ایم	وله	سوختن از عرض مطلب پیش ما آسان تر است
با حجاب آلودگان را جرأت پروانه نیست	وله	گرد سر گردیدن ما گرد دل گردیدن ست
تا نظر وا کرده ام چون شمع در بزم وجود	وله	گریه از سر سوییم براه افتاده ست
پیش ازین برگرد سر گشتن چنین سودا نبود	وله	این بنائے خام را پروانه در محفل گذاشت
دامن کشیدن از کف عشاق سهل نیست	وله	یوسف ازین گناه بزندان نشسته است
نه از روئے بصیرت سایهٔ بال هما افتد	وله	سپندست است دولت تا کجا خیزد کجا افتد

جائے نمیروی که دل بدگمان ما	وله	تا بازگشتن تو بصد جا نمی رود
مرا زیاد تو برد و ترا ازدیدهٔ من	وله	ستم زمانه ازین بیشتر چه خواهد کرد
می خورد باد دیگران بستانه بریا بگذرد	وله	در فرنگ این ظلم و این بیداد جانا نگذرد
دوروستان را باحسان یاد کردن همت است	وله	ورنه هر نخلے بپائے خود ثمر می افگند
ز پیری حرص دنیا نفس طامع را دوبالا شد	وله	گدا را کاسه در یوزه از کوری مثنی شد
که حال درد مندان پیش چشم یار می گوید	وله	که حرف سنگ بر بالین این بیمار می گوید
گریبان چاکے عشاق از شوق فنا باشد	وله	الفے سینه که هم ز ذوق آسیا باشد
اسے خوبی امید باین دستگاه حسن	وله	این یکدو بوسه گر نشماری چه می شود
رمزے ست ز پاس ادب عشق که مرغان	وله	شب نوبت پرواز به پرواز گزارند
مکن اعانت ظالم ز ساده لوحیها	وله	که تیغ سنگ فسان را سیاه می سازد
نتوان بکوه غم دل ما را شکست داد	وله	از فیل هست کعبه مجا پاسی کند
ثمر پخته نگیرد بسر شاخ قرار	وله	سر منصور ز خامی ست که بردار بود
سا رکا نیکه قدم در ره جانانه زدند	وله	پشت پا بر فلک از همت مردانه زدند
مستی از شیشه و پیمانه خالی کردند	وله	ره روانے که در کعبه و بتخانه زدند
سر و دستے که فشاندند بعالم زندان	وله	زاهدان در کمر سبحه صد دانه زدند
چشم از ان حال بپوشید که در روز نخست	وله	برق در خرمن آدم بهمین دانه زدند
لاله در سنگ نهان بود که آتش دستان	وله	سکهٔ داغ بنام من دیوانه زدند
عشق و هنگامهٔ آغوش طرازی هیهات	وله	شمع دستے است که بر سینهٔ پروانه زدند
صائب از زهد برون آی که در روز ازل	وله	طبل رسوائی ما بر در میخانه زدند

از سعی کار عشق نشود تمام بیشتر — وله — پیچید بمرغ بال فشان دام بیشتر

از تماشائی پریشان جہان دلگیر باش — وله — والۂ یک نقش چون آئینۂ تصویر باش

یا وا زنگاه گیر طریق سلوک را — وله — در عین آشنائی مردم رمیده باش

قد نہال خم از بار منت ثمر است — وله — ثمر قبول مکن سرو این گلستان باش

نه آن جنسم که از قحط خریدار از بہا افتم — وله — ہمان خورشید تابانم اگر در زیر پا افتم

بہر حالت که باشد گرد گلشن چون صبا گردم — وله — نیم نکہت که از گل در پریشانی جدا گردم

سپندے ز تعظیم دل ما نامزد فرما — وله — که آداب نشست و خاست در محفل نمیدانم

خود را شگفته دار بہر حالتے که ہست — وله — خونے که میخوری بدل روزگار کن

ہیچ ہمدردے نمی یابم بسرائے خویشتن — وله — می نہم چون بید مجنون سر بپای خویشتن

نیست از منصور گر مردانه میگوید سخن — وله — از زبان شمع این پروانه می گوید سخن

تا رخ از بادۂ گلرنگ برافروخته — وله — جگر لاله عذاران چمن سوخته

من کجا ہجر کجا اے فلک نا انصاف — وله — ہمین داغ بسوزی که مرا سوخته

اشک در دیدۂ روشندلان آرام نیست — وله — ذره میرقصد دران روزن که باشد روشنی

صفی شیخ محمد شیرازی

صفی تخلص شیخ محمد نام شیرازی المولد والمنشا ہے۔ علم و فضل کے زیور سے آراستہ اخلاق و مروت کے پیرایہ سے پیراستہ تہا۔ سخن سنجی و بذلہ گوئی مین سلیقہ بہتر رکہتا تہا۔ اور خاص فن سیاق مین فرد فرید شمار کیا جاتا تہا۔ بکشش آب خورش بزمانہ سلطان محمد قلی قطب شاہ والی گولکنڈہ شیراز سے دکن مین آیا۔

قطب شاہ کے ملازمین میں منسلک ہوا۔ دفتر محاسبی میں خدمت میر منشی گری پر مقرر تھا مدت تک عیش و آرام کے ساتھ زندگی بسر کیا۔ آخر سنہ ۹۷۴ھ ہجری میں فوت ہوا۔ اور میر مومن کے دائرہ میں دفن کیا گیا۔

من اشعارہ

رخسار تو مصحفی ست بے سہو و غلط	کش کلک قضا نوشتہ از مشک فقط
چشم و دہنت آیہ و وقف ابرو مد	مژگان اعراب خال خط حرف و نقط

صادق میرزا صادق اردوبادی

صادق تخلص۔ میرزا صادق نام۔ عالم شباب میں ایران سے دکن میں آیا۔ مرتضی نظام شاہ والی احمدنگر کی خدمت میں باریاب ہوا۔ نظام شاہ نے اسکی بہت تعظیم و تکریم کی منصب و جاگیر سے سرفراز فرمایا۔ زمانہ دراز تک مرتضی نظام شاہ کے سایۂ عاطفت میں زندگی بسر کرتا رہا۔ آخر جب اکبر بادشاہ ہند احمدنگر پر قابض و متصرف ہوا اسوقت معرکہ جنگ میں مقتول ہوا۔ من اشعارہ

شوخیکہ بسادگی از و کردم صبر	اکنون خطش از غبار دارد سر جبر
از خطش اگر فزون بسوزم چہ عجب	سوزندہ ترست آفتاب از تہ ابر

صادق میرزا صادق خان حیدرآبادی

صادق تخلص۔ میرزا صادق خان نام۔ مشاہیر حیدرآباد دکن سے تھا۔ نواب آصف جاہ ثانی کے زمانہ میں زندہ تھا۔ صاحب علم و فضل تھا۔ سرکار عالی نظام کے

منصبداروں مین ممتاز و سرفراز تہا۔ شعراء معاصرین مین لائق و فائق تہا طبیعت مین شوخی و ظرافت تہی۔ یاران ہمشرب کے ساتہہ نہایت شگفتہ پیشانی و خندہ روئی سے ملتا تہا۔ ذی مروت پاکیزہ طینت تہا۔ راست گوئی مین مشہور و معروف تہا بیباک و چالاک تہا۔ آزادانہ زندگی بسر کرتا تہا۔ کلام رنگین و شیرین ہوتا ہے دیکہنے سے مزہ و لطف آتا ہے۔ آپ سنہ ۱۲ ہجری مین فوت ہوئے۔ من اشعارہ الہندی

بتاقت اشک اب نکلا ہے شاید	ہوا آنکہون مین آلخت جگر بند
کہان نکلے ہے تا زلف سے دل	کرے پرواز کبہو تکر مرغ بر بند

حرف ضاد

ضیا۔ مرزا عطا برہانپوری

ضیا تخلص۔ مرزا عطا نام۔ خزان و بہار کے مولف نے لکہا کہ آپکا نام خوش کلام خان و میرزا عطا بیگ عرف ہے۔ فقیر مولف کہتا ہے کہ میرزا عطا بیگ نام۔ خوش کلام خان لقب ہے۔ اور گلرعنا کا مولف قائل ہے کہ ضیا تخلص و میرزا عطا نام جملہ مولفین کے نزدیک آپ گروہ برلاس سے ہین۔ آپکے نانا میر برہان اللہ سادات حسینی سے تہے۔ آپکا مولد و منشا قصبہ بوڈرہ ہے جو ملکا پور برار سے دس کوس کے فاصلہ پر ہے۔ آپکی ولادت بتاریخ شوال سنہ ۱۱۴۳ ہجری مین واقع ہوی۔ جب آپ سنہ شعور کو پہنچے تب بوڈرہ سے برہانپور گئے۔ وہان متوطن ہوئے۔ وہان بعض اساتذہ سے کتب فارسی و عربی بقدر ضرورت پڑہین مستعد و لائق ہوئے۔ فطرۃً آپکا میلان شعر و شاعری کے طرف زیادہ تہا فارسی و ہندی مین کلام موزون کرنے لگے۔ حسن اتفاق سے انہین باہم مین

سراج اورنگ آبادی تفرجاً برہانپور مین وارد ہوئے - آپ سراج سے اردو مین اصلاح لینے لگے پہر برہانپور سے اورنگ آباد مین آئے - جناب میر غلام علی آزاد کی خدمت مین پہنچے - فارسی اشعار مین میر آزاد سے اور ہندی مین شاہ سراج سے اصلاح لیتے رہے رفتہ رفتہ چند روز مین ایسے رتبہ کو پہنچے کہ امثال و اقران مین ممتاز ہو گئے - اور میر صاحب کی خدمت مین جو کتب درسیہ عربی باقی رہ گئین تہین اُن کو بہی تمام کیا مین ضیا فارغ التحصیل ہو کے ۱۱۷۹؁ ہجری مین نواب میر حامد یار خان المخاطب با رسلان جنگ جو میر موسی خان المخاطب برکن الدولہ بہادر اورنگ آبادی کے بہائی تہے اُن کی مصاحبت و ملازمت مین داخل ہوئے - ملازمت کی وجہ سے اورنگ آباد مین مدتک رہے - نوابصاحب کی مجلس حضرت ضیا سے روشن تہی - نواب ضیا سے بہت خوش تہے ضیا میر آزاد و شاہ سراج کی خدمت مین نیازمندانہ و مریدانہ اکثر اوقات حاضر ہوتا تہا فارسی اشعار آزاد کی اصلاح سے درست ہوتے تہے - اور اردو اشعار کی آب و تاب سراج کی بدولت تہی - آخر مین آپکا کلام دونون زبانون مین استاد کے رتبہ کو پہنچ گیا - اقران و امثال کے مجمع مین آپ کی شہرت درجہ عروج کو پہنچی - آپنے ایک مثنوی آزاد کی مدح مین لکہی ہے - فارسی اور ہندی دونون زبانون مین صاحب دیوان ہین ہم ترجمہ کے خاتمہ مین دونون دیوان اور مثنوی سے چند اشعار ناظرین کے لئے ہدیہ کرتے ہین آپکا کلام دونون زبان مین نہایت ہی شستہ و صاف ہوتا ہے - لطافت و نزاکت اشعار کی ہر ایک فقرہ سے ٹپکتی ہے - آپکے مضامین شیرین و فقرات رنگین کے دیکہنے سے خوب مزہ و لطف آتا ہے - آپکا فارسی دیوان کیا ہے جواہر بے بہا کا خزانہ ہے اور دیوان ہندی لآلی آبدار کا گنجینہ ہے - ہر ایک دیوان خوبی و خوش اسلوبی مین بے نظیر

دولپذیر ہے۔ مثنوی کے اشعار بھی شکر ریز و دلاویز ہیں۔

آپکا مزاج فقیرانہ تھا۔ دنیوی ترک و شان کے خواہاں نہیں تھے۔ قدر ما یحتاج کے جو یار رہتے تھے۔ آپنے کبھی زیادہ کی ہوس نہیں کی۔ کبھی جاہ و حشمت کی خواہش نہیں کی۔ خوش کلام و شیرین زبان تھے۔ مجسم خلاق و سراپا وفاق تھے۔ مرغوب خلائق و مقبول خالق تھے۔ اقران و امثال میں لائق و فائق تھے۔

آخر آپ سنہ ۱۱۸۱ ہجری میں وطن مالوفہ برہانپور میں آئے۔ سب اعزہ و احبا سے ملے سب نے آپکی خیر مقدم میں خوشی ظاہر کی۔ آپ بھی سب کے ملنے سے خوش خرم ہو دو سال تک زندہ رہے۔ درس و تدریس و شعر و سخن میں اپنا عزیز وقت صرف کرتے رہے بہر سنہ ۱۱۸۳ ہجری میں شہر برہانپور میں فوت ہوئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

من اشعارہ المثنوی

حضرت آزاد کہ استاد ماست
قبلۂ جان و دل منقاد ماست

بادۂ عرفان زدہ ہشیار مست
بعد نبی ہر چہ کہ گوئیم ماست

ہست سیادت چمنِ بیخزان
او بود المحق گل این گلستان

نامش اگر ہست غلام علی
اوست شہ ملک خفی و جلی

مطلع آن مہر بود بلگرام
پرتو او باد چراغ دوام

شہرۂ خلق باستادی ہست
تا عزد ر تبۂ آزادی ہست

در رہ علم آمدہ او را دلیل
تربیت حضرت عبد الجلیل

گر بنشانیم کلیمش رواست
مرتبہ اش را ید بیضا گواست

واقف اسرار زبان دانی است
انوری و صائب و خاقانی است

شعر تر ش کلفت دلرا دو است | هست سخن نامی ز حسنت فراست
نیست رقم کرده آن مقتدا | چون خط تقدیر بسجک آشنا
هرکه از و درس بلاغت نخواند | بیخبر از عالم تحقیق ماند
هرکه بمجالسش نظرا و شود | به ز فلاطون و ارسطو شود
مرتبه اش فوق تر از شاعری | بهر تفنن بود این ساحری
هست بمعموره علم و عمل | حضرت آزاد ابهرا جل
صرف ریاضت بود اوقات او | موعظه محض حکایات او
بهر حصول غرض خاص و عام | هست ز تابش متحرک دوام
همت عالیش سحابی بس | رشحه فشان بر گل و بر خار و خس
فیض رسانی عمل خاص او | جمله جهان بنده اخلاص او
بسکه با مداد کمر بسته است | خانه او مامن هر خسته هست
علم و عمل خادم دربار او | فیض و کرم بنده سرکار او
بے ادبی را بدرش بار نیست | محفلش آماده اغیار نیست
مرحمتش مرہم ہر ریشش باد | لیک برا حوال ضیا بیش باد

من اشعاره الفارسی

به مسلخے که ادب خون مدعا ریزد | طپش گناه بود صید بسمل را
ولہ
تو ان ہشیار کرد از سرزنش ارباب غفلت را | که وقت خواب پا خار زند پشت ناخن پا را
ولہ
بہوائے روئے که نیز ند دم جستر دل تنگ ما | که بهار عشق جنون ز گل بریدن تنگ ما
ولہ
رقیب کاوش بیجا ز من بدل دارد | گواه باش که یکرو ز نیکشیم او را

ز حال گوشهٔ چشم تو شد مرا معلوم | وله | که ترک در پس سر برزده گره مو را

نباشد آب پیکان سر مرد سخن گو را | وله | که مو گر در دهن افتد زبان بیرون کند او را

کند تعظیم روشن گوهران اطفال نادان هم | ″ | که در دستار می پیچند کودکها حباب را

دلم بهر بزم بتان وا نمی شود بی او | ″ | چو غنچه که بود در میانهٔ گلها

وقت پیری از لب شوخ بتان پرهیز کن | ″ | که بهر فصد نزتا نیشتر نمک بیرون صبا را

بر نمی خیزم اگر از کوی تو انصاف کن | ″ | که در تو زنده رفتن عار می آید مرا

صحبت ناجنس گو عالی بود وارو زیان | ″ | پرتو خورشید سازد پر مضرت آب را

مرا بقتل رساند و بخت بهر من تنگ است | ″ | که گشت آب ضرورت مرغ بسمل را

ورزلف دیده بویش دل شد اسیر یعنی | وله | پرواز کم کند مرغ پیش چراغ در شب

تا عرق خویش را کند از رشک قاتلش | وله | استاده است سرو مهیا بجوی آب

ز دوشنامت مباد آزرده باشم | ″ | همین قدری بلایی آمد و رفت

روشن گهران را بکجا هم بود الفت | ″ | شمشیر نبندد دل ماه رمضان است

چه بگویم که نشین یکزمان این گفته خیزد | ″ | که امروز زاندکی طبع علیل و تب نمودار است

خدا نخواسته باشد شکست شیشهٔ دل | ″ | شنیده ایم صدایی که هیچ نتوان گفت

بکسب صفا جا بدر حق نتوان یافت | ″ | هر دو و نماز نیست کسی را که وضو نیست

طبع رنجور مرا بی او بعشرت کار نیست | ″ | قدر روز عید را در خانهٔ بیمار نیست

ز زلفها و دل پر داغ ما نمی ترسد | ″ | که مار طعمهٔ خاص از برای طاوس است

گفتمش بخت مرا چیست تباهی با کیست | ″ | زلف بنمود که بسیار سیاهی با کیست

نمی دانی که اشک من چه چیز است | ″ | مرا این طفل فرزند عزیز است

دران زمان که بمحشر قیام خواهم کرد | وله | ترا بیاد دهی یک سلام خواهم کرد
اطفال اشک راند هم چون بچشم | وله | اولاد حضرت دل مظلوم زاده اند
چو غنچه که پس برگهاش گفته شود | وله | تبسمش بپناه حجاب می آید
از در خانهٔ آن بدکیش آید | وله | آنچه ما خواسته بودیم همان پیش آید
نمی خواهم که حوری یا قصوری کفم فتد | وله | الهی آن بت بیگانه پرور آشنا گردد
گفت روزی از غضب با من بیا بار دگر | وله | گفتم این از من نخواهد شد بگو کار دگر
چشم او شد گریه دود آه من افزون بیحجاب | وله | ابر باخوش می کند در جوش گریا بیشتر
چرا کمر بغضب تنگ بستهٔ امروز | وله | چه شد که وه بی بتو قربان نگشته ام امروز
بین نگاه گریه آلودم اندازش مپرس | وله | مرغ چون در آشیان گردد ز پروازش مپرس
آئینه چه باشد که شود بار نگاهش | وله | گر شرم نگسته چشم پوشان نگاهش
خواهی برای یک نگه گر نقد کامل در عوض | وله | در خور و طاقت سپهم جا و دل در عوض
نازکن اما نه مقداری که دلها بشکنی | وله | برطرف آئینه ها داری مقابل الحفیظ
گویا که بر سر رمضانش نظر افتاد | وله | چون دیدا و زود هر ابر کشید تیغ
ناز حسنت را نیاز عشق می آرد جواب | وله | گر ترا شمشیر در دست است ما را سر بکف
حکایتی ست گفتم ز جور سیمبران | وله | تو بر غضب مشو از من ترا نمی گویم
دلت کجاست که هر وقت نام من پرسی | وله | هزار مرتبه گفتم که من غلام تو ام
نگذاشت ادب تا ز جگر آه برآریم | وله | رفتیم و کسی را ز خود آگاه نکردیم
من بجان بندهٔ آن طرز تکلم کردن | وله | سخنی گفتن و از ناز تبسم کردن
با من سخن ز خشم برای خدا مگو | وله | چیزیکه گفتنی است بخود گو مرا مگو

درحق من هرچه از جور و جفا فرموده	وله	من مستحق قابل آنم بجا فرموده
عمریست جهانم باین تیره بختی	وله	بنوعی که بر جبهه مه سیاهی
رسی بدرد دلم گر فدائے خویش شوی	وله	خدا کند که چو من مبتلائے خویش شوی
اے محتسب میکده کشتی نخوردمی	وله	کردی غلط که تشنه لب کوثر آمدی
می خواستم که مرگ تمنا کنم ز حق	وله	بسیار خوب شد که تو ام بر سر آمدی

من اشعاره الہندی

تجھے کیا یاد ہے ساقی دو عالم بیحجابی کا	وله	ادہر تو جام کا ہنسنا ادہر رونا گلابی کا
کیا ہے عزم اوس نازپرور نے سواری		پر سنوارا ہیگا آئینے نے عہدہ آفتابی کا
اے ساقی دلمین پہر آیا ہے خیال اس بیحجابی کا		وہی ساغر کا چلنا اور کہڑے رہنا گلابی کا
کرتا ہے حشر برپا ساقی سے جلد کرنا	وله	گردن اٹہا اٹہا کر شیشے کا دیکہہ رہنا
دیکھتے ہے اسکے خط کی شان دل مرجہا گیا	وله	اس دہومین کو دیکہہ آنکہومین اندہارا چہا گیا
رہ گیا ہے اتنو باقی ایکدم کا اشتیاق	وله	ناک مین جی آرہا ہے دیکھنے اسکی بلاق
ادہر تو تم ہو ونکو تان کر تیوری چڑہاتے ہو	وله	ادہر مین دلمین بسم اللہ بسم اللہ کہتا ہون
رنگ اڑ گیا سمن کا نرگس بہی تک رہی ہے	وله	گلشن گلبدن بن کہڑکی سی تک رہی ہے
اے ساقی عجم کی مار و نکلی تو تسلی کر شتابی سے	وله	گلابی کا بہر آتا ہے ہندو بی حجابی سے
تیری آنکہونکو ساقی دیکہنا یہ جان جاتی ہے	وله	گلابی منہہ مین بیٹہی جام پانی چواتی ہے

ضیا۔ میر محمد علی دکنی

ضیا تخلص۔ میر محمد علی نام۔ صفدر علیخان خطاب۔ آپ میر عسکر علی خان

ہمشیرہ زادۂ تربیت خان عالمگیری کے صاحبزادہ ہین۔ آپکی نسب کا سلسلہ سلطان حسین مرزا بن بہرام مرزا ابن شاہ اسمعیل صفوی والی ایران سے پہنچتا ہے آپکے والد دہرپ کن کی قلعداری پر مامور تھے۔ بہرہند گانعالی نواب آصفجاہ نے بلحاظ خاندان آپکو حضور مین بلاکر کہا جاگیرات کی متصدی گری اور سرکار خاص کی دیوانی پر مقرر فرمایا۔ چند روز کے بعد فوت ہوے۔ میر ضیا کی ولادت قلعۂ مذکور مین ہوئی۔ اور آپنے والد ماجد کے سایۂ عاطفت مین تربیت و تعلیم پائی تھی۔ ذہی استعداد صاحب سواد تھے۔ شعرگوئی مین درست فکر و خوش خیال تھے سرکار آصفجاہی کے منصبدارون مین شریک تھے۔ آخر آپ سنہ ١١٥٩ ہجری مین فوت ہوئے

من اشعارہ الفارسی

غنچہ سان بہر نیاز تو بہار جلوہ اش — در بساط خود ہمین یک مشت زر دارد ہما

وله

گر باد دم در ہوا صد ناقہ خرمن می کند — بر غبار ہم تا نسیم گیسوی مشکین گذشت

وله

بے تواضع کے توان با لانشینی ہا نمود — آسمان از رفعت قدر از خم پشت دوتا ست

وله

از فروغ تو گرد خانۂ ما — ہمچو صبح است آفتاب فروش

وله

چشم تر مانند شبنم زین چمن برداشتم — خون دل چون لعل با خود از وطن برداشتم

وله

ز نا ہست نامہ ہم تا برگ گل گردد در انگشتم — حنائی میشود چون پنجۂ مژگان بر انگشتم

چو نرگس تا رقم سازد ز چشم دلبر انگشتم — بود آئینہ در یک گلستان ساغر انگشتم

بشرح سوز ہجران ہا نمی ترسم کہ و اسوزد — بتحریرش حنا شد شعلۂ شمع آسا بر انگشتم

بدستم جام می سوزد ز بس او راز لب لعلش — بود چون شاخ گل آئینہ دار از اخگر انگشتم

اگر شرح گداز و سوز ہجرانت رقم سازد — کند مانند شمع ایجاد چشم تر انگشتم

زبس تبخالہ خرمن کرد برق حسرتم ہر شب — برنگ شانہ دارد یکبیک بانی بہر انگشتم
زدم دست تاسف بسکہ در زلف سخن ہر شب — بود چون رشتۂ تسبیح عقد گوہر انگشتم
سراپا یک چمن گلدستۂ خرمن تماشایم — بسان شاخ نرگس چشمہا دارد ہر انگشتم
نویسم بسکہ قلم نامۂ حیرانی خود را — چو شاخ نرگس ز چشم حیرت سر بگیرد انگشتم
ضیا ہمچو سلیمان صاحب زیر نگین باشد — اگر سر حلقۂ گیسوے او آید در انگشتم

ضیغم ۔ محمد عبد اللہ خان لکہنوی

ضیغم تخلص ۔ محمد عبد اللہ خان نام ۔ آپنے اپنا حال تذکرہ شعرا مین جو آپکی تالیف سے ہے لکہا ہے ۔ ہم اسی سے اخذ کرکے لکہتے ہین ۔ آپ صالح خان لکہنوی کے فرزند ہین ۔ آپکا مولد و منشا شہر لکہنو ہے ۔ آپکے آبا و اجداد شاہان اودہ کی ریاست مین معزز عہدونپر مامور رہے ہین ۔ اور حسن خدمات کے صلہ مین جاگیرین اور انعام پائے ہین ۔ آپکے جد اعلی نواب مصطفی خان قندہاری شاہ اودہ کی فوج کے رسالدار تھے ۔ اور بارگاہ شاہی کے مصاحب ۔ آپکے عم بزرگوار محمد احمد حسین خان بہادر بیس ہزار روپیہ سالانہ کے جاگیردار ہین ۔ آپکے خالو محمد صفی اللہ خان بہادر المخاطب بہ شرف الامرا بہادر سرکار عالی نظام کے ریاست مین عمدہ منصب سے ممتاز تھے ۔ اور اسی ریاست کے سایۂ مرحمت مین سکونت پذیر تھے ۔ نواب صاحب اصل مین کرناٹک کے رؤسا مین سے تھے جسوقت سرکار انگریزی نے ملک مذکور پر قبضہ کیا تو اسوقت آپکے خالو صاحب کے لئے سرکار انگریزی سے تا بہ حین حیات تین ہزار روپئے ماہوار مقرر ہوئی تھی ۔ اور مدراس کی کونسل کے رکن بہی ہوئے تھے ۔ اور انکو سرکار انگریزی سے شرف الامرا کے سی ۔ ایس ۔ آئی ۔ نصیر الدولہ نصرت جنگ کا خطاب ملا تہا ۔ سرکار ممدوح

نوابصاحب کی بڑی عزت و آبرو کرتے تھے۔ آخر آپکے خالو صاحب نے سنہ ۱۲۹۰ ہجری مین اِس دار فانی سے رحلت کی۔

آپنے نشو و نما کے بعد اوائل شباب مین کتب درسیہ فارسیہ علماء لکھنؤ سے تحصیل کین انشا پردازی و عبارت نویسی مین اچھی لیاقت و مہارت پیدا کی۔ پھر آپ سنہ ۱۲۶۵ ہجری مین وطن مالوفہ سے حیدرآباد دکن مین آئے۔ خالو صاحب کے دولتخانہ پر فروکش ہوئے۔ چند روز کے بعد آپکے خالو صاحب نے اپنی دختر نیک اختر کی شادی آپسے کردی۔ آپ اِس تعلق کی وجہ سے حیدرآباد مین متوطن ہوگئے۔ حیدرآباد دکن مین آپکو شعرگوئی کا شوق ہوا۔ نواب عبّاس حسین خان ششدر کی خدمت مین مشق کرنے لگے۔ چند مدت تک یہی سلسلہ جاری رہا۔ نواب صاحب کی توجہ سے آپکا کلام درست ہونے لگا۔ اسی عرصہ مین نوابصاحب کسی مقام پر تشریف لیگئے۔ آپکی مشق و اصلاح سخن مین ہرج واقع ہوا۔ آپ متردد ہوئے کیونکہ آپ شعرگوئی کے فریفتہ مین۔ مولف فقیر کو آپکا تذکرہ دیکھنے سے یقین ہوا کہ آپ شعرگوئی اور شاعرون کے کلام کی جستجو مین بڑی جانفشانی و دلسوزی فرماتے مین آپکو اس فن سے نہایت ہی خوب مناسبت ہے۔ مجکو آپکے تذکرہ سے دکنی و ہندی شعراء معاصرین کے نام و کلام کا نشان و پتا ملا۔ مین غائبانہ آپکا شکریہ تہ دل سے ادا کرتا ہون۔ اور آپکی ملاقات کا ہمہ تن مشتاق ہون۔ بمصداق کل امر مرھون باوقاتھا کسی وقت ضرور مشرف ہونگا۔ جن دنون مین آپکے اُستاد ششدر کہین باہر رونق افزا تھے اُنہین دنون مین حسن اتفاق سے جناب حکیم مولوی نواب نیاز احمد خانصاحب ہوش جو حافظ رحمت خان المخاطب نواب مکرم الدولہ حافظ الملک والی روہیلکھنڈ کے نبائر سے ہین اس شہر مین رونق افزا ہوئے۔ آپ حکیم صاحب ممدوح کی خدمت مین

اپنا کلام پیش کرنے لگے۔ آپ حکیم صاحب ممدوح کی عنایت و مرحمت کے شکر گزار ہین آپکے کلام سے پختگی و شستگی نمایان ہے۔ آپ خوش مزاج و خوش خلق ہین شگفتہ طبع و خندہ پیشانی ہین۔ یاران ہم مشرب کے جلسہ کے رونق ہین ظریف و لطیفہ گو و لطیف و بذلہ سنج ہین سخندان و سخن فہمی ہین بے نظیر۔ اب ہم آپکے چند اشعار آبدار ہدیہ ناظرین کرتے ہین تاکہ مطالعہ سے حظ و لذت اٹھائین۔ فی الحال آپکی عمر تخمینا چالیس کے قریب ہوگی۔ طال اللہ بقاہ۔

من اشعارہ الہندی

جب سے ہوا ہے عشق رسالت پناہ کا — رحمت سے ہے بھرا ہوا دامن گناہ کا
گھایل ہوا ہون کسکی مین تیغ نگاہ کا — گردون جو بنگیا ہے دہوان میری آہ کا
جس نور نے کہ سرمہ کیا کوہ طور کو — اڑتا تہا پرتو وہ تری جلوہ گاہ کا

ولہ

گم زیست نے کیا تہا خیال کمر مین جو — ملتا نہین نشان ہمارے مزار کا
بستر کا تار تار تہا نشتر مرے لئے — کیا پوچہتے ہو حال شب انتظار کا

ولہ

ہے شرط عشق یہ کہ کسی پر عیان نہو — فرقت بھی ہو نصیب تو لب پر فغان نہو
کیون خط نہو نمود نہ کیونکر لٹے بہار — وہ گل نہین جو مورد جور خزان نہو
گردش سے بخت کی یہی ضیغم ہے مجکو خوف — کوئے زمین یار کہین آسمان نہو

ولہ

دربدر اتنی پھراتی ہے محبت تیری — خاک چہنواتی ہے اے یار کدورت تیری
ڈالدی صبح شب وصل جو رخسار پہ زلف — بول اٹھی پہ تو کہ کیون آئی ہے شامت تیری
شکل آئینہ ہوں مین محو تحیر جب سے — میری نظرون مین پہرا کرتی ہے صورت تیری
نکلے کیون صورت سیماب تڑپ کر دل زار — جب کسیطرح نظر آئے نہ صورت تیری

حرف طاء

طالب مولوی شاہ وجیہ اللہ

طالب تخلص - شاہ وجیہ اللہ نام - آپ محمد حبیب اللہ عظیم آبادی کے فرزند دلبند ہین - آپکے والد سوداگران متمول سے تہے - طالب صاحب ترجمہ کی ولادت شہر مذکور مین ہوئی - نشو و نما بہی ہان کی آب ہوا مین پائی - جب صاحب عقل و شعور ہوا وہان کے علما و فضلا کی خدمت مین تحصیل علوم و فنون مین مشغول ہوا - چند مدت کے بعد فارغ التحصیل ہوکے حضرت شاہ منعم دہلوی کی خدمت مین شرف بیعت سے مشرف ہوئے - پہر آپکے والد باجد اس دار فانی سے عالم جاودانی کے طرف روانہ ہوئے آپنے والد کے فوت ہونے کے بعد تمام مال و اثاث البیت مساکین و غربا کو دیدیا - اور خود عازم حرمین شریفین ہوئے - حرمین شریفین پہنچ کے حج و زیارت سے فارغ ہوکے سنہ ۱۲۰۳ ہجری مین وارد مدراس ہوئے - نواب نصیر الدولہ بہادر کی خدمت مین ملازم ہوئے - بارہ برس تک نواب کی خدمت مین سکونت پذیر رہے - نواب صاحب آپکی بہت عزت و آبرو فرماتے تہے - پہر دوبارہ آپکے دل مین حج و زیارت کا شوق پیدا ہوا نواب صاحب سے رخصت لیکر حرمین شریفین روانہ ہوئے - پہر حج و زیارت سے مشرف ہوکے اسی ملک مین واپس آئے اور ترچناپلی مین سکونت پذیر ہوئے پہر چند مدت کے بعد عازم زیارت ہوئے - اور حرمین شریفین روانہ ہوئے - پہر آپ حسب الطلب نواب صاحب آئے - نواب صاحب کی تعلیم مین مصروف ہوئے - آپکو شعر و شاعری سے دلچسپی تہی خود بہی موزون الطبع تہے کبہی کبہی کلام موزون فرماتے تہے

آپکا کلام صاف و شستہ ہوتا ہے - آپ صاحب دیوان تھے - آپکا دیوان کثیر الحجم ہے
شہر حیدر آباد مین بطور سیر و سیاحت آئے تھے - چند روز سکونت کرکے مدراس چلے گئے
آخر آپ سنہ ۱۲۳۹ ہجری مین اس دار ناپائدار سے دار البقا روانہ ہوئے - انا للہ و انا الیہ راجعون
آپ خوش خلق و غربا دوست تھے - اور مہمان نوازی ور آشنا پرستی مین مشہور تھے
جو کچھ پیدا کرتے تھے دوست احباب کو تقسیم کر دیتے تھے - اللہم اغفر لہ

من اشعارہ الفارسی

بسعی دست نبود حاجتے مرد سخن گو را — کہ روزے از زبان چون جامہ بر هم میرسد او را

وله
کجاست طالع بیدار تا شبے سازم — چو شمع گرم ببزم تو اے صنم جا را

وله
تکیہ بر زندگی خویش مکن ہمچو حباب — کہ بیک چشم زدن کار تمام ست اینجا

وله
بہار حسن را ہر دم تماشائے دگر باشد — گلے گر میرود زین گلستان دیگر شود پیدا

حدیث شوق گر سازم رقم بر صفحہ کاغذ — چو مرغ نامہ بر از نامہ بال پر شود پیدا

وله
رنجم بسے ز قول رقیبان ببزم یار — در صحن باغ خوش نبود شور زاغها

وله
شب کہ در جلوہ کہ حضرت جانان رفتم — شمع سان داغ بدل تا شب پایان رفتم

وله
شب کہ دل شوق دیدار رخت بیتاب بود — موئے زلفش تا بروئے آتشش دیدہ ام

وله
دست از حنا مساز نگارین نگار من — آتش مزن بجان و دل بیقرار من

وله
شبے حال دل پر داغ را طالب رقم کردم — بدستم صفحہ کاغذ شدہ چون بال طاؤسے

طپش - میر محمد اکبر

طپش تخلص - میر اکبر نام - آپکے بزرگ بدخشان سے شاہزادہ مرزا شاہرخ کے ہمراہ

وارد ہند ہوئے۔ بادشاہی خدمات پر سرفراز و ممتاز رہے۔ شاہرخ مرزا سے بھی علاوہ خدمات سرکاری تعلق رہا۔ آپکی ولادت ہند مین ہوئی۔ آپ بھی سن شعور کے بعد آبائی موروثی خدمات پر مامور رہے۔ اور شاہرخ مرزا کی اولاد کیساتھ بھی بدستور وطنی تعلق رہا۔ یہانتک کہ نواب فتح یاب خان شہید جو شاہرخ مرزا کی اولاد مین شاہ میر مرزا سے تھے ان کی خدمت مین بخشیگری کے عہدہ پر متقرر تھے۔ نواب کی شہادت کے بعد قصبہ نندیار خاندیس آئے اور حضرت شاہ یسین قادری کے مرید ہوئے۔ اور نندربار مین پیر کیو جہ سے سکونت پذیر ہوئے۔ لچھمی نرائن اورنگ آبادی تذکرہ شعرا مین لکھتے ہین کہ آپ چالیس برس سے شعرگوئی کی مشق کرتے ہین۔ کلام کو مرتبہ کمال پر پہنچایا۔ فارسی و ہندی دونون زبان مین پختہ کلام ہے۔ آپ صاحب دیوان تھے۔ فارسی دیوان مین تقریبًا چھہ ہزار اشعار ہین اور ہندی دیوان ڈھائی ہزار۔ علم حساب و سیاق مین کامل قدرت رکھتا تھا۔ عربی و فارسی مین بھی عمدہ استعداد و مہارت رکھتا تھا۔ باوجود تمام کمالات نہایت متواضع و منکسر المزاج تھا۔ ذکی الطبع و ذہین تھا۔ میر عبد القادر مہربان اورنگ آبادی کے دوستون مین سے تھا۔ میر صاحب طپش کی بڑی تعظیم و توقیر کرتے تھے اور فقیر سے بھی حسن اخلاق و محبت سے ملتے تھے انتہی کلامہ۔

سنہ ۱۱۷۶ ہجری مین طپش اورنگ آباد مین بطریق سیر و سیاحت رونق افزا ہوا تھا۔ میر عبد القادر مہربان کے مکان پر فروکش تھا۔ چند مدت رہا یاران ہم مشرب کے ساتھ خوب مشاعرے و جلسے ہوتے رہے۔ پھر نندربار مراجعت کی سنہ ۱۱۹۲ ہجری مین فوت ہوا۔

من اشعارہ الہندی

نہین ہون شکل مین گو اورون کی سی تلی کا	مرا داغ جگر اب سون ہوا ہے ایک پتلی کا

سر پہ ہر آہ حسرت ہین مری الرئیسان	بس کیا ہون ہیکے پلکون سے گناہ خویشیان
کس گلے مین نہین تمہاری لف کا زنار کفر	تم کس سے بن آتی ہین یہہ کافر کیشیان

طاہر ۔ محمد طاہر بیدری

طاہر تخلص ۔ محمد طاہر نام ۔ آپکا مولد و منشا شہر بیدر دکن ہے ۔ آپ علم و فضل سے آراستہ تھے طبیعت کی تیزی اور ذہن کی جولانی سے شعرگوئی و سخن فہمی مین یگانہ روزگار تھے ۔ شاہ حبیب اللہ نبیرہ شاہ نعمت اللہ کے مصاحب تھے ۔ صوفی المشرب زندہ دل تھے ۔ خوش خلق و خوش کردار تھے ۔ افسوس کہ ہمکو آپکا کلام نہین ملا صرف ایک تاریخ جو آپنے شاہ حبیب اللہ کی کہی وہ ملی ہم اُسکو ذیل مین نقل کرتے ہین ۔ آپ ہمایون بہمنی کے زمانہ مین زندہ تھے نظیری مشہدی کے ہم طرح رہے ہین ۔ دونون مین نہایت اتحاد تہا ۔ آپکا انتقال ۸۶۷ھ ہجری مین ہوا ۔ من اشعارہ

تاریخ شہادت شاہ حبیب اللہ

مہ شعبان شہادت یافت در ہند	حبیب اللہ غازی طاب مثواہ
روان طاہر شش تاریخ می جست	بر آمد روح پاک نعمت اللہ

طوبی ۔ آقا سید علی الموسوی شوشستری

طوبی تخلص ۔ آقا سید علی نام ۔ افضل العلما سنا والملک خطاب ۔ آپ سید ابوالحسن شوشتری الموسوی کے فرزند رشید ہین آپکے والد وطن مالوف شوشتر سے حیدرآباد دکن مین آئے ۔ سرکار عالی نظام مین خلد اللہ ملکہ اہل مناصب کے سلسلہ مین مقرر ہوئے

یہان عزت و آبرو سے زندگی بسر کرتے رہے نواب سر سالار جنگ مختار الملک بہادر مدار المہام سابق نے آپکے علاوہ منصب مدرسہ دار العلوم مین صدر مدرس فارسی کی خدمت بھی عطا کی تھی - آپ تا بزندگی صدر مدرسی پر مامور رہے - فارسی عربی کی تحریر و تقریر مین علامۂ عصر و فہامۂ زمان تھے - حضرت استادی طوبی صاحب ترجمہ کی ولادت باسعادت اسی شہر حیدرآباد دکن مین ہوئی - اور نشو و نما بھی یہین کی آب و ہوا مین ہوئی جب آپکی عمر چار سالہ ہوئی تب والد ماجد نے آپکو دکن سے شوستر تربیت و تعلیم کے لئے بھیجدیا - آپ کی نشو و نما کی پوری تکمیل علوم و فنون کی تحصیل شوستر کے علما و فضلا کی خدمت مین ہوئی - فارغ التحصیل ہوکے حیدرآباد دکن مین آئے عالم شباب کا ابتدا تھا - آپکی طبیعت بحر علوم مین مواج تھی - آپ ایوان فصاحت و بلاغت کے سراج تھے - آسمان تحریر و تقریر کے آفتاب تھے - آپ جامع العلوم و مجمع الکمال والفنون تھے اور خاص علم ادب کے میدان مین ایسی جولانی کی تھی کہ تمام اپنے امثال و اقران سے سابق قدم ہو گئے تھے - نظم و نثر کے لکھنے و موزون کرنے کا ملکہ تامہ رکھتے تھے کلام منظوم و کلام منثور کا لکھنا اُن کے نزدیک سہل الوصول تھا - جب ارادہ کرتے تو منثور و منظوم فوراً موزون فرماتے تھے - صبح سے چاشت تک ساٹھ ستر اشعار کا موزون کرنا مشکل نہ تھا - نواب سالار جنگ نے آپکے اولاً مکرم الدولہ کی اتالیقی پر مقرر فرمایا - پھر چند مدت کے بعد قضایائے ساہوکار کی عدالت مین مامور کیا - بعد ازان خدمت عدالت سے علیحدہ ہو گئے گوشہ گزین و خانہ نشین ہوئے کبھی کبھی وزرا و امرا سے ملتے تھے - آپ نواب مختار الملک ثانی و منیر الملک ثانی کے بھی ایک زمانہ تک استاد و اتالیق رہے ہین - پھر آپ عالیجناب فلک اقتدار اعلیحضرت بندگانعالی

دامِ ظلہ کی مقاربت و مصاحبت مین چند روز عزت و آبرو سے بسر کئے۔ حضور کی
مدح مین اکثر قصائد موزون فرمائے ہین۔ آپ شاعری مین ماہر کامل تھے اور علم ادب
مین بھی صاحب کمال تھے۔ آپ عربی و فارسی دونون زبان مین شعر موزون فرماتے تھے
آپکے قصائد قاآنی کی طرح بلاغت و فصاحت مین ڈوبے ہوئے ہوتے ہین۔ آپکی غزلین
و قطعات و مخمسات بھی لطف و مزہ سے خالی نہین ہین۔ اسیطرح آپ نثر عبارت
لکھنے مین بھی قوت کاملہ و ملکۂ تامہ رکھتے تھے

آقا سید علی کے اخلاق و عادات کا ذکر

آپ اخلاق حمیدہ و اوصاف پسندیدہ سے موصوف تھے ہر کس و ناکس کو دامِ خُلق مین
مسخر کر لیتے تھے۔ اگرچہ امامیہ مذہب کے پیرو تھے لیکن تعصب مذہبی سے علیحدہ تھے
آپکے نزدیک امامیہ و سنیہ مساوی الدرجہ تھے بلکہ آپ سنیون کی بہت خاطرداری
و مدارات کرتے تھے۔ اسی حسن خلق کی وجہ سے دونون فریق باہم شیر و شکر کیطرح
زندگی بسر کرتے رہے۔ آپ مہمان نواز و غربا پرور تھے۔ اکثر غربا ایران کے لئے
آپکا دولتخانہ مسافرخانہ و آرام گاہ تھا۔ مہمان نوازی مین بے نظیر فرد تھے۔ کوئی وقت
ایسا نہین ہوتا تھا کہ آپکے مکان پر دس بیس غربا جمع نہون آپ ہر ایک غریب کو
سعی و کوشش کر کے بادشاہ و امرائے دکن کی خدمت مین پہنچاتے تھے۔ اور
سفارش کرنے مین نہایت چست و چالاک تھے۔ امرا و وزرا کی خدمت مین آپ کی
سفارش موثر ہوتی تھی۔ آپکی طبیعت درویشانہ تھی دنیا و مافیہا سے تعلق نہین رکھتے
تھے۔ ہزار روپیہ ماہوار پاتے تھے۔ تنخواہ آتے ہی ایک ہفتہ تک خوشی سے بسر کرتے
ایک ہفتہ کے بعد تہیدست و دست نگر غلہ فروش ہوتے تھے جو کچھ مطلوب ہوتا تھا

قرض منگوا لیتے تھے۔ مدت العمر تنگدست و تنگ حال رہے۔ تنگدستی و تنگ حالی بسبب غربا پروری و دستگیری بینوایان تھی۔ جو کچھ آمدنی ہوتی تھی فقرا و غربا پر صرف فرماتے تھے۔ آپ خوراک و پوشاک مین تکلف و زیبائش پسند نہین کرتے تھے۔ بقدر ضرورت استعمال فرماتے تھے۔ اسیطرح فرش و فرنیچر کی بھی خواہش نہین رکھتے تھے۔ آپکا فرش بوریا تھا۔

آپ کی درس و تدریس کا ذکر

آپ علامۂ عصر و فہامۂ دہر تھے۔ جامع کمالات صوری و معنوی۔ درس و تدریس کے شائق۔ اکثر طلبا آپکے چشمۂ فیض سے سیراب و شاداب ہوئے تھے۔ آپ حکمت مین استاد مشہور تھے۔ آپکے تلامذہ امرا و شرفا و غربا و فقرا زادے ہوتے تھے۔ شعر و شاعری مین استاد کامل تھے۔ ہزارہا شعرائے ہند و عجم کو آپسے تلمذ تھا۔ آپکے تلامذہ مستند ہین۔ خاص آپکی طبیعت سخن سنجی و بذلہ گوئی کے مناسب تھی۔ مضامین تازہ آپکی خدمت مین جوق جوق آتے تھے۔ آپ مضامین تازہ و رنگین کو بامحاورہ عبارت عربی و فارسی مین بداہتہً موزون فرماتے تھے۔ آپ کی ذات مین مضامین تازہ کی آمد تھی نہ آورد۔ فقیر مولف آپکے چند اشعار آخر مین گزارش کریگا۔ آپکے قصاید عربی و فارسی بے انتہا ہین۔ ہر ایک قصیدہ اپنا نظیر آپ ہی ہے۔

افسوس کہ آپکے تمام قصاید کسی نے ایکجا مدون نہین کئے۔ آپکے ایک شاگرد رشید میرزا محمد تقی صاحب نے آپکے نتایج طبع کا ذخیرہ جمع کیا تھا۔ ذخیرہ نظماً و نثراً عربی و فارسی زبان کا تھا۔ یہہ ذخیرہ موسی ندی کی طغیانی مین نذر سیلاب ہوگیا۔ مین نے آقا صاحب کے فرزند بزرگ مولانا سید عبداللہ المخاطب بہ نواب جنگ بہادر سے جو آپ مرحوم کے

حالات و نتائج طلب کئے۔ امروز فردا کا وعدہ کیا۔ لیکن وعدہ کو ایفا نہیں فرمایا مجھے بہت تلاش و جستجو کے بعد قصائد عربی و فارسی ستیاب ہوئے۔ انہیں قصائد سے بطور مشتے نمونہ چند اشعار ہدیۂ ناظرین گزارش کرتا ہوں۔

آقا سید علی صاحب ترجمہ کی تصنیفات سے مخمس قصیدہ بردہ و قصیدہ ہمزیہ وغیرہ میں قصائد کے دیکھنے سے آپ کی فصاحت و بلاغت کی تصدیق ہوتی ہے۔ اشعار کے محاورات و خوبی بندش سے ثابت ہوتا ہے کہ آقا صاحب ترجمہ عربی الاصل والنسل ہیں۔ و فصحائے ادب و بلغاء عرب آپ کے قصائد و مراسلات ادبیہ کے مضامین با محاورہ عربیہ کو دیکھ کے کہتے ہیں واللہ ہذا عربی لیس بعجمی

آقائے طوبی صاحب ترجمہ کی وفات

سنہ ۱۳۲۴ ہجری میں آقائے طوبی بعارضہ بخار بیمار ہوئے۔ یونانی معالجہ شروع کیا گیا اطبائے یونانی متواتر دوائیں استعمال کراتے تھے۔ لیکن کچھ فائدہ نہیں ہوتا تھا بلکہ مرض بڑھتا جاتا تھا۔ آخر ڈاکٹری علاج کے طرف رجوع ہوئے۔ کوئی دوا مفید نہیں ہوئی۔ طبیعت میں ضعف و ناتوانی بڑھ گئی۔ آخر آپ اسی مرض الموت میں بتاریخ ۲۴ ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۴ ہجری میں اس دار فانی سے بہشت بریں روانہ ہوئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اعزہ و اقارب و احبا کو آپ کی رحلت سراپا مصیبت کا نہایت رنج و غم لاحق ہوا۔ اور شہر کے علما و فضلا و طلبہ پر آپ کی رحلت کا سخت صدمہ واقع ہوا۔ آپکی تجہیز و تکفین میں شہر کے اکثر امرا و علما و طلبہ شریک ہوئے۔ تمام آپکی رحلت پر آہ و نالہ و شور و غوغا کرتے تھے۔ تلامذہ کی یہ حالت تھی

زار زار روتے تھے اور دامن دل کو رنج و الم کے ہاتون سے چاک کرتے تھے اور سر و منہ پر خاک اڑاتے تھے۔ آعزہ و اولاد کی بیقراری و دل گدازی دیکھکے اہل مجلس کے قلوب ہل جاتے تھے۔ عاقبۃ الامر تمام اعزہ و اقارب و احبائے ذوی المعارف نے اس علوم و فنون کے خزینہ بے بہا کو کوہ مولے کے خاک مین دفن کئے۔ شعرائے زمانہ نے آپکے رحلت کی تاریخین موزون کئے۔ منجملہ تواریخ فقیر مولف کے آپکے شاگرد حکیم میر نوازش علی لمعہ کی تاریخ دستیاب ہوئی ھو ھذہ

از جہان رفت حضرت طوبیٰ — منزل او بہشت و ماوے ہست
زد رقم کلک لمعہ سال وفات — جائے طوبیٰ بہشت اعلیٰ ہست

ولہ ایضاً

رفت ادیب و فاضل بے مثل صد حیف از جہان — شد جہانے را دگرگون حال ازین رنج و ملال
ہاتف غیبی بگوشش لمعہ محزون بگفت — رائے گلزار جنت شد ادیب الہند سال

ولہ ایضاً

وائے ویلا وا دریغا رفت از دار محن — عالم و فاضل فرید عصر یکتائے زمن
خوانم اشعار سنائی را کہ بس مشکل بود — کاملے گر رفت ازینجا مثل او پیدا شدن
روزہا باید کہ تا یک مشت پشم از پشت میش — زاہدے را خرقہ گردد یا حمارے را رسن
ہفتہ ہا باید کہ تا یک پنبہ دانہ ز آب و گل — شاہدے را حلہ گردد یا شہیدے را کفن
ماہ ہا باید کہ تا گردون گردان یک شبے — عاشقی را وصل بخشد یا غریبی را وطن
دورہا باید کہ تا یک سنگ خارا ز آفتاب — لعل گردد در بدخشان یا عقیق اندر یمن
قرنہا باید کہ تا یک مرد صاحبدل شود — بایزید اندر خراسان یا اویس اندر قرن

عهد بابا یدکه باز آید ز شستر در دکن ‏ چون سناد الملک طوبی کامل و استاد فن
گفت سال رحلتش لمعا نیک حسب حال ‏ شد سناد الملک یکتا واسطه امروز از دکن
۱۳۲۴ھ

ایضاً

قد مضی سیدی سناد الملک ‏ بروض الجنان مربعه
انا اسرحت عام رحلته ‏ قلت - دار النعیم مضجعه
۱۳۲۴ھ

من قصائده الفارسی

ای رونق تو وی رتبهٔ تو دال سائل ‏ وی جود تو و بود تو حلال مسائل
ایوان صدارت ز تو چون کاخ خورنق ‏ دیوان وزارت ز تو چون برج سلاسل
حزم تو چنان کرده که آواز خموشی ‏ در گوش نیاید همه گر بانگ زلازل
عدل تو رسیده ست بجائی که بگلشن ‏ بر منبر هر شاخ بود عظت بلابل
گر کار بغیر ست بدرگ تکیه ست ‏ ایس ازچه گرا بیند بجوئی شمائل
از انمل مخضوبه و از چشم مکحل ‏ وز خد صفا داده و قد متمائل
رنگین نگه و مشی چو مشاطه ممتاز ‏ سنگین نگه مشی چو عادات حوامل
آنجا که بود هر کسی از جهد معاون ‏ آنجا که شود هر کسی از سعی معامل
پس چون نشود مشکل معنی آمر و ناهی ‏ پس چون نشود همچو معنی فاعل و جاعل
من کیستم آنم که اگر روی زمینم ‏ گردند مخالف نگرایم بزلازل
هر مشکلی آسان کنم از روی متور ‏ هر مسئله از دوده حلال مشاکل
فخر همه ارباب فضائل ز فضائلش ‏ یکقطره از بحر بود کل فضائل
اصل کرم و فرع همه علت ایجاد ‏ چون ذات خداوند منزه ز رذائل

در دروازهٔ علم نبی و عالم عالم — ختم است بر او بعد خدا حق معاضل
او صنع خداوند و خداوند همه صنع — مخلوق وی است آنچه خدا راست مجاعل
حق وی آن یازده تن کش ولدستند — بر عزت این صدر فزاید حق باذل
طوبی است چو تدراج تو از دل بجدا باش — ای صدر تو هم راحم احوال وی از دل

وله

صباح عید بصد رنگ بود غنج و دلال — در آمد از درم آن ماه آفتاب جمال
شکسته تر ز دل زار عاشقانش زلف — سیاه تر ز شب هجر دلبرانش خال
گل شمایل او آفتاب عنبر چتر — لب تکلم او طوطی خجسته مقال
ز پای تا سر ناز و کرشمه و خوبی — ز فرق تا پا غنج و دلال و حسن جمال
در آسمان صباحت ز غیرت رویش — فتاده در دل خورشید شعله جوال

وله

ای هزاران فاضلت بر آستان — صدر کل مختار ملک راستان
چون خدا خلقی بعزت کرد جفت — چون تو فردی را بر اینان صدر گفت
گرد رایت سد اسکندر بنا — دشمن ار یاجوج باشد گو بیا
داده تدبیرات تو داد همه — از تو محکم کار و بنیاد همه
رای تو صایب تر از رای حکیم — در همه امری کلامت مستقیم
شکر کند کز همه روی زمین — جای تو دارد شرف بالمکین

وله

ای از تو منهدم شده بنیاد کار ظلم — وی عدل تو خزان زده اندر بهار ظلم
از نصفت تو رفته بهر جا قرار جور — در حکمت تو خفته بهر سو مدار ظلم
با شد چنان شعار عدالت شده بدهر — گویی که نام نیست گر از شعار ظلم

مختار ملکی و همه در اختیار تو است
گر ظلم کس کند بکسی انتقام از و
الم کشیده مصیبت رسیده حیرانم
همیشه خون خورم از غصه و بجان خویش
شبم بگریه و روزم بآه و ناله و افغان
تفقدے بکنی اے خدایگان آخر
بجز تو کیست ز بعد خدا مرا یاور

ولہ

آن شد مرا نهاده تو در اختیار ظلم
من میکشم ز لطف تو نے غبار ظلم
ز جان جسمم اگرچه دے پریشانم
ز دوری تو شبها گو بیا بزندانم
تبنگ آمدم آخر مگر نه انسانم
مگر نه من هم از جبل زیردستانم
بغیر درگه تو درگهے نمی دانم

طاہر میرزا محمد طاہر

طاہر تخلص - میرزا محمد طاہر نام - صفاہانی الاصل ہے - سلاطین صفویہ کے امرا سے تھا - علم و فضل کے زیور سے آراستہ - مع برادر محمد علی خلد مکان عالمگیر بادشاہ کے عہد مین صفاہان سے دکن مین پہنچا - میرزا محمد طاہر صاحب ترجمہ اور میرزا محمد علی دونون بھائی عالمگیری دربار مین خطاب و منصب سے سرفراز ہوئے برادر اول صاحب ترجمہ التفات خان دوم ملتفت خان خطاب سے ممتاز ہوے - التفات خان بہیر ضلع اورنگ آباد مین مدت تک خدمت فوجداری پر مامور رہا - بعد ازان گجرات وغیرہ مقامات مین اسی خدمت پر معین رہا امور مفوضہ کو نہایت ہوشیاری سے انتظام کرتا تھا - آخر صوبہ مالوہ سے دہلی جاتا تھا جب کہرکون کے اطراف مین پہنچا وہان رہزنون کے ہاتھ سے سنہ ۱۱۲۹ ہجری مین مقتول ہوا ذکی الطبع و صاحب طبع خداداد تھا - نثر نویسی مین بھی قدرت کاملہ رکھتا تھا

تین تین منشیون کو خود عبارت لکہاتا تہا۔ اور فقرات لاحقہ ہر ایک کو بدون غور و تامل کہتا تہا۔ اور کلام کے ربط و ضبط مین خطا نہین کرتا تہا۔ اور اسی حالت مین آپ بہی کتابت مین مصروف ہوتا تہا۔ شعرگوئی سے بہی دلچسپی رکہتا تہا کبہی کبہی موزون کرتا تہا۔ کلام صاف و شستہ و پاکیزہ ہے۔

من اشعارہ

شہید یکسیم پوشیدہ ام بعد فنائی خود	برنگ مردۂ فیروزہ نیلی در عزائے خود
شہرت حسن تو شد از کشتۂ دیدار تو	از نسیم بال بلبل بشگفد گلزار تو

طغرا ۔ ملا طغرا مشہدی

طغرا تخلص ۔ ملا طغرا نام مشہدی الاصل ہے۔ نثر نویسی مین طرز جدید کا موجد ہے۔ اور عبارت تازہ کا مخترع ہے وطن مالوفہ سے رخصت ہوکے ہند مین آیا۔ چند مدت شاہزادہ مراد بخش بن شاہ جہان بادشاہ ہند کی ملازمت مین رہا۔ شاہزادہ کے ہمراہ ممالک دکن کی سیر مین مشغول ہوا۔ آخر کشمیر بہشت نظیر مین پہنچا۔ گوشہ نشینی اختیار کی۔ چند روز خوشی سے بسر کرکے مقام اصلی کے طرف روانہ ہوا۔ ابو طالب کلیم کے قبر کے قریب مدفون ہوا۔ طغرا کی انشا پردازی مشہور ہے۔ اسکی انشا نہایت رنگین و شیرین ہے۔ طلبائے درجۂ منتہی شوق سے پڑہتے ہین۔ طلبہ کی استعداد طغرا کے پڑہنے سے درجۂ کمال کو پہنچ جاتی ہے۔ نظم مین بہی ایسا ہی نازک خیال ہے۔ نئے نئے مضامین خوش اسلوبی و خوبی کے ساتہہ موزون کرتا ہے۔ **من اشعارہ الفارسی**

زجعد پرشکنت دل بصد فغان افتد	چو کودکے کہ ز بالائی نردبان افتد

دلا چو شمع رگ گردنے ملایم کن	وله	ز مهر دادن سر پائے خویش قایم کن
کج نباید کام دل بے اتفاق راستان	وله	تا بقربانت شود باتیر پیاز و کمان
اگر چو آئینه سرتا قدم شوی یک چشم	وله	بسوئے دوست نگر سوئے خود نگاه مکن
عروسان را بسوے حجله تنها ان برد بے ساز ی	وله	بآواز دف و نی دختر رز را بمینا کن
باید چو برق خنده زنان از جهان گذشت	وله	نتوان چو ابر بر سر دنیا گریستن
سوئے سر کافتد ز سر هرگز نمیگردد سفید	وله	عیش غربت کی کند پیری تصرف در جوان
سایه می افتاد از طغرا در ایام شباب	وله	پیر چون شد میخورد از سایه طغرا بر زمین
بینا بپائے ساغر چون سر نهد بسجود	وله	چیزی دگر نخواهد غیر از دعائے یاران
در موسم فصل عمر باید بترتیب غم کشید	وله	تا تو انی همچو گل یک فصل خندان زیستن
شاید بینداخته با گردش آسمان	وله	از دود آه سرمه بچشم ستاره کن
خوش آن ساعت که بزم آرا شبی بر سر جوئے	٪	خیال پشت لبت چشم قدح را گرد ابروئے
میان می بهم و چیزی بچشم در نمی آید	٪	بدان ماند که در آئینه باشد سایه موئے
ز بس آب نزاکت خورده لاله	٪	شدش خط نظر موے پیاله

طاہر شاہ طاہر

طاہر تخلص ۔ و شاہ طاہر نام ۔ تذکرہ ہفت اقلیم کے مولف نے لکھا کہ آپکے آبا و اجداد سلاطین تھے ۔ اونکی خدمت مین ہمیشہ مکرم و معزز رہتے ۔ اکثر اوقات رود بار قزوین مین اقامت گزین تھے ۔ جب شہر سلطانیہ کو الجایتو خان نے آباد کیا آپکے بزرگان سابق کو اسی حکومت کی جانب ہی حسب الامر آپکے بزرگان سلف سلطانیہ مین

سکونت پذیر ہوئے۔ شاہ طاہر صاحب ترجمہ سلطانیہ میں متولد ہوا۔ ابتدائے سن تمیز میں تحصیل علوم و فنون کے لئے کاشان میں آیا۔ چند مدت میں جامع الفنون و حاوی العلوم ہوا

در جہان چون وندیدی ہیچکس در شرع شعر ۔۔۔ قاف تا قاف ار بجستی قیروان تا قیروان

جب شاہ طاہر کی لیاقت و قابلیت کی حقیقت شاہ اسمعیل ماضی صفویہ کو معلوم ہوئی چاہا کہ اسکو خلعت صدارت سے سرفراز کرے۔ حاسدین نے اسکو مذہب باطل سے متہم کیا بادشاہ کو غرض آمیز و فتنہ انگیز باتوں سے ورغلایا اور اسکی ذلت و خواری کی پیروی کرنے لگے۔ وکیل السلطنت شاہ حسین نے جو اسکے معتقدین سے تھا۔ شاہ طاہر سے کہا کہ اسوقت مناسب یہہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ یہاں سے چلے جائے اور ایسے مقام میں سکونت اختیار کیجئے کہ وہاں مخالفین کی دست اندازی نہو سکے۔

شاہ طاہر سنہ ۹۲۶ ہجری میں کاشان سے ہند روانہ ہوا۔ تہوڑی مدت میں برہان نظام شاہ بحری والی احمد نگر دکن کے پاس پہنچا۔ بادشاہ کے نزدیک ایسی ترقی پائی کہ ارکان دولت و اعیان ریاست سے بڑھ گیا۔ رفتہ رفتہ درجہ وکالت سلطنت کو فائز ہوا۔ تمام مہمات کا مدار المہام ہوا۔ اہل دکن و اہل عجم و عرب اس کے آستانہ بلند پایہ کو اپنا ملجا و ماوی سمجھتے اور شاہ کے توجہ سے بہرہ مند ہوتے تھے۔ مذہب امامیہ کا شیوع ملک دکن میں آپ ہی کی بدولت ہوا۔ اور برہان نظام الملک بحری کو شاہ طاہر کی کوشش سے منجانب سلطان بہادر گجراتی نظام شاہ خطاب ملا۔ باوجود شغل مہمات سلطنت اہل علم کی صحبت و مجالست سے محروم نہیں ہوتا تھا۔ اور ہمیشہ اس بات کی فکر کرتا تھا کہ مذہب امامیہ اثنا عشری کی اشاعت کامل ہوجائے۔ اور اہل دکن علم و فضل کے زیور سے آراستہ ہوجائیں اس کام کے لئے

عرب و عجم سے اکثر افاضل علامہ کو بلایا۔ احمدنگر کو دار العلوم بنایا۔ بادشاہ کو ترغیب دیکے ایک مدرسہ عالی شان بنوایا۔ اور مدرسہ کے اخراجات کے لئے متعدد دیہات و بلوکات التمغا مقرر کرایا۔ مدرسہ کی عمارت و درسگاہین و طلبہ کے حجرے متعدد بنائے منجملہ عمارات فی زماننا احمدنگر مین مسجد متعلقہ مدرسہ وغیرہ موجود ہے فی الحال اسمین ایام عاشورہ محرم مین علم قائم کیا جاتا ہے۔ اور کوٹلہ کے نام سے مشہور ہے۔ فقیر مولف نے محبوب الوطن تذکرۂ سلاطین دکن کے حصۂ اول مین مدارس کے ذکر مین مدرسہ احمدنگر کا ذکر کیا ہے یہان اعادہ کی ضرورت نہین۔ انتہی کلام ہفت اقلیم

ہفت اقلیم کے مولف نے شاہ طاہر کا حال مجملاً لکھا جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے۔ لیکن ماثر رحیمی کے مولف و فرشتہ نے شاہ موصوف کا حال بہ نسبت ہفت اقلیم شرح و مفصل لکھا ہے بنائے علیہ مین یہان بجنسہ نقل کرتا ہون اگرچہ ناظرین کے نزدیک یہان مکرر ہے لیکن لطف وغیرہ مین قند مکرر سے کم نہین ہے۔ شائقین مطالعہ سے مستفید ہون گے۔

شاہ طاہر علوم ظاہری و باطنی مین بزرگان سلف سے مقدم تھا۔ اور مرتبہ مین تمام سے بڑھ گیا تھا مصر و بخارا و سمرقند و قزوین وغیرہ بلاد کے گروہ شیعہ اسکی بعیت کرتے تھے۔ تمام ایران مین شہرت عظیم پائی۔ شاہ اسمعیل صفوی جو پیری و مریدی کی بدولت سلطنت درجہ کو پہنچا تھا۔ چاہتا تھا کہ تمام مشائخ خاصہ مشائخ خوندیہ کے سلسلہ کو ممالک محروسے منقطع کرے میرزا شاہ حسین اصفہانی ناظر دیوان شاہ اسمعیل نے جو شاہ طاہر سے حسن اعتقاد رکھتا تھا۔ ایک شخص شاہ طاہر کے پاس بھیجا اور بادشاہ کے ارادہ سے آگاہ کیا۔ شاہ طاہر سجادہ نشینی کے بستر کو طی کر کے سنہ ۹۲۶ ہجری مین سلطانیہ مین آیا۔ میرزا کی وساطت سے بادشاہ کے مقربین مین داخل ہوا۔ بادشاہ کبھی کبھی اسکی طرف عزت سے دیکھتا تھا۔

پس شاہ طاہر میرزا کے ذریعہ سے کاشان کے مدرسہ مین منصب تدریس پہ مقرر ہو کے
وہان چلا گیا - وہان اتفاق سے طالبین و مریدین جمع ہو گئے تعلیم
و تعلم کا بازار گرم ہوا اور اطراف کے مریدین بہی کاشان مین آنے لگے شہر کے معززین
حکام نے از روئے حسد ایک عریضہ بادشاہ کی خدمت مین بہیجا - اور لکہا کہ فرقہ اسمعیلیہ کا
مانند حسن صباح یہان غلبہ ہو رہا ہے اور شاہ طاہر اس فرقہ کا مقتدی و امام ہے -
مذہب کے رواج مین کوشش کرتا ہے اکثر ملاحدہ و زنادقہ مجتمع ہو گئے ہین فی زماننا
یہان شریعت محمدی کا بازار سرد ہے اور سلاطین اطراف سے بہی مکاتبت جاری ہے
شاہ اسمعیل بہانہ جو و قابو طلب تہا فوراً حکم دیا کہ اس کے قتل کا پروانہ لکہین - میرزا حسین
اس قضیہ پر مطلع ہوا اور دیکہا کہ یہہ معاملہ اصلاح پذیر نہین ہے - بسرعت تمام ایک
معتبر شخص کو کاشان روانہ کیا - اور پیغام بہیجا کہ ابہی آپکے قتل کا پروانہ پہنچا ہے
اب مناسب یہہ ہے کہ آپ خود فوراً اس ظالم بادشاہ کے ملک سے کہین باہر چلے جاوین
شاہ طاہر نے بیقرار ہو کے تمام مال و اسباب ترک کر کے تن تنہا مع عیال و اطفال
سنہ مذکورہ مین فرار کا راستہ اختیار کیا - آخر سنہ مذکورہ مین سخت جاڑے کے
موسم مین ہند کی طرف روانہ ہوا - بندر جرون مین پہنچا - حسن اتفاق سے ہندوستان
کی کشتی تیار تہی - نماز جمعہ ادا کر کے کشتی مین سوار ہو گیا - جمعہ دیگر بندر گووہ مین پہنچا
مورخین نے لکہا کہ بادشاہی سپاہ کاشان مین پہنچی - اور سنا کہ شاہ طاہر فرار ہو گیا
تعاقب مین برق و باد کی طرح دوڑے - شاہ طاہر ان کے پہنچنے تک بلاد دکن مین پہنچ گیا
کہتے ہین کہ شاہ طاہر بندر گووہ سے بیجاپور مین آیا - اسوقت وہان اسمعیل عادل شاہ
حکمران تہا - اسمعیل اہل السیف و العلم سے زیادہ دلچسپی رکہتا تہا - بنا بر علیہ شاہ طاہر

کے طرف ملتفت نہین ہوا۔ پس شاہ طاہر نے عزم جزم کیا کہ حرمین شریفین و دیگر مشاہد مقدسہ کی زیارات و حج سے مشرف ہونا چاہیئے۔ وہان سے حرمین شریفین روانہ ہوا بندر چیول مین کشتی مین سوار ہوا۔ حرمین شریفین و دیگر مقامات متبرکات کی زیارت و حج سے فارغ ہوکے اس ارادہ مین تہا کہ اطمینان کے ساتھہ وطن مالوف مراجعت کرے لیکن بمقتضائے آب خورش قلعہ پرینڈہ دکن مین وارد ہوا۔ مخدوم جہان دکنی سے جو امرائے بہمنیہ سے تہا ملا خواجہ نے مولانا کی تعظیم و تکریم کی و بمبالغہ تمام توقف کی التماس کی۔ شاہ موصوف نے مخدوم کے اصرار سے توقف کیا۔ مخدوم کے فرزند شاہ موصوف سے کتب علمیہ پڑہنے لگے۔ اتفاقاً انہین ایام مین برہان نظام شاہ بحری نے اپنے استاد ملا پیر محمد شیروانی کو بسفارۃً مخدوم خواجہ جہان کی خدمت مین بہیجا۔ ملا وہان شاہ طاہر کی ملازمت فیض بخش سے مشرف ہوا۔ اور دیکہا کہ مولانا صورۃً آدمی سیرۃً فرشتہ ہین۔ اور عالم جامع العلوم والفنون ہین ؎

عیسیٰ گاہ دانش آموزی یوسفی وقت مجلس افروزی

مولانا کے وجود فائض الجود کو نعمت غیر مترقبہ و دولت مغتنمہ جان کے تقریباً تا بہ یکسال تحصیل علوم کی تکمیل مین مشغول ہوا کتب ہیئت مثلاً مجسطی وغیرہ مولانا کی خدمت مین ختم کین۔ پس دکن مین یہہ شہرت ہوئی کہ پرینڈہ مین ایک ایسے علامۂ دہر وارد ہوئے ہین کہ ملا پیر محمد استاد اُن کی شاگردی سے فخر کرتا ہے۔ جب ملا پیر محمد نے احمدنگر مین مراجعت کی۔ اور برہان نظام شاہ سے ملا۔ بادشاہ نے ملا سے سبب تاخیر دریافت کیا۔ عرض کیا کہ مین اس سفر مین ایک ایسے علامہ متبحر سے ملا کہ مین نے مدۃ العمر اسکا نظیر ہندوستان و ایران مین نہین دیکہا تہا۔ لہذا۔ علامہ کی خدمت مین مستفید ہوا

اور کتاب مجسطی کو ابتدا سے انتہا تک پڑہا۔ مجھکو مولانا کی توجہ سے بیشمار اسرار مخفیہ معلوم و منکشف ہوئے۔ رباعی

در وصف کمالش عقلا حیرانند　　بقراط حکیم و بو علی نادانند
با این ہمہ علم و حکمت و فضل و کمال　　در مکتب علم او الف بے خوانند

برہان نظام شاہ جو علما و فضلا کی صحبت کا جویا رہتا تھا مولانا کے دیدار فایض الانوار کا سراپا مشتاق ہوا اسیوقت ایک خط شوق آمیز و محبت انگیز لکھکے بمعرفت ملا پیر محمد مولانا شاہ طاہر صاحب ترجمہ کی خدمت مین قلعہ پرینڈہ روانہ کیا۔ فرد۔ چو باد صبح گذر کن سوئے حدیقہ انس ÷ چو سرو ناز قدم رنجہ کن باین گلزار ÷ شاہ طاہر صاحب ترجمہ نے خواجہ جہان سے اجازت چاہی۔ خواجہ جہان نے طوعاً و کرہاً اجازت دی۔ اور سفر کا سامان مہیا کر دیا اور ۹۲۸ھ ہجری مین مع ملا پیر محمد احمد نگر روانہ ہوا۔ جب مولانا اس مقام مین پہنچے کہ شہر احمد نگر وہان سے تخمیناً چار کوس کے فاصلہ پر تھا۔ ارکان سلطنت واعیان مملکت استقبال کیلئے آئے شاہ موصوف کو اعزاز و اکرام کے ساتھ شہر مین لائے۔ برہان شاہ آپکی ملازمت سے بہت خوش ہوا۔ آپکو عنایات شاہانہ سے سرفراز فرمایا۔ اور تقریب رہنے کے شہر مین یہ شعر پڑہا

تو چون گوہر قیمتی غم مدار　　کہ ضایع نگرداندت روزگار
اگر زیرہ در زندان گاز　　نیفتد بہ شمعش بجو بیند باز

چند روز کے بعد برہان نظام شاہ نے مولانا سے درخواست کی کہ آپ مسجد جامع مین جو قلعہ مین واقع ہے مجلس درس منعقد فرمائیے۔ مولانا حسب الحکم ہفتہ مین دو روز وہان جاکے درس فرماتے تھے۔ علمائے پایۂ تخت درس مین شریک ہوتے تھے علمی مذاکرہ و مباحثہ خوب ہوتا تھا۔ طلبا و علما مستفید ہوتے تھے۔ برہان نظام شاہ بھی اکثر اوقات جلسہ مین شریک ہوتا تھا۔ اور ادب سے بیٹھتا تھا۔ جبتک درس تمام نہین ہوتا تھا نہین

اٹھتا تھا۔ ایکروز مباحثہ دیر تک ہوتا رہا۔ برہان شاہ مباحثہ کے تمام ہوتے ہی
شدت ضرورت بول کی وجہ سے فی الفور حرم سرا مین گیا۔ اور دایہ سے کہا کہ
مجکو کلام مرغوب سننے کا اسقدر شوق ہے کہ اگرچہ ضرورت بول کی شدت سے بدن مین
بیقراری پیدا ہو جائے لیکن تا وقتیکہ کلام تمام نہو جائے مین جلسے سے نہین اٹھتا ہون
بادشاہ کی قدردانی علم و ہنر آفرین و تحسین کے لایق ہے۔ بادشاہون کی شان ایسی ہی
ہونی چاہئے۔ علم و فضل کی ترقی بادشاہون کی توجہ سے درجہ عروج کو پہنچتی ہے۔
شاہ طاہر کی توجہ سے احمدنگر دار العلم بنگیا تہا۔ مدارس درس تدریس کا دور چلتا تہا
اکثر علم و فضل کے زیور سے آراستہ ہوگئے۔ شہر کے کوچہ و بازار مین علمی مذاکرہ کا بازار
گرم تہا۔ ہر ایک مذہب و ملت کی تحقیق کرتا تہا۔ اُس عہد مین فرقہ مہدویہ جونپوری کو
جو وہان عہدہ ہائے جلیلہ پر مامور تہے سلطنت و سلطان پر اسقدر مسلط ہوگئے تہے کہ بادشاہ
نے اپنے خاندان کی ایک لڑکی انکے خاندان مین کسی بزرگ سے منسوب کردی تہی
پس گروہ مہدویہ مذکور شاہ طاہر کی حسن سعی و حکمت عملی سے خارج البلد ہوئے۔ اسی
اثنا مین شاہزادہ عبدالقادر برادر حقیقی شاہزادہ حسین علیل ہو کے تپ محرقہ مین گرفتار
ہوگیا۔ برہان شاہ شاہزادہ سے نہایت ہی محبت رکہتا تہا۔ لخت جگر کی حالت
دیکہکر مضطرب الحال ہوتا تہا۔ حکیم قاسم بیگ و دیگر حکمائے اہل اسلام و اہل اصنام کو
بلایا کہ میرے لخت جگر کے معالجہ مین کوشش بلیغ کرین۔ اگر معالجہ کے لئے جگر پارہ
مطلوب ہو تو مین دینے مین کوتاہی نہین کرونگا۔ آؤ میرا پہلو چیر کے جگر پارہ نکال کے
اس لخت جگر کا علاج فرمائین۔ مین اسکی زندگی اپنی زندگی پر مقدم سمجہتا ہون
ہر چند کہ علما علاج مین کوشش کرتے تہے کوئی دوا موثر نہین ہوتی تہی۔ روز بروز

مرض بڑھتا جاتا تھا - برہان شاہ نہایت بیقراری سے براہمہ کی تحریک و ترغیب سے
نذر و صدقات بتخانون مین بھیجتا تھا - اہل اسلام و اہل اصنام سے کوئی فرد نہین چھوڑا کہ
اس سے دعائے خیر کی درخواست نہ کی ہو - شاہ طاہر ہمیشہ اس فکر مین رہتا تھا کہ مذہب
اثنا عشری کو رائج کرے - اسوقت موقع پاکے عرض کیا کہ شاہزادے کے شفا کیلیے میرے
دل مین ایک بات گذرتی ہے لیکن اسکے اظہار مین خوف و خطر کو دیکھتا ہون - برہان
فرزند کی صحت کا جویا تھا - اس کلام کے سنتے ہی شاہ طاہر سے اصرار کیا فرمایئے وہ کیا ہے
مین اسوقت اسکے کرنے مین کوتاہی نہین کرونگا - اور ایسا بندوبست کرونگا کہ کوئی
آپکو تکلیف نہین دیگا - شاہ طاہر نے کہا مین کسی بیگانہ سے نہین ڈرتا ہون بلکہ مجھے
خوف آپ کا ہے کہ شاید بادشاہ کو پسند نہ آئے اور مجھکو ماخوذ کرے اور آپ سے
جدا ہوکے مخالفین کے لعن و طعن مین مبتلا ہو جاؤن - برہان شاہ فرزند کی صحت
و شفا کی خبر و تجویز سننے کا مشتاق ہوا - شاہ طاہر نے جرأت و دلیری کرکے کہا
عہد و نذر فرمائے کہ اگر شاہزادہ آج کی رات شفا پائے تو مبلغ بیشمار حضرات آئمہ
کی نذر کرونگا - برہان شاہ نے کہا آئمہ کون ہین - شاہ طاہر نے بیان کیا - اول
علی مرتضی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد و برادر چچازاد ہین - و امام حسین امام حسن وغیرہ
ہین - اور باقی آئمہ کے بھی نام اور صفات بیان کئے - برہان شاہ نے کہا کہ مین ایام
طفلی مین بھی اپنی والدہ سے دوازدہ آئمہ کے اسما سنتے تھے - پھر اسوقت تک اسکا
کبھی یہہ ذکر نہین سنا تھا - مگر آپنے اسوقت بیان کیا - بمقتضائے محبت فرزند
میری حالت ہے کہ بتخانون مین زر نیاز بھیجتا ہون اور فرزند کی صحت چاہتا ہون
پس ممکن نہین کہ نیاز و نذر فرزندان حضرت مرتضی و بی بی فاطمۃ الزہرا بجا نہ لاؤن

شاہ طاہر نے بادشاہ کو معتقد و مطیع دیکھکے کہا کہ میرا مقصود محض انکے نام سے نذر و نیاز کا بجالانا نہین ہے بلکہ میرا مدعا دوسری چیز ہے۔ اگر بادشاہ عہد و پیمان کرے جو کچھہ مین عرض کرون اگر پسند طبع نہو تو مجھکو امان جان ہو مجھکو اور میرے عیال و اطفال کو حرمین شریفین روانہ کرین۔ برہان شاہ نے قبول کرکے عہد و پیمان کیا۔ اور قرآن مجید کی قسم کہائی کہ مین آپکو ہرگز تکلیف ندونگا۔ اور اسبات کو بہی جائز نہین کہونگا کہ کوئی دوسرا آپکو تکلیف پہنچائے۔ مثنوی

بدارندۂ آسمان و زمین کزو مایہ دارد جہان و ہمین
خدائے کزو ہر کہ آگاہ نیست خرد را بدان ہیچ در راہ نیست
کرا زمانہ بینی بجز لطف و مہر اگر از روش باز ماند سپہر

جب شاہ طاہر کو اطمینان کامل ہوگیا۔ بادشاہ کو دعا دیکے کہا کہ آجکی رات شب جمعہ ہے بادشاہ منت مانے اور نذر کرے کہ اگر خدائے تعالی ببرکت حضرت رسول اللہ صلی اللہ وسلم و دوازدہ ائمہ علیہم السلام آجکی رات مین شاہزادہ عبد القادر کو صحت عطا کرے تو احمدنگر مین دوازدہ ائمہ کے اسما کا خطبہ پڑہاؤنگا۔ اور مذہب امامیہ کو رائج کرونگا برہان شاہ فرزند کی صحت سے ناامید ہو چکا تہا۔ شاہ طاہر کا کلام سنکے خوش ہوا۔ اور اُسیوقت حسب ہدایت شاہ طاہر عہد و پیمان کیا۔ اسوقت شاہ طاہر شاہزادے کے پلنگ کے قریب بیٹھہ گیا۔ اور شاہزادے پر لحاف ڈالا کہ ہوا شاہزادے پر تصرف نکرے۔ شاہزادہ لحاف کو حرارت کی وجہ سے پہینکتا تہا۔ برہان شاہ نے کہا مولانا معلوم ہوتا ہے کہ عبد القادر آجکی رات ہمارا مہمان ہے لحاف دور کرو تاکہ ایک دو ساعت دنیا کی ہوا سے خوشحال ہوجائے۔ پہر شاہ طاہر دولتخانہ پر آیا اور بادشاہ صبح تک غمگین پلنگ پر

سر رکھے ہوئے سو گیا۔ اسی خواب مین دیکھا کہ ایک نورانی بزرگ سامنے آتا ہے اور
اُسکے جانب یمین و یسار مین چھہ چھہ بزرگ ہین۔ برہان شاہ نے آگے بڑھ کے
بزرگ نورانی کو سلام کیا۔ اور اُنکے ہمراہی بارہ بزرگون ہین سے ایک نے کہا یہہ بزرگون
ہین۔ یہہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور آپکے دہنے اور بائین
طرف دوازدہ اُمہ ہین۔ پس حضرت نے فرمایا اے برہان علی اور اُسکے اولاد
کی برکت سے خدائے تعالے نے عبدالقادر کو صحت عطا کی۔ میرے فرزند طاہر کے
کے کہنے سے خلاف نہین کرنا چاہیے۔ برہان شاہ خوش خرم خواب سے اوٹھا۔ دیکھا کہ
شاہزادے پر لحاف ہے اور آرام سے سویا ہوا ہے۔ شاہزادے کی والدہ و دایہ سے پوچھا
کہ ہم نے لحاف دور کئے تھے کس نے اوڑہایا۔ تمام نے کہا کہ ہم نے نہین اوڑہایا خود بخود
شاہزادے نے اوڑھ لیا ہے۔ برہان شاہ نے شاہزادے کو دیکھا کہ بخار کا اثر باقی نہین ہے
آرام سے سویا ہے بہت خوش ہوا اور خدا کا شکریہ ادا کرکے شاہ طاہر کو بلایا شاہ طاہر
اسی دعا مین مشغول تہا کہ خدا شاہزادے کو صحت عطا کرے۔ بادشاہی نقیب کے
آتے ہی گہبرایا۔ کہ شاید بادشاہ میری ہدایت سے ناخوش ہوا ہے یا عبدالقادر فوت ہو گیا
ہے۔ اسی تردد مین تہا کہ دوسرا نقیب آیا شاہ طاہر کے دل پر زیادہ خوف ہوا۔ چاہتا تہا
کہ فرار کا راستہ اختیار کرے۔ اسی طرح متعدد اشخاص یکے بعد دیگر آئے شاہ طاہر
راضی بہ قضا ہوکے اہل بیت کو وصیت کرکے بادشاہ کی خدمت مین پہنچا۔ بخلاف
عادت برہان شاہ استقبال کے لئے آیا۔ اور مولانا کو شاہزادے کے پاس لایا۔ کہا
مذہب اثنا عشریہ کے جو کچھہ قواعد و اصول ہین ہدایت کیجئے تا مین اُنپر عمل کرون
شاہ طاہر نے کہا اولاً واقعہ بیان کیجئے اُسوقت جو کچھہ اصول و فروع مین ہین عرض کرونگا

برہان شاہ نے خواب لحاف کا قصہ پورا بیان کیا۔ پھر شاہ طاہر نے دوازدہ ائمہ کے
اسما و صفات و قواعد مذہب اثنا عشری بیان کیے۔ برہان شاہ اہل بیت کی محبت میں
مست ہوا اور یہہ شعر پڑہا ؎

چہ مبارک سحرے بود چہ فرخندہ شبے
آن شب قدر کہ این تازہ براتم دادند

شاہزادہ عبد القادر حسین اور انکی والدہ بی بی آمنہ وغیرہ اہل حرم شرائط اعتقاد و
محبت اہل بیت سے بہرہ ور ہوئے۔ صبح ہوتے ہی برہان شاہ نے چاہا کہ ائمہ اثنا عشری
کا خطبہ پڑہائے اور خلفائے ثلاثہ کے اسما خطبہ سے نکالے۔

حکمت عملی

شاہ طاہر نے منع کیا کہ جلدی نہ کیجئے مصلحت یہہ ہے کہ ابہی اس راز کو فاش نکریں اور
چاروں مذاہب کے علما حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی جمع کریں اور کہیں کہ میں مذہب
حق کا طالب ہوں۔ تمام علما ان چار مذاہب سے ایک اختیار فرمائیں۔ تاکہ میں مذہب حق
کو پسند کروں اور دیگر مذاہب سے دست بردار ہو جاؤں۔ برہان شاہ نے حسب فرمودہ
شاہ طاہر ملا پیر محمد شروانی استاد و افضل خان شیرازی و ملا داؤد دہلوی وغیرہ
علما کو شاہ طاہر کے درسگاہ میں جو اندرون قلعہ تہے جمع کیا۔ تمام علما باہم بحث و تکرار
کرتے تہے ہر ایک اپنے مذہب کی حقیقت بہ دلائل براہین بیان کرتا تہا۔ اور دوسروں
کے دلائل کو رد کرتا تہا۔ برہان شاہ بہی اکثر جلس مباحثہ میں شریک ہوتا تہا۔ اسیطرح
چہہ مہینہ تک مباحثہ ہوتا رہا۔ برہان شاہ نے شاہ طاہر سے کہا کہ عجب مباحثہ ہے کہ
چہہ مہینہ سے ہو رہا ہے ہر ایک اپنے مذہب کو مرجح کہتا ہے اور ہر ایک مدعی ہے کہ ہمارا
مذہب صحیح ہے۔ فرمائیے میں چاروں میں کونسا اختیار کروں۔ اگر کوئی مذہب میرا ہوتو

پیش کیجئے تا کہ مین اسکی راستی و ناراستی بہی دیکہون۔ طاہر نے کہا ایک دوسرا
مذہب ہے کہ اسکو اثنا عشری کہتے ہین اگر حکم ہو تو انکی کتابین پیش کرون برہان نے
فرمایا لائے۔ شیخ احمد نجفی کو بلایا۔ وہ آیا اور علمائے مذاہب اربعہ سے معارضہ کیا
اور شاہ طاہر شیخ کی تائید کرتا تہا۔ جب علمائے احمد نگر نے دیکہا کہ شاہ طاہر امامیہ ہے
تمام نفاق کر کے شاہ طاہر سے مخالفت کرنے لگے۔ پس شاہ طاہر نے خلیفہ اول کی
خلافت و باغ فدک وغیرہ کا ذکر کیا۔ برہان نے دیکہا کہ شاہ طاہر تمام علما پر غالب
ہے۔ موقع سے عبد القادر کی بیماری و خواب و قصہ لحاف بیان کیا۔ اسی مجلس مین
اکثر علما و مقربان بادشاہ و امیران و منصبداران تخمیناً تین ہزار اشخاص نے مذہب
اثنا عشری اختیار کیا۔ اور خطبہ سے خلفائے ثلاثہ کے اسما نکالے۔ اور دوازدہ ائمہ
کے اسما داخل کئے۔ اور چتر سفید کو برنگ سبز تبدیل کیا۔ ملا پیر محمد و دیگر علما و امرا
و اہل مناصب آشفتہ ہو کے مجلس سے برخاست کر کے چلے گئے۔ احمد نگر مین شور و غوغا
واقع ہوا۔ اکثر امرا انکو ملا پیر محمد کے دولتخانہ پر گئے اور کہا ع اے باد صبا این ہمہ
آوردۂ تست ۞ یہہ سید جو ہمارے دل و دین کی بلا ہے کہان سے لایا۔ یہہ عالم
متبحر ہے علوم غریبہ و فنون عجیبہ سے ماہر ہے ہمارے مالک بادشاہ کو گمراہ کیا اور ہمارے
علما کی زبان افسون و حیل سے بند کر دی۔ اب کیا تدبیر کرنا چاہئے۔ بعض نے کہا کہ حملہ کر کے
شاہ طاہر کو قتل کرنا چاہئے ملا مذکور نے کہا تاوقتیکہ برہان شاہ زندہ رہیگا۔ آپ
اس ارادہ مین کامیاب نہین ہون گے۔ مناسب بہتر یہہ ہے کہ برہان شاہ کو معزول
کر کے شاہزادے عبد القادر کو تخت نشین کرین۔ شاہزادے کے جلوس کے ابی شاہ طاہر کو
عبرۃً قتل کرینگے۔ پس بارہ ہزار سوار و پیادہ باہم جمع ہو کے مع ملا پیر محمد مقابل

دروازہ قلعہ و قریب کالا چبوترہ حاضر ہوئے۔ محاصرہ کی تیاری کئے۔ اور شاہ طاہر کا
دولتخانہ مع فرزندان سپاہ کے حوالہ کرکے فتنہ عظیم برپا کیا۔ برہان نظام شاہ نے حکم دیا
کہ قلعہ کا دروازہ بند کریں۔ اور اہل قلعہ برج و بارہ پر چڑھ کے مخالفین کی مدافعت میں
کوشش بلیغ فرمائیں۔ جب فتنہ عظیم و شور و غوغا برپا ہوا تب بادشاہ نے شاہ طاہر سے
کہا اسکا انجام کیا ہوگا۔ شاہ طاہر نے جو علم رمل و جفر میں ماہر کامل تھا۔ قرعہ ڈال کے حکم کیا
کہ قلعہ کا دروازہ کھولدیجئے۔ اُسیوقت فتح ہوگی اور معاندین متفرق و پراگندہ ہو جائینگے
برہان نظام شاہ فی الفور مسلح ہوکے مع چار سو سوار و ایک ہزار پیادہ و پانچ ہاتی
باچتر سبز و علم شاہ طاہر کے ہمراہ قلعہ سے برآمد ہوا۔ شاہ طاہر صاحب ترجمہ نے ایک بیت
پڑھ کے مشت خاک پر دم کیا اور مخالفین کے طرف پھینکا۔ اور سپاہ کی ایک فوج کا حصہ
منتخب کرکے فرمایا کہ مخالفین کی فوج میں پہنچ کے منادی کرائیں اور فرمائے جو کوئی بادشاہ
کا خیرخواہ ہو بادشاہ کے تخت میں حاضر ہو جائے۔ اور جو کوئی حرام خوار و بدخواہ ہو ملا پیر محمد
کے طرف مراجعت کرے اور بادشاہی سیاست کا منتظر رہے۔ جب سپاہ نے بادشاہ کے
حکم کی تعمیل کی۔ تھوڑی دیر کے بعد امرا و افسران سپاہ امان نامہ طلب کرکے بادشاہ کے
ہمراہ ہوئے۔ ملا پیر محمد بادشاہ کا مقابل نہیں ہوا مع چند سپاہ اپنے دولتخانہ پر واپس آیا
برہان شاہ نے ملک حمد بہیری کو جو مصاحبین سے تھا اور خواجگی محمود کو جو میرزا
جہان شاہ کا نواسہ تھا مع فوج کثیر ملا پیر محمد پر حملہ آور فرمایا۔ برہان شاہ نے فرمایا کہ
ملا پیر محمد کو قتل کرو۔ شاہ طاہر صاحب ترجمہ نے معافی کی سفارش کی بادشاہ نے
اگرچہ اُسکو قتل نہیں کیا لیکن قید کردیا تھا چار سال تک قیدخانہ میں رہا۔ شاہ طاہر
کی درخواست و سفارش سے ملا کو رہا کرکے منصب سابق پر بحال فرمایا۔

جس مقام مین برہان نے خواب دیکہا تہا وہان ایک عمارت عظیم الشان بنا کی اور اُسکا نام بغداد رکہا۔ اور جس مقام مین شاہ طاہر کا مدرسہ تہا وہان حسین نظام شاہ نے اپنے زمانہ مین ایک مسجد کی بنا رکہی۔ مرتضیٰ نظام شاہ کے عہد مین باہتمام قاضی بیگ طہرانی اتمام کو پہنچی۔

فرشتہ نے برہان شاہ کے خواب کا پورا قصہ لکہکے آخر مین لکہا کہ یہہ قصۂ خواب غلط ہے اکثر اہل مذہب اامامیہ اپنے مذہب کے رواج وشیوع کے لئے ایسے قصّے بناتے ہین و العلم عند علام الغیوب انتہی کلامہ۔

پہر برہان نظام شاہ نے اہل سنت وجماعت کے وظائف موقوف کرکے اہل امامیہ کے نام پر جاری کئے۔ اور قلعۂ احمدنگر کے مقابل مین ایک احاطہ چار دیواری کچے پتہر سے قائم کرکے ایک مدرسہ بلند بنایا۔ اور اسکا نام لنگر دوازدہ امام رکہا۔ اور چند دیہات مدرسہ کے لئے وقف کئے۔ ہر روز چاشت کے وقت مومنین کو آش پختہ دیتے تہے۔ شاہ طاہر نظام شاہ کی بہتری و ملک کی آبادی چاہتا تہا۔ محبان خاندان حضرت رسالتماب کو اطراف و اکناف سے بلاتا تہا۔ اکثر شرفا جمع ہوگئے تہے۔ بادشاہی خزانہ بیشمار زر عراق عجم وخراسان وفارس و گجرات و آگرہ بہیجکے اہل تشیع کا طالب ہوتا تہا لاکہ دوازدہ ہزار ہن برہان سے لیکے مولانا اسمعیل صفوی خواجہ معین صاعدی کو گجرات سے یہان بلایا۔ اور شاہ حسن انجو کو بہی بلدہ احمدنگر مین لایا۔ اور برہان نظام شاہ سے ملایا۔ مقربین کے زمرہ مین داخل کیا۔ اسیطرح شاہ جعفر برادر شاہ طاہر و ملا شاہ محمد نیشاپوری و ملا علی گل استرآبادی ملا رستم جرجانی و ملا علی مازندرانی و ایوب ابو البرکہ و ملا عزیز اللہ گیلانی و ملا محمد امامی استرآبادی وغیرہ افاضل و اکابر دکن مین آئے

اور احمد نگر کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے رشک گلستان ارم کیا۔ اور سید حسین مدنی جو نقبائے مدینہ سے تھا بادشاہ نیک نہاد کی دامادی سے مشرف ہوا۔ بیشمار مال و دولت و جاگیر سے سرفراز ہوا۔ اور کربلائے معلی و نجف اشرف کو زر خطیر بھیجکے روضات متبرکات کے مجاورین و زوارین کو احمد نگر میں بلایا۔ اکثر جہال مذہب امامیہ و تبرائیان فرقہ اثنا عشریہ خلفائے راشدین کی نسبت زبان دراز کرنے لگے۔ بنا بر علیہ سلطان محمود گجراتی و میران مبارک شاہ فاروقی و ابراہیم عادل شاہ و عماد الملک نے باہم عہد و پیمان کرکے عزم جزم فرمایا کہ مملکت احمد نگر پر لشکر کشی کرنا چاہیے۔ اور کامیابی کے بعد باہم تقسیم کریں۔ جب برہان شاہ ان کے ارادہ سے واقف ہوا تب راستی خان نام عرب کو ہمایون بادشاہ ہند کے پاس سفارۃً بھیجا۔ اور عرضداشت بھیجی جس میں درخواست کی کہ آپ گجرات کے طرف فوج کشی فرمائیں۔ چونکہ ہمایون اسوقت شیر شاہ کے فتنہ میں پریشان تھا۔ عرضداشت سے کسی قسم کا فائدہ میسر نہیں ہوا۔ راستی خان بدون کامیابی ہندوستان سے دکن میں آیا۔ پس برہان شاہ نے حسب فرمودہ شاہ طاہر سلطان گجراتی و والی برہانپور کی خدمت میں تحائف بھیج کے دونوں کو ہموار و مددگار بنایا۔ اور سپاہ مغل غربا کو جنکو ابراہیم عادل شاہ نے برطرف کرکے شہر بدر کر دیا تھا۔ اپنی فوج میں نوکر رکھا اور اکثر عہدے داروں کو عطیہ جاگیر سے ممتاز فرمایا۔ اور مغلوں کی اعانت و ہمت سے بیجاپور پر فوج کشی کی۔ جنگ و جدال کے بعد برہان شاہ غالب ہوا عادلشاہی توپخانہ و چند زنجیر فیل پر متصرف ہوا۔ سالماً و غانماً احمد نگر میں مراجعت کی۔ اس فتح و فیروزی کا آوازہ بلند ہوا۔ باہم چار سال تک جنگ کا سلسلہ جاری رہا۔ ہر جنگ میں برہان ہی غالب رہا آخر شاہ طاہر نے باہم صلح کرائی۔ برہان شاہ نے پنج پیٹھ مفتوح مقبوضہ شدہ ابراہیم

عادلشاہ کو واپس دیئے۔ یہہ صلح ۹۴۹ ہجری مین ہوئی۔ اور سنہ ۹۵۰ ہجری مین برہان شاہ نے شاہ طاہر کو جمشید قلی قطب شاہ کی خدمت مین اپنی تقویت کیلئے بہ بہانہ تہنیت جلوس بھیجا۔ قطب شاہ شاہ طاہر کی آمد آمد سنکے بہ بہانہ شکار اس تالاب پر جو گولکنڈہ سے سوا کوس کے فاصلہ پر تھا پہنچا۔ اور وہان شاہ طاہر کی ملاقات سے مشرف ہوا مولانا کا اعزاز و اکرام بے انتہا بجا لایا۔ اور پیری مریدی کے طریقہ کو منظور کیا۔ اور مولانا کو تعظیم و تکریم کے ساتھہ دار السلطنت گولکنڈہ مین لایا۔ پھر اسی زمانہ مین برہان شاہ نے عہد شکنی کی۔ اور صلح سابقہ کو بالائے طاق رکہا۔ اور عادل شاہ سے انتقام کے لئے مستعد ہوا رامراج و قطب شاہ کو ممالک عادلشاہ کے تسخیر کی ترغیب دی شاہ طاہر نے گولکنڈہ سے مراجعت کی۔ برہان شاہ کی چھاونی واقع شولاپور مین پہنچا عادلشاہ نے دیکھا کہ مخالفین کی فوج جرار ممالکت پر حملہ آور ہے مصلحتہً پنج پیٹہ نظام شاہ کو دیئے اور رامراج کو تحائف دیکے راضی کرلیا۔ بہر حال دونون کو روانہ کیا۔

سفیر ایران کا برہان شاہ کے پاس آنا

ماثر برہانی و فرشتہ کے مولفین نے لکہا کہ شاہ طاہر کی بدولت برہان نظام شاہ کو وہ رتبہ حاصل ہوا کہ شاہ اسمعیل صفوی نے رسالت و سفارت کا سلسلہ نظام شاہ سے قائم کیا۔ سنہ ۹۵۰ ہجری مین شاہ اسمعیل صفوی نے سنا کہ برہان نظام شاہ نے احمدنگر دکن مین اہل بیت کی محبت اختیار کی اور مذہب امامیہ کی اشاعت مین ہمہ تن مصروف ہے۔ آقا سلمان طہرانی عرف مہر جمال چراغچی باشی کو مذہب کی مبارکباد کے لئے احمدنگر مین بھیجا اور اسکے ہمراہ ایک غلام شاہ قلی نام و ایک عدد الماس بزرگ قیمتی ہمایونی اور ایک قطعہ زمرد جس پر مستعصم باللہ خلیفہ عباسی کا نام منقش تھا۔ اور دیگر تحائف و ہدایائے ایران

برہان شاہ کے لئے بہیجے - اور ایک انگشتری عقیق جسپر کلمہ (التوفیق من اللہ) نقش تہا شاہ طاہر کے لئے بہیجے - پہر حال احمدنگر مین پہنچا - اور شاہ ایران کا نامہ و تحائف پیش کئے نظام شاہ نے اولاً سفیر کی تعظیم و تکریم پورے طور سے ادا کی - آخر سفیر سے بہت ناخوش ہوا - ناخوشی کا سبب یہہ تہا کہ سفیر تندمزاج و بدخو تہا نظام شاہ کی محفل مین زبان درازی کرتا تہا - اور شاہ طاہر سے بی ادبانہ پیش آتا تہا - اور اکثر باتین وحشت آمیز کہتا تہا نظام شاہ نے باریابی سے ممانعت کی - اور سفیر کو چند روز کے بعد روانہ کردیا - اور شاہ ایران کے لئے کوئی تحفہ وہدیہ نہین بہیجا مگر شاہ طاہر نے اپنے فرزند شاہ حیدر کو جو علم وفضل سے موصوف تہا مع تحائف ہند اپنے جانب سے شاہ ایران کی خدمت مین بہیجے - اور مراسلت و مکاتبت کا سلسلہ جاری کیا -

شاہ طاہر کا سفارۃً علی برید کے پاس جانا

جب عادل شاہ و نظام شاہ مین جنگ واقع ہوا - عادل شاہ غالب و نظام شاہ مغلوب ہوا پس برہان شاہ نے شاہ طاہر کو علی برید کے پاس بہیجا اور استعانت کی - علی برید نے اعانت سے پہلو تہی کی - خان جہان عم علی برید جو موزون الطبع و شوخ مزاج و خفیف المذہب تہا تمسخراً مجلس مین شاہ طاہر سے پوچہا - طین البخارا طاہر یعنے بخارا کا گل و سرگین طاہر ہے یا نجس - شاہ صاحب نے فرمایا اس مسئلہ کی تحقیق حافظہ کے خزانہ مین نہین ہے جب احمدنگر مین جاؤنگا تو از روئے کتاب آپکو مطلع کرونگا - خانجہان و حاضرین مجلس شاہ طاہر کے کلام کو سمجہہ گئے کہ یہہ تہدید ہے لیکن تغافلاً باتون مین مشغول ہو گئے

قصہ سرگین بخارا کی تحقیق

مشہور ہے کہ موسم بارش مین شہر بخارا مین بہت کیچ ہوتا تہا - اہل بخارا آمد ورفت مین

تنگ ہوتے تھے۔ اور طہارت جامہ میں حرج واقع ہوتا تھا۔ کثرت بلوے سے علمائے اتفاق کیا کہ بخارا کے گل و سرگین کو طہارت کا حکم دینا چاہیے پس تمام نے کہا طین بخارا طاہر ہست۔ خانجہان نے یہہ روایت سنی تھی۔ بے ادبانہ عمداً کہا۔ فرشتہ نے اس روایت کی نسبت لکہا کہ شہر بخارا دارالاسلام و معدن العلوم تھا بزرگان دین و مشائخ یقین کا مقام تھا۔ وہاں رافضی و خارجی کا نام و نشان نہیں تھا۔ محض تعصب عداوۃ و تصنعاً اس شہرت کو بلند آوازہ کیا انتہی کلامہ۔ واقع میں چونکہ علما صحیح پاک و ناپاک کو طاہر قرار دیں گے یہہ بات ہر ایک جاہل عالم کے نزدیک مستبعدات سے ہے و فقیر مؤلف نے کہیں اس روایت کو نہیں دیکہا۔ لا اصل لہا۔

برہان شاہ نے احمد نگر میں خواجہ کی شوخی و گستاخی پیش شاہ طاہر کے انتقام کے لئے آمادہ ہوا علی برید کے ملک کو مسمار کر دیا۔ فرشتہ میں مفصل مذکور ہے۔ دیکہو شوکت کے سلاطین علما کی قدردانی و عزت افزائی کا کسقدر خیال رکہتے تھے۔ ان کے اعزاز و اکرام کے بحال و برقرار رکہنے کے لئے ممالک کو درہم برہم کر دیتے تھے یہی وجہ تھی کہ اسوقت علم و فضل کا بازار گرم تھا۔ دانش و دانائی کا دائرہ وسیع تھا۔ طلبہ ذوق و شوق سے تحصیل علوم میں ہمہ تن مصروف ہوتے تھے۔ فی زماننا علم کی کساد بازاری ہے۔ عالم و فاضل کو کوئی وقعت کی نظر سے نہیں دیکہتا۔ بلکہ حقارۃً ملائے مسجد تعبیر کرتے ہیں۔ ایسی حالت میں کوئی تحصیل علم و کمال کیطرف توجہ نہیں کرتا ہے بعقیدہ ہے زمانہ آئیگا کہ علم کا نام ہی نام رہجائیگا۔ علی ہذا القیاس علما بہی نام ہی کے ہوں گے۔ خدا ہم سب کو نیک ہدایت کرے۔

اخلاق و اوصاف شاہ طاہر

فرشتہ نے لکھا کہ شاہ طاہر دینداری و پرہیزگاری و مروت و سخاوت و تواضع و انکساری میں معروف تہا اور علوم و فنون مثلاً تفسیر و حدیث و فقہ و اصول و ریاضی و سائر حکمیات و رمل و جفر میں عدیم النظیر و بیمثل تہا۔ صاحب تالیف و تصنیف تہا۔ من تصانیفہ شرح باب حادی عشر علم کلام۔ شرح جعفریہ در فقہ امامیہ و حاشیہ تفسیر بیضاوی و شرح تہذیب اصول و حاشیہ شرح اشارات و حاشیہ شرح محکمات و حاشیہ شرح مجسطی و حاشیہ شفا و حاشیہ مطول و شرح گلشن راز و شرح تحفہ شاہی۔ و رسالہ پالکی وغیرہا۔

شاہ طاہر کا احمد آباد بیدر میں آنا

شاہ طاہر برہان نظام شاہ بحری کے طرف سے احمد آباد بیدر میں آیا۔ ارکان دولت واعیان سلطنت نے شاہ موصوف کا استقبال عظمت و شان سے بجالایا۔ اور علی برید نے آپکی بہت تعظیم و تکریم کی۔ شہر کے طلبہ بہی آپکے زیارت سے مشرف ہوئے مگر ایک بزرگ جو علمائے دکن سے تہے۔ اور اپنے کو اعلم العلما سمجہتے تہے کمال غرور سے شاہ موصوف کی فرودگاہ پر ملاقات کے لئے نہیں آئے۔ چند روز کے بعد ارادہ کیا کہ شاہ طاہر کی ضیافت کرنی چاہئے۔ اور اپنے مکان پر بلانا۔ پس ایک شخص کو شاہ موصوف کے پاس بہیجا۔ اور رقعہ میں لکہا۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الاجابۃ سنۃ موکدۃ الخ جب شخص مذکور نے شاہ موصوف کی خدمت میں رقعہ پیش کیا شاہ موصوف نے رقعہ میں قال النبی الخ کے تحت میں لکہا کہ زیارۃ القادم فاذا تہار ضا تساقطا۔ یعنے دعوت قبول کرنا موکدہ ہے۔ اور مہمان آنیوالے کی زیارت کرنا سنت موکدہ ہے۔ فاضل ہندی شاہ طاہر کے جواب سے سمجہہ گیا کہ وہ علامۂ عصر ہے

خود شاہ طاہر کے ملنے کیلئے آیا۔ اور ملاقات سے مشرف ہوا۔ مصافحہ دست بوسی کر کے عذر خواہی کی۔ اور اپنے کو شاہ کے مقابلہ مین ایسا دیکھا کہ ایک قطرہ دریا کے مقابلہ مین ہے۔ نہایت ہی شرمندہ ہوا۔

شاہ طاہر کی وفات

بمصداق کل نفس ذائقۃ الموت ۹۵۲ھ ہجری مین شاہ طاہر بعارضہ بخار مرض الموت مین مبتلا ہوا۔ اطبائے یونانی و ہندی و مصری معالجہ مین مشغول ہوئے۔ لیکن کسی کا علاج موثر نہین ہوا۔ بخار بدستور رہا اطبا عاجز ہو گئے۔ آخر شاہ موصوف سنہ مذکورہ مین اس دار فانی سے بملک جاودانی روانہ ہوا۔ بادشاہ و اہل شہر کو نہایت رنج و غم عاید حال ہوا۔ انا للہ احمد نگر مین مدفون کیئے چند ماہ کے بعد مرحوم کی استخوان بوسیدہ کو کربلائے معلیٰ روانہ کر دئے۔ حضرت سید الشہدا امام حسین علیہ السلام کے گنبد کے قریب بفاصلہ یک و نیم گز دفن کئے۔

شاہ کی اولاد

چار پسر۔ تین دختر تھین۔ اسامی پسران شاہ حیدر۔ شاہ رفیع الدین حسین شاہ ابو الحسن۔ شاہ ابو طالب۔ چونکہ شاہ موصوف کی اولاد مین جامع علم و فضل شاہ حیدر عراقی المولد تھا والد ماجد کی رحلت کے وقت ایران مین شاہ طہماسپ بادشاہ ایران کی خدمت مین تھا ایران سے مراجعت کے بعد حسب الوصیت والد مرحوم سجادہ نشین ہوا۔ اور صاحبان ارادت کا پیشوا ہوا۔ اور دوسرے فرزند دکنی المولد تھے۔ شاہ موصوف کے چارون فرزند پڑہے لکھے تھے۔ لیکن شاہ حیدر فاضل متبحر تھا متقی و صاحب استعداد تھا اس لئے باپ کا جانشین ہوا۔

تنبیہ

فرشتہ و مآثر رحیمی کے مولفین نے شاہ طاہر صاحب ترجمہ کو لکھا کہ اسمعیلیہ طریقہ کا پیرو تھا - اور اُسی فرقہ کا مقتدی و امام مانا جاتا تھا اور اُسی فرقہ کا سجادہ نشین فرقہ مذکور کی اشاعت مین ہمہ تن مصروف رہتا تھا - پیری مریدی کا بازار گرم رکھتا تھا شاہ اسمعیل صفوی بادشاہ ایران و علمائے اثنا عشری اس فرقہ کو دشمن جانتے تھے اور اس فرقہ کے آئمہ کو زندقہ والحاد سے منسوب کرتے تھے - جب شاہ طاہر کی پیری مریدی کا بازار کاشان مین گرم ہونے لگا - اسوقت حاسدین و مخالفین نے بادشاہ صفوی کی خدمت مین عرضداشت بھیجی کہ شاہ طاہر کی وجہ سے ملاحدہ و زنادقہ ترقی کر رہے ہین خوف ہے کہ آئندہ اس فرقہ کی مدافعت مشکل ہوگی - پیش از وقوع واقعہ کا بند وبست کرنا چاہیے الخ پس بادشاہ عرضداشت کے دیکھتے ہی درہم و برہم ہوا فوراً طاہر کے قتل کا فرمان جاری کیا - فرمان جاری ہوتے ہی ناظر دیوان نے جو شاہ مذکور سے عقیدت رکھتا تھا - شاہ طاہر کے پاس ایک معتبر شخص روانہ کیا اور پیغام بھیجا کہ آپکے لئے قتل کا فرمان صادر ہو چکا ہے اب پہنچتا ہے آپکو کہ کسی دوسرے مقام مین چلے جائے شاہ طاہر فوراً وہان سے مع عیال و اطفال برآمد ہوا نہایت پراگندہ حال و حواس باختہ تھا - اتفاق سے بندرگاہ ہند پر پہنچا دیکھا کہ کشتی تیار ہے سوار ہو کے ہند مین آیا چنانچہ صدر مین مذکور ہو چکا ہے ..

اور مولفین مذکور نے شاہ طاہر کو احمد نگر و دکن مین مذہب اثنا عشری کا ہادی بنایا اور اسمعیلیہ مذہب کی بابت سکوت کیا - کیا وجہ ہے؟ کہ شاہ طاہر نے جو اسمعیلیہ مذہب کا امام منصب مانا جاتا تھا - اپنے اصلی مذہب کی اشاعت موقوف کی

ایران مین باوجود موانع اشاعت سے باز نہین رہتا تہا اسی اشاعت کی بدولت جلاوطن ہوکے ہند مین آیا۔ یہان اسکو کامل آزادی ملی کسی قسم کی روک نہین تہی پس مولفین اثنا عشری کا بیان دو حال سے خالی نہین۔ ایک یہہ کہ شاہ طاہر نے یہان اسمعیلیہ طریق کو ترک کیا ہو۔ یا تقیۃً مذہب کا اخفا کیا ہوگا۔ دوسرے یہہ ہے کہ مولفین اثنا عشری نے خلاف واقعہ لکہدیا۔ مولفین مذکور شاہ طاہر کے ایک صدی بعد مین گذرے ہین۔ مولف فقیر کو کوئی ایسی تاریخ دستیاب نہین ہوئی جس سے یہہ امر معلوم ہوتا کہ شاہ طاہر نے دکن مین ابتداءً اسمعیلیہ طریق کی اشاعت کی تہی لہذا قطعی طور سے قول فیصل نہین لکہا واللہ اعلم بالصواب ۔

قاضی نوراللہ شستری نے جو فن شیعہ گری مین مشہور ہے مجالس المومنین مین لکہا کہ شاہ طاہر صاحب ترجمہ خلفاے علویہ اسمعیلیہ کی اولاد سے ہے۔ اور وہ واقع مین بخلاف آباوا جداد مذہب اثنا عشری کا پیرو تہا۔ اور اہل ایران اسکو اسمعیلیہ سمجہتے تہے اور رشک و حسد سے اسکو زندیق و ملحد کہتے تہے۔ اور بادشاہ کو اسکی نسبت غیر واقعہ سمجہا کے قتل پر آمادہ کرتے تہے۔ بناءً علیہ شاہ ایران کے خوف سے جلاوطن ہوکے دکن مین آیا۔ علم فضل کے ذریعہ سے نظام شاہ والی احمدنگر دکن کے دربار مین درجہ ترقی پر عروج کیا۔ بخلاف اعتقاد اہل ایران جو اسکی نسبت کرتے تہے مذہب اثنا عشری کو شایع کیا۔ شاہ موصوف کی ہدایت سے تمام دکن مین مذہب اثنا عشری رائج ہوا انتہی کلامہ۔ میرے نزدیک قاضی صاحب کی تحریر تکلف و تصنع سے خالی نہین ہے۔ اگر قاضی صاحب فرشتہ و مآثر کے موافق اسمعیلیہ کہکے یہہ فرماتے کہ دکن مین آکے تائب ہوگیا اور مذہب امامیہ اثنا عشریہ کیطرف رجوع ہوا۔ تو بہتر ہوتا۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

شاہ طاہر کی شعر و شاعری کا ذکر

شاہ طاہر صاحب ترجمہ فارسی و عربی زبان مین ادیب کامل و منشی فاضل تہا۔ دونون زبان مین نظماً و نثراً مضامین شیرین بیان کرتا تہا۔ آپکی نظم کیا تہی گویا لآلی منظوم تہی۔ اور نثر درر منثورہ۔ آپکا کلام بلاغت و فصاحت مین ڈوبا ہوا۔ اور لطافت و نزاکت مین بہرا ہوا ہوتا تہا۔ آپکو شعر و شاعری سے دلچسپی و شگفتگی تہی۔ اکثر ائمہ علیہ السلام سلاطین عظام و امرائے کرام کی شان مین قصائد نعتیہ و مدحیہ لکہے اور آپکا کلیات قصائد و غزلیات و رباعیات کا مجموعہ ہے میرے پاس جو تہا موسی ندی حیدرآباد کی طغیانی مین نذر سیلاب ہوکے تلف ہوگیا۔ ایسا ہی نثر مین آپکے مکاتبات فصیح و مراسلات بلیغہ کا ایک مجموعہ مسمی بہ مکاتبات نظام شاہیہ تہا وہ بہی کلیات کے ساتھ غرق آب ہو گیا۔ اب مین آپکے چند اشعار جو میری یادداشتون مین محفوظ تہے گزارش کرتا ہون

ھو ھذا

چو عندلیب [illegible] سحر بنالہ زار — ز خواب ناز کنند غنچہ را بیدار
صبا نہد لب غنچہ لب از نہایت شوق — شمال دست زند از طرب بشاخ چنار
بدہ زبان کند آیات صنع را تفسیر — اگر کنند حدیثے ز سوسن استفسار
ہزار قطرہ شبنم درون غنچہ نہان — چنانکہ در دل دانا جواہر اسرار
برہنہ گشتہ [illegible] — نگر بماتم برزمین نزدہ دستار
ز بید مشک شکستہ [illegible] مشک — خجل ز گریہ پیداست آہوئے تاتار
بسبزہ [illegible] سایبان اطلس و بید — ز تاب مہر بہر جا ہمی گرفتہ قرار
پری وشان ملایک فریب مردم کش — سہی قدان صنوبر خرام خوش رفتار

همه سمن بر و سیمین تن و سمن ساعد
همه شکر لب و شیرین زبان و شیرین کار

درین زمان که زمی لاله را پیاله بدست
پیاله گیر بروی بتان لاله عذار

فلک بکام دل راستان نمیگردد
فغان ز کج روشیهای کجرفتار

بهر طرف که روی زیر این سپهر دو رنگ
ز شش جهت شود بست کاروان عنصر و چار

اگر سلوک ره راست آرزو داری
براه کعبهٔ صدق از صفا قدم بردار

کدام ره ره شرع پیمبر مرسل
محمد عربی کان حلم و بحر وقار

مهی که چیچ کند با هزار مشعل نور
ز آفتاب رخش استفادهٔ انوار

گلی که در چمن جان بوصف او هر دم
شوند نغمه سرا بلبلان نکته گزار

نه در قواعد امرش کثافت اکراه
نه در ضوابط نهیش کراهت اجبار

بنور شمع خیالش برون توان بردن
ز ملک دل پی جاسوس وهم در شب تار

زهی به شبنم لطف تو تازه باغ ربیع
بشیر ابر نوال تو تازه طفل بهار

بپیش روی تو گر گل نقاب بگشاید
عیان شود همه را کو چه دارد اندربار

همیشه مرغ دلم در کند ساحل شوق
نشسته غمزده و تشنه لب چو بوتیمار

درین خیال که باید بدستیاری فکر
ز بحر نعت و ثنائی تو تر کند منقار

ز خوی زشت خود آزرده خاطرم بیحد
بلوث معصیت آلوده دامنم بسیار

مرا ز نقد بصیرت تهی است دیده و دل
مرا ز اشک ندامت پرست جیب و کنار

بنوک خامهٔ تصویر مبدع قیوم
بصد زبانهٔ تقدیر احمد مختار

بروز پنجهٔ خیبر کشای شیر خدا
بحرمت کف نیاز حیدر کرار

بحق عزت عهد مطهر زهرا
بنور عصمت ذات ائمهٔ اطهار

کز نامهٔ عملم گرچه از گنه سیه است   بدر کنی که بشویم به آب استغفار

وله
باز وقت است که بر طبق تقاضای فلک   افگند بر سر دیوان چمن گل توشک
لشکر روسی صبح شبیخون آرند   تنگ چشمان شگوفه چو سپاه ازبک
مجلس دلکش گل تا نبود بی‌طرب   گشته بلبل چنگی شاخ گل غنچه تنبک
ساختی خانهٔ معمور فلک را ویران   بر سر فیل سحاب ار نزدی برق کجک

وله
شاهد باغ لطیف است ولی خوش‌تر ازوی   گر بگشتش نروی آن چمن لطافت بینی یک
هر کمالی که امین بود از نقص و زوال   باشد آن در نظر همت دانا اندک
عنقریب است که چون گشت ایام خزان   می‌زند بر در دروازهٔ گلشن چو یک
بهر پیران سفید بوده ایام خزان   ساز داده شیشهٔ شیخ شیشه گری عینک
عاقل آن به که کند عزم طواف چمنی   که خزان را نتوان برد بانجا کتک
آن چمن گلشن مدح شه عالیقدر است   کز فلک بهر طواف درش آید ملک
مرتضی پادشه صورت و معنی که درو   نشاء رابطهٔ صورت و معنی بی‌شک
او باغیار جفا پیشه چه نسبت دارد   می‌شناسیم حریفان گر از یک یک
عدل تقدیر پی تقدیر عدا غلط است   زانکه تحقیق شد این مسئله در باغ فدک
ای حکیمی که بود پیش تو در دانش تو   حکمت فلسفه بازی ارسطو کودک
هر کسی را بکفی دست توسل محکم   لیس باشد سوی حبلک لی متمسک
طامرا از ذلت عصیان تو آورده پناه   نکنم گر نکنی کان من الذل هلک
دستگیریش زره لطف که تا روز جزا   در لگدکوب معاصی نشود مستهلک

وله
مشعل مهر چو آید به شبستان حمل   لاله فانوس برافروزد و نرگس مشعل

گل چو خورشید بر آید سحر از مطلع شاخ — چون شفق جلوہ کند لالہ در اطراف جبل
کوہ از زرد سر بہمن دمی رست اکنون — شد پدید از ناصیہ‌اش بر بہاری صندل
شد ز دیوان بہار از پی آرایش باغ — قاصد باد صبا سوی یاجین مرسل
فلک آہنگ تماشای گلستان دارد — حضرت شاہ فلک زینت خورشید عمل

ولہ

کجا شد فریدون فرخندہ سیرت — کجا رفت کیخسرو آن شاہ عادل
روانست پیوستہ از شہر ہستی — بملک عدم از پی ہم قوافل
ہمان گیر کز فیض فضل الہی — شدی بہرہ‌مند از قبول فضائل
بفلک بدیع البیان معانی — در اقسام حکمت نوشتی رسائل

رباعی

گر کسب کمال میکنی می گذرد — ور فکر محال میکنی می گذرد
دنیا ہمہ سر بسر خیال است محال — ہر نوع خیال میکنی می گذرد

ظل اللہ - سلطان محمد قطب شاہ

ظل اللہ تخلص - سلطان محمد قطب شاہ نام - قطب شاہی کے مولف نے لکھا کہ آپ کی ولادت بروز چارشنبہ بست و سوم رجب ۱۰۰۰ ہجری میں واقع ہوی - آپکا مسقط الراس گولکنڈہ ہے - آپ محمد امین ولد ابراہیم قطب شاہ کے فرزند و محمد قطب شاہ بانی حیدر آباد کے برادر زادے ہیں - محمد قلی قطب شاہ کو اولاد صرف ایک دختر نیک اختر مسماۃ حیات النسا بیگم عرف حیات بخش تھی - کوئی فرزند نرینہ نہیں تھا - برادر زادہ کی ولادت کی خبر سنکے بہت خوش ہوا - اور اپنے برادر سے فرمایا کہ یہہ فرزند دلبند مجکو عطا کیجئے - تاکہ میں شاہزادے کی تربیت و تعلیم کروں اور اسکو اپنا ولی عہد بناؤں - محمد قطب شاہ کے والدنے

قبول کیا۔ تا ایام رضاعت اپنے پاس رکھا۔ جب شاہزادہ چار برس کا ہوا والدہ ماجدہ نے اس دار فانی سے دار بقا کی طرف رحلت کی۔ پس محمد قلی قطب شاہ نے برادرزادے کو اپنے محل خاص میں لایا۔ اور آپکی تربیت و تعلیم میں مشغول ہوا۔ قاضی محمد سمنانی کو جو پرہیزگاری کے زیور سے آراستہ تھا تعلیم و تربیت کیلئے مقرر فرمایا۔ اور چاند میاں یوسف دکنی کو بھی جو شمشیربازی و تیراندازی وغیرہ فنون سپاہگری میں استاد مانا جاتا تھا مقرر کیا۔ دونوں استاد آپ کی تعلیم میں مصروف رہتے تھے۔ آپکی طبیعت بہت ہی ذکی و تیز تھی۔ آپ عالم شباب میں علم و ہنر و فن سپاہگری میں ماہر کامل ہوئے۔ بادشاہ نے اپنی دختر نیک اختر کی شادی برادرزادے سے کر دی اور آپکو ولیعہد کیا۔ چنانچہ میر معین سبزواری سفیر حسین نظام شاہ بحری نے ایک قطعہ عقد مبارک کی تاریخ میں کہا ہو ھذا

دوش کس کردہ خیالم رہ بزمی چو بہشت	اہل آن بزم چو حوران ہمہ نورانی چہر
بزم عیشی کہ ملایک بتماشا شدہ چشم	سر برون کردہ چو انجم ہمہ از جیب سپہر
گفتم این بزم گہ عیش چہ بار بخشش چیست	کز افلاک برایام ہمی بارد مہر
عقل گو بود چو من مست ہمی حیرت گفت	عید مولود ہی بزم شہ و عقد مہ مہر
جای بتی مکن این قطعہ معین بیشاید	درچنین نظم ترا بر گذرد قافیہ سحر

جب سلطان محمد قلی قطب شاہ نے سنہ ۱۰۲۰ ہجری میں دار فانی سے بعالم جاودانی رحلت کی دفن و کفن کے بعد حسب وصیت مرحوم میر محمد مومن استرآبادی وکیل السلطنت و امرائے دولت نے آپکو بتاریخ ۱۷ ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۰ ہجری تخت نشین کیا۔ تمام امرا و خوانین و اکابر دولت نے مبارکبادی کی نذریں دیں۔ بادشاہ نے تمام اعیان دولت

وارکان سلطنت کو شاہانہ عنایت و خلعت سے سرفراز فرمایا۔ اور عدل و انصاف و رعایا پروری کی طرف متوجہ ہوا۔ ملک مین امن و امان قائم کیا۔ یہہ واقعہ یعنی جلوس مبارک روز شنبہ ۱۷ ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۰ ہجری مین واقع ہوا۔ بادشاہ عدالت گستر جلوس میمنت مانوس کے بعد رعایا کی رعایت اور ملک کی حفاظت کی طرف ہمہ تن مشغول ہوا۔ اور ابر نیسان کی طرح خلائق کے دلون کے دامن کو پُر دُر کیا۔ اور انکے امیدون کے باغات کو بذل و نوال کے پانی سے سیراب و تازہ فرمایا۔ مہمات ملکی کے انتظام مین صائب الرائے تہا۔ صواب آپکی رائے صائب کے ساتہہ مثل عرض و جوہر لازم تہا اور خطا آپکے گمان سے مثل سیاہی تاریکی کہ چشمۂ آفتاب سے منفک قطب شاہی کے مولف نے لکہا کہ یہہ بادشاہ نوجوان متقی و پرہیزگار رہا۔ باوجود عالم شباب لذات نفسانی کی طرف راغب نہین ہوتا تہا۔ و باکثرت مشاغل سلطنت کبہی احکام شرع محمدی سے غفلت نہین کرتا تہا۔ دینی معاملات کو دنیوی معاملات پر مقدم رکہتا تہا۔ صوم و صلوۃ کا پابند تہا۔ آپکے اوصاف پسندیدہ بیشمار ہین اگر انکا عشر عشیر بہی لکہا جائے تو مرتبۂ انتہا پر نہین پہنچیگا۔ لہذا مذکورہ صدر پر اکتفا کرکے اس قصیدہ کے چند اشعار جسکو سیادت پناہ میر محمد مومن استرآبادی وکیل السلطنت نے جلوس مبارک کی تہنیت مین لکہا بطور نمونہ گزارش کرتا ہون وہو هذه

بو العجب باز بستم عقد پیمان نوئی — کہنہ جانی میفشانم پیش جانان نوئی

خستہ جانم کہنہ کیش جانفشانی تازہ است — عہد سلطان نو است و عید قربان نوئی

بہر دفع چشم بد در پیش چشمان خوشش — ایدریغا کاش بودی ہر دمم جان نوئی

چرخ اگرچہ آتشی در زد بعالم ناگہان — با رحمت شاہ جہان از فیض باران نوئی

گرچه از حکم قضا جان جهان برباد رفت — یافت عالم از مسیح تازه جان نوی
یادگار جد و عم سلطان محمد قطب شاه — آنکه هندوستان ز فیضش گشته ایران نوی
وه چه ایران آنچنان ایران که آید در نظر — رو بهر جانب که آری باغ رضوان نوی
سرمه شد خاک تلنگانه ز فرح پای تو — ای فدای خاک پایت هر زمان جان نوی
کز صفاهان نو شد از شاهجهان عباس شاه — حیدرآباد از تو شد شاه اصفاهان نوی
خواستم تاریخ فرخنده جلوست عقل گفت — جمله عالم نوبهاری شد ز سلطان نوی

بادشاہ کی بذل و سخاوت کا ذکر

تخت نشینی کے بعد بادشاہ نے ملازمان اخلاص کیش کو دو چند اضافہ مشاہرے سے سرفراز فرمایا۔ قطب شاہی دولتخانہ مین یہہ رسم تہی تمام خاصہ خیل کی تنخواہ سالانہ دو ماہ وضع ہوتی تہی اور رقم منہا شدہ خزانہ شاہی مین جمع رہتی تہی۔ چنانچہ بربابت اوسکے دو لاکہہ پچاس ہزار ہون جمع تہے آپنے معاف فرمایا۔ اسیطرح دیگر امرا کو بہی حسن سلوک و عطیہ ہای بزرگ سے سربلند کیا اور ۱۰۲۱ سنہ ہجری مین میرزا محمد امین میر جملہ نے زیارت کربلائے معلی کے لئے رخصت کی درخواست کی۔ آپنے منظور کی اور میرزا کو دس ہزار ہون خرچ راہ دیکے رخصت فرمایا۔ آپکو تعمیر عمارات کا بہت شوق تہا۔ اکثر عمارتین آپکی یادگار ہین فی زماننا ازانجملہ بعض موجود و بعض معدوم۔ عمارات آلہی محل۔ باغ محمد شاہی جامع مسجد المشہور بمکہ مسجد۔ شہر سلطان نگر۔ محمدی محل۔ داد محل جدید

مکہ مسجد کی بنا کا ذکر

محمد قطب شاہ پابند صوم و صلوۃ تہا۔ سن تمیز و شعور سے کبہی نماز تہجد قضا نہین کی تہی

برابر ادا کرتا تھا۔ جب ۱۰۲۷ھ ہجری مین کہ مسجد کی بنا شروع کی۔ بادشاہ نے بنیاد کا پتھر رکھتے وقت تمام اراکین دولت وسپہ سالاران وسپاہ مملکت سے باواز بلند کہا کہ اس مسجد کا سنگ بنا وہ شخص رکھے جسکی نماز تہجد کبھی قضا نہوئی ہو۔ تمام امرا وافسران سپاہ وحشم خاموش ہوئے کوئی بنیادی پتھر رکھنے کیلئے مستعد نہین ہوا۔ اسوقت بادشاہ نے کہا خدا ورسول اللہ گواہ ہین کہ بارہ برس سے آج تک کبھی میری نماز قضا نہین ہوئی۔ مین اس عمارت متبرکہ کا بنیادی پتھر رکھتا ہون۔ مسجد کے پایہ کی بنا نہایت عمیق کھودی گئی تھی خود بدولت بادشاہ نیچے اوترا اور اپنے دست مبارک سے بنیادی پتھر رکھا پھر مسجد کی تیاری کا حکم دیا۔ مسجد کی تاریخ ۱۰۲۷ھ ہجری ہے۔ اور عبداللہ قطب شاہ وتا ناشاہ ابوالحسن خاتمہ سلاطین قطب شاہیہ تک مسجد کی تعمیر جاری رہی۔ آخر عالمگیر نے تکمیل کردی

طواف کعبۂ شرف میسرت گر نیست ۵ بیا بہ کعبۂ ملک کن عبادت کن

اور آپکے تعمیرات سے ہے قصبۂ سلطان پور۔ وباغ محمدی۔ والٰہی محل ومحمدی محل۔ واامان محل ونبی باغ وغیرہ

مولف گلرعنا وغیرہ تذکرہ نویسون کی غلطی

گلرعنا کے مولف نے لکھا کہ سلطان محمد قلی قطب شاہ بانی حیدرآباد کا تخلص ظل اللہ ہے الخ واقع مین یہ سلطان محمد قطب شاہ کا تخلص فارسی مین ہے اور اردو مین قطب شہ ہے اور سلطان محمد قلی قطب شاہ بانی حیدرآباد کا تخلص قطب شاہ فارسی مین اور ریختہ مین معانی ہے۔ فقیر مولف کو یہہ تحقیق خاص دونون بادشاہون کے دواوین سے ہوئی ہے۔ میرے نزدیک دونون کے دواوین فارسی ریختہ قلمی خود نسخہ کا

دیرینہ موجود نہے۔ طغیانی حیدرآباد مین غرق ہوگئے۔ ان کے منتخبہ اشعار میری
یادداشتون مین موجود ہین۔ انہین سے بطور نمونہ گزارش کرتا ہون۔ فی زماننا
دونون دواوین ریختہ عالیجناب نواب سر سالار جنگ مرحوم کے کتب خانہ مین خوشخط
قلمی قدیم موجود ہین۔ فارسی اشعار قطب شاہی کلان مولفہ خورشاہ کے
تکملہ قطب شاہی خورد مین مرقوم ہین۔ اسوقت فارسی دواوین نادر الوجود
ہین۔ شاید اگر کسی امیر نامور کے کتبخانہ کے گوشہ مین پڑے ہون گے۔ حیدرآباد
مین اکثر کتب نادر الوجود امرا کی بی توجہی سے گوشہ گمنامی مین خورد و برد
ہوتی ہین یا پڑے پڑے تلف ہو جاتی ہین۔ کاش اگر امرائے دکن کتب قدیمہ
کتبخانہ آصفیہ مین داخل کردین تو ملک و قوم کو اُن سے نفع عام پہنچے۔
اور معطی کا نام نامی یادگار باقی رہے خدائے تعالی ہمکو ایسے کار خیر کی ہدایت کرے آمین

فائدہ محمد قلی قطب شاہ و محمد قطب شاہ و عبداللہ قطب شاہ کے دواوین
دکنی فارسی آمیز سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ دکن مین اردو زبان مین ولی دکنی سے
ایکصدی قبل دیوان مرتب ہو چکے۔ چنانچہ تینون دواوین ہمارے پاس موجود ہین
پس صاحب آبحیات و دیگر تذکرہ نویسان ہند کا یہہ قول کہ ولی ترتیب دیوان
مین تمام شعرائے ناظمین ریختہ سے مقدم ہے اور عالم ترتیب نظم کا آدم ہے الخ
پایۂ اعتبار و تحقیق سے ساقط ہے۔ علاوہ دواوین ایک کتاب تاریخ منظوم
مسمی علی نامہ مولفہ نصرتی شاعر ملک الشعرا جو علی عادل شاہ کے عہد مین
گذرا ہے میرے پاس موجود ہے۔ چنانچہ فقیر مولف اس تذکرہ مین بضمن ترجمہ
نصرتی کتاب مذکور سے چند اشعار بطور نمونہ لکھیگا۔ تاکہ ناظرین بانصاف

نزدیک ہمارے قول کی تصدیق ہو جائے۔ کسی کو انکار کا موقع باقی نہ رہے۔
فانظروا اوسکو تواس انشا کرین۔

شعر و شاعری کا ذکر

تاریخ قطب شاہی کے مولف نے لکہا ہے کہ قطب شاہ صاحب ترجمہ تحریر نظم ونثر مین مہارت کامل رکہتا تہا۔ فارسی و دکنی زبان مین کلام موزون کرتا تہا کلام کی بندش وترکیب اہل زبان کی طرح ہے۔ اور محاورات فارسی کوبہی اہل زبان کی مانند استعمال مین لاتا ہے۔ آپ صاحب دیوان ہین۔ آپکے دو دیوان ایک فارسی زبان مین۔ دوسرا دکنی زبان مین ہے دکن کے کتبخانون مین دائر وسائر تہے۔ فی زمانہا نادر الوجود ہین۔ اب مین آپکے دونون دواوین سے ذیل مین اشعار منتخبہ گزارش کرتا ہون تاکہ ناظرین مستفید ہو جائین۔

وفات محمد قطب شاہ صاحب ترجمہ

روز چہارشنبہ سیزدہم جمادی الاول ۱۰۳۵ہجری اس جہان فانی سے بملک جاویدانی رحلت کی۔ آپ کی عمر ۳۴ سالہ تہی۔ مدت سلطنت ۱۴ سال۔ لنگر دروازہ امام کے باغ مین جو بیرون قلعہ گولکنڈہ ہے مدفون ہوا۔ گنبد بلند یادگار ہے۔

من کلام سلطان محمد قطب شاہ متخلص بہ ظل اللہ
در بیان توحید

یارب چه برتری که ز وصفت بیان ما — پنہان شدہ ز شرم زبان در دہان ما
در حضرتت یقین و گمان را چه راہ نیست — حیران وصفت است یقین و گمان ما

هدهد چگونه شرح دهد طول و عرض بحر ... دریای وصف تو ز کجا و بیان ما
جائی بود مقام خداوندیت که هست ... صد خنده عقل را ز چنین و چنان ما
تا لب بشهد ذکر تو کردیم آشنا ... تلخ است شهدهای جهان در دهان ما
جز بی نشانی از تو نشانی نیافتیم ... بر درگه تو نیست بجز این نشان ما
بر عجز ما ببخش ایا قادر رحیم ... معلوم تست غایت تاب و توان ما
بخشای بر عیان و نهانم که آگهی ... بر تست آشکاره عیان و نهان ما
ظل شد از شر و بدان در پناه تست ... ای درگه جلال تو دار الامان ما

نعت و مدح

مصطفی و مرتضی چون نیستند از هم جدا ... نعت و مدح هر دو شان را میکنم باهم ادا
آن یکی فرمان روای هر نبی و هر ولی ... وان دگر مسند نشین بارگاه کبریا
آن یکی کان مروت وین دگر بحر کرم ... نعت آن از غیر یعمرک مدح این لافتی
هر یکی را گر بسنجی با دگر خاصان حق ... نیست جائی اینکه گویند این کجا و آن کجا
همچو ظل شد با شاه راه از بهشت ... گر بدانی بعد پیغمبر علی را مقتدا

من غزلیاته

ای از لطافت دلبر عالی مقام ما ... گردون زده ست سکهٔ شاهی بنام ما
شام و صباح ماست چو شام و صباح عید ... بر یاد دوست خوش گذرد صبح و شام ما
شد پایمال شادی وصلت غم فراق ... دوران چه خوش کشید ز هجر انتقام ما
در شرع عشق نیست روا بادهٔ دوست ... زاهد تو غافلی ز حلال و حرام ما
تر سم ز اشک تا نزند خورم شمشیر دگر ... قاصد بگوش یار چه گوئی پیام ما

آن خوش سخن که وصف قد یار خویش کرد — مسکین ندیده سرو صنوبر خرام ما
ظل الله احترام چو از دوست یافتم — زان خلق عالم اند پی احترام ما

وله

شمهٔ از درد دل ز دردمندی گوش کن — اینقدر درد سر افسانه می باید ترا
نسبت همخوابگی دل بجانان امروز نیست — زین سبب گویم که دل همخانه می باید ترا
خانهٔ دل رشک صد خورشید تابان شد ز تو — پرتوی زین خانه در کاشانه می باید ترا
سکهٔ شاهی طلب سلطان بازار الملک عشق — سروری چون مردم آزاده می باید ترا

وله

یافت وصل تو دلم صدق و صفا را دریاب — اثر مهر نگر فیض وفا را دریاب
میروی جانب گلزار ببوی تو صبا — خیز و گم کرده پی سر یار را دریاب
تا بتدبیر رسی غرقهٔ طوفانی را — در شب هجر دل خستهٔ ما را دریاب
ره نمایان همه در عشق تو ره گم کردند — که ازین ره دل بی راه نما را دریاب
سخن از دشمنی مهر فزا میگذرد — حرف بیرحمی ابنای فنا را دریاب
تا نهی در ره جانان قدم مردانه — شور کیفیت مردان خدا را دریاب
چون نهادی بره عشق قدم ظل الله — اندرین ره روش شاه و گدا را دریاب

وله

دلم نالان ز دست دوریٔ تست — نشستم حسرت مهجوریٔ تست
تو خورشیدی و من چون ذره لرزان — دلم لرزان ز تاب دوریٔ تست
به بیداری نبینم لیک در خواب — دلم فرخنده از مسروریٔ تست
چو ظل الله ز مستانم ولیکن — همه حیرانم از مستوریٔ تست

وله

قرب یارم ز عشق و دولت اوست — زین همه حشمتم ز همت اوست
پادشاهی کجا و شوکت عشق — شوکت جم غلام شوکت اوست

عشق محمود کرده صید ایاز ... نه مطیعش به محض قدرت اوست
مست از باده نیست ظل الله ... سرخوش از باده های صحبت اوست

وله

در محبت خسروان را از اطاعت عار نیست ... ملک عشقست این و اینجا حاکمی جز یار نیست
بسکه از جان بیش می خواهم بلبل مهر ترا ... صد جهان مهر تو در دل دارم و بسیار نیست
در گلستان محبت گر در آئی چون خلیل ... روشنت گردد که از آتش ترا آزار نیست
تا تو در دل مدعی غیری ندارد ره درو ... در حریم خاص او نامحرمان را بار نیست
شب بسر بردستی وان قصه موسی و خضر ... غافل از سر محبت واقف اسرار نیست
لذت خواب سحر در پیش چشمی لذتیست ... گر خیال اش شبها تا سحر بیدار نیست
مدعی گر دعوی دارد مسلم داشتیم ... روشنش با واکه ظل الله دعویدار نیست

وله

کار من و دل همین بیارست ... مارا بکسی دگر چه کارست
هر دست بدامن ست در خورد ... دست من و دامن نگارست
هر چند بچار حد گردون ... هر سو نگری هم کارزارست
بر خصم مظفریم سلطان ... با ما نظری زهشت و چارست

وله

خوش شوا بدل خوش که کارت را نکو خواهیم ساخت ... یار اگر با ما نسازد با او خواهیم ساخت
نا امید از خود مکن ما را پس چندان امید ... گر نسازی کار او باری بگو خواهیم ساخت
گفت گوئی زلف او داریم سلطان در میان ... زین نسیم چین جهانرا مشکبو خواهیم ساخت

وله

خواهیم بیار درد دلم مختصر رسد ... تا گفته به سخن که از ان درد سر رسد
غافل مشو ز ناله و آه ضعیف دل ... شبها که وقت ناله مرغ سحر رسد
سلطان اگرچه سوختن شوق نگاه تو ... سویش نظر مکن که مبادا نظر رسد

لاله رویان ز غم دهر بجا تم دادند
نشئه باده ز آتش بلبم افشاندند
ظلمت سینه شده محو تماشای صفا
بریاض سخن آن ظل الهی که ز غیب
لعبتان فلک از فتنه بجا تم دادند
مرغ آن تازه بهشتم که ز منقار شکست
شکر ایزد بزبان دارم چو ظل الله

ولہ

تنی دارم که از لعلش شراب زندگی بارد
تو آن گلی که در بهارستان رنگینی
چو ظل سد خیال عارضش در دیده چون شبنم

ولہ

گاه در صومعه گه در پی میخانه گردیدیم
از همه راه و روش هست چنین یار ما را
پیش ما سود و زیان همه عالم هیچ است
بسکه دل از هوس شرح غمی بود بدو سست
ستی عشق ز ما پرده نهان کردن از
که جوان گشت زلیخا بدعای یوسف
پیر تو دوست چه تابید با ظل الله

ولہ

عجب رعنا و زیبائی چه گویم
منور از تو گردیده است چشم

ولہ

از شراب لب خود آب حیاتم دادند
وز طرب خانه دل نقل صفاتم دادند
گل گلزار فروغ حسناتم دادند
عندلیب آسا ز رنگین نغماتم دادند
بر گلستان ارم تازه براتم دادند
ثمر کوثر ز لب آب بجا تم دادند
شاهی و دانش و دین از برکاتم دادند

ولہ

ز گلبرگ رخ رنگینش آب زندگی بارد
گل از رخسار رعنایش تابندگی بارد
بجای عکس و نقش قبایش زندگی بارد

ولہ

سر بجا در طلب دوست توان گردیدیم
عمرها بهر همین گرد جهان گردیدیم
گرد عالم نه پی سود و زیان گردیدیم
همچو سوسن ز سراپای زبان گردیدیم
آه گر دوست بداند که چسان گردیدیم
بی دعا ز وصال نوجوان گردیدیم
بر همه خلق جهان نورفشان گردیدیم

ولہ

بخوبی عالم آرائی چه گویم
تو نور چشم و بینائی چه گویم

بشکر هیچ دانا در نیاید	ولە	عجب نازک معمائی چه گویم
ز تعریفت زبان در کار ماند		چه از تعریف بالائی چه گویم
بظل الله اگر بر سر نیابی		چو حسن خوبش خودرائی چه گویم
چارهٔ تلخ نگاهت لب خندان کرده		زهر را نوش لب چشمهٔ حیوان کرده
ترک چشمت که شکست سپه شاهان داده		من چه گویم که چه با جان عزیزان کرده
غرق موجیست بدریای تو صد کشتی نوح		بحر حسن تو چگویم که چه طوفان کرده
غم ز دشوار فلک نیست مرا ظل الله		لطف حق مشکل ما سر بسر آسان کرده

ترکیب بند در مرثیهٔ حضرت سید الشهداء امام حسین علیه السلام

آن دور ماتم است که از غم امان نماند	آن عهد غم که طاقت تاب و توان نماند
آن روزگار تلخ که هر چند بنگری	از شهدهای عیش بعالم نشان نماند
آشفتگی دهر ز ماتم عجب مدار	در عهد ماتمی که سر سروران نماند
عهد مصیبت است که شاه پیمبران	بی سوز گریه یک نفس و یک زمان نماند
دوران محنتی است که سلطان اولیا	یک لحظه خالی از الم بیکران نماند
آن صعب ماتمی است که خیر النسا از آن	فارغ دمی ز نوحه و آه و فغان نماند
پیر و جوان دهر چو طفلان بگریه اند	لذت ز زندگانی پیر و جوان نماند
از زندگی خلق جهان در تعجبم	بعد از چنان قضیه که جان جهان نماند
ظل الله آنچه گفت ازین در مرثیه است	کز سوز و درد قدرت شرح و بیان نماند

من مراثیه

دوران غم ز ماه محرم رسیده است	هنگام آه و ناله و ماتم رسیده است

نزدیک شد که دود برآید زنه فلک
بر چرخ بسکه آه دمادم رسیده است

ظل شد از مصیبت سلطان کربلا
تاب سخن نماند بس غم رسیده است

ولہ

واحسرتا که فتنهٔ دوران ز حد گذشت
رنج و بلا شاه شهیدان ز حد گذشت

واحسرتا که برشته دنیا و دین حسین
بیداد اہل فتنه و طغیان ز حد گذشت

من اشعاره الهندی

چلی چندنی مین جب لٹک ہو ہمارا
اُو تن عکس دیپی چندر تہی آیا را

لیسی جس سیا مین پرت ہم سجن کے
بن اُسکی پرت کچھ نہین اُس پیا را

جتی سائین کی عشق کا مد پیا ہے
نگر دیسی اُو دیسی ہور مستی اُو تارا

جلوی مانی ہے سائین کے حسن جہت ہے
اُسی نین نہ نپنتہ مین جگ سارا

پیا نور بستا ہے منج دل جہک مین
کہ جس نور رہتی ہے سورج آ اُسکا را

سکی پیو چنتا لگتا ہے ہمن کو
سجن بن نگر سی ہے ہور کوئی نوا را

نبی صدقے قطبا کا من تج سون لاگیا
کہ آپ جیو مین تیرا کیتا ہے ٹہا را

ولہ

پیا سانولا من ہمارا بہو لایا
نزاکت عجب سبز رنگ مین دکہایا

رنگیلی دھڑی ادہر یون سہائے
کہ آپ رنگ سون جگ رنگیلیان ریجہایا

ہنسی اُس کنول مکہ تہی جھڑتے ہین موتی
تو اُس شاب ہوتی سون جگ جگمگایا

نبی صدقے قطبا سون مل مد سجن جب
پیی آپ شیا نسون نو گل پانہ بایا

ولہ

ہوا آئی ہے لیکہ بہی ہنڈہ کالا
پیا بن سنتا تا مدن بالی بالا

رہن ناسکی من پیا باج دیکہی
ہووے نن کون سکہ جب ملے پیو بالا

سجن سنگہ شمی باج اُو جالا نہ بہاوے
بہلایا ہے منج جیو کون اُو اجالا

جو رات آوے چند نکی منجکو ستائے
کہ چندنا منجی نین نین سوں لالا

نبی صدقے قطبا انند انسوں ملکر
اپس سائیں سوں پیوے جم مد پیالا

ولہ

سجن سیری چنچل اہے پیم ماتا
سکلیاں کوں پیا بات رنگین سنو بہاتا

میری چنت کرتے ہیں ساجن پریت سوں
اسیتی سدا پریت سوں ہیں سناتا

ولہ

چندا ہیں عید کی بشارت دکھایا
بہوان سیتی ساقی اشارت دکھایا

آ ہر ید کی گھر کوں کلف تہا سو نگر
سو کی کیلی کھل دل عمارت کہایا

گھروں سیوہ یک چیت سوں مد پیکا ہیں
کہ منجانے کا شیخ اجازت دکھایا

محمد نبی فیض تھی عید آکر
محمد قطب کوں صدارت کہایا

ولہ

سو سناں خوشیاں کرو ہے آج دن مسعود کا
مرتضی بارہ اماماں عید ہے مسعود کا

مصطفے ہور مرتضی اس دن ہیں کیتے ظہور
جن کرے یہ عید تو طالع مسعود کا

جیوں ابر رحمت اس جگہ پر ہوا ہے فیض بار
شیعیان کی تیں اتہا وہ دن بہبود کا

جب نبوت کا علم سیدا ہوا تب جہڑے
طاق کسری تب نشان لیتا عدم مفقود کا

فارس کا آگن بوجہا جب مینگہ رحمت برسیا
سترک تن کیتا جگت تیں آگن نمرود کا

چار دہ معصوم کی ہیں واس جیتی ہے بنی
پیشوا حضرت نبی کا تہا سو تیں داود کا

جب نبی صدقے ہوا ہے داس قطب شاہ کا
دو جگت میں ترکماں عاقبت محمود کا

ولہ

خوشیاں کرو متوالیاں سنگت سوں آیا
پیو دہات انند سوں عشق سنگات لیایا

اوّل برات رونی روز یہ فیروز ہی
اس بعد عید قربان جس تہی جگ اگھایا

شاہاں میں تہ عالی قطب شہی ہوا لی
سعبت رسول عالی چہند بند سوں گنایا

صدقے نبی ترکماں جم راج کرتوں جیتاں
شاہ علی نبی تہے منگ سچ شہی دلایا

جو شبرات جہلک سون جگمین آیا
شرف شبرات تھی سب رات پائی
تجلی یون دیا حق قطب شہ کون
خدا کی کرم سیتی شبرات آیا
براتان لکر آیا ساریاں کی خوش ہو
اماماں میا ہے محمد قطب پر
نبی صدقے امرت سرا قطب شہ کون
کہطور پر پرسا ہے سبحان کا اُجالا
اُس طور کا سو ٹہارا مانند بہشت ہے
اس محل کون سیو دیکہت بہکت پیاس کا جاوے
قطبا نبی کے صدقے آنند کر اُس محل مین
چہبیلی سون لگیا ہے مَن ہمارا
صبوری کو نہین ہے ٹہار دل مین
میا کرنا کرے معشوق آپے ہو
اہتو آئی مدن سو ہمن پیارا
پیا کون پاؤون پر جیا مناؤون
بسنت کہیلین عشق سے آ پیارا
بسنت کہیلی ہمین ہور ساجنا یون
نبی صدقے بسنت کہیلیا

وله
تو سب جگ اُس جہلک تھی جگجگایا
شرف سب رات تھی شبرات آیا
کہ تسکون دنتھی روشن روشن کرپایا

وله
خوشیان کا اجالا جگت مین دکہایا
خوشیان عشرتا تسون کہ جگ جاب جگایا
نبی ہور علی کے دریا سون سُہایا
سو ساقی کو شر پیالی پلایا
تو خلق سر سر کرے رحمان کا اجالا
اُس نور تل چہپیا ہے اسمان کا اجالا
جا نو جہلکتا وان شہ مردان کا اوجالا
بستا ہے اسمین شہرے نبی کا اوجالا

وله
کہ اس بن نہین ہمن یک تل قرارا
صبوری کیون کرے سو کر تہارا
کہونا کیا کرے عاشق بچارا

وله
پیرم سو کہینچتا انچل کنارا
نہین دوما نتا کہیا ہمارا
تمین ہین چاند مین ہون جون ستارا
کر آسمان رنگ شفق پایا ہے سارا
رنگیلا ہور رنگیا ترلوک سارا

صباحی او مکہ دیکھہ پینا شراب — فرح بخش ساعت مین لینا شراب

تیری حسن تھی دان دی شاہ کون — او مکہ کی عرق تھی سو پینا شراب

عشق ساز کی تار مطرب بجاؤ — کہ قانون تانان مین لینا شراب

ولہ

ازل تھی نبی جب قطب پیوتا — تیری پیالی سون ساقی دینا شراب

ولہ

جب سجن دیکھو نا تون آتا میرے خواب — راتدن نہ سون کم آتا میرے خواب

میرے رؤن رؤن تھی بدل نم دو مین — چاند سورج تون دیکھا تا میرے خواب

ولہ

جگت حسن مین ہے تیرا حسن محبوب — مین طالب تیرا ہون پیارا تون ہے مطلوب

تیرا حسن یوسف سون کرتا ہے لاف — تیری آرزو مین ہین عاشق جو یعقوب

مدن مست بدن مست سجن مست پری ہی — ہوی مست پیون مست لگن مست پری ہی

نظر تجھ پہ ہے کیا تماشا کا حاجت — نہین سبز خط آنگی خضر کا حاجت

میرا دل ہے زر الفت کا کارخانہ — نہین مجکون بازار والا کا حاجت

ہمن مدعا مدعی نا بوجھے کچھ — نکو بحث کر نہین ہے غوغا کا حاجت

قطب شہ نہیں زرگری کوئی بوجھتے نہین — کہ اس علم مین نہین ہے دانا کا حاجت

نہنی کے ناز مستی یکلیکر سیتی ہوا مست — بہوت نیکا برا کا مدعا کا کام سنج مست

قطب شہ شہ جہان ہے شہنشاہ خدا کا — کھڑے ہین رستا نس جان دو دربان بد مست

اسے ہمنی ہندو کا کس پر کرون شکایت — نین لیکھی ہین مورخ تاریخ اس حکایت

بے دام اسکا خدمت کرتا ہوا ہی دسون — دیتی ہین دام انکون ہور کرتی ہین عنایت

ولہ

بدن مست بدن مست سجن مست پری ہی — ہوی مست یون مست لگن مست پری ہی

میرا دل ہے زر الفت کا کارخانہ
نہیں منجکون بازاروالا کا حاجت

ہمن مدعا مدعی نا بوجھے کچھ
تکو بحث کر نہیں ہے غوغا کا حاجت

قطب شہ تیرا زرگری کوئی نہ جھین
کر آس عالم مین نہیں ہے دانا کا حاجت

ولہ

نہنی کی ناز مستی دیکھ کر سر تہی ہوا ست
بہوت بیکارا کا مدعا کا کام منج مست

قطب شہ سب جہان مین ہے شہنشاہ ہے خدا کا
کہ کھڑے ہیں جگ ست انس جان و دربان ہے

ولہ

اس ہمنی ہندو کا کیس بہر کرون شکایت
نین لیکھی ہیں مورخ تاریخ اُس حکایت

بے دام اُسکا خدمت کرتا ہوں ہی دل سون
دیتی ہیں دام انکون ہو کر کرتی ہیں عنایت

ولہ

منج جیو سنی ازتی ہے جانا کا احتیاج
نہر کی جنگل منی آہی رضوان کا احتیاج

دو جہان مین حق حبیب اپنا تمن مین پانیا
قطب شہ مسکین کون دیوں ہفت کشور تاں کا تاج

نبی صدقے محمد قطب شہ سیس
تہی بر جیسا پیا بخت کا تاج

ولہ

سکی آج پیالا انند کا پلا منج
دیا قوت اوہر کی مستی ہوا منج

ولہ

ہویدا ہی ہوا جون جان بکرید
کیا سب جگ سون آبادان بکرید

جنت سکی سوالان نعمتان سون
کیا تازہ جگت کا جان بکرید

ولہ

ورسنی ہوائی ہے پریان کی عید
شہ ترس دیکھت ہوئی حوریان کی عید

ولہ

صحبت پیالا پریان لی کھڑیاں
دیسی یون اُتن مین جیون سورج جمشید

ولہ

بکرید عید آیا صلوات بر محمد
آنند علم اچھا یا صلوۃ بر محمد

بارا امام پنجتن کا مہر رحم ہما ہو
منج سر سچھا پوچھا یا صلوۃ بر محمد

ولہ

شہد و شکر نبات تھی ہے منج ادہر لذیذ
لاگی تو قند سر کون سو جوبن ثمر لذیذ

ولہ

سکی تج زلف ہے جیوان کی آخذ
وسن تیری کی ہین رتنان کی آخذ

علی ناماں سو کھیا یو غزل قطب — علی ناداں ہی سب کا ماں کی اخذ

وله

سورج چاند کوں کیوں کروں تج برابر — ہمن نین کا نور ہے توں پریوش

نبی صدقے قطب سوں راستی ہے — اگرچہ ہے آدک اُو نارا و باش

وله

منج تج بین جیکیچ ازہے کس سعن نکرا نہی فاش — ایرازا ایسا نین کہیں کی جاکری ٹھہار فاش

انر بس کت بین آہین نازک نیہری نوں ادہر — سبو سیانکی نشانیاں کئی او لعل شکر پاش فاش

ہوئی تج نین تپلی دل بین رقاص — سدا منج نین کے منزل بین قاص

قطب شہ پایا ہی بے بہادر — ہوئی آپ ناچ تہی کامل بین رقاص

دلی دکن کی شاہی پنجتن خاص — نبی صدقے ترکمان کو میا تہی خاص

وله

ازل تہی ہے مجھے خوباں سوں خلاص — ابد لگ مج ہے محبوباں سوں خلاص

نبی صدقے قطب شہ یکجہت ہے — سدا دہرتا ہے تو خوباں سوں اخلاص

وله

سکی تو ہر گھڑی منج پر نکر غیظ — محبت پر نظر رکھہ کر بسر غیظ

نبی صدقے تجی سوں ہے خدا کی — قطب سوں آگلے لگ چھوڑ کر غیظ

وله

عشق بچھولا توں گوندہی ہے مرصع — توں ہی چونیا نسوں کیتی ہے مرصع

نبی صدقے سو تر جگ دیکھہ کہتی — قطب شہ کا سو مجلس ہے مرصع

وله

ہیرے دوستاں کوں توں بہشت ہے جنت — ہیرے دشمن کوں اگن یا سمیع

وله

چنچل نکہ تیرا دیکھہ ڈہلتا شمع — سو عاشق تیرا ہو کر ڈولتا شمع

تیرے حسن کوں دیکھہ شرموں سیتی — غش کے بہانے تہی گلتا شمع

وله

مروت میٹھی زبانی ہے یار کا متاع — خوش شکل خوبصورت پدار کا متاع

وله

انیار ہے اس جگمتی تج نکہ عجب روشن چراغ — دیکھی نہیں آنجوں کہیں اس ناز کا نہ کہیں چراغ

اندان سیتی بہی آیا مرگ سال — دندان یا مال عزیزان ہوے خوشحال
کنارے آسمان کے ہین شفق رنگ — دندان ماری گئی اچھلیا رگت لال
نبی صدقے نکو کر غم تون قطبا — علی ہور آل دائم تیری رکھوال
قطب مولود کر یاد یکہہ امنگ سون — نبی سہیلا پی گا یا مرگ سال
تیری دو نین ہین مد مست متوال — تیری دو گال ہین خوبی کے گلال
جہان ہے سیمیا کا نقش اُس تھے — کہے ہین عارفان سب اُسکون تمثال

نبی صدقے قطب ہم عیش کر عیش
کہ تج در پہ کھڑے ہین فتح و اقبال

وله

ہونکہ آرسی مین دیساہی سچ آپ نام — جیکو تجہا یقین سون نبی من پایے کام
ستان کون جا نجے جہو تین اسنی — نہین غلط یہ بات انوکن ہی را جام
انجانی مین جوانی گیا پند نا سنا — قرآن ہور حدیث سون کیب کر کلام

دله

نبی کے صدقے سرو تازا ہے جم — او جایا ہے یا تو چمن مین علم
سکندر کون تہی آرسی جم کون جام — تیری ہمت ہی درپن ہور جام جم
ثابت رہ آپکا مین دنیا کون نہین وفا — آدم کیا ہے کوہ سراندیپ پر مقام

وله

مرتضی سو لود آیا ہے بہوت نور استین — جبرئیل نے وار طبقان لیائی حوران ستین
شاعران بچاری تیرا وصف کہنی کاں سکین — مین بندہ عاجز ہون تم وار کر بان ستین

وله

ساقیا آ شراب ناب کہان — چند کی پیالی مین آفتاب کہان
مد کی پیا لیان کا دور پہرتا ہے — نقل مد کا کہان کباب کہان

وله

پیا تج آشنا ہون مین تو بیگانہ نکر مجکون — رتی نین نکر تی تج یادبن تون تابسر مجکون

نبی صدقے قطب شہ کون نہیں آدہار کا جاب — کہ دونو جگ منی آدھار ہے خیر البشر مجکون

ولہ

دنیا و دین کا حق سنکار یا علی توں — سب اولیا کی سنکا اسرار یا علی توں

ولہ

دو لب تیرے رنگیلی یاقوت کون دے رنگ — لی ہیبک نگ عقیقاں نگین ہوئی ہین

باریک تج کمر دیکھ باریک ہوا ہوں جوں بال — ویسا نہیں کوئی تار باریک پیرہن

ولہ

سنو لوگ میری پرم کی کہانی — کہ پیلا ہے رنگ عاشقی کی نشانی

تمن عشق ہیپا ہے منج بالی بالا — کہ ہوی ہوں تمن پیم ہوں دیوانی

محبت کے لذت فرشتاں کو نہیں ہے — بہشت سعی سوں ہن سو لذت پچھانی

ولہ

خداداد محل کون محمد سنوارے — تو اُسمیں جنت کی نگاراں نگاری

بلند ہی محل کا ہے آسمان جیسا — سورج چاند تارے سنوا ستی نگاری

نہ آس جگ میں دیکھی کوئی ایسی محل کون — نگر دہرت پر قدسیاں لیا کہ تہاری

ولہ

پہول بن رخ یار خوش نہ دیسی — بن ند پچھلی جھاڑ خوش نہ دیسی

گشت چمن و ہوائے کلیاں — بن پیالہ کنار خوش نہ دیسی

ولہ

عشق کی پتلی ہے گوری رنگیلی — چتر نار یا نین رستی ہے چھبیلی

نبی صدقے قطب شہ سوں او پیاری — پیراوا حسن کا کر آکہ ہیلی

ولہ

پیارے پیرم ناز سیتی سہاتی — آپس حسن سوں عاشقاں دل بہلاتی

رباعی

اے بار خدایا ہی درویش کون بخش — مجکون سو محمد علی کے کیش سوں بخش
دشمن کون توں تو دوستاں کون تو نواز — دشمن کو نکر رحم سبھی خویش کون بخش

ظل اللہ۔ محمد قلی قطب شاہ

بقول مولف گلزار عنا و صبح گلشن وغیرہ محمد قلی قطب شاہ بانی شہر حیدر آباد دکا

تخلص ظل اللہ ہے۔ مولفین کا قول خلاف واقع ہے اسلئے کہ فقیر مولف کے پاس سلطان محمد قلی قطب شاہ بانی و والی حیدرآباد کا دیوان فارسی و ریختہ موجود ہے دیوان مذکور قلمی قدیم خوشخط ہے اس سے معلوم ہوا کہ موصوف الیہ صاحب ترجمہ کا تخلص فارسی میں قطب شاہ و ریختہ میں معانی ہے۔ چنانچہ اشعار ذیل فارسی ریختہ سے واضح ہوگا۔ اور واقع میں محمد قطب شاہ برادرزادہ محمد قلی قطب شاہ کا تخلص فارسی میں ظل اللہ۔ اور ریختہ میں قطب شاہ ہے چنانچہ قبل میں مذکور ہوچکا ہے۔ نہیں معلوم مولفین کس وجہ سے غلطی کے گڑھے میں گرے ہیں شاید محمد قلی قطب شاہ و محمد قطب شاہ میں تمیز نہیں کیا ہوگا۔ دونوں کا مصداق ایک ہی ذات کو سمجھا ہوگا یا مولفین کو دونوں کے دواوین ریختہ و فارسی دستیاب نہوئے ہوں گے نہیں تو ایسی غلطی نکرتے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ پس صاحب ترجمہ کا ذکر حرف قاف میں بیان کرنا چاہئے تھا لیکن فقیر مولف نے اظہار غلطی کے لئے یہاں گزارش کیا۔ معذور سمجھکے نشانۂ ملامت نہ بنائیں۔ واقع میں صاحب ترجمہ کا تخلص فارسی میں قطب شاہ ہے کبھی کبھی غزل میں تخفیفاً قطب ہی پر اکتفا کرتا ہے۔ اور ریختہ دکنی فارسی آمیز میں معانی تخلص لاتا ہے۔ آپ یعنے صاحب ترجمہ ابراہیم قطب شاہ کے فرزند بزرگ ہیں۔ والد کے فوت ہونیکے بعد بارہ برس کی عمر میں تخت نشین ہوئے۔ ملک تلنگانہ کو عدل و انصاف سے آباد کیا۔ علم و فضل کے زیور سے آراستہ تھا۔ علم دوست و ہنر پرور تھا باوجود انتظام امور سلطنت تحصیل علوم کے شغل سے باز نہیں رہتا تھا۔ علمائے دربار سے درس جاری رکھتا تھا۔ رات دن میں ایک خاص وقت علمی مذاکرہ کے لئے مقرر کیا تھا۔ اسی سلطنت کے زمانہ میں تحصیل علوم

وفتوحات ممالک سے فارغ وفائز المرام ہوا۔
فرشتہ و مولف قطب شاہیہ نے لکہا کہ ابتدائے سلطنت مین بمقتضائے عالم شباب بہاگمتی طوائف پر فریفتہ و شیفتہ ہوا تہا۔ ہزار سوار اُسکی پیشی مین ملازم رہتے تہے وہ روزانہ دربار مین تجمل و طمطراق کے ساتہہ آمد و رفت کرتی تہی۔ اسکی شان امیرانہ تہی۔ اسکا دربار شاہانہ ہوتا تہا۔ امرائے دولت و اعیان مملکت اسکی خدمت مین سلام و مجرا ادا کرتے تہے۔ عقیلہ و فہیمہ تہی۔ حسن و جمال مین رشک زہرہ و مشتری ناز و انداز مین غیرت حور و پری تہی۔ فقیر مولف نے اسکی تصویر سلطان محمد قلی صاحب ترجمہ کے دیوان مین دیکہی واقعی تصویر کے دیکہنے سے مورخین کے تحریر کی تصدیق ہوتی ہے۔ اسکے حسن و خوبی کے بابت جسقدر قلم فرسائی کی ہے واقع کے مطابق ہے جس نے تصویر دیکہی مولفین کے مبالغہ و اغراق کو خلاف واقع پر حمل نہین کیا تاریخ نظامی و قطب شاہی کے مولفین نے لکہا کہ صاحب ترجمہ نے اپنی محبوبہ بہاگمتی کی فرمائش سے گولکنڈہ سے چار کوس کے فاصلہ پر موسی ندی کے کنارے ایک شہر آباد کیا اور اسکو اپنا دار السلطنت بنایا اور اسکا نام بہاگ نگر رکہا۔ محبوبہ جب تک زندہ رہی بہاگ نگر نام بہی زندہ رہا۔ جب وہ فوت ہوگئی علما و فضلا کی نصیحت سے اس نام کے رکہنے سے پشیمان و شرمندہ ہوا۔ نام مذکور کو بادشاہی حکم سے منسوخ کرکے حیدرآباد نام رکہا۔ اور منادی کروی کہ کوئی نام سابق کو زبان پر نہ لائے۔ نہ فرامین و نقاویم مین قلم سے لکہین۔ اگر کوئی خلاف حکم کریگا مستحق سزا ہوگا۔ لیکن زبان خلائق نقارہ خدا ہے خلائق مین بہاگ نگر ہی رہا نہ حیدرآباد۔ فی زمانناہی ہنود تلنگے و کنہڑے اپنی پوتہیون و بہاشون مین حیدرآباد کو بہاگ نگر ہی

لکہتے ہین - سرکاری دفاتر قطب شاہی مین بادشاہ کے حکم کی تعمیل ہوئی - اور اہل اسلام بجائے بہاگ نگر حیدرآباد لکہنے و کہنے لگے -

یہہ بادشاہ نہایت ہی خوش اخلاق و نیک صفات تہا - اور رحیم و رؤف تہا - بخلاف شاہان سلف بہائیون و قرابتدارون کے ساتہہ حسن سلوک کرتا تہا - اور ان کو اپنی مصاحبت و مقاربت مین رکہتا تہا - اور مصاحبانہ سلوک فرماتا تہا - اعزہ و اقارب بہی شکریہ ادا کرکے مطیع و فرمانبردار رہتے تہے - مدۃ العمر کبہی کسی نے بادشاہ کا خلاف نہین کیا - یہہ ایسی عطیۂ الٰہی تہی کہ شاید کسیکو نادر انصیب ہوئی ہوگی شاہ میرزا میر جملہ کو موقوف کیا - چند روز قید مین رکہہ کے وطن مالوفہ اصفہان روانہ کیا - میرزا کشتی مین سوار ہوا - ابہی منزل مقصود کو نہین پہنچا تہا کہ کشتی مین فوت ہوا - یہہ واقعہ سنہ ۱۰۵۹ ہجری مین واقع ہوا -

میر جملہ مرحوم نہایت ہی لائق عالم فاضل تہا - شہر حیدرآباد مین چوک اسکے نام سے آباد ہوا تہا - اس لئے بنام میر کا چوک مشہور ہے اسی چوک کے قریب میر کا عالیشان دولتخانہ تہا - فی زماننا وہ اصلی دولتخانہ باقی نہین رہا - لیکن دولتخانہ کی صرف کمان موجود ہے جو بنام شاہ میر کی کمان مشہور تہی عوام کثرت استعمال سے اسکو سو کے میر کی کمان کہتے ہین - شاہ میر مرحوم کے بعد میر مومن استرآبادی کو جو قدیم سے وکیل السلطنت تہا مختار کل کیا - تمام مہمات کا انتظام میر کی رائے پر چہوڑ دیا اور خود فراغت سے عیش و عشرت مین مصروف ہوا اور اس شعر کو زبان حال سے پڑہتا تہا -

	ہر وقت خوش کہ دہد مغتنم شمار کس را وقوف نیست کہ انجام کار چیست	

اغر یو سلطان سفیر شاہ عباس بادشاہ ایران کی تشریف آوری کا ذکر

سلطان محمد قلی قطب شاہ مثل جد و پدر شاہان صفویہ سے حسن اخلاق و اعتقاد رکھتا تھا۔ بنائے علیہ شاہ عباس صفوی بادشاہ ایران نے اپنے معتمد اغریو سلطان کو سنہ ۱۰۱۲ ہجری مین سفارتاً قطب شاہ کی خدمت مین مع نامہ و تحائف روانہ کیا جب مشارالیہ گووہ بندر مین پہنچا تب مخبرین نے اسکے تشریف آوری کی خبر معروض کی۔ قطب شاہ تشریف آوری کی خبر سے نہایت خوش ہوا۔ سیادت پناہ میر ضیاء الدین محمد نیشاپوری کو سفیر کے لانیکے لئے مع تشریفات شاہانہ و مدد خرچ لائق بندر مذکور روانہ کیا۔ سیادت پناہ نے بندر مین پہنچ کے سفیر سے ملاقات کی۔ اور سفیر مذکور کو ہمراہ لیکر قطب شاہی دربار کے طرف متوجہ ہوا۔ ہر منزل و مقام مین سفیر کی تعظیم و تکریم ہوتی تھی۔ اور ضیافت و مہمانی کے رسوم تکلف کیساتھ ادا کئے جاتے تھے۔ جب دار السلطنت کے قریب پہنچے۔ قطب شاہ مع لشکر و امیران سلطنت استقبال کے لئے برآمد ہوا۔ محمد نگر کے قریب اغریو سلطان سے ملاقات کی۔ سفیر نے شاہ ایران کے طرف سے محبت و اتحاد کا اظہار کیا۔ اور بادشاہ کا محبت نامہ و تحائف نفائس پیش کئے۔ تحائف ذیل تھے۔

ایک تاج مرصع۔ دکمر مع خنجر مرصع و چالیس عربی گھوڑے بازین و لجام مرصع و چند عباہائے زربفت اور پانسو طاقہ مخمل و اطلس زربفت و بارہ جوڑ قالین اور بارہ زرہ وغیرہ تحائف ایران۔ قطب شاہ بہت خوش ہوا اور شاہ ایران کی عنایت کا شکریہ ادا کیا۔ اور سفیر کو خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا۔ مکان

پہر فضا مین اعزاز سے اُتارا - اور سفیر کے ہمراہیون کو بہی تشریفات لائقہ سے سربلند کیا ہمراہی سو سوار تہے - اتفاقاً سفیر کو چہہ سال تک مہمان رکہا - سالانہ دو لاکہہ ہن سوائے انعام خرچ دیتا رہا - اور قنبر علی خادم معتمد کو مع تحائف و ہدایائے لائق شاہ ایران کی خدمت مین بہیجا - پہر اغریو سلطان کو مع سلطان قلی طالش کو با تحائف و اقسام مرصع آلات بہی روانہ کیا - اور صفویہ سے محبت و اتحاد کی بنا مستحکم کی ۔

عمارات قطب شاہی کا ذکر

قطب شاہی کے مولف نے لکہا کہ سلطان محمد قلی قطب شاہ صاحب ترجمہ تعمیر عمارات کا شیفتہ تہا - اور اُسکو محلات رفیعہ کے بنانے سے نہایت ہی دلچسپی تہی - مندرجہ ذیل عمارات بنا کیا تہا - فی زماننا اُنمین سے بعض موجود اور بعض معدوم ہین -

الہی محل - باغ محمدی - نبات گہاٹ - عمارت کوہ طور - ندی محل - لنگر دوازدہ آئمہ و مسجد جامع و مدرسہ و خانقاہ و دار الشفا - و حمامات وغیرہ

مسجد جامع و مدرسہ و خانقاہ موجود ہے - اور دار الشفا و حمام کا نام بہی باقی ہے - میر ابو طالب ناظر الممالک نے گوشوارہ دکن مین لکہا کہ تمام عمارات کی تعمیر مین ستر لاکہہ ہن خرچ ہوئے -

خیرات کا ذکر

مساجد و مدارس و خوانق و لنگر دوازدہ ائمہ کے اخراجات کے لئے سالانہ آٹہہ ہزار ہن سالانہ وقف کر دیا تہا - یہہ رقم محرم کے بعد مجاورین و خدام و طلبہ کو

تقسیم ہوتی تہی۔ علاوہ وقت سالانہ غرہ محرم مین طلبہ و علما کو بارہ ہزار ہن عطا کرتا تہا۔ اور تمام افسران سپاہ و رعایا و لشکر کو ماتمی سیاہ لباس سرکار شاہی سے دیا جاتا تہا۔ اور دو مقام مین الاوہ ہزار طاقی آباد کیا تہا۔ ہر الاوہ پہ علما و ارکان سلطنت گریہ و ماتم کرتے تہے۔ اہل ماتم کو دس روز تک کہانا اور ہر ایک کو ایک ایک ہن دیا جاتا تہا۔ خوب ماتم ہوتا تہا۔ واویلا واحسرتا کا شور و غوغا زمین سے آسمان تک پہنچتا تہا۔ قطب شاہی بزرگ کے مولف نے لکہا کہ اسی بادشاہ تخت نشین ہونیکے بعد کروڑگیری و زکوٰۃ معاف کردی تہی۔ سالانہ تخمیناً دو لاکہہ ہن کی آمدنی ہوتی تہی۔

بادشاہ کے اخلاق کا ذکر

یہہ بادشاہ نیک سیرت و نیک محضر تہا۔ تینتیس ۳۳ برس سلطنت کی مدۃ العمر کسیکو اپنے ہاتہہ سے قتل نہین کیا۔ معاملات قتل و قصاص کو قضاۃ کے سپرد کرکے حکم دیتا تہا کہ خوب غور و فکر کے ساتہہ حسب الحکم شرع شریف قتل و قصاص کا حکم نافذ کرین۔ بادشاہ کے زمانہ مین ایسا عدل و انصاف تہا کہ زن پیر دیرینہ سال بےخوف و خطر مال و زر ہاتہہ مین لئے ہوئے جنگل و صحرا سے گذر جاتے تہے۔ کوئی رہزن و ڈاکو مزاحم نہین ہوتا تہا۔ علما و فقرا کو بہت چاہتا تہا۔ اور اُن کے علم و فضل کی بہت قدر کرتا تہا۔ اُسکے زمانہ مین اکثر علماے ایران جمع ہوگئے تہے۔ بادشاہ کے حسن اخلاق نے عرب و عجم مین ایسی شہرت پائی کہ اکثر علماے فرس و عرب دکن مین آئے اور متوطن ہوگئے۔ بادشاہ کی عنایت سے وطن کو غربت اور غربت کو وطن بنا لیا دکن مین ایسے جمے کہ مرکے اُٹہے۔ فی زماننا اُن بزرگان سلف کے باقیات الصالحات

موجود و یادگار ہین۔ اسی بادشاہ مرحوم کے عہد مین میر مومن استر آبادی نے کربلاے معلی سے خاک شفا جہازات پر لاد کے منگوائی اور شہر کے اندر ایک مقام مین اُس متبرک خاک کو زمین پر فرش کردیا اور اُس مقام متبرک مین مومنین اثنا عشریہ کے لئے دفن کی اجازت دی۔ اور چند اشخاص مُردے کی تکفین و تغسیل کے لئے مقرر کئے اور انکو سرکار سے انعام و وظائف معین کرایا وہی اشخاص غسّال کے لقب سے مشہور ہوئے فی زماننا انکی اولاد سے بہی یادگار موجود ہین اور آبائی پیشہ پر قائم ہین۔ وہی مقام میر مومن کے دائرہ کے نام سے معروف ہے۔ اسی بادشاہ نے عامہ خلائق کے لئے حمام بنوادیا اور حمّام مین دلاک و اصلاح ساز و سامان غسل بہی مہیا کردیا تہا۔ غربا و مساکین سے کچہہ حق الخدمت نہین طلب کرتے تہے۔ ہان امرا حمامچی و خدام کو بیحد انعام دیتے تہے۔ تمام شکرگزار رہتے تہے۔ دیکہو بادشاہ رعایا پروری کا کسقدر خیال رکہتا تہا کہ رعایا کے مطالب اپنے مقاصد پر اختیار کرتا تہا۔ کبہی تن پرور و آرام طلب نہین بنتا تہا۔ جفاکش و متحمل المزاج تہا۔ سادات و اہل بیت کی بہت خدمت کرتا تہا۔ دربار مین سادات و علما کو نشست کی اجازت دیتا تہا کورنش سے جو نیم سجدہ کے مساوی ہوتی تہی معاف رکہتا تہا

بادشاہ کی دختر نیک اختر کی شادی

بادشاہ کو سواے دختر کے کوئی اولاد نہین تہی محمد قطب شاہ برادر زادہ کو فرزندی مین لیا تہا تعلیم و تربیت کے بعد بعالم شباب سنہ ۱۰۱۶ ہجری مین برادر زادے کی شادی دختر نیک اختر سے نہایت تکلف و تجمل کے ساتہہ کردی بیشمار زر و جواہر و خلاع فاخرہ و عطیہ وافرہ سے خلائق کو سرفراز فرمایا۔ قطب شاہی مولف نے لکہا کہ بیس ہزار خلعت

گران بہا عہدہ داران و ملازمان سرکار شاہی کو عطا فرمایا خلعتین تمام مخمل و زربفت و اطلس خطائی و دیبائی رومی کی تہین اور علما و شعرا کو بہی انعام و اکرام سے سربلند کیا۔ ایک مہینہ تک روزانہ شادی مبارک کے جشن منعقد ہوتے رہے عیش و عشرت کی مجلس کا ہنگامہ خوب گرم رہا رقص و سرود کا آوازہ آسمان برین تک پہنچا۔ نائے و نوش کا شہرہ بلاد دکن مین شہرت پذیر ہوا۔ طوائف الملوک سے نظام الملک بحری و عادلشاہ بیجاپوری و عمادشاہ براری شریک جلسہ تہے۔ بادشاہ نے مہمانان اعزہ کی خاطرداری و مدارات مین ایک دقیقہ فروگذاشت نہین کیا۔ باہم خوب لطف و مزے سے خوش ہوتے رہے۔ تقریب مبارکبادی عروسین پر زر و جواہر تصدق کئے۔ خدم و حشم زر و جواہر سے مالامال ہوئے طوائف الملوک کے امرا و خوانین و اکابر و اشراف و سلاحداران و لشکریان بہی صلات وافرہ و عطیات متکاثرہ سے معزز و مکرم ہوئے۔ شادی تمام ہونے کے بعد برادرزادے کو اپنا ولیعہد بنایا۔ وزرا و امرا و سپاہ نے ولیعہدی کو تسلیم کیا۔ اور نہایت خوشی سے شاہزادے و شاہ کو تہنیت کی نذرین پیش کین اور مبارکبادی کی رسم ادا کی۔ شعرائے سلطنت و علمائے مملکت نے مدحیہ قصائد و دعا نامے پیشکش فرمائے۔

حدائق السلاطین کے مولف نے لکہا کہ محمد قطبشاہ اکثر اوقات شعرا و علما کے ساتہہ ہم صحبت و ہم جلسہ رہتا تہا۔ شعر و شاعری و مذاکرہ علمی سے دلچسپی رکہتا تہا۔ مراتب نظم و نثر مین عالی رتبہ و بلند پایہ تہا۔ فارسی و ہندی دکنی دونون زبان مین کلام موزون کرتا تہا۔ کلام شیرین با مضامین رنگین مملو و مشحون ہوتا ہے۔ آپ صاحب دیوان دکہنی ہین۔ انتہی کلامہ۔ فقیر مولف کے نزدیک قطبشاہ کے دونون دیوان فارسی و ہندی

خوشخط قدیمہ موجود تھے۔ موسی ندی کی طغیانی مین غرق آب ہوگئے۔ لیکن اشعار منتخبہ میری یادداشتون مین درج ہوچکے تھے موجود ہین۔ یہان ناظرین کے ملاحظہ کے لئے درج کرتا ہون۔

سلطان محمد قلی قطب شاہ کی وفات

سنہ ۱۰۲۰ ہجری مین بادشاہ مرض الموت بخار مین مبتلا ہوا۔ اور ڈہائی مہینہ تک بخار کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ معالجہ حکمائے یونان و مصری سے کیا گیا لیکن علاج و دوا موثر نہین ہوتی تہی۔ آخر بمصداق کل من علیہا فان بتاریخ ۱۷ ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۰ ہجری مین عالم فانی سے عالم جاودانی کے طرف رحلت کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون کسی شاعر نے وفات کی تاریخ کہی ھو ھذا

ماہ تمام ملک بزیر نقاب شد	آبحیات خلق دریغا سراب شد
سرو سہی ز بوستان معانی فرو شکست	برجی ز آسمان مکارم خراب شد

دولت سرا و حرم سرا مین اعزہ واقارب خدم و حشم آہ و بکا کرنے لگے۔ اعیان دولت وارکان سلطنت کثرت رنج وغم سے حیران و پریشان ہوئے۔ وکیل السلطنت میر مومن استرآبادی نے شاہزادے محمد قطب شاہ ولیعہد کو تخت نشین کرکے بادشاہ مرحوم کی رحلت کی خبر شایع کی۔ اور اس امر کی بہی منادی کردی کہ ولیعہد تخت نشین کیا گیا یہہ تخت نشینی اس خیال سے کی گئی تہی کہ کہین فتنہ و فساد برپا نہو جائے۔ پہر سب امرائے دولت وارکان سلطنت علما و مشایخ جمع ہوکے مرحوم کی تجہیز و تکفین مین مشغول ہوئے تجہیز و تکفین و تغسیل کے بعد لنگر فیض کے مقبرہ مین اس بادشاہ مرحوم کو دفن کیے

پھر روز سوم فاتحہ خوانی کے بعد دربار عام منعقد کیا گیا۔ حسب رسم سلاطین بہمنیہ شاہزادے کو تخت نشین کے امرا و وزرا و علما و شعرا و رعایا و سپاہ نے نذریں دیں اور خوشی کے نقارے بجوائے اور سلامی کی توپیں فیر کی گئیں۔ شعرا نے مبارکبادی کے قصائد پیش کئے۔ انعام و صلات سے سرفراز ہوئے۔

من اشعارہ الفارسی

با شمع بگو گرمی دیوانهٔ خود را — کاتش زند از رشک تو پروانهٔ خود را
هوش و خرد از پای در افتند چو مستان — چون سرمه کشی نرگس مستانهٔ خود را
مستان محبت بدو عالم نفروشند — کیفیت نه جرعهٔ پیمانهٔ خود را
با یاد تو عاشق نکشد منت خورشید — بستیم دو در روزنهٔ خود را
گر جمله جهان پر شود از گوهر یکتا — خواهیم همان گوهر یکدانهٔ خود را
ای قطب شه آخر ره مردان ره عشق است — مردانه همی رو رهِ مردانهٔ خود را

وله

بی لب لعل بتان باده حرام است مرا — لب میگون بنما چون سر جام است مرا
با سر زلف تو سودای سیاهی دارم — اینچه سوداست که با زلف چو شام است مرا
بر سر کاکل تو مرغ دلم بند شده ست — خال تو دانه آن زلف چو دام است مرا
هر زمان از پی دیدار تو آییم بدرت — بر سر کوی بلای تو مقام است مرا

وله

ملک محبت که داد خواه ندارد — ملک چنین هیچ بادشاه ندارد
گر همه عمر نظر بروی تو باشد — دیده تحیر حسرت نگاه ندارد

وله

منکر زاهد نه ایم و زهد ولیکن — دل سر پروای خانقاه ندارد
بین که چه طوفان آتش است ز عشقش — آئینه دل که تاب آه ندارد

تکیه گه قطب شه چو دگران نیست
حرفی ز لب یار شنیدیم شنیدیم
مردم همه در دهر بیهوده وارند
اعجاز محبت منگر کم درین راه
این بس که تماشای گلستان تو کردیم
هرچند که وحشیست دل آن نیست که گوید
ای قطب شه از درد دل خویش چه گوییم
در ره دوست وفا نیست ضرر دانستم
خوش بجد داشت دلم گر ز تو وفا می آید
تا برخسار جهان سوز تو کارم افتاد
فتنه می بارد ازان چشم تو هم میدانی
قطب شه دوش که در گلشن کوی تو بودم
بدر در خطر حشمت کم شد شوخی و صیادی
دران وادی که آتش می شود گلشن دو آزاد
اگرچه نیست بی بیدل و داد شاهان را
بملک عشق از سد سکندر کس نمی گوید
[illegible] ها که دل از زیر کنار عمر ها دارد
دلی کز دوست ...لان شد پریشان گشت حیرت شد
غم یاری که در دل قطب شه دارد عجب نبود

جز کرم دوست تکیه گاه ندارد

وله

صد شکر که این باده چشیدیم چشیدیم
گر درد سر از باده کشیدیم کشیدیم
بی بال و پر از شوق پریدیم پریدیم
گر میوهٔ وصل تو نچیدیم نچیدیم
از یار ستمگر چو رمیدیم رمیدیم
مشتاق ترا ز خویش ندیدیم ندیدیم

وله

سخن اهل غرض بود خطر دانستم
شکر باری که ترا یار دگر دانستم
روش سوختن آتش تر دانستم
از چه کم مسکینی بشوخ نظر دانستم
ذوق کیفیت مرغان چمن دانستم

وله

که این دام دگر شد بهر لها خط آزادی
هزاران جنت است اینجا چرا دوزی ازین وادی
ازان رنجیده تر باید بعاشق از تو بیدادی
درین ملک هبا رو ندارد وحشت بنیادی
فدای آن خرابی باد معموری آبادی
مسلمانان مبادا هیچکس را دوست فریادی
گر از خاک درش سر بر ندارد بلکه نفس شادی

نقل دیوان محمد قلی قطب شاہ متخلص بمعانی بچہار لوح و ہر لوح با تصویر بخط مولانا زین الدین علی خوشنویس حضور بزبان دکنی

کل ہو تو نور دیدہ بستو نتاب تاب تہا / اس نگہہ نہار و دشت مرآفتاب تہا

تا دیس اس تماشنہ تک سور نور روست / مین رونتہ تہا سوبون کہ او وقت خواب تہا

مجلس انہار پر بجا نہ نشکل ؛ / جیو اس بیان بصورت معنی خراب تہا

سو او نہ پہر ڈونک نیئو جو پیگا نہین سو دہاک / دیوانہ سیتی آگ برہ نہی کباب تہا

ساقی تو آہ گرم معانی کی نہین نس نچ / اس کیا ہی قطبیا رگناہ شراب تہا

ولہ

دلا منگ خدا کن کہ خدا کام دیگا / تمن کے مراداں کی بہری جام دیگا

دو عالم کے دروازے کہلیا ہین عیش کی خاطر / جی کوئی اپنی نام سون دل رام دیگا

جسے دل مین محبت علی و آل علی نہو / اسے خون جگر دار وسنے ناکام دیگا

نکہیا نجم تو زمانے کا تیرا کام خدا سون / ہر ایک سنتی مین تجکون بلند نام دیگا

اپن بخت حقیری تہی کدین دل مین نکر غم / تجے دارو ئے صحت سون شفا جام دیگا

رقیبان کی دکہون سیتی قطب تون نکر غم / خدا سیالے رقیبان کی گلی دام دیگا

ولہ

سب قطبیا میرا نچ ہات ہی پیارا / جس حال سون رکہیگا ہے او خوش حال ہمارا

بلبان آنجہو سون ہوون پک پلک ستیون جہاڑو / جی کو خبر سولیا وے نکہ پہول کا تمہارا

تج عاشقان مین ہوتا جنگ و جدل سو سب دن / ہے شرع احمدی نچ انصاف کر خدارا

نچ خیال کی ہوس تہی ہی جیو مین سو زندہ / او خیال کد بنجا وے ہم ہر نہی تک بہارا

جب تون لکھیا قطب شہ محبت آپ دل
ہے شش جہت مین تجکون حیدر کا تو ادھار

وله

نبی کی دعا تھی برس کا نپنہ پایا
خوشیان کے خبر کے دمامے بجایا

پیا ہون مین حضرت کے ہت آب کوثر
نوشا ہان اوپر مجہ کلس کر بنایا

مہر قطب تارا ہے تاریان مین تجلی
تو مجہ پر فلک رنگ کا چتر چھایا

فلک دور تمنے سو منڈپ اچاکر
جڑت ستاری سون اسپر چڑایا

سورج چند آپی تال ہو کر بجین تب
منڈل ہو فلک تم نمایان بجایا

کرے مشتری رقص مجہ بزم مین نت
برس گانٹھ مین زہرہ گلیان گایا

کلیان عشق کی مجہ مین کھلا کر
پھولان نجم کی ل بوستان تھی گنوایا

مہر گلستان تازہ اس تھی ہوا ہے
مجہ اس باغ میوہ دہرم کھلایا

دندہی دشمنان کو سو یکجا ملا کر
سو اسپند کے پاتران کرنا چایا

خدایا معانی کی امید بر لیا
کہ جیون سانت کی بہونتی جگ سب اکھایا

خدا کی رضا سون برس کا نند آیا
سہس شکر کر تون برس گانٹھ پایا

دعائے اماماں تھی مجہ راج قائم
خدا کی زندگانی کا پانی پلایا

گل مصطفی ستی سہرا گندا کر
مجہ اس گل کا سہرا حمائل بنایا

وله

نیرے ہوشان کی حقے مین تھی لا مجکون دوا
پھیرے دردان کون سدا تہری شفا تھی ہے شفا

کیا غرض تجکون یہ بجنان سون پلا ساقی
غم تجہین عشق خوشی کا ہے صفا ہور جفا

وعظ تیری تو معانی بند ہیا ہے دل یارب
کرو آمین نبی علی تہی اسکی دعا

وله

دیکھو کہ کیون انو ہمنا سنین وفا
یکتل نہین ہوا کہ کری ہم تہی جفا

لکھی سو پایا ہون نہین کچھ یانکا گناہ
جن ظلم کے تو اسکون آہی درد بی دوا

کرنے مین دعوی شعر کی سب اپنی طبع سون اب — وله — بخشیا فصیح شعر معانی کی تین خدا

سجن تجہ نگہ عرق بند بند بہت زور دستا اب — او ماہ جن کو ہی سو عاشقان دستا اب

معانی قطب شہ کسن معنی نکہ رمز نہانی پیو کا — کہی جی ہر مجلس کا سو سچلا حور دستا اب

نکو پلا مجی ساقی پیالہ بہر بہر کر — وله — کہ پی نے ہین ہمین دائم پیا کہ اسکی دست

دلیل پایا ہون تو زلف ستین آب حیات — اچہی جو زندگی کا نہیر تیری زلف مین رست

تیرے خیال کی مرغان ہوئی ہین جگ پنکہی — تمہاری یاد سون تجہی انہی مرغ دل موت بحست

نکو کرو پنکہی تم بال پر سون مغرور ہی — کہ پی پنکہان ستی تم مین ہوا ہون الست

تمہاری یاد بغیر مین ہے بزم سو رنگین — کہ میری بہاگ لکہیا ہے عیش ریز است

سدا تو مدح نبی و علی کہ کہتا ہے — معانی شعر تیرا تو لکہی ہین دست بدست

نگہ تیرا دیکہہ کر ہین آج مست — وله — تیری نگہ کی تین ہوا ہون بت پرست

نگہ عرق مین زور ستی ہے عجب — میری زردی مین رنگ لعل پست

خال ہندو کا بہلا کر سچ کیا ہے بت پرست — وله — سب خیالان اپنے کرتا ہے ہر اخیال الست

ای معانی تون چہپا کر کاہی پیتا ہے شراب — کوتوالان لکہہ ہے باتان تیرین دست بدست

خورشید نکہ اوپر دسی ابرو ہلال عید — اس ابروان کو سجدہ کیا ہے وصال عید

حرم خوشیان سون شیشو سکی سینیان بہر بہر — ساقی پلا پیالہ کہ آیا کمال عید

تج خند کا شکر ہی منجی شیر خرمی ہین — شربت پلا او ہر ستین کہلیا گلال عید

خدا جیو کی جان کون دکہیا یک بار — وله — دکہان عرضہ کر عجم کرون خوار و زار

سمند ناز کا گرد سر ا کرو — کہ انکہیان دیکہتے سو ہوئے قرار

کرے کن دلیل دلا مل سون عشق — دلیلان مین الجہی ہین عالم ہزار

جهلک مین شمشیر تهی تو نڈر ‏— نمک چاک کر هم هوئے اختیار

کرناله تج ناز زلفان تهی جن ‏— وو مجلس تهی کرنا هی سکون بہار

معانی دهاگا نبد ہے زلف سون ‏— اُسی تهی ودی مصطفی وو اتار

وله

صو زبان ست ہیری کا نبنات تهی کے مین باہر ‏— جیو جمجون هوا سرتهی نمار ذاکر

باندیا احرام کر نیر اکرونگا جیون سوج طواف ‏— لعل تگ تجهو تمن کونین هونا اصر

مین کتابان تو علم کیان پڑیا هون بهت ولی ‏— گال خط مشکین جی تا پڑته نه هوتا آخر

وله

سب بل کر مبارکباد دی عید غدیر ‏— اس جو تهی انکی سبهی خوشیان دسین اکم صغیر

مومنان کون شادی هور خوشیان کا آیا هی خبر ‏— تو خوشی کے بحر کون آ ملیا موج کبیر

میزبانی عید کا جگ مین گنا وو عیش سون ‏— سطربان لیا گرو گوا وو رنگ هور لاد عبیر

مدح کیتا کهون کہ انگے مدح کون پایان نہین ‏— گردانو کی نعل کا شہرا کرین شاه و وزیر

کر دعا تون بهیج صلوات ان محمد پر سدا ‏— اس دعا صلوٰة تهی هوگا تجهے فتح کبیر

ہے محمد قطب شہ بارہ امامانکا غلام ‏— مین سو عاجز داس تیرا یا علی منج دستگیر

وله

کهلیان مین کلیان تو مستی ستی جیون نوبهار ‏— مے پلا ساقی هوا هو سرتی مین لیا اختیار

دیدا ور جب یدہ هووے غنیمت وو گهڑی ‏— سب گهڑیان نا بوجهیا ہے وو گهڑی سکون شمار

تیری یادان سون جانی پیتا ہے پیالا مدام ‏— اپنی پیاران ستین توڑو تمہین اسکا خمار

وله

تو جین دکهائے جیو لم خانه خانه کر ‏— عشق تو محبه تمنزن و مستی بهانه کر

ای ضعیا کہ کل جو کیا تازہ ای صنم ‏— او غمزہ تازہ تازہ تیرا عارفانه کر

هاتف ندا کرے کر وا ے زمزم صبوح ‏— مین بے دلم میانه رمز نهانه کر

بیدار ہیم تمن سون هماری کهانی ہے ‏— او چشم ساحرانه تہیر اٹو نه ٹانه کر

پهوسنا نو باد معانی عروس عیش
قلقل کی صوت بجتی ہے مجلس شہانہ کر

سہندے سہند جب بٹ کرے مجہ جان آرام پہ
نابات مصری سقون مین اُسکے جام پہ

ساقی آ باریا جام دیکھے او بھی آب حیات
پیکرا دھونا مین کرون رقاصی جهت بام پہ

نیناکے پانی مین سدا مجہ دل تراسے مین کہ
کوڑیال پتلیاں سوں جہ الیجائے استفہام پہ

تقصا ہے جگ مین لیلی مجنون ہور فرہاد کا
اب عشق سیر جلوہ کرتا ہے تیری پیغام پہ

گالیاں سیتی آو ناز مین مجہ یاد کرتا کر سینا
ابدل کرون قربان اُس دشنام کی انعام پہ

ہم بت پرستی چھوڑ کر زاہد نکہو جو صمد
ہم کام مین نحچہ کیا غرض دنیا لا اب کام پہ

دنیاکا حکمت نا پوچھین ہرگز حکیمان علم سون
گا وو تیرا عشق کا نسون نہ پیاکے نام پہ

شعر معانی آن سند ہے تی ہین جگ مین جسن کے
ہرری صند موتی جہیا آپ دار ایزد نام پہ

ولہ

سور مَن پیالہ مین ساقی شراب پور کر
سو غم دیرسا کون یکدو قدح سوں دور کر

میرے خیال کہیل پہ ہنستے ہین عاقلان سدا
جا تو نیچا تو کہیل کچ کہیل پیاکے سور کر

باد سحر کتنا کرے بیہودہ ای روا دوی
یکدو خبر خوشی کے لیا سو دل و جان سُر کر

صبر مین ہے نپٹ صبر تون نیک جس کہا
ابتون معانی عشق سوں درد و جہاں ظہور کر

ولہ

اندھاری شہر پہ خورشید تابان تک سو رکر
آنجھالاں آہ کے دالے مین منج سینے تنے دور کر

کیا غرض سو نین نا زنشو کہی کام ہے منجکون
غروری ہی کرنے مین کتنا اب حسن کے زر کر

کری ایران زمین پر بادشاہی تج بہت ہے غم
بدن کا نیان ہے سو نامون پیا تون نگہ سر پر

سو اُس نجیر زلفان سون کبتیان کو تو کرتا بند ہے
تسا داغ غلامی دے منجے تجہ مین عنبر کر

تمہارے عکس تے ہے روشن ہوا چاند سنت ملین
وگرنہ زنگ کا کھلکا ہے تج بن خاک سر پر کر

غباری خط سو اُس لکہ پر عجب ہے جو بیجا ہے
سو پری اس ورق ناسک ہے ہیبت جوٹ تہ ہر کر

ہمارے آہ کی شعلیاں تہی پایا ہے شفق لالی
آسماساں دود میری تہی اُپر چھایا ہے منظر کر

خدایا لطف کا باراں بہیج اُس شعلے کے اوپر
کہ جیوں نمرود کی آتش میں ابراہیم سرور کر

رقیباں کہنیاں سُنکر ہماری ہوتے ہیں حیراں
معانی آپنے دل میں علی کا مہر مظہر کر

وله

شیعیاں کا عید پھر کر آئیا ختم غدیر
دو جہاں سب روشنی پایا سو اُس عید کبیر

آیت قرآں نازل جیوں ہوا حضرت کہ تیں
مرتضیٰ ہیں پیش جگ میں جیوں محمد بی نظیر

انبیا ہور اولیا میں حق کیا تمنا بڑا
سچ تمیں داماد پیغمبر ہیں علام الخبیر

مصطفےٰ کے سر پر سہریں دہرن آیا چندا
مرتضیٰ فرماں سوں پھر کر آئیا مہر منیر

دین دنیا دونی میں حضرت تنے قائم ابد
دو جہاں کی حکمتاں میں ہے تُمی ہو روشن ضمیر

کل عالم سب تمن خدمت کوں باندھی ہیں کمر
منج بندی بیچارہ کوں بازو کر ہو دستگیر

ازازل تہی ہے غلام مصطفیٰ قطب شاں
منج غلام کمتریں کوں دست پکڑ دیا امیر

وله

ہمیں میں بے ہنر گر ہوے نظر یار
ہنر داراں میں دسیں گے ہنر دار

نظر تج پر الٰہی کا ہوا ہے
توجہ تہی ہیں شہاں سب تیرے دربار

دنیا کا پھول اُچھا ہے جفا سوں
پتہ میں رکھ خدایا منج اُس آزار

محبت مَی دِسی اُس مُکھ صفا میں
ہمن پیالے میں مَی بھر ساقی گلنار

دیا استاد منج تعلیم کچھ ہور
ہمیں کچ دیکھ کر باندھی ہیں زنار

صراحی کے اوپر پیالا اچھا ہے
کہ اُس چھپی بغیر چھپے ہیں بیکار

درد وجانے حکیم خوب دانا
ہمارا درد کیا بوجھیں گے اغیار

معانی پر نظر اُس یار کا ہے
سدا اُس نہ سوں بیدار دیدار

وله

سو نظر سامنے نہیں ہے یار
نین پانی میں تیرتا دلدار

پلک پرین پلک جیتا موندون — وون بھی نکلی بہرا پہالی مار
قبلہ کا تپنہ نہ کوئی دکہاوے سماج — سنجکون جو نہ ہنر نماز بیک قرار
سامری سحر مین جتا کہ کرون — باطل السحر ہے سجن درکار
دارو کرتے ہزار وضع طبیب — تون دکہا غمزہ ناز سون یکبار
عشق ناگر کہیا ز مین دل کا — سٹون آنجہو کہ ہوی شجر دربار
بارہ میری جہاڑ کون یارب — پہول پہل ہوئے تا سبہی گلزار
ہے معانی گنہ گار بندا — رکہہ محبت نظر سون تج دربار

وله

شکل باغ پانی تہی ہوتا ہے پرور — ہمن شاخ بن پانی ہوتا ہے سرور
سندر ریت کون دیتے ہین تم روا جان — کہ تنجانہ ہمنے ہے ٹوپے ہمن سر
تیری یاد کا بحث تم ستین کرتے — ہمن جلسیت تا سکت وو کرتا ہے عرعر
ہوا ہے ہمن قصہ یک بی ستین بند — جی کوئی بسیم نا جانے ہے خبر تہی کمتر
بلائے منج اوناز مین مست ہو کر — سدا رکہہ یارب دوستی کا شکر
کلا قند دنابات کا کیا کرون گا — سو تک پہولی تہی باندہیا گیا قند نہر
صفا نگہ تہی پیتا ہون می رعنائی — تو دندیان سون لڑتا ہے منج اختر
تیرے مکہ کے پانے پہ ظلمات ہے وہ — نہ دستا کہان ہون اللہ اکبر
تیرے عشق کے نیر تہی مین ہون زندہ — ازل تہی سے ہوا ہے یہ روزی مقدر
معانی کی ثنا خان کونا بات لاگیا — وو میٹھائی رکہتی ہین شہران مین گہر گہر

وله

قرآن کی ہے آیت ستین راجٹ کر — اس نینہ مین ہون دوانا لیجا منج اسکی دربار
تج دیکہہ کر تہلی ہین سب کافر و مسلمان — نا جانون ریت کیا اسکا ہی گرم بازار

شرع محمدی کون لیاؤ و ہمارے بیانے — حاکت کر عمر کی نیداں پٹھا و سفیانکی طومار
آیا ہے وقت مہدی ہادی جگت بیانی — جسکون اچھی نجیبا اُسکون کہلین گیے اہلر
اس ہادین ہے جنکوئی اُسکو نہین کدہین غم — غم تونکہا معانی تجکون خدا ہے غمخوار

ولہ

پیا پگہ تہی چوتا شراب منور — پلا یکدو پیالی ہمن ساقی بھر بھر
چکا نقل ہوٹان کا مستی سون منجکون — خوشی سات غم کون ابھار ونگا از سر
نشیمی بے شرم نورین ہے دہوا نج — ہنٹ کو ردل اُس سون ہووے برابر
تیرے کام مین کام را کہیا ہون مین تو — دیا عشق تنہا باشی کے منجکون چادر
منجی آگ کوئلیان کی کرسی نہ تاثیر — تیرے عشق کی آگ کا ہون سمندر
براہیم کا قصہ بہچیا ہے جگ مین — نکو لیاؤ بہی کوئی کہانی آذر
عشق کے مناری اوپر جیو دل سون — معانی کہی بانگ اللہ ہو اکبر

ولہ

تم ہمن ہین قوس کی باتان ہوئیان تہیان ارسب — رات کیان باتان صبا نین ہین تہپین نش ضمیر
نج تخلص ہے معانی معنی کے گنج سون بھریا — تو محمد شیم تہی پایا دو عالم کا سہیر

ولہ

تہنی سانولی پر کیا ہون نظر — خبر سب گنوا کر ہوا بیخبر
تیرا قد سرو نکلی جب چہند سون — وتن جوت منجکون دسن جیون قمر
یون سیتی ہت راکہی ہے آپ کمر — سورج چند تمن جہکی و وزر کمر
مین اس سعر سون لبدیا ہون کیا عجب — وو جگ روشنی پایا کس نین خبر
تو ورہی ڈراوے منجی دور تہی — وو کیا بو جہی مو دل مین ہے تو نگر
معانی کے باتان تہی جہرتا نمک — جی جاکہی کہے ہے نمک سون شکر

ولہ

نازک نہنی بالی محبت مین سونا جانی ہنوز — لوچن تجل جہکین لی بار نی نہ بہچانے ہنوز

نہ پر شوقن مہرتی نہین شیشے سر بہرتی نہین   پیالی مین مدکرتی نہین عرض نا مانی ہنوز
امیں مجھ تیرا آہے نچ قول کون سیر آہے   معشوق تون میر آہی جانے نہ دل لانی ہنوز
نہین بن کی کہیل مولان نہینا امرا دیگران تی نہین   کہ صافین یو لان نہین آپ سخ نا جانی ہنوز
قطب ان کون جان تون نہ کی بچین من آن تون   دہی عشق گری ان تون کیتا آپس نانی ہنوز

ولہ

سبز نگہ پر دیا ہے سبزہ ہوا مستی خیز   آرزو مد جو وہی منج جیو ہی تہی جیون گلریز
دائرہ نا وحسر یفان پکری ہین دنبال   ہوش سون راکہہ قدم کا تی ہین نچ بتنہ جوبریز
کیون چھپا ہوین ہمین سی پہلان گلزار مینے   کہ صراحی کرے قلقل اس او پر قاضی تیز
دنیا کے پہول ہین تون باس خاکا نہ منشکین   کہ سنبہی پہول کون جو بہرلگی ہین کانٹے دکہہ انگیز
کہان کیخسرو دارا سکندر جمشید   دل پیالی مین بہرین ساقی شراب لبریز
شعر تیرا در و گوہر ہے معانی سب مین   شعر حافظ کہ سر او پر آہے تاج پرویز

ولہ

دیکہا ہون چمنہ کہ میخانہ کا ہو دربار   کرونگا شکر گزارونگا سود گا نہ نماز
بجانئی سو بجہنتر کیا کم آوےگا منج کون   ہمارا دہی بجنتر کہ آوے خم تہی آواز
رہین شو مجھ کرین او کرے برائی کی بات   سوال ناو نئی سنگ کرتا ہون ور در پر نیاز
تمہارے مکہہ کی کعبے کون جن طواف کرے   نہین ہے حاجت اسی جاونی کون تا حجاز
معانی آس نہین کیا بو جہین ای مجوار ان   تمارے بزم مین کرتیا ہے شمع بات مجاز

ولہ

پیا مکہہ نوروز تہی ہے جاودان ہم عید ہم نوروز   سورج آو چل یانہ عیان ہم عید ہم نوروز
مبارک ہین تمہیں مکہہ نور سورج تہی ہوا پیدا   خرا جان لیکہ آئے ہین شہان ہم عید ہم نوروز
شہان آئی ہین زینت دیکہنے تم بزم عشرت کا   شہان کا شاہ دیکہو دولتان ہم عید و ہم نوروز
کیا کسوت زمین نوروز پہون سنو پلیان لا استین   او کسوت طرح دکہہ ہوتی آجان ہم عید ہم نوروز

محمد کی غلامی کا منج خطابی سبز بلندی ہے
خوشیاں آئی محمد دور تھی منج گھر نندا سوں
جشن نت نت عید ہور جشن نوروز کا کیا جی
سہیلیاں دوستاں گاں ور کہ غم کا سب اثر بہا گیا
خدا منج بخت دولت کا ہے سب سہان اوپر
ہیا تیج مدح بولیا نہو ناامید ہور آرزو ستی
تمہاری صف کہنے سے ہوا منج شعر نورانی
تمہارا فیض بخشش کا بہوت ہی عام خاصاں پہ
دعا سوں ختم کر رنگین غزل قطب زباں اتوں
خدایا عید ہور نوروز شادی کی کہے برسان
اپی خیال لیجا ودتو خبر ہے پیا پاس
دن رات اوجالا آچھی اودن تون عاکر
راز نس کا تم ستی کہنا ہوس
بی کچی کلیاں بہری باغاں ستی
بزم تیرا دستا ہے رنگین بہشت
کونلی ڈالی کوں لگے پہل رنگ رنگ
سب بہشتی حور اس باساں جیوں
شاعراں پڑتے معانی شعر لیک
ہوا ہے فرح بخش ہور ساقی سرکش

ولہ
سورج کرنا سوں باندی سایہ بان ہم عید ہم نوروز
بہون کر شکر دائم ہیں سکہاں ہم عید ہم نوروز
سوہی ماہی مراتب یا تراں ہم عید و ہم نوروز
خبر لیا یا خوشیاں کا بو زماں ہم عید ہم نوروز
تو منج دربار کر جیں گجاں ہم عید و ہم نوروز
ربو تشریف گنج لامکاں ہم عید و ہم نوروز
او شعراں کوں پڑیں سب شاعراں ہم عید ہم نوروز
ہمیں جستجو عشق کے لا زماں ہم عید و ہم نوروز
کریں آمین ملک ہور قدسیاں ہم عید ہم نوروز
کروں تا خدمت صاحب زماں ہم عید و ہم نوروز

ولہ
منج تا ہیں طلب زندگی کا تیر آس لیاس
مقبول دعا ہو تیرا غم جا وی کہ سب نہاس

ولہ
تیری بات انکار کا سننا ہوس
رس کی کلیاں باغ تیج چننا ہوس
کیدو باتاں پیالہ سوں کہنا ہوس
اس پہلاں ستی ٹرا گندنا ہوس
روح کوں اس باس سے سنگنا ہوس
شعر حضرت مدح پر پڑنا ہوس

ولہ
سمندنا زیر پاندی ہیں کس پہ ترکش

سو اس لعل کا گرو عنبر ہے جیو کا — وو خوشبوئی سنگ ہوتی عطار بغش
سورج چاند کوں کیوں کروں تج برابر — ہمن نین کا نور ہے توں پرمی وش
معانی رہا ترک کر عیش سوں آچہ — کہ نپٹ پیار ہے تج ہات انچل سبز وش

ظفر شیخ محمد برہان اورنگ آبادی

ظفر تخلص شیخ محمد برہان نام۔ آپ اورنگ آبادی المولد والمنشا ہین۔ سن شعور و تمیز کے بعد آپنے کتب درسیہ متعدد اساتذہ سے پڑہین۔ فارسی عربی مین استعداد کامل حاصل کی۔ اور عروض و قافیہ و علم ادب حضرت آزاد بلگرامی سے اخذ کیا معرکہ سخن سنجی مین ظفر مند و میدان شاعری مین فیروزمند تہا۔ آخر آپنے سنہ [illegible] ہجری مین دنیاے فانی سے بعالم جاودانی رحلت کی۔

من اشعارہ

نبود شکوہ ز صیاد دل آزار مرا — گرد ہد موسم گل رخصت گلزار مرا
ہست گویائی من قدر جواب سائل — پاس تمکین خود م ساختہ کہسار مرا
بید مجنون صفتم سر بزیر زمین تسلیم — خم شدن بہر تواضع نبود بار مرا

وله

وریں عہد پست لفت بسکہ سامان جدائیہا — بغل گیری بود مقراض قطع آشنائیہا

وله

بے ادب بر شاخ گلبن آشیان خویش بست — خندہ می کردند گلہا بر شعور عندلیب

وله

عوض بوسۂ لعلش دل و جان این ہمہ نیست — بدل طلعت او باغ جنان این ہمہ نیست
دل بسودائے سر زلف کسے رفت ز دست — گر نشد سود درین کار زیان این ہمہ نیست
مشتمل یا دل کہ بود زلف صنم تار سے چند — پر حذر باش کہ پیچیدہ بہم مارے چند

نیست امیدم شود با آن پری صحبت برار	وله	من بہوائے بوسہ دارم او زمن دارد کنار
دست او رنگ حنا خیلی بآسانی گرفت		آرزو دارم چنین او در دست من قند نگار
از وطن آواره گشتن هست استقبال مرگ	وله	بر میاور اے شرر بہر خدا محمل ز سنگ
حاجت روائے عالم محتاج کس نگردد	وله	شیشہ تنگ باشد تقلید جام کردن
گل ز خدنگ ناز تو در خون طپیده	وله	نرگس بشوق دیدن چشم تو دیده
نقش قدم ظفر سر راه تو دیده گفت		از دامن که ریخته گلهائے چیده
از عهد شعور می پرستم کردند	وله	دیدند ز اهل هوش ستم کردید
در گلشن اتیا ز رسشل نرگس		چشم شده وا جام بار ستم کردند
بزمم آتش‌نشین رو بان دل پروانه گم کردم	وله	سپیدی داشتم اما در آتش خانه گم کردم
سبا وا ایچکس یارب چو من آواره مجنونے		گر آبادی جدا افتادم ویرانه گم کردم

ظہوری ۔ ملا محمد طاہر

ظہوری تخلص ۔ ملا محمد طاہر نام ۔ نور الدین لقب ہے ۔ ترشیزی المولد ہے ۔ وطن مالوفہ مین سن شعور و تمیز کو پہنچ کے علما و فضلا کی خدمت مین کتب درسیہ سے فارغ ہوکے شعر و شاعری کے طرف راغب ہوا ۔ قدرۃً موزون الطبع تھا ۔ تھوڑی ہی مدت مین کلام موزون کرنے لگا ۔ اور کلام کو تشبیہات و استعارات کے زیور سے ایسا آراستہ کیا کہ کلام کا رتبہ درجہ بلندی کو پہنچا ۔ شعراے معاصرین اُسکے کلام کی داد دینے لگے ۔ اور اُسکی عظمت و بزرگی تسلیم کرنے لگے ۔ اسیطرح متاخرین نے بھی اسکی بزرگی و استادی کو مانا ہے ۔ جہان اسکا نام لیتے ہین عظمت کے ساتھ لیتے ہین چنانچہ میرزا صاحب کہتا ہے ؎

صائب اتنتبع سر و برگ این غزل — این فیض از کلام ظہوری بما رسید

تاریخ بیجاپور کے مولف نے لکہا کہ ظہوری کو فن شاعری مین ملا وحشی یزدی سے تلمذ ہے ظہوری کی طبیعت کیا تہی۔ بحر مواج تہی سخن سنجی کے میدان مین ایسی جولانی کی کہ اقران و امثال سے بڑہ گیا۔ نظم و نثر مین فصیح اللسان و بلیغ البیان ہے۔ اسکی نثر بے نظیر جواہر معانی کا گنجینہ اور نظم لآلی خوش بیانی کا خزینہ ہے۔ بازار سخن نے اسکی رنگین بیانی سے رونق تازہ۔ اور گلشن کلام نے اسکے شگوفہائے معانی سے شادابی بے اندازہ پائی۔ انتہی کلامہ۔

بہارستان کے مولف نے لکہا کہ ظہوری کی گذر اوقات کا مدار کتابت پر تہا۔ باوجود علم و فضل مفلوک الحال تہا زندگی تنگی سے بسر کرتا تہا۔ عالی ہمت بلند حوصلہ تہا۔ مال و دولت کو محض لاشئی جانتا تہا۔ بذریعہ کتابت جو کچہہ دستیاب ہوتا تہا اسی پر قانع و صابر رہتا تہا مشہور ہے کہ تاریخ روضۃ الصفا سو مرتبہ لکہہ کے فروخت کیا تہا۔ انتہی کلامہ۔

مرآت الخیال کے مولف نے لکہا کہ تحصیل علوم کے بعد ظہوری کو سیر و سیاحت کا شوق پیدا ہوا۔ پس وطن مالوف سے برآمد ہو کے عراق عرب و عجم کی خوب سیر کی شعرا و علما کی صحبت مین مستفید ہوا۔ اسی سیر و سیاحت کے سلسلہ مین سیر کرتے ہوئے ۹۸۸ھ ہجری مین وطن مالوفہ سے بلدہ بیجاپور دکن مین پہنچا۔ "تذکرہ ہمیشہ بہار" کے مولف نے لکہا کہ اولاً احمدنگر مین پہنچ کے ملک قمی نزیل احمدنگر کے پاس فروکش ہوا۔ ملک قمی اسوقت بیجاپور سے سفارۃً احمدنگر مین آیا تہا۔ ملک قمی نے ظہوری کے ساتہہ مہمان نوازی مین کوتاہی نہین کی۔ اور ظہوری کی محبت کو دل مین متمکن کیا۔ جب ملک قمی نے احمدنگر سے بیجاپور مین مراجعت کی تب چند روز کے بعد ظہوری بہی بیجاپور مین پہنچا۔ اسوقت ابراہیم عادل شاہ وہان

حکمرانی کرتا تھا۔ حکیم الحکما میرزا محمد یوسف بیجاپوری کے مکان پر فروکش ہوا
حکیم صاحب مہمان دوست و غریب نواز تھے۔ آپکا خوان کرم کشادہ تھا۔ اکثر
غربا آپکے دولتخانہ پر مہمان رہتے تھے۔ آپ مہمانون کی خاطرداری و مدارات
نہایت خندہ پیشانی سے کرتے تھے۔ حکیم صاحب نے ظہوری کے ساتھ حسن سلوک
فرمایا۔ اور مہمان کو عزت و آبرو سے عزیز مکان مین رکھا۔ اور مہمان نوازی کے حق کو
کامل طور سے ادا کیا۔ چند روز کے بعد ظہوری صاحب ترجمہ نے حکیم صاحب کی
مدح مین ایک قصیدہ طویل لکھا۔ اور اشعار مین کنایۃً ممدوح کے نام کے طرف
اشارہ کیا ہے اور اسمین اکثر اصطلاحات علم طب بتقریب حسن طلب درج فرمایا ہے
اور اپنے حالات افلاس کا بھی اظہار کیا ہے۔ شعرائے سخن فہم اسکے ہر ایک شعر کی داد
دیتے ہین۔ جو شخص علم طب کے اصطلاحات سے واقف ہوگا۔ قصیدہ کے مطالعہ
سے محظوظ ہوگا۔ حکیم صاحب نے اسی قصیدہ کے ذریعہ سے ظہوری کو بادشاہ عالیشان
کے دربار مین باریاب کرایا۔ اور اسکو فقر و فاقہ کے شکنجہ سے آزاد فرمایا۔ اب مین قصیدہ
کے چند اشعار بطور نمونہ گزارش کرتا ہون۔ **هو هذا**

خموش چون شوم از غیب می کنند ندا
که لب مبند ز مدح اجلۂ الحکما

مسیح عصر شفا خضر وادی الہام
مسمی خیر خلائق عزیز مصر بقا

زہے کریم نہادی کہ در نی گلگشن
نیافرید خدا نون متصل بابا

چراغ بزم ضمیر تو ثابت و سیار
گیاہ گلشن جود تو سدرہ و طوبی

عجیب نیست کہ زمین نبض گیری تو
باعتدال جہد نبض موجۂ دریا

بعلت یرقان طمع گرفتارم
عجب نباشد اگر زرد باشدم سیما

زمانہ ریختہ شور آب چشم در حلق — چرا اسیر نباشم بقرحۂ احشا
ہمیشہ شدہ افلاس بر جگر دارم — کہ غیر شربت دینار نیست میل دوا
چہ حالتست کہ ہرگز گلوی روزی من — نمیشود ز کمند خناق فاقہ رہا
ندیدہ در تپ ہجران یار بستہ دہن — کسے ز شربت عناب لبش نکردہ شفا
دہد بجائے سقنقور بخت بد کافور — چسان بحجلۂ دل آورد عروس جا
چرا ہمیشہ نباشد دہان عیشم تلخ — کہ مستحیل شود غم بمرۂ صفرا
نیافت مادہ احتیاج ہنوز — تمام عمر تلف شد بہ پختن سودا
کجاست مسہل سقمونیای بود کہ شد — ز بلغم لزج خلط ممتلی اعضا

کل قصیدہ ابتدا سے انتہا تک اصطلاحات طب پر شامل ہے۔ قصیدہ کے اشعار ستر اسی ہین۔ ابراہیم عادل شاہ ظہوری کی ملاقات سے بہت خوش ہوا۔ خلعت و منصب سے سرفراز فرمایا۔ خود عادل شاہ سخن فہم و علم دوست تہا شعرا و علما کی بہت ہی قدر کرتا تہا۔ چنانچہ میر سنجر معمائی کاشی ابراہیم عادل شاہ کی مدح مین کہتا ہے ؎

دو شاہ شاعر پرور بلند نام شدند — بتخت والی غزنین دوم خدیو دکن
رسد بعہد تو شاعر بپایہ ملکی — زہے نوازش شاہ و زہے ظہور سخن

اس شعر مین ملا ملک قمی و ملا ظہوری کے طرف اشارہ ہے۔ ظہوری کی لیاقت و مہارت دیکہہ کے نہایت ہی خوش ہوتا تہا۔ اور ناز کرتا تہا کہ میرے دربار مین ایک ایسا فرد فرید آیا کہ کہین رؤسا ہند کے دربار مین اسکا نظیر نہوگا۔ اکثر ظہوری کو اپنی صحبت مصاحبت مین رکہتا تہا۔ باہم ملک و ظہوری مین ایسا اتفاق و اتحاد تہا۔ جیسے باہم اعزہ و اقارب قریبہ مین ہوتا ہے۔ اس قرب و اتحاد کو حاسدین دیکہہ کے رشک و حسد کرتے تہے اور کہتے تہے کہ

ظہوری عادل شاہ پر فریفتہ ہے۔ اور عادل شاہ بہی اسپر شیفتہ ہے واقع مین ظہوری
بادشاہ کی قدردانی و جوہر شناسی دیکہہ کے بادشاہ پر قربان ہوتا تہا۔ ستائش نامے
و قصائد مدحیہ لکہہ کے پیش کرتا تہا۔ عادل شاہ صلات و عطیات سے سرفراز فرماتا تہا
حاسدین رشک و حسرت سے جلتے تہے۔ پس ظہوری نے تہوڑی ہی زمانہ مین عادل کے خوان
احسان سے بیشمار مال و زر جمع کرلیا۔ دنیوی مراتب و مناصب سے سربلند ہوا۔ ملک قمی نے
جو دربار عادلشاہی مین معزز شعرا سے تہا۔ ظہوری کی لیاقت و استعداد و ترقی خداداد
دیکہہ کے محبت و اتحاد کی بنا باہم قائم کی اور اپنی دختر نیک اختر سے مولانا ظہوری کی شادی
کردی۔ مولانا کو دامادی کی عزت سے معزز کیا۔ پہر خسر و داماد مین باہم ایسا اتفاق ہوا
کہ دونون باہم تالیف و تصنیف مین شریک ہتے تہے۔ اور صلات و انعامات کو بالمناصفہ
تقسیم کرتے تہے۔ چنانچہ ظہوری خوان خلیل کے دیباچہ مین لکہتا ہے کہ (قبل ازین در
پیرائش گلزار ابراہیم و اکنون در گستران خوان خلیل سہیم عدیل ملک الکلام ست الخ)
بہارستان کے مولف نے لکہا کہ ظہوری نے ابراہیم عادلشاہ کے نام پر خوان خلیل
و گلزار ابراہیم و کتاب نورس مولفۂ عادل شاہ کا خطبہ لکہا۔ عبارت نثر و نظم کو
تلازم تشبیہات و استعارات بل مبالغہ و اغراقات کے ساتہہ ایسا آراستہ کیا
کہ شعرائے نازک خیال اسکی بی نظیری و عدیم المثالی کو مانتے ہین اسکا ہر ایک فقرہ
مسجع و مقفی ہے۔ جامع معنی تازہ و شگفتہ ہے۔ یہہ نثر بہ سہ نثر ظہوری مشہور ہے
دکن و ہند مین منتہی طلبہ کے درس مین دائر و سائر ہے۔ اور ظہوری کا ساقی نامہ جو
برہان نظام شاہ بحری کے نام سے لکہا ہے مرغوب طبع سخن سنجان نازک خیال ہے
ساقی نامہ مین سخنوری کی خوب داد دی ہے چنانکہ تمام ارباب سخن کا اتفاق ہے

کہ ظہوری کا ساقی نامہ تمام شعرا کے ساقی ناموں پر فائق ہے کیسا ساقی نامہ اسکا مقابل نہین ہوسکتا ہے بخشی الملک ہمت خان ولد اسلام خان بدخشی عالمگیری نے تقریباً اساتذہ کے ایک سو بیس ساقی نامے جمع کیے کیسا ساقی نامہ اُسکے ساقی نامہ کا ہمسنگ و مقابل نہین ہوا۔ انتہی کلامہ۔ کلمات الشعرا کے مولف سرخوش نے بخشی الملک کی نقادی بہ نسبت ساقی نامہ از روئے فخر اپنے طرف منسوب کی۔ کہتا ہے کہ مین نے ایکسو بیس اساتذہ کے ساقی نامے جمع کیے لیکن کسی استاد کا ساقی نامہ ظہوری کے کلام کا مقابل و ہمسنگ نہین ہوا الا فقیر سرخوش کا ساقی نامہ جو بنام عالمگیر بادشاہ ہے دوش بدوش و پہلو بہ پہلو ہے انتہی کلامہ۔ واقع مین اگر انصافاً دیکھا جائے تو ظہوری کا ساقی نامہ چیزے دیگرست و سرخوش کا ساقی نامہ چیزے دیگر۔ دونون مین فرق اتنا ہے جیسے آسمان و زمین ہے جو شعر و سخن سے دلچسپی رکھتے ہین وہ خوب اس فرق کو سمجھتے ہین۔ اور تمیز کر سکتے ہین۔ واللہ اعلم بالصواب ذیل مین بطور نمونہ ہر ایک کے ساقی نامہ سے چند چند اشعار گزارش کرتا ہون تاکہ ناظرین مطالعہ سے تمیز کر لین گے۔

اور سرخوش و غیرہ تذکرہ نویسون نے لکھا کہ جب ظہوری کا ساقی نامہ برہان نظام شاہ والی احمد نگر کی خدمت مین پیش ہوا تب برہان شاہ نظام الملک نے باوجود ناآشنائی سخن سنانہ ہا نی نقادی زر و جنس سے لدے ہوئے صلہ و جائزہ بھیجا۔ جسوقت یہہ صلہ پہنچا اُسوقت قہوہ خانہ یا حمام مین بیٹھا ہوا تہا اور قلیان کشی و قہوہ نوشی مین مشغول تہا۔ ہرکارون نے صلہ مذکور پیش کرکے قبض الوصول طلب کیا۔ فوراً پرچہ کاغذ پہ مستغنیانہ لکھ دیا کہ تسلیم کردند تسلیم کردم۔ بعضے تذکرہ نویسون نے لکھا کہ کل صلہ کی نقدی حمام چی اور حمام کے خادمین کو تقسیم کر دی۔ عرفاً کل کا تقسیم کرنا نادر معلوم ہوتا ہے

واقع مین اسمین سے کسیقدر معتدبہ رقم دیا ہوگا۔ تذکرہ نویسون کا قول مبالغہ سے خالی نہین ہے۔ والعلم بحقیقۃ الحال عند اللہ۔

ابراہیم عادلشاہ کی توجہ وقدردانی سے ظہوری نے ہند و دکن مین خوب شہرت پائی۔ اسکی نظم ونثر کے چرچے شعرا کے مشاعرون مین ہونے لگے۔ جب ۹۹۹ھ ہجری مین اکبر بادشاہ نے ابو الفیض فیضی کو دکن کی سفارت پر مقرر کیا۔ فیضی حسب الحکم دکن مین آیا۔ سفارت کا کام نہایت خوبی کے ساتھ انجام دیا۔ اور بادشاہ کی خدمت مین ایک عرضداشت بھیجی اسمین ملک دکن کی کامل رپورٹ لکھی اور اسی عرضداشت مین لکھا کہ احمدنگر مین دو شاعر خاکی نہاد وصافی مشرب ہین۔ شعر وسخن مین رتبہ بلند رکھتے ہین۔ ایک ملک قمی ہے جو لوگون سے کم آمیزش رکھتا ہے تنہائی کو پسند کرتا ہے دوسرا ملا ظہوری رنگین کلام خوش اخلاق نام ہے ہر ایک آستان بوسی کا مشتاق ہے اور عرضداشت مین یہہ نقل بھی لکھی کہ ملا ظہوری نے مجھہ سے نقل کی کہ ایک روز شرفائے مکہ معظمہ باغ مین مجتمع تھے اور افراد بنی آدم بھی حوض پر بیٹھے ہوئے ہم صحبت تھے اور باہم مکالمہ کا دور چل رہا تھا سلسلۂ کلام مین ایک بزرگ ماوراء النہری نے کہا کہ فردا یعنی بروز قیامت اسی طرح حوض کوثر کے چارون کونون پر خلفائے اربعہ بیٹھکے مومنین کو آب کوثر پلائینگے۔ اسوقت ایک شیعہ جسکا نام محمود صبلغ نیشاپوری تھا کھڑا ہوا کہا اے نامعقول کیا بکتا ہے حوض کوثر مدور ہے اسکے ساقی علی مرتضی ہین۔ یہہ فقرہ کہکے فرار ہو گیا۔ انتہی کلامہ

مولانا آزاد بلگرامی فرماتے ہین کہ بتقریب حوض کوثر جو احادیث مین وارد ہوا ہے گزارش کیا جاتا ہے حوض کوثر مربع ہے چنانچہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالی نے کتاب بدور السافرہ مین لکھا ہے کہ اخرج احمد والبزار عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا علی الحوض انظر من یرد علی والحوض مسیرۃ شہر وزوایاہ علی السویۃ یعنی عرضہ مثل طولہ الخ انتہی کلامہ۔ تاریخ بیجاپور سے معلوم ہوا کہ ملک قمی ملا ظہوری کے خسر تھے

احمد نگر فیضی کے ملنے کے لئے آئے تھے۔ فیضی کے قیام تک احمد نگر مین سکونت پذیر رہے اکثر اوقات فیضی سے ملتے تھے باہم مکالمہ ومشاعرہ کا خوب دور چلتا تھا۔ فیضی کو دونون کی ملاقات سے لطف ومزہ حاصل ہوتا تھا۔ دونون فیضی کے ہم خیال وہم مشرب تھے۔ دونون نے اپنے دیوان فیضی کو ہدیۃً دئے۔ فیضی نے نہایت خوشی سے دونون کے تحائف نادرہ کو حسن قبول سے لیا۔ دونون کا شکریہ ادا کیا اور مطالعہ کی کتب مین رکھا۔

خزانہ عامرہ مین آزاد بلگرامی نے لکھا کہ ظہوری وعرفی کے درمیان [illegible] کا سلسلہ جاری تھا۔ ایک دفعہ ظہوری نے ایک شال کشمیری عرفی کے لئے تحفہ مین بھیجی۔ شال معمولی درجہ کی تھی ہدیہ کے لائق نہ تھی۔ عرفی نے شال کی ہجو مین یہہ ایک رباعی لکھی۔

این شال کہ وصفش نہ حد تقریر است — آیات رعونت مر اتفسیر است
ناموش نہ کنی قماش کشمیر کزو — صد رخنہ بکار مردم کشمیر است

مشہور ہے کہ ظہوری ملک قمی نظیری نیشاپوری کو مانتے تھے اور اسکی لیاقت وشاعری کی داد دیتے تھے۔ اسیطرح نظیری بھی دونون کو عظمت کی نظر سے دیکھتا تھا۔ باہم دوستانہ تھا۔ خط وکتابت کا دروازہ باہم کشادہ رکھتے تھے۔ سنہ [illegible] ہجری مین ظہوری ملک قمی نے اپنے دیوان نظیری کے پاس تحفہ بھیجے تھے۔ نظیری نے ان کے بعض انتخابی غزلیات پہ غزلین لکھین۔ ہذہ ماخوذۃ من تذکرہ تمناے اورنگ آبادی۔

مرات الخیال کے مولف نے لکھا کہ ایکروز شیخ ناصر علی سرہندی کی مجلس مین شعراے سلف کا تذکرہ ہورہا تھا۔ شیخ نے کہا کہ تمام روے زمین مین ظہوری سے بہتر کوئی شخص پیدا نہین ہوا حاضرین مجلس سے ایک شخص نے کہا آپ کیا فرماتے ہین؟ متقدمین سے ایک شیخ نظامی ایسا فرد ہے کہ اسکا کلام ظہوری کی سمجھ مین نہ آیا ہوگا۔ ناصر علی گرم ہوا۔ اور کہا کہ ظہوری نے

شیخ کے کلام کو لائق سنجانا ہوگا۔ مشہور ہے کہ ظہوری نے ایک وقت شیخ فیضی کی خدمت مین ایک رقعہ لکہا تہا۔ اور اس رقعہ مین ایک غزل بہی لکہی تہی۔ فیضی نے جواب نہین بہیجا۔ فقیر مولف کو رقعہ دستیاب نہین ہوا مگر غزل دیوان مین ملی

ھو ھذا

از دم تیغ نگہ تن بطپیدن دہیم　　سرمۂ حیرت کشیم دیدہ بدیدن دہیم
از روش جلوۂ آہ برآہ افگنیم　　در خلش غمزۂ خون بچکیدن دہیم
بند نقاب کشیم تیغ و ترنج آوریم　　یوسف و یعقوب را کف ببریدن دہیم
گوشۂ داماں آہ ماند تہ کوہ ضعف　　اشک سبک گام را پائے دویدن دہیم
گرچہ ندارد کمند کنگر ایوان وصل　　نالۂ شبگیر را تار رسیدن دہیم
بہر تماشائے حسن بر رہ شاہین عشق　　فاختۂ عقل را بال پریدن دہیم
از خس و خار رہی چیست گلستان کنیم　　برگ گل و لالہ را نوک خلیدن دہیم
توبۂ پرہیز را کردہ شکستن درست　　محضر ناموس را زیب دریدن دہیم
آمدہ نزدیک لب حرف کسی دور نیست　　گر بن ہر موی را گوش شنیدن دہیم
محمل دل در حرم پائے بداماں کشید　　بختی امید را سر بچریدن دہیم
بخت ظہوری بسعی دامن دولت گرفت　　بازوئے اقبال را زور کشیدن دہیم

جب فیضی کی تفسیر سواطع الالہام یعنی تفسیر غیر منقوطہ سنہ ۱۰۰۳ ہجری مین تمام ہوئی تب شعرا و علما نے تاریخین اور تقریظین لکہین ملا حیدر کاشانی نے پوری قل ہو اللہ سے تاریخ نکالی یعنی سورۂ مذکورہ کے حرفون کے عدد شمار کیے جائین تو (۱۰۰۲) عدد ہوتے ہین۔ ظہوری و ملک قمی نے بہی قصیدے اور رباعیات لکہین۔ رباعیان

مندرجہ ذیل ہیں ؎

دانائے ازین دفتر کل دریا شد | پیداست نقاطش زہنجا پیدا شد
شد وقت حصاد دانہا خرمن گشت | شد سیر تمام قطرہا دریا شد

ولہ
از چین سخن گران سخن نتوان ساخت | بوی بوزید صفحہ مشک افشان ساخت
صیاد خیال از پئے آہوئے قلم | ہر نافہ کہ چید در بغل پنہان ساخت

ولہ
این نسخہ کہ شاگرد نا استادان را | رو ساخت شاگردی استادان را
ہر نقطہ زنار خط بفگند کشد | در بند رواں داشت آزادان را

ولہ
اے بخت بیا یاری این بیکس کن | تا پیش رود ہم موانع رہ پس کن
ہر نقطہ کہ کردند ازین نسخہ برون | شد مہر لب سخن ظہوری بس کن

ولہ
این خردہ چہ خردہا کہ نایاب شدند | ذرات درین شعشعہ سیماب شدند
از پردۂ لفظ حسن معنی بدمید | خورشید برآمد اختران آب شدند

ولہ
فیض ازل از چہرہ برافگند نقاب | از لوح خرد سترد آثار حجاب
سر زد خورشید معنی از مشرق لفظ | نیلوفر نقطہ سر فرو برد بہ آب

ظہوری کی وفات

بمصداق کل من علیہا فان۔ ظہوری بعارضہ بخار بیمار ہوا۔ معالجہ کیا جاتا تھا لیکن کوئی دوا موثر نہیں ہوتی تھی مرض روز بروز بڑھتا گیا۔ آخر سنہ ۱۰۲۵ ہجری میں اس دار فانی سے بملک بقا روانہ ہوا۔ بیجاپور کے مقبرہ میں دفن کیا گیا۔

اب میں ظہوری کے دیوان سے اشعار مندرجہ ذیل گذارش کرتا ہوں۔ اشعار

ہر دم ہوس نہد سخن در زبان ما | مہرے بہ بوسہ کاش نہی بر دہان ما

دلبر به بردن دل ما کرد دلیری — جانان قسم نمیخورد الا بجان ما
در بارگاه سوز و گدازیم صف نشین — کرسی برای داغ نهاد استخوان ما
گریهٔ خونش رنگین بساطی چیده در بازار عشق — می چکد یاقوت تر از پنجهٔ مرجان ما
زود بر نخل هوس نی بار می آید نه برگ — لرزهٔ حسرت چنین گر میبد افشان ما

وله

بهار آمد جنون دیگر بصحرا می برد ما را — خموشی باز بر هنگامه بندی شست و غوغا را
نکوشش نیست ممکن عشق از سیماب پیچیدن — شکیبا کی تواند کرد ناصح ناشکیبا را

وله

کرده ام سرمه خاک راهش را — دیده ام جو هر نگاهش را
شب از مژگان تر رفتم غبار آستانش را — پشیمانم که کاری یاد دادم پاسبانش را

وله

برنتابد جگر درد کشان درمان را — نه پسندد سر شوریده سر و سامان را
خلق را مژدهٔ آسایش خواب آورده ام — ضعف از آه بزنجیر کشید افغان را

وله

شد طبیب ما محبت منتش بر جان ما — محنت ما راحت ما درد ما درمان ما
رونق بازار ارباب محبت ظاهر است — مشتری جز ما که باشد بر در دکان ما

وله

آباد کرده عشق تو جان خراب را — در خرمن عطش زده برق شراب را
یکسو بدیست آفت یک شهر جان و دل — لطفی است بر مدار ز عارض نقاب را
برهم نمیزنم همه شب دیده که سرشک را — الماس ریزه در ته پهلوست خواب را

وله

هوای صبح بخشد تازگی گلهای خورم را — چه نسبت با گل پژمرده با فیض شبنم را
زهی طالع که گر صد شعله از هر برگ برخیزد — نمیفتد سایه بر کشت ما یک ابر بی نم را

وله

دگر فرش است در عشرت سرا ایم ماهتاب امشب — شبیخون شب میکنم با آفتاب امشب
بدیدن داده ام از هر بن مو دیده دیگر — بحکم دولت بیدار در خواب است خواب امشب

دلها شکار آهوی صیاد گیر نیست — ولہ — آزاد کیست آنکه بصد جان اسیر نیست
خود را بآب گریه دهم یا بباد آه — گر هستیم غبار ضمیر منیر نیست
نیاز موده که روز غرور تا چند است — اگر حریف ضرور است عجز ما اینجا ست

ولہ
هر کو که میبرد دم جان ز تن مروت نیست — غریب زیستنم در وطن مروت نیست
دل غریب وطن کرده شهر یار دکن — بسهو یاد وطن در دکن مروت نیست

ولہ
زد ظهوری دم شاگردی — فیض استادی شاه دکن است

ولہ
شیدائی تو با دیر و حرم کار ندارد — افکند ز کف سبحه و زنار ندارد
جان گرچه بد طرز خرام تو زمین گیر — بنشین که زبان قوت رفتار ندارد

ولہ
آنانکه جز بنکهت کاکل گرفته اند — در بوستان دماغ سنبل گرفته اند

ولہ
دیده حیرت زده شد رخصت دیدن دارد — وقت غوغای جنون گشت شنیدن دارد

ولہ
گفتم برای دیده جان توتیا رسید — تا گفتم این غبار ره از هوا رسید
خورشید را که در بغل ذره دیده است — این آرزو بخاطر من از کجا رسید
انبار حسرت از غم خرمن نهاده ام — خوش آفتی بمزرع مهر و وفا رسید

ولہ
غمها ست دل ز آتش حسرت کباب باد — داد از خمار عشوه ساقی شراب باد
برباد و گنج کشته ظهوری خراب کرد — آبادیش بدولت جان خراب باد
سخت رسید و رام نشد خرمی هنوز — هر دو بهم دوره نبرد بغمها کمی هنوز
ترسم دلت ز مرگ ظهوری شود ملول — در چاره شکن است مسیحا دمی هنوز
خوشا فرقی که افسر یافت از خاک کف پایش — خوشا چشمی که حیران گشت بر رخسار زیبایش
برون می آمد آخر آرزو از تلخ کامیها — ازین چشمی که حسرت دوخت بر لعل شکرخایش

ولہ

درد نداری ز مداوا چه حظ
دم نکشی از ناله عمدا چه حظ
درد نهان گرد هدم فرصتی
گویم ازین ناله رسوا چه حظ

ولہ

سر بنهادیم ببایان چه نزاع
جان سپردیم بجانان چه نزاع
دل ما را سر رسوائی نیست
نیست گر عشوه پنهان چه نزاع

ولہ

دیده ما منبع اشک جگر معدن داغ
مهرے از داغ نهم بر در مخزن داغ
خورده سنبل ز تاب آهم تاب
شد اخگر ز رشک آتشم داغ

ولہ

برداشتی نقاب بدیدن بر آمدم
در گفتن آمدی بشنیدن بر آمدم
از بیخودی بسینه دریدن بسینه کار
شادم به تنگ جامه دریدن بر آمدم

ولہ

شهر پر ناله و فغان دارم
همچنان مهر بر دهان دارم
عشق تشریف زنده پوشی داد
شال را رشک پرنیان دارم

ولہ

زهر تلخ ست کام را نازم
راه دورست گام را نازم
آن همه الفت این همه وحشت
همه رم گشتت و رام را نازم

ولہ

در بهار از لاله داغ دل بهامون میبرم
میبایم عرض جنون عرض مجنون میبرم
هر کجا خیمه نشان پای ابر اسپم شاه
در نثارش گوهر تاج فریدون میبرم

ولہ

آفتابی در نقاب ذره پنهان میکنم
میشوم کم در خود این کار نمایان میکنم
اینقدر بیدادی ور آپرستی حسنت خوب نیست
حق دهد فرصت ظهوری را پشیمان میکنم

ولہ

از تو وقت صبحدم کاکل پریشان ساختن
در صبا مغز جهانی عنبرستان ساختن
کاکلے دارم چگونه طرّه وا ره مپرس
خاطرش جمعست از خاطر پریشان ساختن
نوبهار آمد جنون دارد و کر جان نوی
سال نو گردیده آورده دست قربان نوی

نغمه را گر دست گل هم شوخی و هم پختگی | عندلیب سال خوردی گلستان نوی
انجمن افروزی انجم ظهوری شد کهن | میکنم بر سینه از داغش چراغان نوی

من رباعیاته

بر تابه هجر طپیدن چکنم | سر گرم کرده صبرم آرمیدن چکنم
عیبی است عظیم زندگانی بتو | دارد خجلم امید دیدن چکنم

ولہ

هر حرف که هست داستان من و اوست | نقد دو جهان فلس کان من و اوست
در رشک ز عیش و عشرت یکدیگریم | زین ناز و نیاز که میان من و اوست

از ساقی نامه در بیان دور شراب

بیا ساقی ای بحر من گل بیا | تو گل من خزان دیده بلبل بیا
بگوییم در خنده بستن چرا | تبسم بلب در شکستن چرا
چه گر دیده واقع که چشم سیاه | نگه باز گرداند از نیم راه
چه دنبال ابرو گره کرده | کمان سیه تو زه کرده
بیا ساقی بگذار آن روز را | بده آتش معذرت سوز را
گر از انفعی توبه دل زخم خورد | توان جان بتریاق عفو تو برد
درست است دعوی رندی من | که با کاکلت توبه شد هم شکن
دران توبه امید بهبود نیست | که چون لعل ساقی می آلوده نیست
بیا ساقی ای باز خاطر شکار | که خونی ست چنگ عقاب خمار
ز گلبن چمن گشته طاوس دم | برون آر خون کبوتر ز خم
بده تا درین دامگاه مجاز | ز گنجشک من وا خورد شاهباز

کسی چند باشد چنین تنگدل / سرت گردم ای ساقی سنگدل

اسیر خمارم شرابی کجاست / دلم بر دلم سوخت آبی کجاست

بکش خنجر انتقام از غلاف / سرت گردم ای ساقی سینه صاف

دل تیره ام را صفائی بده / اگر صاف حیف است لائی بده

بیا ای نمک پاش زخم جگر / که بخشم ز اشکم بود شور تر

ببین تلخی عمر شیرین من / بده ساغری بگذر از کین من

برافروز آتش بکانون جام / مگر شهد عیشم پذیرد قوام

بیا ساقیا جان فدا می کنم / تو دشنام ده من دعا میکنم

ز لعل تو تلخی که سر میزند / ره کاروان شکر میزند

بیا ساقی ای دین و ایمان من / فدایت دل و جان من جان من

ازان قرمزی آب خواهم بدست / که زردشت را کرد آتش پرست

بقم ورز زمین جبینم بکار / که نیلی ست از سیلی روزگار

ز پیری ضعیف است بازو و حال / سرت گردم ای ساقی خورد سال

جوانی هوس کرده ام زان عصیر / که گردید بالغ ازو عقل پیر

بدستم ده آن رشک یاقوت را / که سازم جوان عقل فرتوت را

کسی را خدا سخت بیدار داد / که هر صبح چشمی بروبت کشاد

نیازم بمسجد دل داغ داغ / که ندر خرابات شد این چراغ

خراب ار شود کاخ کون و فساد
چه پروا خرابات آباد باد

حرف العین

عبداللہ۔ سلطان عبداللہ قطب شاہ

عبداللہ تخلص۔ سلطان عبداللہ قطب شاہ نام۔ قطب شاہی تاریخ کے مولف نے لکھا کہ آپکی ولادت باسعادت بتاریخ بست و ہشتم ذیقعدہ ۱۰۲۳ھ ہجری مین بروز دوشنبہ حیدرآباد دکن مین واقع ہوی۔ آپکے والد ماجد سلطان محمد قطب شاہ فرزند کے تولد سے بہت خوش ہوے اور اس خوشی مین بیشمار زر و نقد و تشریفات فاخرہ خاص و عام کو تقسیم کیا۔ علما و شعرا و طلبہ کو بہی صلات و خلعتہاے لائقہ سے سرفراز فرمایا۔ شعراے زمان نے ولادت کی تاریخین و قصائد تہنیت مین موزون کرکے پیش کئے۔ ایک شاعر فاضل نے یہہ مصرع کہا۔ ع

موجب فیروزی سلطان محمد قطب شاہ۔ اور دوسرے شاعر نے موزون کیا۔ ؎

بباغ مجد و معالی گل نشاط شگفت ۔۔۔ نہال دولت و دین را برے پدید آمد

اور تیسرے نے کہا۔ ؎

ازین عشرت کہ دوران از سر شد ۔۔۔ طرب را روز بازار دگر شد
بہار آمد بعشرت پاے کوبان ۔۔۔ زباد صبحگاہی جاے روبان
بیفزود آسمان را سور بر سور ۔۔۔ جہان زد سکۂ نور علی نور
صبا بہر مبارکباد برخاست ۔۔۔ گل از جیب چمن شمشاد برخاست
زعطر افشان کہ ہوش از دست میشد ۔۔۔ طرب میجست و عشرت مست می شد

غرض بادشاہ نے شاہزادہ عبداللہ صاحب ترجمہ کی تربیت و حضانت کا عمدہ اہتمام کردیا۔ چونکہ صاحب ترجمہ مدت دراز کے بعد پیدا ہوا تہا منجمین و خلائق نے

حسب رواج و رسم عام بادشاہ کی خدمت مین عرض کیا کہ شاہزادہ کو دس گیارہ برس
کے بعد دیکھنا چاہئے۔ اس سے قبل دیکھنا مناسب نہین۔ بادشاہ نے رواج عام کو
منظور فرمایا۔ اور شاہزادہ صاحب ترجمہ کی تربیت و حفاظت کے لئے مولانا میر قطب الدین
نعمت اللہ جو قرابتداران قریب سے تھے مقرر فرمایا۔ پس شاہزادہ صاحب ترجمہ دس گیارہ
برس پدر بزرگوار کے دیدار سے غائبانہ کے تعلیم و تربیت پاتا رہا۔ مدت معہود و ایام
معہود کے گذرنے کے بعد بادشاہ نے شاہزادے صاحب ترجمہ کے دیدار کا جشن عظیم الشان
منعقد فرمایا۔ اعیان دولت و ارکان سلطنت شریک جلسہ ہوئے۔ شاہزادہ کو دربار مین
لائے۔ بادشاہ فرزند دلبند کے دیدار سے مسرور و شادکام ہوا۔ زر و جواہر شاہزادہ کے
سر پر نثار کیا۔ اور تخت پر بٹھایا۔ تمام ارکان دولت نے تہنیت دیدار کی نذرین پیشکش کین
سادات و طلبہ و صاحبان استحقاق کو زر نقد و تحائف دئے۔ پھر چند مدت کے بعد
سلطان محمد قطب شاہ نے اس دار فانی سے عالم جاودانی رحلت کی۔ یہ واقعہ ۱۰۳۵ھ ہجری مین
واقع ہوا۔ پھر حسب وصیت بادشاہ مغفور سلطان عبد اللہ صاحب ترجمہ تخت نشین کیا گیا
منصور خان حبشی و ملک لماس و ملک یوسف و ملک عنبر و قاسم بیگ کوتوال بلدہ و حسن بیگ
نائب کوتوال وغیرہ ارکان سلطنت نے جلوس کے وقت ایسا انتظام کیا کہ کوئی فتنہ و فساد
کرنے نہین پایا۔ نظام الدین احمد ابن عبد اللہ شیرازی نے اپنی مولفہ تاریخ مین لکھا کہ
سلطان عبد اللہ صاحب ترجمہ ۱۱ برس پنج ماہ و گیارہ دن کی عمر مین تخت نشین ہوا۔
ہونہار و ہوشیار تھا۔ دانشمند و قدر شناس تھا۔ علم و فضل کی صفت سے موصوف تھا
علم دوست و ہنر پرور تھا۔ علما و فضلا و شعرا و حکما کی بہت قدر کرتا تھا۔ اسکے زمانہ مین
عجم و عرب کے علما و ہنرمند بلدہ حیدر آباد مین مجتمع ہو گئے تھے۔ اور علما نے اسی بادشاہ کے

نام سے چند رسائل و کتب مثلاً برہان قاطع لغات فارسی وغیرہ تالیف و تصنیف کئے۔ صلات و انعام سے سرفراز ہوئے۔ یہہ بادشاہ مذہب کا پابند تہا۔ عادل و باذل و سخی و ولی تہا۔ ۴۸ برس سلطنت کے مہمات کا انتظام عمدہ طرح سے کیا۔ مثل جد و پدر عمارات کا شائق تہا اکثر عمارات تعمیر کین اور جد و پدر کی عمارات کی ترمیم بہی کرتا تہا۔ اور جو عمارتین کہ ناتمام تہین اُنکی بہی تکمیل کی مثلاً مکہ مسجد و جامع مسجد و عاشور خانہ بادشاہی وغیرہ۔ باوجود کاروبار سلطنت تذکرہ علم سے دلچسپی رکہتا تہا اور شعر و شاعری کے میدان مین جولانی کرتا تہا۔ فارسی و ریختہ دونون زبان مین کلام موزون کرتا تہا۔ فقیر مولف کو فارسی اشعار دستیاب نہین ہوسے مگر دیوان ریختہ بدست ہوا۔ اُس سے ذیل مین اشعار انتخاب کرکے گذارش کرتا ہون۔ آخر ۴۸ برس سلطنت کرکے بمضمون کل نفس ذائقۃ الموت اس دار فانی سے منزل بقا مین روانہ ہوا۔ امرا و اکابر و علما و فضلا جمع ہوئے تغسیل و تکفین کرکے لنگر فیض اثر مین مدفون کئے۔ یہہ واقعہ بتاریخ سوم محرم سنہ ۱۰۸۳ مین واقع ہوا۔ مدت عمر ۶۰ سال در سنہ ۱۰۳۵ ہجری مین تخت نشین ہوا تہا۔ اولاد صرف تین دختر ایک منسوب بہ نظام الدین احمد دوم منسوب بہ ابو الحسن تاناشاہ جو بعدہ مین تخت نشین ہوا۔ اور تیسری محمد سلطان شاہزادہ عالمگیر کو دی گئی تہی ریختہ اشعار دکنی و بہاشا و فارسی آمیز زبان مین نہایت شیرین و دلنشین ہین مطالعہ سے لطف و مزہ آتا ہے

ھو ھذا

ولا حق کی طرف ہو کہ حق آرام دیگا | سعادت کی تیری بات سر انجام دیگا
اگر تیری نظر اُپر ہے تو سدا صدق | اُسون لا کر اسی یاد کہ دی کام دیگا

نبی صدقے ہے تون نام سے عبداللہ علی کا
کہ جم فتح و ظفر تجکون دہنی نام دیگا

ولہ

جو کچہ راز پڑے منے غیب کے ہین
سو مخفی نہین سینہ ہے آشکارا

ہنی صدقے اسے عبداللہ دم علی کا
ہیرے دم سون ہمدم رہیا ہے سہارا

ولہ

گلشن مین شریعت کی پہل کہلی طریقت کے
پہرل سون حقیقت کے ون وین محمد کا

ولہ

جو میرا ول طلب پیا نہ کیتا
سو جا نچ لب پہ تل ہو خانہ کیتا

تری مکہ شمع کے دیکہہ روشنائی
ہو عاشق آپسین پروانہ کیتا

زرکہہ عشق پہ دنکی آنکہہ ہو اس
سیتا کی طرف نہی رام لیتا

اے یار اگر ہے زندہ دل تون
یون نام کہ جم ہو جام لیتا

معشوق وہی جو جسکی مکہہ تہی
خورشید جمال وام لیتا

عبداللہ علی ولی کے صدقے
معشوق سون خط مدام لیتا

ولہ

جہلک مولود کا ہی جگ مین آیا
جگت سب اس جہلک تہی جگمگایا

عجب مجلس ہے عالی لا ابالی
کہ جنت دیکہہ لاجون سرنو آیا

ولہ

بسنت آیا پہلا یا پہول لالا
سکہی لیا اب صراحی ہور پیالا

چمن میانی پہلیان ہے پہول گگ رنگ
پنٹ نازک انکس تہی ایک آلا

ولہ

پہلایا من میرا ہو ہن پیارا
تو سنپریا من کری کیا من بچارا

حسن جیون تہون ہی لکون کینچ لیتا چہ
نہین چلتا ہے کچ اسہار چارا

نبی کے صدقے عبداللہ عاشق
عشق مین سب مین او ہی تون ہے پیارا

ولہ

تیری نگہ رنگ تہی رنگ پایا ہے لالا
تیرے بالان تہی بکران باس بالا

تیری پیشانی پہ ٹیکا جہمکتا
تماشا ہے اُجالے مین اُجالا

بنی کے صدقے عبد اللہ لاکن
ہوا ہے تجھ سون ملنے بہوت آتا لا

نکلتا ہے چندنی مین جو چاند ہمارا
تو گلتا ہے لاجون تھے چاند ہوتارا

جوانی کون دیکھہ اپنی مغرور ہوئی تون
دوانی جوانیکون کیا ہے پتیا را

وله

ترا صاف مکہ جام جیون جگمگایا
جم اس جام کا ہو کہ مین ذوق پایا

اپنی دم کون دم کہ کہیا جائے جس
نہیری یاد سون جم نکل جی دم آیا

وله

گفتم کہ اے پری تعن ہے فتنہ زمانا
گفتا کہ راست گفتی ای گن بہری سجانا

گفتم کہ درجہان بالیلی ہو آئی ہے تون
گفتا کہ من چو مجنون پائی ہون تج دوانا

گفتم کہ خال زلفت کیا ہے سو بول مجکون
گفتا کہ زلف دامست ہور خال سو ہے دانا

گفتم کہ در ہوایت پہر پہرا ہون ذرہ ہو مین
گفتا کہ در دل تو کی ہون از لتہی خانا

گفتم کہ خانہ تو کان ہے نشان دسے بیچ
گفتا کہ ذرہ پرور سورج ہو مین تون آنا

گفتم کہ در دہانت امریت کا ہے چشمہ
گفتا کہ خضر ہو تون اس چشمی پاس ہانا

گفتم کہ کیست اینجا تیرا پران پیارا
گفتا کہ شاہ عبد اللہ ہے میرا پرانا

وله

یو دلکشا عشرت محل مطبوع اوتارا ہوا
جو تی زمین کی پیٹ پر جیون مشتری تارا ہوا

ہر طاق یان خوش طرح کا رستا دریچا فرح کا
عاجز ہوا اسکی شرح کا حیوان سینسار ہوا

انکہیان سون چندر سور کی دیکھہ آسمانا دور کے
عاشق ہین اسکی نور کی کیا خوب ٹہارا ہوا

دیہین صفا دیوار سو لک نقش ٹہار ٹہار سو
خوش بان یان عطار سو فردوس کا بارا ہوا

ہا ز کہ چنبابی بدل لکہین بہریا ایسا محل
باندیا نہ کوئی آخر اول جمشید یا دارا ہوا

جیون پہول تازا بن منی جیون پتلی لو جن مینے
تیون آج اس لکہن منی یو محل تم سارا ہوا

صدقے بنی کے پا امان اس محل میانی نہٹن
جم عبد اللہ شہ ترکمان ہو گی گمنہارا ہوا

خیر تو ہے جو ادہر پیٹ ہے ادہر ہو بن آج
گرم تیرے حسن کا بازار ایسا ہے جو آج
شاہ عبد اللہ نبی کے صدقے تیرا عشق مین

ولہ
اے پری پیکر تیرا مکہ آفتاب
باد ایسا تا ودکہاتا ہے ہنوز
مین تجے بلقیس کہون تو کیا عجب
قند ہور نبات گلتا ہے اجہون
تج بہشتی حور کون دیکہا ہے جن
شاہ عبد اللہ نبی صدقے تجے

ولہ
گر خدا بینی پہ ہے تیری نظر ای کامیاب
آب ہو دریا سون ملجا تجمین گر ہے اتحاد
راز کیان باتان نبی کے صدقے پوچھیگا اگر

ولہ
مطلع خوبی سو تیرا گال ہے اے ماہتاب
جگمگاتا سورج چوتہے آسمان ابرال کا

ولہ
دل سیہ میری دلمین ہے یہی برسات
دوجا اسید یہی ہے جو تندرستی سون

ولہ
آج زہے بخت جو آئی سعادت کی رات
روپ میرے لال کا آئے نہ تحریر مین
اسکی قد انکی ستم گر فی سرو کون خجل

دیکہ تیرا نور ہوتا سر بسر جیوں طور آفتاب
اس آنگی دستا ہے منج جیون سپہر کا نور آفتاب
یون ہوا مشہور جگمین جیون ہے مشہور آفتاب
دیکہتا ہون نور سینا منج مین تاب
دیکہ تیری زلف کا وو پیچ و تاب
ساج ہے بلقیس کا تجکون خطاب
دی نہ سک تیری میٹھی لب کا جواب
جم حرام اسپر ہے دوزخ کا عذاب
خوب رویان مین کیا ہے انتخاب
توخودی کا دور کر اول توں میانی تہی حجاب
فی الحقیقت توں آسی دریا مین کا ہے حباب
شاہ عبد اللہ کو پوچہ آکہ ہے حاضر جواب
مطلع اس خوبی سون بولیا ہون جیون نین سکو انکا جواب
عین تیرے نور کے سمدور کا ہے جیون حباب
جو نت رفیق ہو تو فیق حق اچھی منج سات
منج اس جہان مین خدا دیوے بشمار حیات
چاند سون میری ملا تہی منج وہی نجات
چاند عطارد اگر ہو وین قلم ہور دوات
باد آڑتا پہرے چمنی چمن پات پات

صدقے نہی کے تیری دلمین رہتا ہے مدام — جیسے ہو شاہ عہد لا خسرو عالی صفات

ولہ

رنگ بہر یا گھر مین آج آیا بسنت — عجب تہی تازا طرب لیا یا بسنت

جیون آبہال بکید سر تہی چہایا آفاق پر — رنگ کا برسات برسایا بسنت

ولہ

دلکون ترے پرتسون لگیا دیکہہ مدام سحت — کرتی ہین تن پہ جیب ہوروں روں تمام سحت

آب حیات نہی ہے زیادا کہ لب تیرا — کرتی ہین منجسون خضر علیہ السلام سحت

ولہ

کام مردان کی نکو جان تو اہی جام عبث — کہ جکوئی مرد ہین کرتے نہین وہ کام عبث

ہوش کا گوش نہین تیز جیسی شتی کون — غیب کے اُسکی لکھین دستی ہین الہام عبث

عاجز عارف الدین خان اورنگ آبادی

عاجز تخلص ۔ عارف الدین خان نام بلخی الاصل اورنگ آبادی الوطن ہے ۔ آپکے والد ماجد عالمگیری عہد مین بلخ سے ہند مین آئے ۔ نواب میر غازی الدین خان فیروز جنگ بہادر اول کے ذریعے سے بادشاہی منصب رہوئے ۔ عارف الدین صاحب ترجمہ کی ولادت ہند مین واقع ہوی ۔ نشو نما بہی ہند کی زمین مین پائی ۔ آپ صغیر السن تہے کہ والد ماجد کا انتقال ہوگیا ۔ صحبت پدری کا سایہ سر سے اُٹھہ گیا ۔ مصیبت کا زمانہ پیش آیا ۔ نواب لشکر خان مخاطب رکن الدولہ نصیر جنگ جو امرائے آصفجاہیہ سے تہے آپکی گذرا وقات کے کفیل ہوے اور آپکو تحصیل علم کی ترغیب دی ۔ آپ مدت دراز تک نواب کے سایۂ عنایت مین تربیت و تعلیم پاتے رہے چنانچہ آپ کہتے ہین ؎

مدتے بودم ہمدم بی زبانی بستہ لب — در سخن آورد لطف سید لشکر خان مرا

آپ جب سن شعور کو پہنچے ۔ تب آپکے دلمین تحصیل علم کی تکمیل کا شوق پیدا ہوا ۔

علما و فضلا کی خدمت مین مستفید ہوتے رہے چند مدت مین فارغ التحصیل ہوئے۔ بعض نے
لکھا کہ بقدر ضرورت لیاقت و استعداد حاصل کر لی۔ لیاقت و استعداد کے
بعد پیشۂ نوکری کو اختیار کیا۔ نواب موصوف کی رفاقت و ملازمت مین مدت تک رہا
اور نواب ہی کی رفاقت مین ہند سے اورنگ آباد دکن مین آیا۔ اور نواب کی سفارش
سے آصفجاہ کی خدمت مین باریاب ہوا۔ آصف جاہ نے منصب و خطاب خانی و جاگیر سے
سرفراز فرمایا۔ بعض نے لکھا کہ نواب ناصر جنگ شہید کے عہد مین خطاب جاگیر سے سرفراز ہوا
جاگیر اگرچہ قلیل تھی لیکن نواب نصیر جنگ بہادر ہمیشہ اعانت و ہمدردی فرماتے تھے۔ اور نواب صاحب
نے رسالہ کی بخشی گری کو جاگیر و منصب کا ضمیمہ کر دیا تھا۔ اور آپکا مزاج قانع تھا۔ جاگیر
و بخشی گری کی آمدنی مین نہایت فراغت و خوشی سے زندگی بسر کرتے تھے قناعت پسند
و صاحب غیرت باہمت و حمیت تھے مدۃ العمر کسی سے ترقی کے خواہان نہین ہوئے تھے
موزون الطبع تھے شعر و شاعری سے طبیعت مناسب تھی بذریعہ فکر رسا و طبع صفا کلام
پسندیدہ موزون کرنے لگے۔ آپکی طبیعت مین جولانی و تیزی قدرتی تھی۔ تھوڑے ہی زمانہ مین
چل نکلے۔ شعرائے معاصرین مین کئی قدم آگے نکل گئے۔ اشعار مین تازہ تازہ مضامین کا رنگ
دکھلانے لگے۔ اور شگفتہ شگفتہ معانی کے گلدستے بنانے لگے۔ رفتہ رفتہ کامل شاعر ہوئے
ہم عصرون مین مشہور ہوئے۔ اسوقت شہر اورنگ آباد شعرا و علما و مشایخ کا مرکز تھا۔ عرب
و عجم کے کملا موجود تھے۔ آپ باوجود لیاقت و استعداد ہر ایک خرمن سے خوشہ و ہر ایک سفرہ
سے توشہ لیتے تھے ہر شمع انجمن سے روشنی اور ہر ایک خوان نعمت سے چاشنی حاصل کرتے تھے
آہستہ آہستہ رتبۂ استادی کو پہنچے۔ ظریف الطبع و پاکیزہ وضع تھے۔ طبیعت مین شوخی و
چالاکی بہت تھی۔ دلیری و چستی بھی جز ذاتی تھی کیا رزم کیا بزم ہر ایک رنگ مین ہمرنگ تھے

بزم مین حریفان ہم مشرب کے ساتھہ وہ گل فشانیان کرتے تھے کہ سب کے دل باغ باغ ہو جاتے تھے - اور میدان رزم مین ایسے کارنمایان دکھلاتے تھے کہ دوست خوش و دشمن داغ داغ ہو جاتے تھے - نواب لشکر خان بہادر آپکی نسبت فرماتے تھے کہ عارف الدین خان اہل قلم کے زمرہ مین بیمثل و اہل علم کے حلقہ مین بے بدل ہے جامع السیف و القلم ہے - یہہ عطاے رحمانی و داد یزدانی ہے ہر ایک کا حصہ نہین انتہی کلامہ - تاریخ گوئی مین وحید عصر و بدیہہ گوئی مین فرید دہر تھے - گل رعنا کے مولف نے لکھا کہ آپ شہر اورنگ آباد مین ایکروز میر افضل خان قاقشال مولف تحفۃ الشعرا کے مکان پر کوتوال پورہ مین رونق افزا ہوئے - اور افضل سے ملے جس کمرے مین آپ جلوہ افروز تھے وہ کمرہ نیا تعمیر ہوا تھا افضل نے شوخی و خوش طبعی سے کہا کہ آپ تاریخ گوئی کے مدعی ہین اس مکان جدید کی تاریخ اسی وقت بداہتہً کہہ دیجئے - آپ مسکرائے اور فرمایا کیا صلہ دوگے - افضل نے کہا جو چاہئے حاضر ہے - تھوڑی دیر فکر کی اور تاریخ کہدی

ے منزل عیش ساز چار محل　　کرد بنیاد چو میرزا افضل
گفت تاریخ بنایش ہاتف　　منزل جاہ و مکان افضل

آپ ریختہ و فارسی دونون زبان مین صاحب دیوان ہین - آپکا کلام دونون زبان مین نہایت شستہ و صاف ہے مضامین دلچسپ سے آراستہ خوبیون اور شوخیون سے بھرا ہے فارسی کلام محاورہ روزمرہ ہے کہین کنایہ و کہین استعارہ ہے - ریختہ اشعار اکثر سنگلاخ زمین مین کہے ہین چنانچہ خود فرماتے ہین -

کہتے ہین سنگلاخ زمینون مین ہم تو شعر　　پانا ہمارے شوخی معنی کو ہے بکٹ

ایہام الفاظ و ذو معنین سے کام لیا ہے - ظرافت تو آپکی طبیعت کا جزو لازم تھی ایک وقت آپ مرض اسہال مین مبتلا ہوئے بیماری سخت تھی معالجہ مفید نہین ہوتا تھا ضعف بڑھتا جاتا تھا

زندگی سے یاس ہو گیا تھا۔ آپنے ایسی حالت مین میرزا معزالدین موسوی خان فتی خوانی کی
خدمت مین کہلا بھیجا کہ آپ میری رحلت کی تاریخ کہدیجئے۔ مین عنقریب مین رحلت کرنے لگا
میرزا صاحب آپکا پیغام سنکر خوب ہنسے اور جواب مین کہلا بھیجا کہ آپ تاریخ گوئی مین
لائق فائق ہین خود ہی تکلیف فرمائے یہان عاجز صاحب ترجمہ میرزا کا جواب سنکے
مسکرائے اور تاریخ کی فکر کرنے لگے۔ اپنے نام و تخلص کے عدد جمع کئے ایک عدد زائد ہوا
فرمایا کاش اگر موت ایک سال کی مہلت دیوے تو یہہ تاریخ ہم نام و ہم تاریخ رحلت ہو جائیگی
حسن اتفاق سے آپ کی دعا مقبول ہوئی۔ دو ایک روز مین آپ صحیح و سالم ہو گئے یہ سال ختم
ہونے کے بعد بہشت برین روانہ ہوئے۔ میر اولاد حسین کائی بلگرامی نے بہی مادہ تاریخ
یہی یعنی آپکے نام و تخلص سے نکالا۔ توارد ہو گیا۔ تاریخ فوت (عارف الدین خان عاجز)
نام و تخلص کے مجموعہ اعداد ہین۔ پہر آپ اسی سال صحت کے بعد دنیا مین رونق افزا
ہوئے تھے۔ آخر سال تک ہین رہے سال تمام ہوتے ہی وعدہ موعود پورا ہوا۔ اسی مقام مین
مدفون ہوئے۔ آپنے اردو مین لال گوہر کا قصہ نظم مین لکھا ہے۔ نہایت ہی عمدہ و مرغوب
ہے اسکی طرز ادا بہی خوب ہے۔ عاشق و معشوق کا قصہ ہے دونون کی سچی محبت و عشق کا
تذکرہ ہے۔ عاجز صاحب ترجمہ نے اس نظم مین خوب ہی حرف ریزی کی ہے۔ مثنوی کے
ہر رگ و ریشہ مین شعلے بہڑک اٹھے ہین مضامین سوز و گداز کے بیان سے دل پہڑکتے ہین
اس مثنوی مین جو بیان ہے بے نظیر ہے۔ اسکا ہر ایک داستان بدر منیر ہے۔ ہم مثنوی کے
چند اشعار بہی بطور نمونہ اشعار کے ساتھہ آخر مین بیان کرینگے۔ آپ بذلہ گوئی و لطیفہ سنجی مین
مشہور تھے۔ گلزار عنا کے مولف لچھمی نراین شفیق اورنگ آبادی نے ایکروز آپسے کہا کہ آپ
مضامین فارسی ہندی مین سنگلاخ مین لکھتے ہین۔ اور مشکل مشکل خیالات ظاہر فرماتے ہین

اور تخلص عاجز کرنے میں بلحاظ مضامین آپکا تخلص بجائے عاجز غالب ہونا چاہئے۔ کیا وجہ ہے کہ آپ عاجز اختیار کرتے ہیں آپنے فرمایا خاکساری کی ظلمت میں غلبہ کا آبحیات موجود ہے۔ اور صائب کا شعر پڑھا ؎

افتادگی ز خاک بر آورد دانہ را   گردن کشی بخاک نشاندنشانہ را

تاریخ گوئی میں مشہور تھے۔ شاہ شریف نے جب اورنگ آباد میں مسجد بنا کی آپنے یہہ مصرع تاریخی موزون کیا (این مسجد شریف حریم جہان نما)

نواب ناصر جنگ شہید آپکی بہت خاطر و مدارات کرتے تھے۔ وقتاً فوقتاً حسن سلوک سے سرفراز فرماتے تھے۔ آپنے نواب کے احسان کا شکریہ ایک ہی بیت میں ادا کیا ھو ھذہ

لطف ناصر جنگ واکرد از زبانِ ما گرہ   ورنہ عاجز بود از قفل لب فغانِ ما

گلزار عنا کے مولف نے لکھا کہ عاجز مردی پاک دہن ردیدہ تہا۔ مشاعرہ میں شعر کو آواز بلند پڑہتا تہا۔ اہل مشاعرہ اشعار عاجز کو سنکے اسقدر واہ واہ کہتے تھے کہ مکان کے درودیوار سے صدا گونجتی تہی۔ عاجز بعض وقت اپنے اشعار آبدار پر ناز و فخر کا اظہار کرتا تہا چنانچہ کہتا ہے ؎

پس از ناصر علی عاجز گہر ریز آمد   نکوئی گر بود زین بحر نیکوتر شود پیدا

اب میں آپکے نتایج طبع کو ناظرین کے ملاحظہ کے لئے گزارش کرتا ہوں۔

من اشعار الفارسی

نشاندم بہ تخت حرف نگین شاہ مطلع را
سہ مرما حجاب چشم باشد پردہ اے ساقی
دل ز شوق آتش سودی ز نقش بسکہ سوخت

ولہ

ز بسم اللہ نہادم بر سرش تاج مرصع را
فلکون گیسو زروئے خویش چون خورشید برقع را
بینرند بوئے نسیم دود عنبر آمدہ ما

بسکه در هم گشت از گرد کدورت جان ما ‌ ‌ ‌ خاک میریزد بجای اشک از مژگان ما
شب ندانم پای گلگون که در خاطر گذشت ‌ ‌ ‌ شد ز خون دل حنائی پنجهٔ مژگان ما

وله
بوصف کاکل پرتاب او امشب رقم کردم ‌ ‌ ‌ در آ در دم سحر طبع در زنجیر یاران را

وله
ز دو تغافل های نازش تا بگلشن سنگها ‌ ‌ ‌ ریخت چون خون بر زمین از شیشهٔ گل رنگها

وله
تا نویسم نامه از خود رفته ام در حسرتت ‌ ‌ ‌ می برد قاصد بجای نامه ام هوش مرا

وله
غلط باشد که بعد از نیک نیکوتر شود پیدا ‌ ‌ ‌ چو گردد اخگری خاموش خاکستر شود پیدا
عروج قدر دانا باشد اظهار هنر کردن ‌ ‌ ‌ فزاید قیمت شمشیر چون جوهر شود پیدا
پس از ناصر علی عاجز گهر ریز سخن آمد ‌ ‌ ‌ نکوئی گر رود زین بحر نیکوتر شود پیدا

وله
دیده ام تا خط پشت لب خندان ترا ‌ ‌ ‌ سیه بود در رهن فاحش غلط خون ترا
چشم امید ز آغوش تو دارم که کنم ‌ ‌ ‌ تکمه از مردمک دیده گریبان ترا

وله
نی بشهر آرام حاصل شد نه در صحرا مرا ‌ ‌ ‌ تا کجا خواهد فکند این رعشهٔ سودا مرا

وله
شبی در خواب آمد کاکل مشکین پرتابش ‌ ‌ ‌ سحر دیدم ببالین موج سنبل عطر عنبر را

وله
نسیم صبحدم تا واکند بند نقابش را ‌ ‌ ‌ شود در رنگ گلستان موج شبنم آفتابش را
بصحرائی که آن گلگون قبا گردد شکار افکن ‌ ‌ ‌ ز خون صید بحر لاله سازد سر ابش را
شود چون شمع بزم خانه زین قدر بی تابش ‌ ‌ ‌ کند از خون دل پروانه رنگین رکابش را
غبار سرمه بر دار از غبار وحشت آهو ‌ ‌ ‌ چو بیند سایهٔ مژگان چشم نیم خوابش را
بتعریف سیه چشمان رقم کرد آنچنان عاجز ‌ ‌ ‌ که میل سرمه پندارند هر سطر کتابش را

وله
چو خیال باده شوق او گذری کند بباغ ما ‌ ‌ ‌ ز نسیم نشئهٔ بیخودی خللی رسد بدماغ ما
به بهار گلشن اینچنین ز جفای باد خزان غم ‌ ‌ ‌ نه دمید سبزه بکشت ما نه شگفته غنچه بباغ ما

نه نشانی سرو نه قمری نه گلی نه غنچه بلبلی   چو روم عاجز ازین چمن که ز بلبلی سراغ ما

وله

فگن ز روی خود ای مه‌جبین نقاب در آب   که تا کنم به تماشای ماهتاب در آب
نگاه نرگس مست تو تا دهد در بحر   شده است دیدهٔ ماهی خم شراب در آب
عرق فشان گذر ای شوخ از سر دریا   که تا حباب شود کاسهٔ گلاب در آب
سخن مپرس ز عاجز بوقت جوش سرشک   که هیچکس ندهد حرف را جواب در آب

وله

تا نهان در نظرم کاکل جانان شده است   مژه از خون جگر شانهٔ مرجان شده است
داده ام جان به بیابان ز غم جوش چشمی   خفته است زیر سرم ز چشم غزالان شده است
نگه گرم که زد در دل گلشن آتش   که ز نرگس همه جوش چراغان شده است
وصف یاقوت لبش تا که نمودم تحریر   نقش مسطر چو رگ لعل بدخشان شده است
عاجز از جبههٔ تر ریخت بدو رخ آبی   عرق خجلت او کوثر عصیان شده است

وله

رنگ برق ارنی خون ز لب موسی ریخت   لن ترانی بدلش شعلهٔ پابوسی ریخت
شب ندانم ز فلک سرمه نگاهی که فشاند   پر نو ماه بکاشانهٔ من طوسی ریخت
شد حنای کف پایش ز نزاکت در باغ   رنگ گل در قدمش بسکه بپابوسی ریخت

وله

تا جنون رهبر ما شد رفتن صحرا عبث   دیدن بازار آهوی سر و سودا عبث

وله

سازم چو وصف کاکل او بر کنار موج   عنبر شود کف دهن آبشار موج

وله

آنکه رخسار ترا مانند بستان کرد طرح   در دل ما آه چون خار مغیلان کرد طرح
سازد چو رنگ عارض خود از شراب سرخ   گردد ز سوز سینه دلم چون کباب سرخ
از گرمی نگاه بت شعله‌خوی من   گردد همی دو آتشه چون آفتاب سرخ
بیاد قد تو چون از دل آه برخیزد   چو سرو سوخته دود از نگاه برخیزد

وله
شب که در خوابم خیال کاکل و سایه کرد
چون کشاده دیده بر بستر زد با خوابیده بود

در صف محشر چو خواهم گشت بیدار از غمت
شور خواهد شد که یا رب این کجا خوابیده بود

وله
بقتلم چون خرامان آن بت بی باک می آید
اجل در سایهٔ تیغش گریبان چاک می آید

بهر محفل که بیانم حدیث نرگس مستش
برون از گوش میخواران نهال تاک می آید

وله
نظاره چون بروی تو گلپوش میشود
چشمم بصد نیاز هم آغوش میشود

وله
تا حریر خنده اش از نگهت گل بافتند
طیلسان گریه ام از آه بلبل بافتند

جز حدیث کاکل حرفی ندارم بر زبان
پردهٔ تقدیرم از رگهای سنبل بافتند

از برای جان نثار نرگس مستش کفن
عاجزانه تار خیال نشئهٔ مل بافتند

وله
خوش عاشقی که یکدم بر روی جانستانی
در وقت جان سپردن چشمی کشاده باشد

هیهات آن زمانی کز چشم خونفشانی
دلدار رفته باشد عاجز ستاده باشد

وله
چو اشک شرح نوشتم پر آب شد کاغذ
ز بس چکیده برنگ سحاب شد کاغذ

حدیث آه جگر خواستم که بنویسم
چو سیخ شرح قلم شد کباب شد کاغذ

ز وصف حسن آن مه روشنی تحریر میکردم
تجلی ریز شد نوک قلم مهتاب شد کاغذ

وله
نیست حاجت که نهم پای بدام زنجیر
میکنم گردن خود بند بنام زنجیر

ساقیا از آستین مشت ید بیضا برآر
دختر رز را بهرم از حجلهٔ مینا برآر

وله
سوی آن گلرو چو چشمم سطر اشکی خامه ریز
قطرهٔ خون دلم را چون نقط در نامه ریز

وله
ابدال از نیرنگی افلاک قندیلی بترس
از کبود پهای این خمخانهٔ نیلی بترس

وله
دنیا که حاصلش همه خون نوشی است بس
افسانه اش تمام فراموشی است بس

شوخی که چکد سرمه ز مژگان سیاهش
آهو جهد از سایهٔ دامان نگاهش

من و شوخی که بهر قصد پری گرد جولانش
رم آهو بکف پیچیده میگیرم بدامانش

ولی دارم سراپا ذره ذره عجز سنگاری
که غیر از سوختن دیگر نباشد هیچ درمانش

وله

خودرا میفگن ای دل دانا به بند حرص
مشکل بود گسستن تار کمند حرص

و

منم که برق برد از دلم طپیدن قرض
سحاب میکند از اشک من چکیدن قرض

وله

در حساب روزگارم بسکه سرتا پا سقط
می شمارم عمر را هر روز میسازم غلط

وله

نمود تا نگهش دفتر تغافل حفظ
نموده ایم کتاب غم تجمل حفظ

وله

رسیده نامه پریشان خیال از زلفش
برای بیت نمودیم نام سنبل حفظ

وله

طپید بسینه دل از استماع نام وداع
بدیده چرخ زند آب از پیام وداع

وله

دارم بسینه اسیر ابر داغ
یک لاله است در چمن و بیشمار داغ

وله

چون برق رفت از نظرم شهسوار حیف
شعر سرم نگشت بر اهش غبار حیف

وله

کی نظر ساز دگلشن دیده خودبین عشق
باشد از خون جگر بر دامن گلچین عشق

وله

آمد بهار گلشن ای بلبلان مبارک
بر شاخ گل بریک صد آشیان مبارک

وله

از آب چشم و خون دل غرق جواهر گشته ایم
تسبیح گوهر در گلو یاقوت رمان در بغل

وله

مضمون وصف لعل لبش تازه بسته ایم
اوراق رنگ غنچه بشیرازه بسته ایم

وله

نهاده ام سر بسودای خیال نقش ابرویش
حبابی بر سر آب دم شمشیر بستم

وله

می کشان بانگ صراحی است پیام بزمم
سر خم گشته میناست سلام بزمم

زانداز نگاه مست ساقی جام میخواهم
شراب از شیشه بوی گل بادام میخواهم

تمنا بوسه از سبز پشت لبش دارم
ز برگ غنچه معجون زمرد فام میخواهم

به نیرنگ دوئی گر برق وحدت شعله افشاند
چراغ کفر را روشن ز قندیل حرم سازم

بدست آوردم از پهلوی استغنای دل هم | وله | بفرق مدعا با زخم تیغ التجا خوردم
درخیال چشم او مست شرابی گشته ام | وله | دل بسیخ آه می دوزم کبابی گشته ام
چو در وصف دهان تنگ آن گلرو نقط سازم | وله | بروی مغز گوهر کلک پی غنچه قط سازم
شود ساقی چو در بزم شب بیحو رم آن پریرو | | بروی بحر مهتاب از بلورین جام بط سازم
بجام کوثرم از هرسو مئی صد آفرین ریزد | | چو شعر مست خود را بند در زنجیر خط سازم
براه عقل عاجز هیچ کس عالم نمی پرسد | | بیا تا جانب دشت جنون ره را غلط سازم
بسکه در هجر سیه چشمی سیه شد خانه ام | وله | می نماید دیده آهو در کاشانه ام
براه انتظار ساده روئی بسکه حیرانم | وله | مگر آئینه بندی کرده بر دیوار مژگانم
چو سنبل در خیال کاکل آن جلوه عاجز | وله | پریشانم پریشانم پریشانم پریشانم
چو در گلشن خیال کاکل جانانه می سازم | وله | نهالان چمن را می تراشم شانه می سازم
ز وصف شمع رخسارش چراغان می کنم گل را | | گلستان را مرصع از پر پروانه می سازم
نقاب از چهره یکسو ساز عالم را گلستان کن | وله | کشا کاکل خیابان جهان را سنبلستان کن
خط پیشانی من نقش کف پا گردید | وله | بهر تعظیم اجل کس نخمیده است چو من
سیه مستم ز جام گردش چشم سیاه او | وله | شراب سرمه می نوشم ز مینای نگاه او
سازیم چون ز خوبی حسن تو گفتگو | وله | ساز و زبان بچشمه خورشید شست وشو
ای ساده رو نگه طرف انتظاریم | وله | واریم در خیال تو آئینه روبرو
عارض هر روز زلف او روز یکی شام دو | | گردش چشم مست او دور یکی و جام دو
بر لب پر تبسمش رنگ مسی پان خوشست | | طرفه طلسم عشق بین غنچه یکی و فام دو
خجسته ترین عاشقان عاجز و قلیل گو مکن | | لیکن ازین میانه هم پخته یکی و خام دو

ز رخسارا چون برخ گلگون تو ساز د عرقی — وله — شود آئینه بدست تو گلابی ورقی

اشک خونی برخ زرد من افتاد ز غم — زعفران را زنهان گشت بسمل شفقی

گوهر نظم بس تر شده در دیوا نم — در نظر هر ورقش هست مرقع طبقی

گر دباری نبود بر سر صحرا عاجز — ماند در خاک زبینایی مجنون رمقی

گلشن میرسد باد خزان ای بلبلان آہی — وله — زرد رو ہجر گل ہے ز آشوب خزان آہی

نگاهش بر سر من تا تجلی بر سر طوری — وله — نگاہم بر لب و تا بروی باده مخموری

بہر قطرہ اشکم عیان برد ار مژگان شد — ندانم شور عشق دل ہست یا کلبانگ منصوری

کمند ناز بر چین کرده می آید پریروی — رگ جانہا بہم پیچیده در تار گیسوی

چو وصف شوخی آن جلوه گر خواہم رقم سازم — تراشم خامہ را ما نگاه چشم آہوی

من اشعارہ الہندی

دیکھو اشکبر مجھ میں تیرے ہو نیگی ستم — خون ہمارا اپنے دامن سے اپنقاتل چھڑا

ارے ناصح عبث کرتا نصیحت ترش رو ہو کر — وله — کھٹائی کا مجھے پرہیز ہے مت بیچ اچار اپنا

تجھے چلنے اور رونے سے کیا ارے مطرب — بجا کر دیکھ اپنا اور لا پا کر پیالہ اپنا

پہ پہنت پاسکے کو خط پر حسن اب بس ہو چکا — کیون عبث کہتا ہے ہونہ لو ہے سے پانش چکا

مو سفیدی نے میرا ہوش اڑایا عاجز — خبر مرگ کو لایا ہے یہ کالا کوا

اداسے گر ہماری بزم میں وو فتنہ ساز آوے — بجا کر مہر کا دف چرخ کہا کہا گر ہے نیرا

آئی بہار باغمیں پہولے ہیں سب درخت — آلال ہی کہ دل ہے تیرے غم سے لخت لخت

عاجز ہوں شاہ ملک جنون میرے واسطے — ہے سنگ کلاہ و چتر فلک ہے زمین تخت

تم بن اب تو دل میں لگی ہے کہٹ پٹ — آنکھوں سے اشک پل پل گرتے ہیں لال پٹ پٹ

نوبہار آئی نہین آیا میرا لال الغیاث
مکتوب میرا اس شاہ خوبان کے پانو لگ
ہے لال تہیرا زقن باغ ناز کا ترنج
چمن مین چل کہ سجن سجا ہے ساغر کہینچ
ہے ہمارے بت کا دل تہیر کے چہیر کی طرح
دل میرا لے شوخ گندم رنگ تیرے ظلم سے
یون لکہا وصف اس شکر لب کے عاجز کلک مین
لال میرا رنگ یون ہیگا تمہارے غم سے زرد
ہر سحر کیا دیکہتے ہو آرسی اے سادہ رو
دور آیا ہے زبون یا اسد اللہ مدد
نوبہار آنے سے گل لایا ہے صبا دیا داد
گردن اپنی کرکے خم آیا ہون اے قاتل شتاب
ہے شہد کہان شیرہ الفت سے ملذذ
آ جان دیکہہ مجہکو قربان ہون کسکے خاطر
بہار آنے سے شبنم نے کیا ہے گل کا بستر تر
ہوا ہون جان تجہ بن تیر مہری دیکہہ بے مہری
لکہا ہون اے کبوتر نامہ اس بلقیس ثانی کو
سہر منہ دو نکا شکر اکہتا ہو طبیعت سے
روز محشر مین بچاوینگے تجہے بارہ امام

وله
وله

آہ گل داغون سے دل ہوا لگا اس سال الغیاث
ہدہد لجاونگا کہ اوسے ہی ازل سے تاج
اسے جو سیب ہے جان اسکو دینا رنج
بہار رنگ گلستان کے سر سے چادر کہینچ
کیا کرون اسکے صفت ہی سخت ہیرے کی طرح
کہا کر قرص داغ ہے کہٹے خمیر کی طرح
روشنائی جم گئی مصری کی شیرے کی طرح
زعفران اڑتی ہے جب مین چہپاتا ہون منہ سے گرد
ہے تمہارے حسن کے دفتر کے دو نو صاف خرد
دل ہوا ساغر خون یا اسد اللہ مدد
اب کریگا کیون سرو نکا دل شاد و شاد
سر اٹہا کر آج بار خنجر فولاد
ہے قند کے بر وصل کے شربت سے ملذذ
مانند چشم بسمل حیران ہون کسکے خاطر
چمن مین چلکر اسکو فتراک غنچہ رشید ہیکر کر
تہے کافور کا داغ رکہون سینے پہ اگر کر
تہیرے پر نیاز ہون بانہ ہوا تہہ شہپر پر
سخن کے زور برکات مین ہووین سخنور وا
مت سقر ڈر سے فکر سات اونہ پانچ کر

لال ہے موسم گل سرخ کرو اپنا لباس
کہ کرین ہم بھی سخن رنگ سے بلبل کے پاس

جب سے اے رنگین ادا تیرے ہی رنگ گلمین نقش
تب سے پھر ہی آہ کا ہے سینۂ بلبل مین نقش

آتا ہے جان بر مین تو ہوتا ہے غم غلط
جانے سے آپکے سینہ مین ہوتا ہے غم دم غلط

قاتل آتا ہے ہما آج خنداں الحفیظ
ہم مین سرگذشتونین نمایاں الحفیظ

ہجر کے راتون مین آیا درد پھر دلمین آہ
بیطرح آکر لا مینا سے سنداں الحفیظ

آئی بہار رنگ سے خوش ہے دماغ باغ
لیکر کھڑی ہے نرگس مخمور ایاغ باغ

عاجز بھی شمع آہ جلاتا ہے دشت مین
روشن اگر گلون سے ہوا ہے چراغ باغ

گلشن مین ہے بہار چل اے شوخ فیلسوف
شبنم کو بھی بناوین گلون کو بنا ظرف

جب نگ تیرے لب کے مسی بھر ہی نقاش
غنچون کے صدف مین کرے حل چاندی کا لک

اسیر عشق کو اسے بیکو نہ پھر کیا لازم
جو خوش زلفونکا بند ہے اسے زنجیر کیا لازم

نچھوڑو ہم سے اپنے رام خاطر رام رام اپنا
تمہارے رام مین حق کی قسم اے شوخ ہندو ہم

اے سیہ چشم آہ دل تیری نگہ کے یاد سے
بن گیا وحشی غزالون کی بھڑکنے کی قسم

باغ مین اس لالہ رو کے آہ جب جاتے ہین ہم
دل کے داغون کو گلون کے تازہ کر آتے ہین ہم

عشق سے خوش قامتون کے سبز پوشی کر سیاہ
سر کے بوٹے قبا پر اپنے چھپواتے ہین ہم

خوش قدون کے غم مین جاتا ہون بنا و قمری
خانۂ تابوت میرا سرو کے شہتیر سین

خوش نگہ کی یاد مین ساغر کو جب گردان کرون
بے تکلف کرون مینا کو نرگسدان کرون

اس حنائی ہات کی تعریف خون دل سے لکھ
ریشۂ نخل قلم کو پنجۂ مرجان کرون

عاشق وحشی کی اگر تصویر کھینچا چاہیے
اوس کے پاون مین زنجیر کھینچا چاہیے

عرق جب اوس پری رو کے چہرہ پر نور سے ٹپکے
خجل ہو گل سے شبنم جیون لہو ناسور سے ٹپکے

چمن مین جاکے وہ رنگین ادا جب مسکراتا ہے
گلون سے رنگ اُڑ کر لالہ سا جنگل کو جاتا ہے

ہمارا اشک خونی یاد مین گلرو کے بہہ کر
نگہ کو رشتۂ تسبیح یاقوتی بناتا ہے

سوار ہے جنون سے شاہ کی صحرائے وحشت مین
ارے دل کھولدے آہ کے جلدی نشان اپنے

از مثنوی لال و گوہر مولفۂ عاجز صاحب ترجمہ

الٰہی دے مجھے رنگین بیانی
عطا کر مجھکو یاقوت معانی

سخن کے در کا مجھکو جوہری کر
سخن سنجون کو میرا مشتری کر

سخن کا لال دے میری زبان کو
دُرِ معنی سے بھر میرے بیان کو

جنون کے دشت کا بنکر بگولا
خرد کی راہ کو وحشت سے بھولا

سحر سے شام تک مانند خورشید
طلب کے فرق پر رکھے پاے امید

تردد کا قدم رکھتا ہے گن گن
نہ ہوتا تھا کہین کوئی لحظہ ساکن

غزالونکی طرح پھر گرم رم تھا
بیابان اُسکو گلزار ارم تھا

برس دو لگ چلا جب راہ مین وہ
نظر مین اُسکے آیا دشت جانکاہ

کرون اُس دشت کی کیونکر صفت کو
زبان پر کسطرح ڈالون نعت کو

وہان ہرگز نہ تھا پانی کا آثار
اجل کا کھیت تھا وہ دشت خونخوار

بیابان عدم کے تھا برابر
وہان تھا جہان عزرائیل کو ڈر

وہان کی ریت پتھر کی کنی تھی
وہان کے کانٹے بھالونکی انی تھی

وہانکی گرد تھی پانونکی دارو
وہانکی خاک تھی دوزخ کی بالو

وہان کی باد تھی شوریدہ صرصر
وہانکی کنکری تھی مثل اخگر

بگولا تھا وہان ذرات قائم
وہان جھکر سدا آتا ہی تھی ایم

عزت - میر عبد المنان

عزت تخلص - میر عبد المنان نام - تحفۃ الشعرا کے مولف نے لکھا کہ آپ میر عبد الرحیم خان اندجانی دیوان بیوتات عالمگیری کے پوتے ہیں صحیح النسب والحسب شریف و نجیب ہیں - آپ تعصب مذہب میں مشہور تھے - آپکے تعصب کی ایک نقل مشہور ہے کہ جانور پرندہ مینا جو بزبان فصیح نام مبارک حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا بولتی تہی - آپنے پرندۂ بے زبان کی زبان کو قطع کر دیا - صاحب تحفۃ الشعرا نے میر نعمان خان نبیرہ میر سے قطع زبان کی کیفیت دریافت کی - جواب پایا کہ جو کچھہ عوام میں مشہور ہے غلط ہے اصل واقعہ یہہ ہے کہ مینا یا علی بولتی تہی - اسکو بقیمت پانسو روپیہ خرید کئے - جب خرید کے گہر میں لائے - نام مبارک ان سے نہیں بولی گنگ ہو گئی - مالک کو واپس کر دئے - کلمات طیبات مولفہ عنایت اللہ خان کشمیری میں مرقوم ہے کہ عبد الرحیم خان ایک خنجر کمر میں رکھتا تہا - بادشاہ نے ایکروز خنجر کو دیکھہ کے فرمایا کہ نہایت خوش وضع ہے عرض کیا خداوند نعمت! اسکا نام اسکی وضع سے زیادہ خوش ہے رافضی کش چونکہ بادشاہ بہی مذہب پرست تہا اکثر میر کا لفظ زبان پہ لاتا تہا - میر عبد المنان عزت صاحب ترجمہ دلی سے آصفجاہ بہادر کے ہمراہ دکن میں آئے - جواہر خانہ و خلعت خانہ کی داروغگی پر مقرر ہوئے - اعلیحضرت آپکو بہت چاہتے تہے - اکثر مصاحبت و تقرب میں بسر کرتے تہے - ایکروز ایک معمولی بات پر ناخوش ہوکے نوکری سے دست بردار ہوئے - تاج شاہی درویشی سر پر رکھہ کے برہانپور آئے اور گوشہ نشین ہو گئے - عزیز الوجود شریف النفس تہے آپکے مستعفی ہونیکے بعد آپکے فرزند بزرگ میر ابو الفخر خان والد ماجد کی خدمت پر

سرفراز ہوئے۔ اور آپ کے فرزندان رشید سے میر ابوالفخر خان و میر نعمان خان و میر احسن خان ہین ہر ایک خدمت عمدہ پر مامور ہے عزت و آبرو سے زندگی بسر کرتے ہین۔ عزت صاحب ترجمہ نیک سیرت درویش طینت تھے دنیا و ما فیہا سے الگ رہتے تھے۔ موزون الطبع تھے۔ شعر گوئی سے طبیعت مناسب تھی۔ کبھی کبھی اشعار صوفیانہ موزون فرماتے تھے۔ آخر عمر مین برہان پور مین سکونت پذیر تھے تقریباً سنہ ۱۱۶۵ ہجری مین فوت ہوئے۔

من اشعاره الفارسی

در بروی احتیاج از خلق استغنای دل
صبح و شام از گریهٔ چشم تو طرح تازه بست
با تو پیوستن بود از خود رمیدنهای ما
تا کجا حرف نزاکت بمیان آرد کس
صبح مست لاله زار سفید و سیاه و سرخ
نیرنگ نگر زان جهان را ز من مپرس
عاشقان را از فنا باشد عروجی در نظر
مو بمو خط شعاعی شد
نصیب خاکساران ست از خود با خبر بودن
دارم از بهر نثار تو دم چند بیا
روی خوبت چراغان میکند آئینه را
گر برای راحت دل خوب میباشد وصال

بسته ام چندانکه میگوید توکل واه واه
کفر و ایمان را بسر زلفت بیک اندازه بست
پردهٔ حسن تو گردیده ست دیدنهای ما
رگ جان تا ز نظر موی کمر رسید یکیست
چون چشم پر خمار سفید و سیاه و سرخ
دیدیم نیاز یار سفید و سیاه و سرخ
گرد باد خاک ما دارد تحمل در هوا
سایه ات گرد آفتاب مرا
ز نقش پا بود هر لحظه ام آئینه دیدن ها
جان نمانده ست مرا ای نجد از رود بیا
دود دلها سنبلستان میکند آئینه را
بهر یاد نام او بیتابی هجران خوش است

در فراقش عاشقان را اشک خون باید گریست	یا و لعل بے بہا را پنجۂ مرجان خونیست
گل گریبان چاک می بینم مست عشق کیست	غنچہ می غلطد ز خود صہبا بدست عشق کیست
ہر سر این گلستان آزاد بینوا نیست	ہر خندہ گل اینجا از چاک دل صد پا ایست

عنایت - میر عنایت اللہ جندی

عنایت تخلص - میر عنایت اللہ نام - جندی الاصل ہندی الوطن ہیں۔ آپ صوفی مشرب و پاکیزہ مذہب تھے۔ فہم رسا و ذہن صفا سے موصوف حسن اخلاق و مروت میں معروف تھے۔ عالیجناب نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر کے منصبداران میں تھے۔ عالیجناب انکی ملاقات سے بہت محظوظ ہوتے تھے چند مدت حضور کی ملازمت میں سرگرم رہے۔ آصفجاہ بہادر کے بعد نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کی صحبت و ملازمت میں بسر کرنے لگے۔ معرکۂ ارکاٹ میں شہید کے ہمرکاب تھے شہید کی شہادت کے بعد اس معرکہ میں جو درمیان ہمت خان افغان و ہدایت محی الدین مظفر جنگ واقع ہوا۔ ضرب بندوق سے ملک بقا کی طرف روانہ ہوئے یہ واقعہ سنہ ۱۱۶۴ ہجری میں حادث ہوا۔ آپکی طبیعت شعر و شاعری کے مناسب تھی۔ طبع رسا سے شعر خوب کہتے تھے۔ ایک قصیدہ آصفجاہ بہادر کی مدح میں پیشتر از ملاقات بھیجا تھا۔ گذارش کیا جاتا ہے۔

ھو ھذا

اے کہ دارد سایہ اش خاصیت ظل ہما	دستش موج دریا آستان اوج سما
گر برد سرمایہ ابر از آب تیغ قدرتش	سفینہ ہا را شکافد خنجر برگ گیا

هیبت او لرزه را گر عام سازد در مثل
جوهر آئینه از جوش طپش گردد جدا

تیغ او باشد ظفر سا ید آئینه رو
می شناسد نقد جان دشمنانش رو نما

گر گزیند فیض نور افزونی از اقبال او
چون مه نو بدر آید روز و شب از ارتقا

شیشهٔ صبح دیده خورشید را عینک شود
مصحف عدلش تلاوت گر کند سیر سما

غنچه گوید زیر لب اسرار خلقش با نسیم
هم صبا در باغ سازد شرح فیضش بر ملا

از سواد لشکر فیروزمندش سرمه وار
چشم نصرت دیده اقبال میگردد جلا

یک دم معجز طرازش همچو عیسی در زمان
زنده در آئینه سازد قالب تمثال را

از هراس احتساب شرع در ایام او
جابجا اندر گلوی نی گره بندد نوا

در زمان اتقائش کز رواج ورع و زهد
زهره خواهد طیلسان مشتری سازد ردا

بسکه استعداد جوهر اندر طبیعت ها نماند
نشنود هم گوش شنوا صوت چنگ و نغمها

سالها گر دفتر اشعار بنویسم هنوز
شمه از شرح او صافش نیاید در ادا

ای طواف بارگاهت آرزوی جان و دل
ای غبار آستانت چشم ما را توتیا

گرچه دورم لیک روی یک روزی همنشینت
صبح شبنم بر زمین و چاشت با مهر سما

با وجود بعد از فیضت نباشم نا امید
ذره روی زمین از مهر می یابد ضیا

تهمت دوریست لیکن آنچه می باشد بچشم
روز و شب در خلوت آئینه دل کرده جا

تن در اینجا ساکن و جان در حریمت مرکزست
کاه را باشد رجوع آری بسوی کهربا

ای عنایت چند این آرایش طول کلام
زینت پای سخن گردان ز خلخال دعا

تا که باشد در چمن باد صبا نکهت رسان
سبز دارد گلشن اقبال تو فیض خدا

عاقل - محمد عاقل دہلوی

عاقل تخلص - محمد عاقل نام - صاحب تحفۃ الشعرا نے لکھا کہ دانشمند خان
خطاب ہے اور کبھی برائن شفیق اورنگ آبادی گل رعنا میں لکھتے ہیں کہ ہنرور خان خطاب ہے
آپکا مولد و منشا شہر دلی ہے - نشو و نما کے بعد دلی کے علما و فضلا سے کتب درسیہ علوم حکمیہ
ختم کیں - فارغ التحصیل ہو کر بادشاہی منصب سے سرفراز ہوئے عالمگیری زمانہ تھا علما و فضلا
کی بڑی ترقی تھی - اسی زمانہ میں آپ بندگانعالی نواب آصف جاہ سے ملے - بندگانعالی نے
جو جوہر شناس قدردان ہنر تھے - آپکی بڑی تعظیم و توقیر کی - اور حضور میں رکھا - عاقل حضور کے
ہمرکاب رہتے تھے - بزم و رزم میں ہم صحبت - آپکی مداحی میں صرف اوقات فرماتے تھے
جب بندگانعالی آخر زمانہ عالمگیری میں بیجاپور کے صوبہ دار ہو کر دکن میں آئے تب عاقل بھی
ہمرکاب تھے - اکثر خلوت و جلوت میں باریاب ہوتے تھے - پھر بندگانعالی آصفجاہ فرخ سیر
بادشاہ کی سنہ اول جلوسی مطابق سنہ ۱۱۲۴ ہجری میں اورنگ آباد کے صوبہ دار ہو کے دلی سے
اورنگ آباد آئے عاقل بھی ہمراہ تھے - بندگانعالی کی جاگیرات جو ہندوستان میں تھیں ان کے
محاصل کا خزانہ دلی ہی میں رکھتے تھے - اور جاگیرات کے مداخل و مخارج کا دفتر بھی وہیں رہتا تھا
بندگانعالی نے عاقل کو خزانہ کا داروغہ مقرر کر کے اورنگ آباد سے دلی روانہ فرمایا - عاقل
نہایت خوشی سے وطن مالوفہ روانہ ہوئے مدت تک اسی خدمت پر مامور رہے - پھر دلی سے
دکن میں آئے فراشخانہ اور خزانہ کا کام آپکے تفویض ہوا - آخر سرکار نظام سے رخصت لیکر
وطن مالوفہ روانہ ہوئے - وہیں بعارضہ طبعی سنہ ۱۱۹۵ ہجری یا بقول سنہ ۱۱۳۰ ہجری میں فوت ہوئے
عاقل سخنور کامل و ہنرور فاضل تھا - مضامین تازہ کا موجد و معانی خوش اندازہ کا مجدد تھا

وضعداری کا پابند اور وفاداری کا کاربند تھا۔ آپکے مزاج مین ظرافت و لطافت بیشمار تھی۔ آپ جس مجلس مین ہوتے تھے وہ مجلس لطائف و ظرائف سے رونق پاتی تھی۔ اہل مجلس کے دلون مین سرور کی کیفیت پیدا تھی۔ آپ رونق محافل و زینت منازل تھے اب ہم آپکے اشعار مندرجہ ذیل سے کتاب کو رونق دیتے ہین تاکہ ناظرین کے دل کو سرور و آنکھون کو نور حاصل ہو

نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر کی مدح مین کہتا ہے

می توان ای نظام الملک تسخیر جہان — من علامت دیده ام اقبال عالمگیر را
قدرت اقبال عیسی معجزت نازم که او — می دمد در قالب عدا دم شمشیر را
دشمن آتش بجان افتاده ات در عرض حال — یکنفس از شمع می خواهد لب تقدیر را
ای جواهر سای معجون نشاط روزگار — می توانی شاد کردن عاقل دلگیر را

ولہ

ندارد حاصلی غیر از ندامت حرف سازیها — زبان شمع آخر خاک لیسد از درازیها
چراغ خانهٔ آئینه روشن از خاکستر — تو هم ای بیخبر یکبار آتش زن بسامانها
کلید و قفل چون دیدم ز یک آهن یقینم شد — که از اسباب کشایش هر گره دارند مشکلها
پئے تحصیل روزی هرزه می نازی نمیدانی — که گندم را سفید از انتظارت گشت مژگانها
با من چو اتفاق نباشد زمانه را — در خوشه آسیا ندهد رنج دانه را
تا دهد از ساز عیش رفته را آوازها — تکلف برطرف لیلی چه سامان کمی دارد
ندارد چهره ام رنگی ز جوش ناتوانیها — چو گل تاراج چیدن رفته ام از توجهیها

ولہ

برکش ساقیا گیسوی عنبر فام را — سایه انگور باید آفتاب جام را
سرفرازان یک قلم از زیر دستان قائم اند — نیست جز دیوار عاقل تکیه گاهی بام را

وله نباشی بیخبر از فرصت ساغر زدن اینجا — که نرگس میکشد پیمانه در جیب کفن اینجا

وله شهید لعل شیرین کسی گردیده ام عاقل — هما چون نیشکر خواهد مکیدن استخوانم را

وله بمکتوبی که شرح دیدهٔ خونبار بنویسم — سرشک خامه ام گلگون کند رنگ سیاهی را

وله ناتوانی بسکه دارد طائر آزاد ما — دام خالی می برد از صید ما صیاد ما

آب رنگ انتخاب ما تماشا کردنیست — نرگستانست گلزار سخن از صاد ما

وله جهان نشترکده در دست آسایش که دید اینجا — بقدر سخت جانی هر کسی در خون طپیدن اینجا

وله راضیم بر بیسر گشتن ای فلک گر ساعتی — همچو مژگان گرد چشم یار گردانی مرا

وله از تمنا جان بلب نزدیک شد — گر رسد قاصد ز کویش دور نیست

وله هیچ کس یا رب اسیر جذبهٔ الفت مباد — مرغ دست آموز در پرواز هم آزاد نیست

وله بی رنج محالست بفردوس رسیدن — همواری ره گلشن کشمیر ندارد

برو زاهد که تحصیل ارم طاعت نمی خواهد — خدا در کارسازی از کسی رشوت نمی خواهد

نوبهار آمد حریفان ساغر صهبا زنید — خنده بر وضع جهان از گریهٔ مینا زنید

وجد می کرد نقطه بر سر کاغذ چو سپند — یاد چون گرمی یاران چه قدرها می کرد

آیینه دو چار خویش کردی — از حیرت ما مکن فراموش

عشق ورزیدم و دل وقف ندامت کردم — شیشه در بغلش سنگ ملامت کردم

عالمی را بنماز خم ابرو خواندم — من باین قبلهٔ کج طرفه امامت کردم

سرمه بودم تا گشتم نکهت گلها شدم — عشق میداند به نیرنگی که من رسوا شدم

چیست مطلب از گدازم کوزه ساز عشق را — سنگ بودم آب گشتم سوختم مینا شدم

سالها از بهر دنیا حلقهٔ هر در زدم — پشت پا جائی که باید زد ز غفلت بر درم

راہ کدام فطرت و رسم کدام ہوش ہست	ولہ	صد در دو سر خریدن از منصب ہزاری
چو راہب بہ بتخانہ بیدار بودن	ولہ	ازان بہ کہ در کعبہ خوابیدہ باشی
جہان لبریز حسن اوست دیدہ می باید	ولہ	بہر سو ماہ کنعان ہست چشم تماشائی

عرشی - مولوی محمد فضل رب تاجپوری

عرشی تخلص - ابو القاسم کنیت - محمد فضل رب نام - آپ حکیم مولوی امام علی صاحب کے خلف الصدق ہین - آپکا مولد و منشا تاجپور ضلع اعظم گڈہ ہے - آپنے وطن مالوفہ مین تربیت و پرورش پائی - سن شعور کے بعد علما و فضلا کی خدمت مین کتب فارسیہ و عربیہ کی تحصیل کین - ہمعصرون مین لائق و فائق ہوئے - طبیعت مین موزونیت جولانی خداداد تھی چستی و چالاکی از حد زیادہ تھی - شعرگوئی کا شوق دلمین موجزن اور سخن سنجی کا ذوق شعلہ زن ہوا - طبیعت والا و فکر رسا کے زور سے کلام موزون کرنے لگے کلام سنجیدہ و پسندیدہ ہونے لگا - ہمکو آپ کے تلمذ کا حال معلوم نہین ہوا - مین خیال کرتا ہون کہ آپکو بمصداق الشعراء تلامذۃ الرحمن واجب تعالی کے فیضان غیبی سے تلمذ حاصل ہے - آپکا کلام صنایع و بدایع کے ترصیع سے مرصع اور اقسام اقسام کے قوافی و تلازم شعریہ سے مسجع ہوتا ہے - نازکخیالی و شیرین بیانی سے آراستہ - ادا ہائے رنگین و شگفتہ معانی سے پیراستہ ہوتا ہے - ہر ایک شعر نزاکت و لطافت مین ڈوبا ہوا اور ہر ایک مصرع فصاحت و بلاغت مین تولا ہوا نظر آتا ہے - کثرت خوبی سے ہر ایک فقرہ بزبان حال انا الشرق - اور ہر ایک کلمہ انا البرق کہہ رہا ہے - آپکا کلام اسبات کی تصدیق کرتا ہے کہ بمقابلہ متاخرین ہند کے قاآنی اور بموازنہ متقدمین ہند کے خاقانی ہین

آپنے الفاظ و معانی مین باہم ایسا جوڑ ملایا کہ ناظرین اُسکو تاج مرصع تصور کرتے ہین
فقرات کی نشست و معانی کی بندش ایسے ڈہنگ سے بٹہائی کہ شائقین اُسکو تاج مرصع کا
طرہ خیال کرتے ہین۔ آپکو اگر فخر شعرائے ہند طوطی دکن کہین تو روا ہے۔ آپ خوش خلق
و نیک طینت ہین صاحب مروت و پسندیدہ سیرت ہین۔ یاران ہم مشرب ہم مذاق سے
نہایت محبت و اشفاق سے ملتے ہین ظریف الطبع و لطیف المزاج ہین۔ خوش تحریر
و خوش تقریر ہین جس مجلس مین آپ ہوتے ہین سب اہل مجلس آپکو رونق مجلس سمجھتے ہین۔
حاضرین مجلس آپکی تقریر دلپذیر سے فرحت و لطف اٹھاتے ہین۔ مولف فقیر کو بھی آپ سے
نیاز ہے کبھی کبھی مولوی مہدیعلیخان المخاطب نواب محسن الملک بہادر کے دولتخانہ پر ملاقات
ہوی ہے مگر آپنے سرسری ملاقات مین ایسا ثابت کردیا گویا ہمارے مدتون کے رفیق
ہین۔ چند مدت تک علاقہ ریاست گوالیار مین مقیم رہے۔ مہاراجہ کے صاحبزادے کے
ادب آموز تھے۔ بڑی عزت و آبرو تھی مگر آپکو ادب آموزی سے نہایت نفرت تھی
کیونکہ آپکا مزاج آزادگی پسند قید و تعلق سے دور ہی رہنا چاہتا تھا۔ خود ہی وہانکا تعلق چھوڑکر
نواب لائق علیخان مختار الملک ثانی کے زمانہ مین حیدرآباد دکن مین وارد ہوئے۔ اکثر
قصائد حضور و مدار المہام کی شان مین لکھے۔ فائز المرام نہین ہوئے۔ اسیطرح امیدواری
و انتظاری مین بسر کرتے رہے۔ طرفہ یہہ ہوا کہ یہان بعض نے غلطی یا شاعرانہ تقابل
کی وجہ سے آپکو مطعون کیا کہ آپ جو کچھہ کہتے ہین یہہ آپکا طبعزاد نہین ہے شاید متقدمین
مین جو اس تخلص کا شاعر نامی عرشی گذرا ہے اُسکا دیوان آپکے ہاتھہ آگیا ہے۔ آپ
یہہ جوہر افشانی اُسی گنجینہ کی بدولت کرتے ہین۔ آپ بھی معترض کے اعتراض و طعن سے
واقف ہوئے۔ ایکروز حسن اتفاق سے آپ مدار المہام کے سلام کیلئے گئے معترض بھی دربار مین

باریاب تھے اُسوقت آپکی شاعری کی بابت تذکرہ شروع ہوا معترض نے وہی اپنی ہٹ دہرمی شروع کی - اور یہہ کہا کہ اگر آپ فی البدیہہ چند اشعار ہمارے خواہش کے موافق سنگلاخ زمین مین کہدین تو ہم اپنے اعتراضات و طعن سے اعراض کرینگے اور آپکی واقعی لیاقت و استعداد کا اقرار - آپنے نہایت خوشی سے اس امر کو منظور کیا - اور معترض صاحب کیطرح پر اُسیوقت چند اشعار فی البدیہہ کہدئے - نواب صاحب اور اہل مجلس آپکی استعداد کے قائل ہوے اور معترض صاحب پژمردہ خاطر - نواب صاحب نے معترض صاحب سے مخاطب ہو کے کہا فرمائیے اب آپ کیا کہتے ہین معترض صاحب نے جب نہایت ندامت کے ساتھہ آہستہ لب سے کہا کہ اس شخص کی واقعی لیاقت اس کلام کے لائق نہین ضرور کوئی بیاض قدیمہ ان کے پاس ہوگی - افسوس معترض نے آپکے معاملہ مین بڑی بے انصافی کی - صریحًا معترض کی زیادتی معلوم ہوتی ہے - اب اس مقام پر فقیر مولف انصافًا گزارش کرتا ہے کہ معترض کا اعتراض اس قسم کا تہا کہ لا اصل لہٗ کیونکہ متقدمین مین دو عرشی گذرے ہین اُن دونون کا کلام میرے پاس موجود ہے - جناب عرشی صاحب ترجمہ اور ایک عرشی متقدم کے کلام مین اسقدر فرق ہے کہ عرش و فرش مین ہے ؎ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا - متقدمین اور آپکی طرز مین زمین و آسمان کا فرق ہے ؎ ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است - آپ اکثر قصائد سنگلاخ زمین کہتے ہین - ترصیع و تسجیع کا زیادہ لحاظ فرماتے ہین - متقدمین کے کلام مین یہہ صفت نہین ہے - میرا ارادہ تہا کہ متقدمین کے چند اشعار اس مقام مین نقل کرون تا کہ ہمارے کلام کی پوری پوری تصدیق ہو جائے لیکن افسوس کہ متقدمین کے دیوان موسی ندی کی طغیانی مین نذر سیلاب ہوگئے - اسوجہ سے معذور ہون - جناب عرشی صاحب ترجمہ انہین موانع و عوائق کیوجہ سے چند مدت پریشان و پراگندہ حال ہے - مگر آپ مستقل مزاج

وثابت قدم تھے۔ اپنے استقلال وثبات مین ذرا بھی جنبش نہین کی۔ نہایت ہشاش وبشاش رہے۔ یاران ہم مشرب کے جلسون مین شریک ہوتے تھے۔ کبھی کسی دوست ورفیق سے شکایت نہین کی اور نہ اپنی حالت بیان کی۔ حبل المتین صبر کو ہاتھ مین تھامے ہوے خدا پر توکل کیے ہوئے تھے۔ کہ اسی صبر وتوکل کی برکت سے بندگانعالی حضور پر نور نے نہایت قدردانی سے آپکے لئے بقدر بالیحتاج ریٹر سورو پیہ ماہوار کا منصب مقرر کردیا تھا بہر حال عدم مطلق سے بہتر تھا۔ مگر آپکی فیاضی وسیرچشمی کے لحاظ سے خاص اس شہر مین یہ مقدار آپ کے لئے کافی نہین تھی۔ آپ اسی وظیفہ پر شاکر وقانع رہے۔ آپکی عمر تخمینًا پچاس برس کی تھی۔ آخر آپنے تقریبًا ۱۳۰۹ ہجری مین اس دارنا پائیدار سے بمقام بقا رحلت کی۔ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ فقیر مولف کو سنہ وفات مین شک معلوم ہوتا ہے تخمین وقیاس سے لکھا گیا

من اشعارہ الفارسی

مدح مین نواب سعادت علیخان منیر الملک مرحوم کے

بدشت دیگرے تازم بکوے دیگرے تازم   بمدح سروری سازم زبان ودیح نورانی

ملک چہرہ فلک قدرے و قدر قدرت قضا صولت   بلبہا عیسی ثانی بعارض ماہ کنعانی

ملک بخت و فلک تخت و کرم پاش و صبا ارشب   جہان بخش و جہاندار و جہانگیر و جہانبانی

تہمتن تن سکندر در موید غضنفر فر   بفر و قدر سلجوقی بہ بوق و توق ساسانی

شقائق خود فائق دان صحارب جب ملک داں   بمیدان رستم دستان بحکمت رشک لقمانی

ملک گہ ہر فلک منظر قبا دافسر منیر الملک   کہ ہر خوانش کند خورشید گردون کاسہ گردانی

تہمت باسو کبش نصرت علمدار جہانگیری   خیمہ با پرچمش شوکت نشاندار جہانبانی

بگاشانش فلک تابان گر قندیل خورشیدی ‏ | بایوانش قمر روشنگر مصباح عرفانی
بدرگاهش قضا بفرست حشمت را بجاروبی ‏ | بقهرگاهش قدر بنشاند دولت را بدربانی
کجاست آنکه بفکرت ذوق بالیدن بخواهی ‏ | فطانت را بذاتت شوق باریدن به نیسانی

من اشعاره الهندی

خون بارہ ہوگی چشم کفن ہوگا خون مین تر ‏ | پہچانتا عدم مین مجہے اس نشان سے
مین اور نوید وصل فلک اور امید مہر ‏ | قاصد تری تو باتین ہین وہم گمان سے

عاقل - سید محمد سلطان دہلوی

عاقل تخلص - سید محمد سلطان نام - آپکے بزرگون کا اصلی وطن بریسٹ ضلع بارہ تہا - لیکن آپکے جد اعلی وطن سے دلّی مین چلے آئے اور اسی شہر مین سکونت اختیار کرلی - آپکی ولادت دلّی مین واقع ہوئی - نشو ونما بہی اسی شہر فیض بہر کی آب و ہوا مین ہوا - سن شعور کے بعد فضلاء وقت کی خدمت مین کتب درسیہ فارسی سے فراغت حاصل کی اور عربی مین نحو و صرف کے چند رسالے پڑہ لئے - پہر آپکے دلمین شعرگوئی کا ولولہ پیدا ہوا - مرزا اسد اللہ خان غالب کی خدمت مین حاضر ہونے لگے اور اپنے کلام طبعزاد کو استاد کی خدمت مین پیش کرنے لگے - استاد آپکی طبیعت کی جولانی اور کلام کی بندش دیکہکر خوش ہوتے تہے - اور فرماتے تہے کہ یہ ہونہار ہے - استاد کی اصلاح سے خوب کہنے لگے - اور کلام مین بہی پختگی نظر آنے لگی - آپ جو کچہ کہتے تہے نہایت درست و سنجیدہ ہوتا تہا - اور ہر ایک فقرہ ملاحت و نزاکت مین ڈوبا ہوا ہوتا تہا - آپ چند روز کے بعد دلّی سے بنارس آگئے - اور شہر مین فروکش ہوئے

بنارس مین آپکے اکثر عزیز و اقارب سکونت پذیر تھے اور آپکے حسب و نسب سے
واقف تھے۔ نجیب الطرفین تھے۔ نواب حامد علیخان بہادر و نواب نجف علیخان
بہادر سے قرابت تھی۔ بنارس مین میر زبیر حسین مرحوم پہنکیت سفید پوش کی دختر
نیک اختر سے شادی کرلی۔ مدت تک بنارس مین رہے طبیعت مین شعر گوئی کا مذاق
تھا یہان اُس فن کی طرف خوب ہی توجہ کی اور صاحب عالم مرزا قادر بخش صابر کے
شاگرد ہوئے۔ چند مدت مین رفتہ رفتہ درجۂ اُستادی کو پہنچے سنہ ۱۳۰۰ ہجری مین حیدرآباد
دکن مین آئے اور یہان ایک اخبار آصفی شایع کیا۔ آپکی طبیعت مین شوخی و چستی
موجزن تھی چالاکی و بیباکی نعرہ زن تھی۔ ہمدردئ قوم و خلائق کی خیر خواہی مین
ہمہ تن مصروف تھے۔ خوش اخلاقی و انسانیت مین معروف تھے۔ آپکی ہمدردی خیر خواہی
کی تصدیق اخبار آصفی کے ارٹیکلون سے ہوتی ہے ملاحظہ کیجئے۔ پھر آپنے نواب نظام یار جنگ
بہادر خانخانان کے فرمانے سے مطبع آصفی کو ترک کیا۔ اور آپکی سرکار مین معتمدی کے
عہدے پر ممتاز ہوئے۔ چند روز تک خوب کام کرتے رہے۔ تھوڑے ہی دن نہین گذرے
کہ نواب صاحب نے پھر از سر نو تغیر و تبدل فرمایا۔ محمد سلطان عاقل سے معتمدی کا کام لے لیا
معتمد سابق جناب مولوی علی حسن صاحب بلگرامی کو بدستور بحال برقرار فرمایا۔ اور عاقل
کے لئے بھی منصب معقول مقرر کردیا۔ عاقل متردد ہونے لگے۔ کیونکہ کام کے آدمی تھے
ان کے لئے بیکاری عذاب جان تھی۔ پھر اخبار کے چلانیکی فکر مین ہوئے۔ اسے اثنا مین
عارضہ وبا مین مبتلا ہوئے سنہ ۱۳۰۹ یا ۱۳۱۰ ہجری مین بہشت برین
روانہ ہوئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ وفات کیوقت آپکی عمر قریب چالیس برس کی
تھی۔ مولف فقیر کو بھی آپ سے نیاز تھا۔ جب ملتے تھے نہایت حسن اخلاق سے

ملتے تھے۔ خدا اُن کو غریق رحمت کرے۔ آپکا ایک خلف تصدق فرخ سلطان متخلص بہ کامل یادگار موجود ہے۔ چندمدت مدرسہ اعزہ مین تعلیم پایا۔ بمصداق الولد سر لابیہ ہونہار نظر آتا تھا۔ خدا اُسکی عمر دراز کرے۔ چندمدت نواب خانخانان بہادر نظام یار جنگ بہادر فرخ کی سرپرستی فرماتے رہے۔ اپنی سرکار خاص سے کسیقدر ماہوار عنایت کرتے رہے۔ امید ہوتی تھی کہ یہ لڑکا نواب صاحب کی عنایت سے لائق وفائق ہو جائیگا۔ فی الحال مجھے معلوم نہین کہ فرخ سلطان کہان ہے۔ جہان ہو خدا اُسکو خوش و خورم رکھے۔

من اشعارہ المبتدی

اک ہاتھ مین تیغ ایک مین دامن ہے قبا کا ۔۔۔ آتا کوئی دیکھے صنم ہوش ربا کا
اے شمع یہان مشق گدازش کی ہو گرمی ۔۔۔ شعلہ مرے سر کا ہوا کانٹا کف پا کا
کر اک نگہ مہر کہ سب عیب ڈھکین گے ۔۔۔ داماں نظر تیرا کفن ہے شہدا کا
آئینہ ہی مین کہا کاغذ تصویر جلا کر ۔۔۔ اس شکل سے ظالم نے اڑایا مرا خاکا
موت آئی عجب حال مین بیمار کو تیرے ۔۔۔ شکوہ نہ کیا زیست کا نے شکر قضا کا

ولہ

وقفہ ملا نہ ہمکو گنہ کے حساب کا ۔۔۔ گذرا ہے کتنے جلد زمانہ شباب کا
ٹپکے پسینہ ننگ گنہ بال بال سے ۔۔۔ جان ہے فشار زمین کے عذاب کا
منظور ہے فنا کو جو مشق مصوری ۔۔۔ بنتا بگڑ بگڑ کے ہے نقشہ حباب کا
کچھ حسرتین بھی گریہ کنان ساتھ تھا نہین ۔۔۔ دیکھا جنازہ عاقل خانہ خراب کا

عزلت ۔ میر عبد الولی

عزلت تخلص۔ عبد الولی نام۔ آپ مولوی سعد اللہ سعدی کے فرزند ہین

آپکی ولادت سنہ ۱۱۴۰ ہجری مین مقام سلون ضلع سورت مین واقع ہوئی نشو نما بھی وطن مین
ہوا۔ آپنے علوم معقول و منقول کے کتب درسیہ والد ماجد کی خدمت مین ختم کین۔ اسوقت
آپکی عمر انیس برس کی تھی شباب کا عالم تھا سیاحت و سیر کا شوق دل مین موجزن ہوا۔ تحصیل کے
بعد ہند مین سفر کیا۔ دلی و عظیم آباد و اکبر آباد وغیرہ شہرون مین مدت تک سیر کرتے رہے
ہر ایک شہر کے علما کے جلسون مین شریک ہوتے رہے۔ آپکو تدریس کا زیادہ شوق تھا۔ طلبہ کو
پڑہاتے تھے۔ آپکو کتب درسیات مین کامل مہارت تھی۔ پڑہاتے پڑہاتے خوب منجہ گئے تھے
خاص کر کے فن معقول مین آپکی استعداد و لیاقت اسقدر تھی کہ علما آپکو ارسطو کہتے تھے۔ اور
آپ بھی ادعا فرماتے تھے کہ اگر دنیا سے موجودہ کتب معقول مفقود ہو جائین تو مین
از سر نو موجود کر سکتا ہون۔ شاعری مین بھی آپکو ایسا ہی عبور تھا۔ طبیعت مین تیزی
و چالاکی خداداد تھی۔ موزون الطبع تھے اولاً آپنے فارسی مین طبع آزمائی شروع کی
چند روز مین خوب کہنے لگے۔ رفتہ رفتہ درجہ استادی کو پہنچے۔ پہر جوش فطرت و زور قوت
سے ریختہ کی طرف توجہ کی آہستہ آہستہ اُس مین بھی ایسی ترقی کی کہ استاد کے لقب سے ملقب
ہوئے۔ ریختہ مین مطالب شستہ و مضامین برجستہ لکہے۔ الفاظ پاکیزہ و معانی تازہ مین
ایسا جوڑ ملایا۔ گویا طلائی زیور پر جڑاؤ کیا۔ رنگینی بیان کا ایسا رنگ کہلایا کہ سامعین
و ناظرین کو رنگین بنا دیا۔ ریختہ ہی پر نہین ٹہیرا بلکہ اور آگے قدم بڑہایا۔ یعنے دوہے و کبت
جہولنے و سوال و جواب و بارہ ماسی و مکریان و پہیلیان وغیرہ بھی تالیف کئے ہین۔
امیر خسرو کی طرح یہہ تمام چیزین عمدہ طرح سے لکہی ہین۔ امیر خسرو طوطی ہند تھے۔ آپ کو
طوطی دکن کہنا چاہیے۔ علم موسیقی مین بہی بڑی دستگاہ رکہتے تھے۔ ساز و قانون
و سرود و ارغنون کے دقائق و رموز کے ماہر تھے۔ زیر و بم و تال و سُر عمدہ طرح سے ملاتے تھے

اس فن کے استادون نے آپکی استادی تسلیم کی۔ اور آپکا نام ادب کے ساتھہ زبان سے
لینے لگے۔ آپ نہایت ہی خوش الحان تھے۔ جسوقت مجلس عاشورہ مین روضہ خوانی لحن
داؤدی سے فرماتے تب اکثر مجلس کو رلاتے تھے۔ اور ہوش و حواس سے بیحس و حرکت کرتے تھے
فن قرات کے بھی عالم و قاری تھے۔ قرآن شریف خوش الحانی کے ساتھہ پڑھتے تھے
سامعین کو حظ و لطف حاصل ہوتا تھا۔ نہایت سرور سے وجد و حال کی کیفیت نمایان
ہوتی تھی۔ حافظہ کیا تھا غضب تھا۔ جو کچھہ یاد تھا سینہ مین محفوظ تھا۔ سینہ کیا تھا لوح
محفوظ کا نمونہ تھا۔ جوہر بےبہا کا گنجینہ۔ ہزارہا اشعار و شواہد و نظائر و امثال نوک زبان
اور آپ تاریخ مین مورخ کامل تھے۔ واقعات سلف و خلف سے پورے واقف تھے۔ خوش
تقریر و خوش تحریر۔ لئیق و خلیق۔ کریم و رحیم۔ پابند رضا و تسلیم تھے۔ راہ مستقیم کے
رہبر۔ بندہ نواز و غریب پرور تھے۔ زندہ دل و روشن ضمیر۔ فقیر بےنظیر تھے۔ درویش دوست و
درویش مشرب۔ و پاکیزہ سیرت پاکیزہ مذہب تھے۔ صلح کل کے جویا۔ امر حق کے گویا تھے
محبت و ہمدردی کے نور چشم۔ دلدہی و دلجوئی کے لخت جگر۔ سراپا اخلاق و اشفاق
تھے۔ بانی اتحاد و اتفاق تھے۔ دوئی سے دور۔ خودی سے نفور تھے۔ ذی عزت
و ذی شعور صاحب مروت و غیور تھے۔ اور آپ فن مصوری مین بھی کامل تھے
بہزاد و مانی سے فاضل۔ خلائق نے آپکو دیکھا اور بہزاد و مانی کو سنا ہے ع شنیدہ کی
بود مانند دیدہ۔ تصویر کشی مین وہ وہ خوبیان ایجاد کین کہ موجد کہلائے۔ اور رنگ
و روغن مین ایسی ایسی صفائیان دکھلائے کہ مجدد ہوئے۔ آپ کی قلمی تصویر کے
مقابلہ مین عکسی تصویر کی کچھہ وقعت نہین تھی۔ عوام الناس آپکی قلمی تصویر کو عکسی
کہتے تھے اور عکسی کو قلمی خیال کرتے تھے۔ اس فن مین آپ متقدمین سے بڑھ گئے

سلف سے خلف تک سب آپکا لوہا مان گئے - اور آپ فن مناظرہ مین خوب سنجے ہوئے تھے - اکثر ہمعصر شعرا کے کلام پر حرف گیری و نکتہ چینی کرتے تھے - چنانچہ ایک وقت آزاد بلگرامی و ناصر علی سرہندی و عارف وغیرہ پر اعتراض کیا تھا - ہر ایک نے جواب دندان شکن دیا تھا تب عزلت گوشہ سکوت مین عزلت نشین ہوا - بعض نے لکھا کہ آپ مناظرہ مین جسقدر تھے اُس سے زیادہ کے مدعی تھے - اکثر ہمعصر شعرا کے کلام پر حرف گیری و نکتہ چینی کرتے تھے - معاصرین بھی آپ سے کم نہ تھے - جواب ترکی بترکی دیتے تھے - آخر عزلت گوشہ سکوت مین ساکت رہتے تھے - چنانچہ جبھی اُن شفیق اورنگ آبادی نے ایک شعر سہرہ گل کے بیان مین لکھا ؎

ہلال عید خم خم برسر کوئے تو می آید کتان پرچہ نازم کہ برروئے تو می آید

مولوی عبدالولی عزلت نے اعتراض کیا کہ کتان کو ہلال سے کچھ نسبت نہین ہے بلکہ ماہ سے ہے پرچہ کتان سے نہین ہوتا - شفیق نے جناب استاد میر آزاد کی خدمت مین عرضی بھیجی اور عزلت کا اعتراض لکھا میر صاحب نے میرزا محمد علی دانا بن ملا محمد سعید اشرف مازندرانی کا شعر لکھا ؎

مہت چو بدر شود با دلم چہ خواہد کرد ہلال یکشبہ ابروت کتانم سوخت

اور میرزا مبارک اللہ واضح کا بھی شعر رقم فرمایا ؎

مہ نو قبلہ چاک کتان چون شد بجیب خود لب زخم دلم از دور بوسد رکابش را

ان اہل زبان کے کلام سے ثابت ہوا کہ کتان کو ہلال سے نسبت ہے - روم و عرب مین کتان کے برقعہ کا عام استعمال ہے اور کتان روم مین بنتا ہے اور وہان سے دوسرے ملکون مین جاتا ہے - اور دوسرے ملک والے اسکی حقیقت سے واقف نہین ہین

ظاہر مین باکید یگر معاصرین چوٹین کرتے تھے مگر باطن مین پاک و صاف ہوتے تھے
جلسونمین مزے مزے کی باتین ہوتی تھین۔ ہم مشربون مین مذاق و لطف کے
چرچے ہوتے تھے۔ افسوس وہ کیا زمانہ تھا اور وہ کیا بزرگ تھے۔ اب وہ بزرگ ہین
نہ بزرگی۔ نہ وہ زندہ دل ہین نہ وہ زندگی۔ نہ وہ لطف جام مین ہے نہ شراب مین
نہ وہ مزہ گزک مین ہے نہ کباب مین۔ نہ وہ مستی راگ مین ہے نہ رباب مین نہ وہ خوبی
سوال مین ہے نہ جواب مین۔ فی زماننا شعرا و علما مین مناظرہ کیا ہے۔ مکابرہ ہے
ایک دوسرے کی ذلت و خواری مین کوشش کرتا ہے۔ دوسرا مرد مقابل نکے اسکی
عزت ریزی و اہانت مین ہمہ وہی کرتا ہے۔ مناظرہ سے جو غرض ہوتی ہے اُس سے
کوسون دور رہتے ہین۔ عہد الم و لا انسلم مین باہم جھگڑا و فساد کرتے۔ کوئی حق بات کا
اقرار نہین کرتا۔ اور انصاف انہ داد نہین دیتا ہے۔ اس ظالمانہ خیالات فاسدات سے
خراب تباہ ہوتے ہین۔ جہل مرکب کے دلدل مین پہنسے رہتے ہین۔ اسوقت ایسا
زمانہ ہے کہ سیکڑون مین ایک آدہ بزرگ قدما کی نشان مین نظر آجاتا ہے۔

آپکے معاصرین شعرائے ذیل تھے

سراج الدین علیخان آرزو۔ و میر غلام علی آزاد بلگرامی۔ و ناصر علی سرہندی۔ و لچھمی نراین
شفیق اورنگ آبادی و میر نقد علیخان ایجاد حیدرآبادی۔ و عبدالقادر صاحب
سامی اورنگ آبادی۔ عبدالحکیم حاکم۔ و نور العین واقف وغیرہم

میر غلام علی آزاد نے سرو آزاد مین لکھا کہ مین عزلت سے بندر سورت مین ملا۔ لائق شخص
خوش صحبت ہے موسیقی خوب جانتا ہے۔ مشار الیہ کو شاہجہان آباد کی سیر کا شوق پیدا
ہوا۔ بندر سورت سے روانہ ہوا مسافت بعیدہ طے کرنیکے بعد بیسوین تاریخ ماہ جمادی الاول

سنہ ۱۱۶۲ ہجری مین شہر دلّی مین پہنچا۔ وہان مدت تک رہا پہر سراج الدین علیخان آرزو
کی خدمت مین مدت تک رہا۔ فارسی و اردو مین اُن سے صلاح لیتا رہا۔ شاعر شیرین
مقال سخنور نازک خیال تہا۔ صاحب دیوان فارسی و اردو ہے۔ فارسی دیوان مین
اشعار کئی ہزار ہین اور دیوان اردو مین بہی بیشمار۔ پہر آپ ہندوستان سے
ملک دکن مین آئے۔ شہر اورنگ آباد مین سکونت اختیار کی۔ اُسوقت اورنگ آباد علما و
فضلا کا مجمع تہا۔ امصار و اقطار کے شعرا کا مورد تہا۔ چونکہ آپ بہی عالم فاضل و شاعر
کامل تہے۔ اس مقام کو سکونت کے لئے پسند کیا۔ شہر مین سکونت پذیر ہوئے۔ علما و شعرا
سے ملے۔ سب نے آپکی تعظیم و تکریم کی۔ اور آپکے ساتہہ ہمدردی فرمائی۔ نواب ناصر جنگ
شہید کی خدمت مین باریاب ہوئے۔ نواب صاحب نے آپکی بڑی قدر کی سرکار سے بقدر
ضرورت ماہحتاج ماہوار مقرر کر دی۔ آپ نہایت اطمینان سے بسر کرتے رہے۔ پہر آپ
ناصر جنگ شہید کے بعد حیدرآباد دکن مین آئے۔ یہان کے مشائخ و علما نے بہی آپکی
بڑی عزت کی۔ مدت تک حیدرآباد مین رہے۔ خوشحال و فارغ البال رہے۔ نواب
نظام الدولہ صلابت جنگ بہادر نے آپکو دو گانون جاگیر مرحمت کئے تہے۔ تا بزندگی
جاگیر کے محاصل سے نفع اُٹہاتے رہے۔ چمنستان شعرا مین لچہمی نرائن شفیق اورنگ آبادی
لکہتے ہین کہ مین آپسے حیدرآباد مین ملا اور مین نے آپکی درخواست بابت جاگیر نواب
صلابت جنگ کی خدمت مین پیش کی۔ درخواست آپکی خواہش کے موافق منظور
ہوئی نہایت شکر گذار ہوئے جب تک زندہ رہے ریاست نظام کے حق مین دعا کرتے
رہے۔ ہم بہی اس ریاست کے دعا گو ہین خدا اس ریاست کو تا قیامت قائم رکہے۔ اکثر
خلائق کو اس ریاست سے نفع پہنچتا ہے۔ مشکوۃ النبوۃ مین حضرت غلام علی موسوی القادری

لکھا ہے کہ آپ امامیہ مذہب تھے۔ نہیں معلوم آپکو کس وجہ سے امامیہ لکھا کیونکہ آپکے
والد ماجد مولوی سعد اللہ سورتی سنی متعصب تھے۔ عالمگیر بادشاہ آپکی بڑی قدر کرتا تھا
عالمگیر کے اکثر خطوط مولوی صاحب کے نام سے ہیں۔ اور آپ بھی آبائی طریقہ پر سنی المذہب
تھے۔ اور آخر عمر میں شاہ عبد الشکور گجراتی کے خاندان میں طریقہ قادریہ میں مرید ہوئے تھے
مرید ہونے سے یقین ہوتا ہے کہ آپ سنی المذہب تھے۔ آپکی نسبت امامیہ تصور کرنا خطا ہے
کیونکہ امامیہ قادریہ باہم مخالف ہیں دو متضادین کا ایک مقام میں جمع ہونا ممکن نہیں
دونو فریق کا باہم مخالفت کرنا عقلاً و تہذیباً انسانیت کے خلاف ہے ہم سب اہل قبلہ ہیں
وجود واجب و رسالت کے مصدق ہیں اور سب قرآن مجید کو کلام الٰہی مانتے ہیں پس
سب کو چاہئے کہ باہمدیگر بمثل شیر و شکر رہیں کوئی کسیکو برا نکہے جہانتک ہوسکے بھلائی
کرے۔ آپ اہل بیت کے مداح تھے اور ان کے فضائل میں اسقدر مبالغہ کرتے تھے
کہ بعض کے نزدیک امامیہ مشہور ہوگئے۔ آپنے بحیثیت درویشی جو کچھ لکھا یا کہا
ٹھیک و درست ہے مگر بحیثیت مذہب ایک کو دوسرے پر ترجیح دینا مناسب نہیں
ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است ؎

صاحب مشکوٰۃ النبوۃ نے لکھا ہے کہ آپکی نعش مبارک میر مومن کے دائرے میں مدفون
ہوئی۔ اس دائرے میں خاص امامیہ فرقہ کے ہی لوگ مدفون ہوتے ہیں انتہی کلامہ۔
میرے نزدیک یہ پہلو ازبس بھی باطل ہے۔ کیونکہ بعض سنت جماعت بھی اسی دائرہ میں
مدفون ہوئے ہیں۔ دائرہ میں دفن ہونے سے امامیہ ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ ہاں
اگر کوئی دلیل خارج میں اس بات کے سوا ہو تو ممکن ہے۔ میر غلام علی صاحب آزاد
بلگرامی نے اپنی کسی تالیف میں آپکو امامیہ نہیں لکھا نہ کسی تذکرہ نویس نے بجز صاحب مشکوٰۃ النبوۃ

کے ساتھہ اتفاق کیا۔ آپ دوہرے اور کبت وغیرہ مین اپنا تخلص ترکمن لکھتے
ہین۔ شاید یہہ لفظ ترکمان کا مخفف ہے۔ یا ہندؤن سے لیا ہے۔ کیونکہ ترکن کے
ہندو تلنگی زبان مین مسلمان کو ترکلو کہتے ہین۔ آپکا یہہ تخلص دوہرہ کے مناسب ہے
آپ خوش مزاج وخوش طبع تھے۔ محبت پرست ووضعدار تھے۔ سراپا حلم وخلاق
تھے۔ بانی اجتماع واتفاق تھے۔ شہر مین کیا امیر کیا فقیر سب آپسے مانوس تھے
آپ سبکے نزدیک باعث عزت وناموس تھے۔ مسافرنواز ومہمان پرور تھے۔ حسن سلوک
مین نامور تھے۔ ربیع الاول مین بارہ روز تک میلاد شریف کی مجلسین بڑی عظمت
وشان سے فرماتے تھے۔ عمدہ عمدہ کہانے پکواتے تھے۔ انواع انواع کی شیرینی
تیار کراتے تھے۔ علمائے شہر ومشائخ عصر کو دعوت دیتے تھے۔ اہل دعوت کی بڑی خاطر
ومدارات کرتے تھے۔ تبرکاً آپ آفتابہ وسیلابچی ہاتہہ مین لیکے سب بزرگون کے
ہاتہہ دہلاتے تھے۔ اسیطرح محرم شریف مین بہی دس روز تک شہدائے کربلا کا بیان
فرماتے تھے۔ اقسام اقسام کے حلوے اور لذیذ میوے حاضرین مجلس پر تقسیم فرماتے تھے
آپ خوش الحان وخوش آواز تھے خود ہی مجلس مین مرثیہ ونوحہ اس طرز سے
بیان کرتے تھے کہ مجلسہ اسوقت کا سماد کہلاتے تھے۔ کبہی شجاعت کے بیان مین
کبہی ہمت کے میدان مین سبکے امام ہوتے تھے۔ کبہی جرأت وشہادت کے عرصہ مین
ثابت قدم۔ کبہی صولت وسیادت کے اظہار مین چست دم ہوتے تھے کبہی
شہادت کے معرکہ مین سبقت۔ کبہی صبر وقناعت کے گوشہ مین مبادرت کرتے تھے
غرض کہ آپ جو حق بیان ہوتا تہا اُسکو عمدہ طرح سے ادا کرتے تھے کوئی دقیقہ باقی
نہین چہوڑتے تھے۔ سامعین کے دلونپر بڑا اثر ہوتا تہا۔ زار زار روتے تھے۔

بچیخ چیخ کر آہین مارتے تھے ۔ افسوس ہمکو آپکے مراثی و نوحات مین سے ایکبند بھی نہین ملے اگر ملتے تو ہم شائقین کے ملاحظہ کے لئے گزارش کرتے ۔ اس شہر مین آپکی ذات بابرکات غنیمت تھی ۔ ہر قسم کے لوگ آپکی خدمت مین فیض یاب ہوتے تھے ۔ جو طلبہ ہوتے تھے علم و فن حاصل کرتے تھے ۔ جو شائق موسیقی ہوتے تھے گانے کے اصول و فروع مین لیاقت پیدا کرتے تھے ۔ جو شاعری کے طالب تھے وہ شعر و شاعری مین مزہ پاتے تھے ۔ جو درویشی تصوف کے جویا تھے وہ بھی آپسے مستفیض ہوتے تھے ۔ جو مصوری کے شائق ہوتے تھے وہ بھی آپکی خدمت مین تصویر کشی سیکھتے تھے ۔ ایسا ہی فن مناظرہ مین اکثر طلبہ کتب مناظرہ آپسے تحصیل کرتے تھے ۔ خلاصہ کلام آپ جامع الکمال تھے ۔ اسوقت شہر مین آپکی جامعیت کو کوئی عالم نہین پہنچتا تھا نہ کوئی شاعر ۔ اکثر اُن کے خوشہ چین تھے ۔ اولاد مین صرف ایک لڑکی تھی ۔ اُسکو برادرزادہ سید فقیر اللہ سے منسوب کردیا تھا ۔ اور برادرزادہ کو بجائے فرزند سمجھتے تھے ۔ اُس فرزند کو اپنا قائم مقام بنایا تھا ۔ اور اپنی ملک و دولت کا مالک کیا تھا جو کچھ اثاث البیت تھا وہ سب اُس کے تفویض کیا تھا داماد لائق و اطاعت گزار تھا ۔ عم بزرگوار کو بجائے والد سمجھتا تھا ۔ کبھی طاعت کے دائرہ سے قدم باہر نہین رکھتا تھا ۔

آپ مشاعرہ مین جب غزل شروع کرتے تب سامعین آپکی خوش تقریر سے تازہ دل ہوتے تھے ۔ آپ مجمع شعرا مین گویا ستارون مین چاند ۔ اور حاضرین مجلس مین مثل شمع تھے ۔ کیا خورد و بزرگ سب کے مرجع تھے ۔ اہل جلسہ آپکو غنیمت جانتے تھے مجلس کی رونق و زینت تھے ۔ صائب کا شعر آپکے حسب حال ہے اور آپکی ذات

اُسکا مصداق ہے ؎

درین زمان که عقیم است جمله صحبتها کناره گیر و غنیمت شمار عزلت را

آخر آپ ۱۲ رجب سنه ۱۱۸۹ ہجری مین اس عالم فنا سے دار البقا کو روانه ہوئے۔ حیدرآباد دکن مین میر مومن استرآبادی کے دائرہ مین مدفون ہوئے۔ اب فقیر مولف آپکے فارسی واردو دیوان سے اشعار ذیل شائقین کے مطالعه کے لئے پیش کرتا ہون تاکہ بملاحظہ سے لطف و مزہ حاصل کرین اور میان عزلت کی لیاقت و قابلیت کا اندازه جو کچھ ہم نے لکھا ہے اشعار سے اُسکی تصدیق ہو جائیگی۔

من اشعاره الفارسی

عبادت سرکشان را مایهٔ جرم دگر باشد که در سجدهٔ عزلت شود تر دامن مینا

وله

یار صاحب اعتبار از حلقهٔ آغوش ماست یکقلم بر مصرع بالای او صادیم ما

وله

کبود داغست که کشتی در دست شستن ما میکشد تیغ ترا جاذبهٔ گردن ما

وله

محتسب میکشی ما بود از حکم خدا از ازل جام چو سرکش شده جزو تن ما

وله

بشهر ما که باشد خنجر عاشق جو یار آنجا چو فانوس خیالی گشته می قصد بدار آنجا

وله

از بسکه اسیریست پسند هوس ما شد غنچه صفت جزو تن ما قفس ما

وله

کی شب هجرش تلاش داد رس پا شد مرا مشفقی چون بیکسی از هم که بس پا شد مرا

وله

جنون سامان تماشائی گشت صحرا بازار مجنون را بود تخت روان هر گردبادی خاک مجنون را
ز جوش لاله ها هر داغ و خون شد سینه هامون را ز پا افتاده دیدم یک بیابان وحشت مجنون را

وله

با خیال خط سبزش بسکه خو با شد مرا چون صنوبر سبز بر تن مو بمو با شد مرا

وله

چون گردباد عشق بر آورد کام ما گردد ز دست طالع برگشته جام ما

وله
هرگاه بیاد آیدم ایام تماشا — همچو مژه سایم دو کف از زانم تماشا

وله
زفیض خاکساری مشرب نقش قدم دارم — بفرق هر که پا زد جا دهم در چشم پایش را

وله
سر کشد بی تابی عاشق ز جیب یار هم — گل گریبان سپرد در عزلت بجای عندلیب

وله
از بلایم طپیدن روشن ضمیران را چه سود — جز طپش حاصل ندارد پرتو مهتاب از آب
آبرو با گریه روشندلان بی طاقتی است — چشمه آئینه را پیداست از سیماب آب

وله
ز شوق او بهم هم رها نکرده دیدم — چو صبح خاک مرا چاک پیرهن باقیست
گذشت سیم تنی نیم شب از دلم عزلت — ز اشک حسرت من ره یاسمن باقیست

وله
از بسکه کشیدیم ز مطلب بجا دست — بر داشته زاهد دعائی باز دعا دست

وله
داغش که بوده است جگر گوشه دلم — خون گشتم از چه راه در آغوش لاله رفت

وله
خوابیده است پایم و راحت رمیده نیست — دستم ز کار رفت و گریبان دریده نیست

وله
دستنات سند گر من اطفال جای سنگ — دانسته اند خاطر دیوانه نازکست
بی صرفه وا مکن لب دشنام هر دلی — آهسته ریز باده که پیمانه نازکست
بگرم جوشی یاران عصر تکیه مکن — که چون معانقه عید اعتمادی نیست
شور سنگ اندازی طفلان هم آواز نیست — داغ دل سوز نیست باده و ساز نیست
همچو قرآنی که نویسندش از خط فرنگ — مست بی عشق علی پیدا شدن تنها عجیب
جامه وارست توکل بقدر همت تو — کله فقر بدست آر ز دنیا سر پیچ
هیچ استم که وصف لبا و رقم کنم — گردید در سخنم چو برگ لعل خامه سرخ
زداغ سوز دل هر گاه آتش دیده میریزد — سخن سنجم چو نی قلم رشته سیه پوشیده میریزد
اوگر هم البرز است جهان را خبر کنید — ما باختیم دل دگران را خبر کنید

دل صدپاره ام چون گشت وگاهی نم زد عرق
سنم آنقدر روان در دکن طفلان اگر سنگی

معجز نمود خط لبش چون نمود کرد
بوسهٔ لعل بتان آبحیات آدم ست

پریشان کاکلی در خاطر دلگیر می آید
حق دل او ز من با زلف کرد آخر

روزی گذشت از لحدم مهر طلعتی
برگهر ساختیم از گریه بیابان امروز

یاسمن اندام من گلگون قبا میپوشدش
قدر وسعت مشرب عزلت شناسا خاکسار

پرکن و خالی نما باقی همین باشد ز تو
این زمان عزلت چو هم آغوش گلگیر و شمع

گر شود منظور چشم مست او زنده چراغ
زنده ست تا بدلم برق آرزوی نجف

بسکه بی سامانیم فقر ست خوش خانه ام
پس ز مردن هم از سوز محبت نیستم فارغ

برنگ لاله دل را از غم عشقش چه خال میکردم
قد او دیده طرح مصرع فریاد میکردم

با دل خونین ز هند و دیده تر میبرم

گلکم ظرف از چاک گریبان بر جهان خندد
بمن با خورده افتد میبرم سر بر دست خود

یعنی ز نیلم آتش یاقوت دور کرد
ورنه آن آب بقا را آبحیوان گفته ام

ز چاک چشم هر شب ناله زنجیری می آید
چشم هجران مرا ہائے ہدف کرد آخر

چون صبح میدمد ز غبارم صفا هنوز
کرده ام شام غم خویش چراغان امروز

صبح عید شفق نام خدا میزیبدش
گردباد از سیر صحرا میکند هر گام رقص

میکند گریان بساقی شیشه و پیمانه عرض
در لعل او ز جدائی هست هر جا اختلاط

متصل آید شمیم باده از بوی چراغ
چو آفتاب ز سر میروم بسوی نجف

چین فتاد از بوریا بر جبهه ویرانه ام
چو رنگ لاله دار دامان قاتل داغ شد خونم

ز داغ سینه بر روی تمنا خال میکردم
ز فیض عالم بالا سخن ایجاد میکردم

نذر شاه کربلا این لعل و گوهر میبرم

فراموشت مبادا خاک قربان دو چشم خود — زہر قبرے کہ نرگس گل کند باشد مزار من

من اشعارہ الھندی

دل ہوا روشن تو سجدہ سو بسو کرنا پڑا — آب تر سے جیون گوہر وضو کرنا پڑا

سیہ روزی مین ہیری قدر کو جبا کیا جانین — اندہیری رات مین کسکو کوئی پہچانتا ہوگا

نخیر آہ سحر مین داغونکی جانیکا علاج — خبر صبا کیا ہی چراغون کے بجہانیکا علاج

کس خوشی سے کاٹتا ہون اس بیگون کا غم — ہے ہر ہمنفس کے رونیکا سدا الفتین مین نفس

دل سمسکتا ہے اے زلف و چشم خوبان الوداع — ہر چلا دیوانہ اے زنجیر و زندان الوداع

تیری زلفکے شبکا بیمار مین ہون — تجہہ آنکہونکی ساغر کا میخوار مین ہون

کدہر ہوتا پہرتا ہے اے گریہ غم — کہ آنکہون سے تیرا خریدار مین ہون

دیکہہ رنگین چمن کو دل ہمارا غمناک ہے — گل کے ہاتون خون بلبل کا گریبان چاک ہے

خاطر یاران مین ہے ہم خاکسارونکا غبار — صاف ہے شکوہ دلون مین کیا صحبت خاک ہے

غضب ہے وہ چشم آنکہین دیکہتا نظر نہین آتا ہے — پہ دل دینے کے عصیان کی سزا ہے حق کہا ہے

عمر معتبر خان اورنگ آبادی

عمر تخلص۔ معتبر خان نام آپکے اجداد کا وطن ہندوستان ہے۔ عالمگیری زمانہ مین اورنگ آباد آئے۔ اور آپکا مولد اورنگ آباد ہے۔ سن شعور کے بعد مدت تک ولی دکنی کی شاگردی کی۔ ولی کی عنایت توجہ سے ولایت سخن کا والی ہوا میدان شعرگوئی مین ہمعصرون سے فائق ہوا۔ آپکے کلام رنگین سے اہل سخن مزہ پاتے ہین۔ مضامین رنگین سے تازہ روح ہوتے ہین۔ کلام سلیس ہے اسوقت کے

محاورہ کے موافق ہے الفاظ کی بندش و ترکیب درست ہے۔ آپ شیرین گفتار وخوش کردار تھے۔ آشنا پرست و درویش دوست تھے۔ مزاج مین خاکساری وانکساری تھی۔ عالمگیری منصبدارون مین ملازم تھے۔ آپکا انتقال ۱۱۸۷؁ھ ہجری مین ہوا۔ اور نگ مین مدفون ہوئے۔

من اشعارہ الہندی

مست وہ ہے کہ روز محشر مین
گہ نہین میری صید کے مائل
اپنی آنکھون اوپر نگاہ کرو
بس کرو زلف کو لپیٹ رکھو
ایک رسوا بہت ہے شہرت کو
قتل مین دل لیکے یون مکرتے ہو
مجھے رنگین و کہنا کیا سنتہا مین نہین پوچھا
باغبین صرصر سے ہوئے ہے خزان آخر کو دیکھو

او شہ کے پوچھے یہہ غلغلہ کیا ہے
قتل بنا نیکا مدعا کیا ہے
آج مخمور مین پیا کیا ہے
کیا اسیرون کو مار ڈالوگے
جمع کر کیا اچار ڈالوگے
کہ گویا ان تلون مین تیل نہین
اور بچہا اور میں لکا وقت تنہا مین نہین پوچھا
عاقبت عاشق کی گاہ ای گلبدن برد نہین

عزیز۔ شاہ عزیز اللہ دکنی

عزیز تخلص۔ شاہ عزیز اللہ نام۔ دکنی المولد ہے یہہ نہین معلوم ہوا کہ کس شہر کا ہے مگر ۱۱۷۵؁ھ ہجری مین زندہ تہا۔ اسکے بعد مین فوت ہوا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ خاندان مشائخ سے تہا۔ پیرپرست اولیا دوست تہا۔ چنانچہ صاحب نکات الشعرا نے لکھا کہ اپنے شیخ و بزرگ کا ایسا ادب کرتا تہا جہان اُسکا شیخ ہوتا تو

کبھی اسکی طرف پشت نہین کرتا تہا ۔ پیر کے سامنے برہنہ پا نہایت ادب سے جاتا تہا
اور کبھی پیر کے سامنے آنکھہ اٹھا کے نہین دیکھتا تہا ۔ ہم کو بھی نراین کے تذکرہ سے انکے
دو شعر ریختہ دستیاب ہوے ۔ ھو ھذہ

ڈرتا نہین ہون ناوک دلداری کے زخم سے	آنکی نگاہ دیکھہ ترہی ٹل گیا ہون مین
کان نمک ہوا ہون تیرا حسن سبز دیکھہ	نوئی برہ کے جب سے لگی گل گیا ہون مین

عالی ۔ نعمت خان

عالی تخلص ۔ مرزا محمد نام ۔ نعمت خان خطاب ۔ آپ حکیم فتح الدین شیرازی کے فرزند ہین ۔ آپکی والد مع عیال شیراز سے ہند مین آئے ۔ اور یہان سکونت اختیار کی اور عالی کی ولادت ہندوستان مین واقع ہوئی ۔ صغر سنی مین والد کے ہمراہ شیراز گیا اور شیراز کی زمین مین نشو و نما پایا ۔ اور سن شعور کے بعد وہین کتب درسیہ معقول و منقول سے فراغت حاصل کی ۔ ملا محمد شفیعای یزدی کی خدمت مین مشق سخن کرتا تہا ۔ تحصیل و تکمیل کے بعد شیراز سے ہند مین عالمگیری زمانہ مین آیا عالمگیر بادشاہ کے ملازمین مین شریک ہوا ۔ بادشاہ نے پانچ صدی منصب سے سرفراز فرمایا ۔ حیدر آباد کے محاصرہ مین شریک تہا ۔ جب قلعہ گولکنڈہ فتح ہوا تب ایک قطعہ تاریخی بادشاہ کے حضور مین پیش کیا ۔ عطیہ خلعت سے ممتاز ہوا ؎

از نصرت بادشاہ غازی	گردید دل جہانیان شاد
آمد بقلم حساب تاریخ	شد فتح بجنگ حیدر آباد

پہر سنہ ۱۱۰۰ ہجری مین باورچیخانہ کا داروغہ ہوا ۔ اور نعمت خان خطاب پایا ۔

(شکر نعمت واجب) تاریخ کہی۔ عالمگیر کے آخر عہد مین جواہر خانہ کا
داروغہ ہوا اور مقرب خان خطاب پایا۔ عالمگیر کے انتقال کے بعد محمد اعظم شاہ کی
رفاقت اختیار کی اور اُس کے قتل کے بعد شاہ عالم بہادر شاہ کی ملازمت مین رہا۔
سہ ہزاری منصب اور دانشمند خان خطاب سے سر بلند ہوا۔ شاہ عالم کے حکم سے شاہنامہ
تیموریہ لکہنا شروع کیا۔ مگر موت نے اسقدر مہلت نہ دی کہ وہ نسخہ تمام کرے آخر شہر لاہور مین
سنہ ۱۱۲۱ ہجری مین فوت ہوا۔ بعض بزرگان عمر رسیدہ سے سینہ بسینہ معلوم ہوا کہ عالی صاحب
ترجمہ نے حیدرآباد مین اس دار ناپایدار سے عالم بقا کے طرف رحلت کی۔ اور میر مومن
استرابادی کے دائرہ مین مدفون ہوا۔ فقیر مولف نے دائرہ مین تلاش کیا مگر کہین قبر کا
پتا نہین ملا۔ اور بقول ناقلین کے قبر پر نام مرقوم ہے مجھکو کوئی قبر ایسی معلوم نہین ہوئی
کہ جسپر صاحب ترجمہ کا نام کندہ ہو۔ والعلم عند اللہ بحقیقۃ الحال۔
تذکرہ نویسون کی تحریر سے اور صاحب ترجمہ کی تالیف سے یقیناً ثابت ہوتا ہے کہ
عالی عالمگیر کے ہمراہ دکن مین زمانہ دراز تک سکونت پذیر رہا ہے۔ اور عالمگیر کے فوت ہونے
کے بعد اعظم شاہ کی ملازمت مین تہا اعظم شاہ کے قتل کے بعد شاہ عالم
بہادر کے ملازمین مین منسلک رہا۔ بہادر شاہ کے عہد مین بمقام لاہور فوت ہوا چنانچہ مذکور ہوا
نور جہان کے باغ مین راوی ندی کے کنارے شہر لاہور مین مدفون ہوا۔ ہذہ ماخوذہ
من تذکرہ گلزار عنا وغیرہا۔
عالی عالم فاضل و ادیب کامل جامع فنون کمال و عجوبہ عدیم المثال تہا۔ انشا پردازی
مین بے نظیر ظرافت و بذلہ سنجی مین بے عدیل تہا۔ ہجو گوئی مین استاد۔ ہجو مین اُس کا
قلم شمشیر خون ریز اور صور رستخیز ہے۔ وقایع گو لکنڈہ سے اسکی شوخی طبیعت معلوم ہوتی ہے

ہجو بلیغ کرتا ہے۔ زور قلم سے شاہی فوج کو دباتا ہے۔ اور ابو الحسن تانا شاہ والی گولکنڈہ کی تائید کرتا ہے
وقایع کے دیکھنے سے نعمت خان کی لیاقت و قابلیت ظاہر ہوتی ہے کہ علوم عقلی و نقلی کا جامع تھا۔
عمدۃ الملک جعفر خان وزیر اعظم کے فرزند کامگار خان کے شادی کی ہجو میں ایک قطعہ عجیب و غریب لکھا ہے
مشہور انام ہے عالمانہ نظم ہے۔ چونکہ وہ قطعہ دیر کو نہایت مشکل الاحل تھا غلام علی آزاد بلگرامی نے خزانہ عامرہ میں
اسکی شرح بتقاضائے احباب لکھی ہے۔ وہ قطعہ کیا ہے ہجو صریح ہے اور آزاد کی شرح طویل۔ فقیر مولف طوالت ہجو کی وجہ سے صرف قطعہ کا
اول بیت پر اکتفا کرتا ہوں۔ فارجع الیہ ان کنت طالبا۔ ھو ھذا

بار دیگر کہ خدا شد خان عالی منزلت — با کمال عز و تمکین با وقار زیب و زین

ایک وقت نعمت خان نے زیب النسا بیگم کی سرکار میں جیغہ مرصع فروخت کیا۔ مدت
گذر گئی مگر اسکی قیمت وصول نہیں ہوئی ایک رباعی لکھکر پیش کی ؎

اے بندگیت سعادت اختر من — در خدمت تو عیان شدہ جوہر من
گر جیغہ خریدنی ست پس کو زر من — ور نیست خریدنی بزن بر سر من

بیگم نے رباعی دیکھتے ہی پانچ ہزار روپیہ مع جیغہ مرصع مرحمت کیا۔ بیگم نہایت ہی
قدردان و جوہر شناس تھی۔ خود دیوان کے دیباچہ میں لکھتا ہے کہ میں ابتدا حال میں
طبابت کا شغل موروثی رکھتا تھا اسکے لحاظ و مناسبت سے حکیم تخلص اختیار کرتا تھا
آخر چونکہ حکیم لفظ حکیم کی تصحیف ہے ترک کیا حسب ارشاد استادی دانشمند خان عالی
تخلص اختیار کیا۔ ظریف الطبع و لطیف الوضع اسکے ہر فقرہ و ہر ایک مصرع سے
ظرافت و خوش طبعی و شوخی عیان ہے۔ انشا پردازی میں شوخ و دلیر ہے۔ موقع
و محل کا بڑا لحاظ رکھتا ہے۔ جامع فنون کمال و اعجوبہ عدیم المثال۔ جامع العلوم
والفنون تھا۔ ہر ایک علم و فن کے اصطلاحات سے ماہر تھا۔ علم ہیئت و نجوم اور رمل میں

علماً و عملاً قدرت کاملہ رکھتا تھا۔ تبریز و اصفہان و شیراز کے علماء سے استفادہ کیا تھا باوجود جامعیت کمالات مستقل مزاج نہیں تھا کبھی حکیم بنتا تھا۔ کبھی صوفی کبھی متکلم ہر ایک رنگ کا ہمرنگ ہوتا تھا۔ صاحب تالیف و تصنیف تھا۔ من التصانیفہ واقعات گولکنڈہ۔ و جنگ نامہ۔ و مضحکات و حسن عشق وغیرہا۔ صاحب دیوان ہے

من اشعارہ الفارسی

نکہ زلف خوبروے زار می سازد مرا — آخر آن ہندو بچہ زنار می سازد مرا
خوش نمی آید دل آسودہ محبوب مرا — بد شود با ہر کہ گوید پیش او خوب مرا
چو یار محرم بزم شراب کرد مرا — نگاہ گرم رقیبان کباب کرد مرا
کار با طرفہ جفا پیشہ افتادہ مرا — کہ نہ یادم کند و نی رود از یاد مرا
ز عیش رفت بباد آنچہ بود در گرہم — چو گل شگفتگی دل خراب کرد مرا
در تماشا آرد وصال دوستان مشتاق را — حلقہ صحبت نمی باشد کم از جام شراب
نیشکر بر بند بند خویش خنجر بستہ است — تا بدانی ہیچ نوشی در جہان بی نیش نیست
تن سیم آن سیمین بدن باشد در آغوش رقیب — دیدہ ام تقویم را شب قمر در عقرب است
دم شمشیر چو بر سنگ رسد بر گردد — سخن تند با سنگدلان نادانی است
در نحوست بخت سیاہی دارم و چشم تری — از سواد ہند تا سرچشمہ جیحون از من است
سعی بیجا است ملاقات مردم عالم — ہمین کہ دست نہ دہد با سر سلام شدہ است
فیض با افتادہ کوے قناعت یافتہ است — سایہ بال ہما نور سعادت یافتہ است
اہل غفلت را بدنیا نیک و بد معلوم نیست — خواب شب تعبیر خواہد یافت چون فردا شود
اہل سعادت از پی ایذا نمی شوند — بر تیہوی کسی پر و بال ہما ندید

چون دل از کار شد از کام شدم شیرین کام
بیخودی فرصت تصویر نقاش نداد
گشت امید مرا نشو و نما معکوس شد
بزم وصل او کاش انعقاد هم میشد محرم
کوکب سوخته میکرد گر اندک مددے
از عصای خویش طفلی را جنیبت میکشیم
گیرد نگه چشم تو شاید بکمندش
بیاض گردنت از بوسه هر جا نقطه می خواهد
هر که پیر شد این سخن عمر دوباره چون شود

آخر این شیشه شکستند و بنا تم داوند
جان کشید از تن و جان نکشیده است هنوز
رو بپایین میکند قد همچو باران دانه ام
که چون آئینه حرفی از پس دیوار می گفتم
همچو آتش بدل سنگ تو جا می کردم
از رکابش در وقت نیسواری نیستم
رم کرده تر از آهوی صحرا است دل من
بدستم ساعتے بسپار و سیر پنجابم کن
از برای رمی بر و باز بیا که همچنین

عاصی شیخ نور محمد برہانپوری

عاصی تخلص شیخ نور محمد نام۔ چمنستان شعرا کے مولف نے لکھا کہ آپکے والد کاشغری الوطن ترکی گو تھے۔ وطن مالوفہ سے ہند میں وارد ہوئے۔ نواب جنتہ خان کاشغری کے ہمراہ دلی میں سکونت اختیار کی۔ نوابصاحب آپکے والد بزرگوار کے حال پر مہربان تھے۔ ہر وقت حسن سلوک سے سرفراز فرماتے تھے۔ مدت دراز تک آپکے والد نواب کی رفاقت میں رہے۔ جب نوابصاحب فوت ہوئے تب عاصی کے والد دلی سے شہر برہانپور خاندیس میں آ گئے۔ اسوقت نواب آصفجاہ اول مرحوم کے عم بزرگوار نواب نصیرالدولہ عبدالرحیم خان بہادر برہانپور کی صوبہ داری پر مامور تھے صوبہ دار صاحب کی خدمت میں ملازم ہوئے۔ مدت العمر نواب صاحب کی خدمت میں رہے۔

جو کام آپکے سپرد کیا جاتا تہا اُسکو حسن اسلوب سے انجام دیتے تہے۔ فانی المشرب طالب درویشی۔ رقیق القلب حلیم الطبع تہے۔ علم تصوف و حقائق معرفت مین بے نظیر تہے۔ مولوی رومی کی مثنوی کے مطالب کو عمدہ طرح سے بیان فرماتے تہے آپکے حلقۂ درس مین مشائخ و شائقین شریک ہوتے تہے۔

پس شہر برہانپور مین عاصی صاحب ترجمہ کی ولادت باسعادت واقع ہوئی جب آپ سنہ سن شعور کے میدان مین سبقت کی تب آپکے والد فردوس برین روانہ ہوئے۔ آپ مولوی شاہ غلام محمد صاحب کے مرید ہوئے۔ مولوی صاحب و دیگر علما کی خدمت مین کتب درسیہ عربی و فارسی پڑہنے لگے۔ سولہ برس کی عمر مین فارغ التحصیل ہوئے۔ تحصیل کے بعد آپکو شعرگوئی کا شوق ہوا۔ قدرۃً طبیعت موزون تہی۔ اور سخن سنجی سے دلچسپی بہی تہی۔ شعرگوئی شروع کی۔ اور کلام کی اصلاح میرزا محمد علی تسلیم برہانپوری سے لینے لگے۔ استاد کی توجہ سے تہوڑی ہی مدت مین شاعر ہوگئے۔ شباب کا عالم تہا مزاج مین چالاکی موجزن تہی۔ آپنے اپنے آقائے قدیم نواب نصیر الدولہ بہادر کی مدح مین ایک قصیدہ موزون کرکے پیش کیا۔ فقیر سوانح کو آپکے قصیدہ کے دو شعر دستیاب ہوے **ھو ھذا**

سینہ ام از گریہ شوقت بصد جا گشتہ است | کردہ ام از آب این آئینہ را رشک گہرے
مصحف حسنی و تو نور افشان بہر صدر ازل | تا شدم در وصف او سرگرم معنی گستری

نواب صاحب نے عاصی صاحب ترجمہ کو خلعت و انعام سے سرفراز فرمایا۔ اور کتبخانہ و قلمدان کی داروغگی پر متعین فرمایا۔ تا بہ زندگی نواب کے کتبخانہ کے داروغہ رہے نواب صاحب کے فوت ہونے کے بعد عالیجناب غفران مآب حضور آصفجاہ اول کی

خدمت مین ملازم ہوئے - ملازمت کے بعد حضور کی مدح مین ایک قصیدہ اور ایک غزل پیش کیا - حضور آپکے کلام سنجیدہ و پسندیدہ سے بہت خوش ہوئے - اور آپکے کلام کی احسنت و مرحبا کہہ کے داد دی - اور آپ کی غزل پر ایک غزل بداہتہً کہی - اور اسیوقت سنائی - عاصی نے سنکے عرض کیا کلام الملوک ملوک الکلام ہے - حضور نے منصب مناسب پر مقرر فرمایا - علاوہ منصب وقتاً فوقتاً عنایت و مرحمت سے سرفراز فرماتے تھے - حضرت آصفجاہ مرحوم کے بعد ناصر جنگ شہید و نواب صلابت جنگ کی خدمتمین رہے حسب دستور ماہوار منصب پاتے رہے آخر سنہ ۱۱۶۶ ہجری بقول بعض سنہ ۱۱۶۵ ہجری مین نواب میر نظام علیخان اسد جنگ آصفجاہ ثانی کی خدمت مین مقرر ہوئے - نواب صاحب نے میر عبد الحی خان صمصام الملک بہادر صوبہ دار برار کے ہمراہی مین روانہ کیا - آپ چند مدت برار مین نواب کے ہمرکاب رہے -

مردم دیدہ کے مولف نے لکہا کہ مین نور محمد عاصی سے میر معروف حسین خان کے ولیمہ پر ملا تہا وہ پہر میرے مکان پر تشریف لائے - بہت محبت و شوق سے ملے - لائق شخص ہین آپکی طبیعت سلیم حلیم ہے آپکا کلام صاف و پاکیزہ ہوتا ہے - خوب کہتے ہین آپکی زبان میر عزلت کی زبان سے زیادہ صاف ہے ایک غزل مین فقیر کو یاد کیا ہے انتہی کلامہ -

جب آپ برار سے اورنگ آباد مین آئے تب آپنے نوکری ترک کی - اور درویشی اختیار کی چند روز فقیرانہ اورنگ آباد مین رہے پہر وطن مالوفہ برہانپور کو روانہ ہوے چند روز کے بعد عالم بقا کیطرف رحلت کی - یہہ واقعہ سنہ ۱۱۷۵ ہجری مین واقع ہوا شہر مذکور مین مدفون ہوئے -

من اشعاره الفارسی

ساقی اگر وصف آرد بدست آیینه را — سازد از جام نگاه خویش مست آیینه را
می‌شنید پیش روی تو سحر با اعتقاد — شعلهٔ حسن تو کرد آتش‌پرست آیینه را
تا قیامت باز خواهد داشت چشم خویشتن — پیش رخسار تو حیرت نفس بست آیینه را
از تغافل‌های او در سینه شد دل لخت لخت — زخم نگاه‌های آن ظالم شکست آیینه را

وله

آه دل خون شد از جدائیها — تسلیم کرد آشنائیها
داغ شد لاله تا بصحرا دید — گل بنقش برهنه پائیها

وله

فتاده عکس رخش بی‌حجاب در ته آب — نمود جلوهٔ صد ماهتاب در ته آب
چنان ز هجر عاصی گریست ای ظالم — گشت خانهٔ مردم خراب در ته آب

وله

صورت خود دید در آیینه و از خویش رفت — ساقی مست جام لعل میگون خود است
مصرع خود را اگر سرو سهی موزون نو — غنچه هم در فکر بند و بست مضمون خود است
اعتبار دولت دنیا بچشم عشق نیست — دامن ما پر گهر از چشم پر خون خود است
رو نمی‌آرد دل عاصی بسوی هیچکس — تا جمال یار در خود دیده مفتون خود است

وله

بسکه داغ سجده بر لوح جبین کردیم طرح — از برای نام خود نقش نگین کردیم طرح
تا بپوشد خرقه را کردیم رنگ از خون دل — تا لباس خاکساری چنین کردیم طرح
تا کرد هم از آن کاکل مشکین سخنی طرح — کرد پیدا هر طرف سواد ختنی طرح
در گلشن آیینه عکس تو بپا کرد — از پرتو رخسار تو شد یاسمنی طرح

وله

با قد خم شد از در کسی آه بیچ — تیغ ناوک ترکمان جست خدا خیر کند
میروم در سفر عشق بچشم گریان — راه این بادیه آب است خدا خیر کند

حسن شانه دام بلا بود بدل — شانه با زلف تو پیوست خدا خیر کند

ولہ

اوراق دلم را چو پریشان کند آن زلف — با تار نگه از مژه شیرازه کند چشم
گر یک قدم از لطف گزاری سوی عاصی — از دل بکند خانه و دروازه کند چشم

ولہ

ز دود آه ما این گنبد میناست میدانی — سحابش از کف دریای اشک ماست میدانی
نباشد بر فلک رنگ شفق قاتل که می‌بینی — ز خون کشتگانت این نشان پیداست میدانی
بخون عاشقان از بسکه بازی کرده ظالم — بدست نازکت رنگ زیباست میدانی

رباعیات

تا جلوه گر این آئینه آفاق است — هر کس بجمال خویشتن مشتاق است
از سوز نوای درد کس آگه نیست — این راز ز پردهٔ دل عشاق است

ولہ

در عرصهٔ دهر تا که پیداست سخن — روشن گر آئینهٔ دلهاست سخن
از بسکه بهر کس خریدار نیست — از بیقدری چو ماه نو کاست سخن

ولہ

ای شکل هلال کرده ابرویت — آئینهٔ ماه پرتوی از رویت
آسان نتوان ز بند عشقت رستن — آویخته دل بحلقهٔ گیسویت

من رباعیات الهندی

گر نسخهٔ توحید سے پایا ہے سبق — آ دیکھ ہر طرف کہ ہے جلوۂ حق
ناداں نہ پاوے سخن عشق کی رمز — مانند قلم تا نکرے سینہ شق

ولہ

تجھ غم کی آگ میں کہا ہوں چھپا میں — ڈرتا ہوں تا فلک اڑے پہ شرر کہیں
تجھ قد کی جب سے نقل کیا ہے چمن میں جا — دیکھا نہ تب سے ہم نے روئے ثمر کہیں

ولہ

سمجھے ہیں ہم کہ اب کہیں تم نے دل دیا — بیٹھے کہیں ہو بات کہیں ہے نظر کہیں

آتا نہا تیرے منہ کے مقابل ہو آفتاب | ایسا گرا کہ تیغ کہیں اور سپر کہیں

ولہ

کیا ظلم ہے اے شوخ پلکوں والے | آہستہ سے ہو زخم میں دل کے آ لے
ترچھی تو وہ نظر گذر گئی سینے سے | ورنہ تیر سے بہت میں دیکھے بھالے

عشرت خواجہ ابو البرکات خان

عشرت تخلص۔ خواجہ ابو البرکات خان نام۔ آپ نواب لشکر جنگ بہادر آصفجاہی کے خلف ارشد ہیں۔ آپکا مسقط الراس شہر اورنگ آباد ہے۔ آپکا نشو و نما بھی شہر کی آب و ہوا میں ہوا۔ سن شعور و تمیز کو پہنچ کے کتب درسیہ عربی و فارسی ساتذہ شہر سے ختم کیں۔ آپکی طبیعت شعر و شاعری کی طرف مائل تھی۔ کلام موزون کرنے لگے۔ سید سراج الدین سراج سے کلام کی مشق کرتے تھے۔ طبع رسا و ذہن تلاک پایا سے موصوف تھے۔ خوش خلقی و نیک سیرتی میں معروف تھے۔ آپکا کلام لطف سے خالی نہیں ہے۔ آپکی وفات تخمیناً ۱۱۸۵ ہجری میں ہوئی۔ بزرگان سلف کے مقبرہ میں دفن ہوئے۔ ھو ھذا

شب کہ دل در گرہ کاکل مشکین تو بود | دارمش عقدہ او شانہ رنگین تو بود
درد سر بود بہ از بخت سعید آ نروزم | کہ بہ پیشانی من دست نگارین تو بود
یاد آن لذت آغوش کہ ہنگام وصال | حلقہ و گردن من ساعد سیمین تو بود

من اشعارہ الہندی

میں ہوا جب سے تیری نرگس فتان سے جدا | تب سے نیند خواب ہوا دیدہ حیران سے جدا
رات دن اسد دل بیتاب کی صحبت ہے مدار | آہ سوزان سے جدا اور دیدہ گریان سے جدا

عشق کی آگ میں قائم ہوں گل شمع سا میں | سر کٹا پر نہوا شمع شبستان سے جدا

وله

ہجر کی درد و محبت نے کیا از بس اداس | سر کہیں آنکھیں کہیں اور دل علی ہذا القیاس

وله

کیا ہوا حاصل تمہی توڑ کے اس مفلس کا دل | ہات آتا زر اگر تم توڑتے نرگس کا دل

وله

اغنیا جان گئے جب تک کہ دل پاک تھا | اب تو ہم گذرے سبھوں سے کس کے جان اور کس کا دل

وله

صافی آئینہ کب دل کے مقابل ہوسکے | آب دریا آب گوہر کیونکہ شامل ہوسکے

وله

گلشن دل میں اگر سرو خرامان گذرے | اشک خونی سے گلستان میں طوفان گذرے

وله

مسی پان سے ہے لب پر بہار رنگ حنا بھی | خسارے سے ظاہر ہے قماش سرخ کمخا بھی

پلک یار نے آنکھوں سے ہو گئے غائب | ہمارے اشک خونیں کر گئے پرواز سرخا بھی

ہمارے دلکو عشرت ہے ہمیشہ طاق ابرو میں | کہ جیوں محراب میں خوش تھے سداللہ نور محرابی

وله

دیکھا ہوں جب سے باغ میں اس خوش نگاہ کو | نرگس نے کی ہے گل سے سر بچائے آنکھ

عشرت مدام بد نظر کہہ یہی دعا | دل جائے جان جائے ہر گز نہ جائے آنکھ

عرفان - میر محمد قمر الدین

عرفان تخلص - محمد قمر الدین نام - آپ سید سعد اللہ جانشین مزار حضرت سید شاہ نور حموی کے پوتے ہیں اور میر ضیاء الدین حسین خان کے نواسہ - تذکرہ خزان و بہار کے مولف نے لکھا کہ آپ عالم و حافظ و قاری تھے - خدائے تعالی نے آپکو فی زمانا علم و فضل سے ایسا آراستہ کیا کہ آپ کا نظیر معدوم ہے - آپنے استاد محمد قدرت اللہ بالغ کی خدمت میں دیوان ناصر علی و شوکت و اسیر و چار عنصر شروع سے تا بہ آخر ختم کیں اور اشعار کے مضامین رنگین و معانی دلنشین سے دل و دماغ کو تازہ کیا - ہر ایک

دیوان کے اشعار کا مالہ وما علیہ خوب سمجھا - اور شاعری کے میدان مین قدم رکھا - اپنے ہمسرون سے کئی قدم آگے بڑھ گئے - جو کچھ کہتا ہے خوب کہتا ہے انتہی کلامہ - آپکی رحلت قریب سنہ ۱۱۹۰ ہجری مین واقع ہوئی - شہر اورنگ آباد مین مدفون ہوے - من کلامہ -

گریبان گیر ما ہرگز نشد دست تمنائے		چون مجنون تا بکف آوردہ ام دامان صحرا را

علوی - مولوی سید علوی

علوی تخلص - سید علوی نام - آپ کنی المولد والمنشا ہین - فارسی وعربی مین استعداد کامل رکھتے ہین - عبدالحلیم خان حاکم شاہ نور بنکاپور کی خدمت مین ملازم تھے ملازمت کی وجہ سے وہان سکونت پذیر تھے - مولانا بلیغ جب شاہ نور مین بطریق سیر رونق افزا ہوئے تب آپنے مولانا کی خدمت مین نیاز مندی کا رابطہ قائم کیا - اور اپنے کلام کو مولانا کی اصلاح سے درست کیا تا بزندگی عبدالحلیم خان کی خدمت مین ملازم رہے - آخر سنہ ۱۱۸۵ ہجری مین فوت ہوئے - خوش خلق ونیک محضر تھے - هو هذا

داغ شمع وآہ بینا چشم جام آشنائے		طرفہ طرحے انجمن دارم تماشا کردنی است
من برنگ انگر از سوز جگر ورزندگی		جسم خود صرف کفن دارم تماشا کردنی است
این جواب آن غزل علوی کہ فرمود بلیغ		در دل لعلت بسی دارم تماشا کردنی است
بفران مزاج نازک آن صندلی جسم	ولہ	گر آواز شکست رنگ ئے درسر کند پیدا

مستی عشق بہ پیمانہ سری بنگر فزود
حلقہ قدرو تا نشاء دو بالا بخشید

عابد - میر زین العابدین

عابد تخلص - میر زین العابدین - اصفہانی المولد والوطن ہے - شہر حیدرآباد مین بغرض تجارت آیا تہا - چند مدت دکن مین بسر کرکے وطن مالوفہ چلا گیا - خزان و بہار کے مولف نے لکہا کہ جب حضرت بلیغ حیدرآباد مین رونق افزا ہوئے تب عابد آپکی خدمت مین حاضر ہوا تہا - اور اپنے چند اشعار حضرت کے ملاخطہ مین گزرانا تہا انتہی کلامہ

من کلامہ

تا نقاب از چہرہ آن طناز رو در انداختہ است	شہرہ حسنش بسے در شہر شور انداختہ است

رباعی منہ

عشاق ترا کعبہ و بتخانہ یکے است	با مہر تو آشنا و بیگانہ یکے است
عابد تو بہ گرد خانہا چند روی	ہر جا کہ روی تو صاحب خانہ یکے است

عروج - میر بہاء الدین حسین

عروج تخلص - میر بہاء الدین حسین خان نام آپ ضیاء الدین حسین خان رنگین اورنگ آبادی کے فرزند دلبند ہین - آپکی ولادت سنہ ۱۱۷۵ ہجری مین شہر اورنگ آباد دکن مین واقع ہوئی - سن شعور کو پہنچ کے کتب درسیہ مولوی میر نور الدین فال سے تحصیل کین اور شاعری مین آپکو اولاً میر عبد القادر مہربان سے ثانیاً مولوی بلیغ سے تلمذ ہے - اور مولوی قدرت اللہ بلیغ سے چند کتب عروض قوافی مین پڑہے ہے - اور کلام فارسی ریختہ کی مشق بہی آپسے کی - اور مولوی صاحب کی جناب مین حسن عقیدت و صدق ارادت سے بیعت بہی کی - صوفی المشرب پیر پرست تہے - شعر گوئی سے آپکو دلچسپی ہتی ہے - جو کچہہ کلام موزون

فرماتے ہیں سنجیدہ و پسندیدہ ہوتا ہے۔ تذکرہ گل عجائب میں المقالات الغرائب کے مولف نے لکھا کہ آپنے ایک تذکرہ مسمی بخزان و بہار تالیف کیا۔ اسمیں شعرا معاصرین کا ذکر کیا ہے۔ تذکرہ کے فراہم کرنے میں محنت شاقہ کا متحمل ہوا ہے ابھی تذکرہ کا مسودہ بیضہ نہیں ہوا تھا کہ آپ سنہ ۱۲۳۳ہجری میں فردوس بریں روانہ ہوئے۔ آپکے فرزند بہاء الدین حسین خان ثانی نے مرحوم کے مسودات متفرقہ کو بہت جستجو و تلاش کرکے بیضہ کرایا۔ ان اوراق منتشرہ کا شیرازہ باندھا۔ تذکرہ کی خوبی دیکھنے سے معلوم ہوتی ہے جو کوئی دیکھتا ہے واہ واہ کہتا ہے۔ آپکی محنت و جانکاہی کی داد دیتا ہے۔ آپکے بزرگان سلف نسلاً بعد نسل علم و فضل کے زیور سے آراستہ ہوئے ہیں۔ آپکے جد امجد قاضی مسعود عالمگیری عہد میں عالم و فقیہ متبحر تھے۔ اسی علم و فضل کی وجہ سے آپکے جد امجد کو عالمگیر بادشاہ غازی نے اورنگ آباد کی قضاءت پر مامور کیا تھا۔ اور خدمت قضا کا ضمیمہ خدمت احتساب کو بھی کیا تھا۔ آپکے جد علامۂ عصر تھے۔ دونوں خدمتوں کا کام عمدہ طرح سے انجام فرماتے تھے۔ جد امجد کی رحلت کے بعد آپکے والد ماجد خدمت مذکورہ پر مقرر ہوئے اور اپنے والد کے خطاب سے مخاطب ہوئے۔ یعنے ضیاء الدین حسین خان عالمگیری زمانہ کے بعد آپکے والد ماجد آصفجاہ اول کی خدمت میں آئے۔ حضرت نے آپکے والد کی بہت خاطر و مدارات کی۔ اور خانسامانی و داروغگی کی خدمت عطا کی۔ صاحب ترجمہ والد کی رحلت کے بعد اعلیحضرت آصفجاہ ثانی کے عہد میں ترقی مراتب کے اوج پر عروج کرتے رہے آخر آپکی رحلت سنہ ۱۲۳۳ میں واقع ہوی۔ اور اورنگ آباد میں جد امجد کے قریب اس مقبرہ میں جو نہر سول کے کنارے واقع ہے دفن ہوئے۔ ص ۲۰ شعارۂ الفارسی

بجا گستر نشاند تاب رویت آتش گل را　　پریشان میکند سودای زلفت طبع سنبل را

شود از جلوهٔ حسن تو روشن دیدهٔ عاشق | سواد سایهٔ گل سرمه باشد چشم بلبل را
عروج از بسکه از زلف بتان فکر رسا داری | رگ اندیشه‌ات پیچیده سازد موج سنبل را

وله

بهر محفل که آن تکلیف مستان میشود پیدا | شکست توبه از گبر و مسلمان میشود پیدا
شهید نگاه سحر جوش نیرنگ دگر دارد | ز خاک کشتهٔ لعل تو مرجان میشود پیدا

وله

ریختی در کار نمود حسن تابان ترا | هست خورشید از رخت صبح گریبان ترا
تشنه رنگ افزا کرشمه حسن مهوش ترا | باده کرد آتش زبان لعل تنگ جوش ترا
دامن افشان گذشت از تربت نگار ما | موج بهار شد رگ سنگ مزار ما

وله

پیچ کاکل مشکین خویش را ظالم | متاب اینقدر ای سنگدل رگ جان را

وله

نغمه پردازی من کرد چو آهنگ عروج | شور از حلقهٔ مرغان غزلخوان برداشت

وله

محفل خوشدلان را نیست سامان احتیاج | در شب مهتاب کی باشد چراغان احتیاج

وله

سکه صحرا در رفت و دور مجنون هم گذشت | سکهٔ ملک جنون اکنون بنام من بود
کرد غمگین فکر فردا خاطر شاد مرا | بر سر هم آرای فغان امروز جلاد مرا
شب که مخمور رنگ نقش چشم آن مخمور بود | خامهٔ بهزاد ما از ریشهٔ انگور بود
باده چشم مست او رنگ دل را بشکند | بسکه جوش آن قدر این می که مینا بشکند
وسعت آباد جنون آیینه دار حسن کیست | صد بیابان بر بیابان رسد گر تیشه خارا بشکند
قد ترا قیامت ناز آفریده اند | زلف ترا ز عمر دراز آفریده اند
ای فدای مختصر قد تو بالای پری | وی بقربان سراپایت سراپای پری

مو۲ شعراء الهندی

کب اک رہیگا ہم سے تو بیزار دیکھنا | جتنا ہے کان تلک ترا انکار دیکھنا

تیر مژگان مارتے ہو میرے سینہ مین — مگر مرضی نہین ہے مخلص کے جینے کی
روئے خوب سکو دیا حق نے ہمین بخت سیاہ — اُسطرف صبح وطن شام غریبان اسطرف
یون ظلم اے پیارے کر تو کیا کرے گا — اے دل اُس زلف مین اٹک تو سہی
یہہ بہی اک عاشقون کا سودا ہے — شاخ ریحان ہو اگر آہ میری رو نہین

عاشق - میر کلان خان کابلی

عاشق تخلص - میر کلان خان نام - آپکا وطن اصلی کابل ہے - وطن سے ہندمین آئے وزیرالممالک نواب نظام الملک بہادر کی ملازمت مین رہے - نظام تخلص کرتے تھے مدت تک نواب کے سایۂ عاطفت مین زندگی بسر کرتے رہے - مرادآباد کے سفر مین نواب صاحب کے ہمراہ تھے - جب نواب نظام الملک دکن کی طرف متوجہ ہوئے - تب عاشق فرخ آباد مین پہنچے - دولت بنگش کے سایۂ عاطفت مین پناہ گزین ہوئے - اُسوقت تخلص بجائے نظام عاشق اختیار کیا - آپکا کلام تسخیر قلوب مین سحر سامری کا کام کرتا ہے ہر ایک کے نزدیک مرغوب دل ہے - آپکا سنہ انتقال معلوم نہین ہوا - هو هذه

گر چنین غمزہ او دشمن ایمان باشد — کافرم گر بجہان نام مسلمان باشد
ہرگاہ بار رقیب بیا بر گذشتہ ایم — بیگانہ وار از سر آن در گذشتہ ایم
عاشق بکوئے یار ز احوال ما مپرس — این نیست سرگذشت کہ از سر گذشتہ ایم

عشق - مرزا جمال اللہ اورنگ آبادی

عشق تخلص - مرزا جمال اللہ نام - آپ مرزا داؤد کے فرزند ہین - اورنگ آبادی المولد ہین

طبع موزون و فکر رسا سے موصوف ۔ اور متانت وضع و لطافت مزاج مین معروف تھا۔ خوش سلیقہ و خوش طریقہ تھا۔ عالم شباب مین شعرگوئی کا شوق پیدا ہوا۔ میدان سخن مین خوب جولانی کرنے لگا۔ طبیعت کی چالاکی و شوخی دکھلانے لگا۔ کلام شستہ و مضمون برجستہ کی جوڑ ملانے لگا۔ رفتہ رفتہ مرتبۂ سخن کو درجۂ بلند پہ پہنچایا سنہ ۱۱۷۸ ہجری مین زندہ تھا۔ جب میان نور العین واقف بٹالوی و عبد الحکیم حاکم لاہوری سنہ ۱۱۷۵ ہجری مین اورنگ آباد آئے اُن سے استفادہ کیا۔ واقف آپکے حق مین کہتا ہے

س دیدیم کتب خانہ ہفتاد و دو ملت ٭ غیر از سخن عشق نشد منتخب ما

ظریف الطبع و شگفتہ جبین تھا۔ احباب سے نہایت خوش خلاقی و محبت سے ملتا تھا۔ مرد خوش صحبت و با مروت تھا۔ سنہ ۱۱۹۵ ہجری مین فوت ہوا۔

مرآۃ الشعراء الہندی

اگر وہ قاتل جان سخن کھینچے تیغ ابرو کی
مین وہ تشنہ کام تیغ قاتل شمع کے مانند
ادھر بلبل گذر جا گل سے اودھر گل گلستان سے
سخن اوسکے دہان تنگ سے ہوتا ہے یون ظاہر

وله

ہماری ہر بن مو سے زبان شکر پیدا ہو
کٹی گردن سے میری ور زبان شکر پیدا ہو
جو تو گلزار سے گذرے تو کیا ہنگامہ برپا ہو
نزاکت سے نگہ گویا کہ چشم مو سے نکلے

عاشق ۔ مرزا عاشور بیگ برہانپوری

عاشق تخلص ۔ مرزا عاشور بیگ نام ۔ آپکا اصلی وطن برہانپور ہے ۔ آپ سنہ ۱۱۷۵ ہجری مین برہانپور سے اورنگ آباد آئے ۔ اُسوقت آپکا عالم شباب تھا۔ ذکی الطبع و ذہین تھے ۔ علمی لیاقت بھی درست تھی ۔ شعرگوئی کا شوق دلمین پیدا ہوا۔ طبیعت کی چالاکی سے

شعر ریختہ موزون کرنے لگے۔ اور شاہ سامی اورنگ آبادی سے اصلاح لینے لگے چند ہی روز مین آپکا کلام صاف و شستہ ہوگیا۔ سنہ ۱۲ ہجری مین آپکا انتقال ہوا۔

من اشعارہ الھندی

جو مست جام شیشۂ صہبائے سبز ہے	ولہ	بڑھ جاہے اُسکو ہوئی اگر یہہ خمار سبز
دشمنون کی کیا مگر آئی ہے موت	ولہ	چیونٹیون نے اب پر نکالے الحفیظ
چشم بیمار بتان گلشن مین دیکھہ	ولہ	نرگس حیران کو یرقان ہے
عشق کے کشور کا جو سلطان ہے	ولہ	ہر دم مہر و مہ قربان ہے

عاشق - میر یحیی برہانپوری

عاشق تخلص - میر یحیی نام - عاشق علیخان خطاب - برہانپوری المولد ہے کتب فارسیہ مین استعداد و قابلیت رکھتا تھا۔ انشا پردازی مین یگانہ تھا۔ بندگانعالی نواب آصفجاہ کی خدمت مین منصبدارون کے زمرہ مین ملازم تہا۔ لشکر ظفر پیکر مین زندگی بسر کرتا تھا۔ سفر و حضر مین ہمرکاب رہتا تھا۔ زبان ریختہ مین شعر گوئی کا شائق و عاشق تھا۔ موزون الطبع و خوش فکر تھا۔ جو کچھہ کہتا خوب کہتا تھا۔ آپکے اشعار ایہام و تلازم شعریہ سے خالی نہین ہوتے تھے۔ اکثر ایہام و تلازم شعریہ کا لحاظ کرتے تھے۔ آپکا کلام اسی وجہ سے خواص و عوام مین مشہور ہے۔ ارباب مذاق نہایت رغبت سے مطالعہ کرتے ہین۔ آپکا انتقال ۱۱۸۷ ہجری کے قریب ہوا۔

من اشعارہ الھندی

اوٹھا ہے ابر برق کیا طوفان لاویگا		کر وسب یار مل سامان شیشۂ دارو کا

اب تو کچھہ باقی رہا ہنہین ولہ کیا مگر ہیچون خدا
جمیعت میری ہے عشق بازی مین ولہ جبسے دلبر نے مجکو ہار دیا
جام کو لب سے آشنا مت کر ولہ نام اوسکا پیا کٹورا ہے
جس گھر مین جب تلک تھے ولہ ہیچ کہاتا تھا فقیر
گشت کو توال کرو موقوف ولہ آج کی رات جام بھرا ہے
نشہ اونری محبت کی ہماری ولہ کہا وسبزی خط سبزی کو پیاری
مین کہا تیرے بدل پر کیا بہلی لگتی ہے رکھہ ولہ ہنس کہا جوگی پیہرنے خاک لگتی ہے بہلی
مجھہ کلیجے مین برہ کی تجہ پلک سول ہے ولہ ہے حال اپنا کیا لکھون پیاری یہہ ہول ہے
ہر ایک پانو کے پیچہ چہ منا تیہ ہے اوسکا ولہ گرزک عاشق علیخان کو مستی مین بہاتی ہے
ہات پر ہات میرے دہر کے چلے آئے سات ولہ دیکہہ طالع کے مدد آج پڑی میرے ہات
جسوقت جان نکلی مجھہ پاس کوئی نہ آیا ولہ شمشیر تیری ایکدم بیٹھی تہی میرے سرپہ
جب نقش اس صنم کا نقاش کہینچتا ہے ولہ بازو کے کہینچنے مین دو ہات اینچتا ہے
ہین شہید کربلا سب سرخ پوش ولہ مصطفیٰ کی آل کا کیا رنگ ہے
صاف دل آرسی سا کوئی نہین ولہ لیک منہ دیکھے آشنائی ہے

مجیب - محمد عبداللہ حیدرآبادی

مجیب تخلص - محمد عبداللہ نام - چہوٹے صاحب عرف ہے - آپ حیدرآبادی المولد ہین - فارسی مین مستعد طالب العلم ہین - شعرگوئی کا شوق انہین پیدا ہوا - زود طبیعت سے فکر کرنے لگے اور کلام کی اصلاح مولوی شمس الدین فیض المتوفی سنہ ۱۲۴۳ ہجری سے

لینے لگے چند مدت تک کہتے رہے۔ استاد کی اصلاح سے کلام درست و صاف ہوگیا فارسی و اردو زبان مین کہتے ہین۔ خوش مزاج و نیک سیرت ہین۔

من اشعارہ الفارسی

در چین گریہ چشم بر شبنمش — سلک گہر کنم قطرہ اشکبار را
از سوزش ہوائے دم سرد مردہ ام — پروانہ باد نیست چراغ مزار را

من اشعارہ الہندی

عارض کی تازگی سے بڑہا رنگ یار کا — اس گل سے کہل رہا ہے شگوفہ بہار کا
اور ہرہ وش جو کرتی ہو در پردہ چہیڑ چہاڑ — کافی نہین ہے نام کو پردہ حجاب کا

عدیل۔ محمد عسکری کنتوری

عدیل تخلص۔ محمد عسکری نام۔ آپکا اصلی وطن کنتور ضلع لکہنو ہے۔ آپنے سن شعور کے بعد وطن مین بقدر ضرورت فارسی مین استعداد حاصل کی۔ طبیعت مین تیزی و چالاکی تہی۔ شعر گوئی کی دلمین رغبت کامل تہی۔ مضامین تازہ کی تلاش اور معانی پاکیزہ کی خراش طبیعت مین تہی۔ آپنے زور فطرت و جولانی طبیعت سے شعر گوئی شروع کردی۔ اور میر کاظم حسین حبیب آپکے برادر بزرگ تہے۔ اُن سے صلاح لینے لگے۔ بہائی کی توجہ و اصلاح سے شاعر پختہ کلام ہوگئے۔ ۱۲۹۵ ہجری مین بہائی کے ہمراہ حیدرآباد دکن مین آئے۔ آتے ہی سررشتہ تعلیم مین ملازم ہوگئے چند ہی روز کے بعد ہوم سکرٹری گورنمنٹ نظام کے دفتر مین میر منشی کی خدمت پر ممتاز ہوئے۔ معلوم نہین فی الحال کہان ہین۔ آپکی عمر چالیس سے متجاوز ہے

خدائے تعالی سلامت رکھے۔

من اشعارہ الہندی

خنجر بکف وہ آئے ہین ایک اژدہام ہے ۔۔۔ اللہ میرے قتل کی یہہ دہوم دہام ہے
پرچہ کر دیا ہے شیخ و برہمن کے جنگ نے ۔۔۔ اسلام و کفر دونون کو اپنا سلام ہے
اٹہو بقول آتش مرحوم اے عدیل ۔۔۔ مین معتقد ہی عشق و زمیر اول امام ہے

ولہ

کوئے جانان سے اڑاتی ہے صبا فریاد ہے ۔۔۔ ابر رحمت رحم کر مٹی میری برباد ہے
رنگ آجائیگا رفتہ رفتہ طبع یار مین ۔۔۔ بہہ تعلیم لطافت حسن سا استاد ہے

ولہ

ہوی ہے زخم کاری کی ہوس پہر بسمل کو ۔۔۔ نگاہ آرزو سے ڈہونڈتا ہے تیغ قاتل کو

عنایت محمد عنایت اللہ براری

عنایت تخلص۔ محمد عنایت اللہ نام۔ محمد عظمت اللہ کے فرزند ہین۔ آپکا اصلی وطن قصبہ برنیرہ بی بی ضلع امراوتی برار ہے۔ آپکے والد قصبہ مذکور کی مسجد کے موذن و پیش امام ہین۔ یہ خدمت آپکی موروثی ہے۔ آپ صحیح النسب والحسب ہین۔ آپنے برار کے مدارس مین تعلیم پائی۔ مولوی حسن صاحب مرحوم آروی اسوقت برار کے ہائی اسکول مین صدر مدرس تہے۔ مولوی صاحب سے مدرسہ کے علاوہ پرایوٹ طور سے کسیقدر فارسی کتب درسیہ تحصیل کین۔ اکولہ کالج مین ریاضی وغیرہ کی تکمیل کی۔ اور منشی نور خان صاحب ہیڈ ماسٹر ٹرینگ کالج سے شعرگوئی کی مشق کی۔ سلیم الطبع و مستقیم الوضع ہین۔ سنجیدہ مزاج خوش گفتار و خوش کردار ہین۔ فقیر مولف کے ہم وطن ہین۔ مگر مین دس برس سے اس شہر مین ہون کبہی آپ سے ملاقات کا اتفاق نہین ہوا۔ مین آپکی ملاقات کا مشتاق ہون بصدق

کل مرصعون باوفا تہا کسی وقت ہوجائیگی۔ فی الحال آپکی عمر تخمیناً قریب چالیس برس کی میانہ قد کشادہ پیشانی۔ آہو چشم۔ دراز بینی۔ گہنی داڑہی۔ گندمی رنگ ہین خدا ہمیشہ آپکو خوش خرم رکہے۔ آپ فارسی و اردو دونون زبانون مین شعر کہتے ہین۔

من اشعارہ الفارسی

خرام دیدہ نشستہ بگوشۂ گلزار ۔۔۔ ہمہ تدرو چمن از تو شرمسار اند
چہ دوست ہست ہمین حسن اندرین دنیا ۔۔۔ کہ جملہ مردمان بے دام تا بعد اراند

من اشعارہ الہندی

پہر گلون سے ہوگیا ہے اندنون گلزار سرخ ۔۔۔ عندلیبو فصل گل آئی ہوئے اشجار سرخ

ولہ

جب نظر مقتل عشاق پہ میری پہنچی ۔۔۔ خون سے سرخ تہے میدان ہزارون لاکہون

عراقی دکنی

عراقی تخلص مشہور ہے ولی دکنی کے معاصرین مین تہا چنانچہ ولی کا شعر شاہد حال ہے

ع
تیرے سخن کی نغمۂ رنگین کا سن ولی ۔۔۔ ڈوبیا عرق کیچ عراقی عراق مین

یہ قول لچہمی نرائن کا ہے میرے نزدیک اس شعر سے عراقی دکنی کا ولی سے معاصر ہونا نہین ثابت ہوتا عجب نہین کہ ولی کے نزدیک عراقی سے وہ شاعر جو عراق مین صوفی مشہور گذرا ہے مراد ہو۔ ہان ریختہ کلام سے پایا جاتا ہے کہ ضرور کوئی شاعر ہندی نژاد ولی کا معاصر یا ولی کے بعد گذرا ہو۔ اسکا حال پردۂ ظلمت مین ہے ہمکو معلوم نہین چمنستان مین صرف اسکا ایک شعر ہے ہم بہی اسکو نقل کرتے ہین۔

جسکے جاری نہین نین سون سدا ویران ہے ۔۔۔ مسجد ہو کیونکر بسے جس گانون مین پانی نہین

عاشق ۔ میر قاسم خان اکبرآبادی

عاشق تخلص۔ میر قاسم خان نام۔ آپکے والد باجد خواجہ عبداللہ خان صوبہ مالوہ کے دیوان بادشاہی تھے۔ خدمت سے معزول ہونے کے بعد نواب آصفجاہ مرحوم کی خدمت میں آئے۔ نوابصاحب نے آپکے حال پر بڑی عنایت و توجہ فرمائے بمنصب جلیلہ و عطائے علم و نقارہ سے سرفرازی بخشی۔ نوابصاحب نے متعدد مراتب سرکاری خدمات کے لئے کہا آپنے قبول نہیں فرمایا۔ حضور بندگانعالی آپکی بڑی عزت آبرو کرتے تھے اور آپ بھی حضور سے نہایت خندہ پیشانی و بیباکی سے ملتے تھے۔ حضور جو کچھہ سوال کرتے تھے اسکا جواب نہایت استقلال و جرات بیباکانہ کے ساتھہ دیتے تھے۔ آپکی تقریر سے امرا و دربار دنگ ہوتے تھے۔ اہل دربار میں کوئی ایسا ذکی و تیز رائے زندہ دل و دلیر نہ تھا۔ آپ سب کے نزدیک عزیز القدر و عزیز الوجود تھے۔ بندگانعالی حضور بھی آپکی عظمت و بزرگی کا بڑا خیال فرماتے تھے۔ یہ جناب حضور کی قدردانی و مردم شناسی تھی آخر آپ سنہ ۱۱۵۵ ہجری کے قریب فوت ہوئے۔ میان عاشق صاحب جو آپکے فرزند بھی بندگان حضور کی سرکار میں خانسامانی کی خدمت پر مامور تھے۔ ہونہار و ہوشیار تھے چند ہی روز میں سرکاری کاموں میں صاحب اختیار ہوئے رفتہ رفتہ مرجع خلائق ہوئے اسی اثنا میں بسبب تقدیر آپ سے ایسا جرم ثابت ہوا کہ آپکی عظمت و شان سے بعید معلوم ہوتا ہے وہ یہہ ہے کہ آپنے ایکروز حالت قہر و غضب میں اپنے ایک ملازم کو ایسی سخت سزا دی کہ وہ ہلاک ہوگیا۔ اس سبب سے آصفجاہی غضب جوش میں آیا۔ آپ خدمات مفوضہ سے معزول ہوئے۔ سرکار کے نزدیک اعتبار و اعتماد کے لائق نہیں رہے۔ مگر بھائی کا بہر نظام کی

رحمدلی و ہمدردی ہزار ہا آفرین و تحسین کے لایق ہے۔ آپ معزول تو ہوئے مگر منصب و معاش بدستور جاری رہا۔ نواب آصفجاہ بہادر کے انتقال کے بعد نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کی مصاحبت میں ہے۔ نواب امیر الممالک صلابت جنگ کے عہد میں ماہ ذیحجہ سنہ ۱۱۶۵ ہجری مین اورنگ آباد سے دلی گئے۔ اور وہان گوشہ نشین ہوئے۔ تا عمر دلی مین رہے آخر سنہ ۱۱۸۱ ہجری مین فوت ہوئے۔ جناب آزاد بلگرامی و لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی و سراج و ہمامی و افتخار وغیرہ شعرا اورنگ آباد کے معاصر تھے تمام سے یارانہ تہا۔ آپ طباع و فہیم تھے شعر گوئی کا شوق تہا۔ آپکا کلام نزاکت و خوبی سے آراستہ تہا اشعار درست و مضامین چست ہوتے تھے۔ ہم اب آپکے چند اشعار بطور نمونہ گزارش کرتے مین تا کہ شائقین مطالعہ سے محظوظ ہوویں۔

من اشعارہ الفارسی

ہر سال در بہار بکسب شرف جنون — آید برہنہ پا بطواف دماغ ما
پیش من چون می نباشد میرسم ز درد خمار — شیشہ چون خالی شود پر می شود پیمانہ ام

نواب آصفجاہ بہادر کے آغاز سال شصتم کی مبارکباد مین یہہ قصیدہ لکہا۔

صراحی در بغل دارد قدح در دست می آید — ز بزم جشن آصفجاہ ساقی مست می آید
ز فیض نو بہار سال شصتم اے بلند اختر — تو ذو القرنین عالم ترا در دست می آید
مبارکباد سال نو ترا اے شاہ جم شوکت — ز ماہی تا بہ مہ شاہا ترا در شست می آید
بگردون گرچہ می ساید سر خود ہمچو جمشیدی — بچشم شمسہ کاخ بلندت پست می آید

بدا مانش ز دم دست میدہ خویشتن عاشق
گرد و بخشیدن ہر دو جہان یکدست می آید

عشرتی یزدی

عشرتی تخلص - سادات یزد سے سید صحیح النسب تھا - وطن سے ملک دکن میں آیا - قطب شاہیہ زمانہ میں ترقی کے اوج پر عروج کیا - میر مومن استرآبادی کے سایۂ عاطفت میں خوشحال و فارغ البال رہا - خوش نویسی میں لائق و فائق تھا نستعلیق خط نہایت ہی عمدہ لکھتا تھا - شعر و شاعری سے دلچسپی نہ رکھتا تھا - موزون الطبع و شاعر خوش گفتار و نیک کردار تھا - اپنی خوش کلامی سے یاران ہم مشرب کو خوش و خرم کرتا تھا - آخر عین عالم شباب میں تیس برس کی عمر میں اس عشرت کدہ سے عالم بالا کو روانہ ہوا - سنہ وفات کسی تذکرہ نویس نے نہیں لکھا - مگر ہمکو ایک بیاض قلمیہ سے معلوم ہوا کہ سنہ ۱۰۳۷ ہجری میں فوت ہوا -

من اشعارہ الفارسی

دوستان چو بوستان چون عزم می خوردن کنید　　اول ز یاران دور افتادہ یاد من کنید

وله

مقصد زکاخ و صفہ و دیوان نگاشتن　　کاشانہاے سر بفلک بر فراشتن
گلہاے رنگ رنگ درختان میوہ دار　　در باغ و بوستان ز سر شوق کاشتن
دانی کہ چیست تا بمراد دل اندران　　یک لحظہ دوستی بتوان شاد داشتن
ورنہ چگونہ مردم عاقل بنا کنند　　از خاک خانہ کہ ببایدگذاشتن

عاشق - مولوی سید عبد الودود

عاشق تخلص - سید عبد الودود نام - آپ سید غلام محی الدین التقوی جد سیاح تخلص کے

صاحبزادے ہیں۔ آپکے بزرگان سلف گڑہ ضلع صوبہ الہ آباد میں سکونت پذیر تھے۔ آپکے اجداد سے ایک بزرگ بسبب تقرر جاگیر آل تمغا ضلع بردوان علاقہ بنگال میں آئے عوام و خواص کو احکام دینیہ و مسائل شرعیہ کی تعلیم دیتے تھے۔ چنانچہ مدت دراز تک آپکے خاندان میں درس تدریس کا سررشتہ جاری رہا۔ اور آپکے والد ماجد تک بدستور جاری تہا۔ بناءً علیہ انگریزی گورنمنٹ نے والد بزرگوار کو مدرسہ عالیہ میں مدرسی کی خدمت پر مامور فرمایا۔ عاشق صاحب ترجمہ کی ولادت ضلع بردوان میں واقع ہوئی۔ آپنے سن شعور و تمیز کو پہنچ کے کتب درسیہ عربیہ معقول و منقول مولوی مین اشہد مدرس مولوی سراج الدین علیخان و مولوی غلام سبحان خان قاضی القضاۃ سے ختم کیں۔ اور کتب فارسیہ کی بھی تکمیل اساتذہ مذکورہ سے کی۔ فارغ التحصیل و تکمیل کے بعد سنہ ۱۲۳ ہجری میں حسب الطلب حکام مدراس میں آئے۔ خدمت افتا پر مامور ہوئے چند مدت کے بعد قضائے ترچناپلی عرف شہر نگر پر مقرر ہوئے۔ تقریباً گیارہ برس خدمت قضا پر مامور رہے پہر صدر عدالت میں خدمت افتا پر مقرر ہوئے پچیس برس تک خدمت مفوضہ کا کام عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے۔ آخرش علالت سے سبکدوش کیے گئے چنگل پٹہ کی صدرامینی پر مقرر ہوئے۔ پٹہ مذکور میں سکونت اختیار کی۔ پہر مدت کے بعد بسبب ضعف بدن وظیفہ یاب ہوکے تارک ملازمت ہوئے۔ صاحب التالیف و التصنیف تھے لیکن کثرت اشغال کی وجہ سے بجز دیوان مختصر و چند حواشی کتب متداولہ فارسی کی کوئی کتاب نہیں لکھی۔ آخر آپنے بارہ تاریخ ماہ ذیحجہ سنہ ۱۲۶۹ ہجری میں مدراس میں وفات پائی۔ شاہراہ میلاپور میں نہر کے جانب متصل مقبرہ ولیجاہ بہادر مرحوم مغفور دفن ہوئے۔ انکے اشعار یہ ہیں

از مساس صحفے ویش کہنہ نوشتہ اند	دست از زبان بستہ وز مشق صحو داریم ما

چنین چنین ہا کہ دارم بہ چنین قوت کہن سالی	ولہ	بصد لب میکنم تفسیر رنج ضعف پیری ہا
چہ فائدہ کہ بہمدم دو روزہ پروازم		چو رخصت خویش بنہم ازین جہان تنہا
مرا عاشق باین ضعف بصارت مصرع گشتہ		چو میل سرمہ روشن میکند چشم تماشا را
نکند صبر این دل نادان	ر	کار با سخت جاہل افتادہ است
برہنہ ز جنون خواہد از بدن پوشد	ر	سرے کشد بعدم جامۂ کفن پوشد
عروس فکر ز شوخی ہنوز عریان است		ہزار بار اگر خلعت سخن پوشد
از بس نہ جمع مال جہان میں غنی ترم	ر	دست زدم ز رعشہ و لیکم بران بود
یار دل را ببرد و اشکم چو بہر نور در چشم	ر	نقد را در دم ربود و جنبش سیلاب برد
منتظر را یک نظر انعام دہ	ر	خشک مغزم روغن بادام دہ
درک دہنت محال عقل	ر	در وصف لبت کجا رسائی
نیست در بازار عشقش غیر سودائے جنون	ر	میخرم این مال عاشق میدانیم فرزانگی

عالی - خواجہ کامگار خان

عالی تخلص - خواجہ کامگار خان نام - آپکے نسب کا سلسلہ خواجۂ نقشبند قدس سرہ سے پہنچتا ہے - آپ اورنگ آباد ہی المولد ہیں - آپکی تربیت و تعلیم شہر مذکور کی آب و ہوا میں ہوئی - علمائے عصر سے کتب متداولہ درسیہ ختم کیں معقول و منقول میں عالم متبحر تھے - فقیہ کامل تھے - مسائل جزئیہ کے استخراج کی قوت تامہ رکھتے تھے - متقی و متشرع تھے عالمگیر بادشاہ نے آپکو عدالت عالیہ کی داروغگی کی خدمت عطا کی تھی - فیصلۂ قضایا میں خوب غور و فکر فرماتے تھے - اہل شہر آپسے مانوس تھے - نیک سیرت

وخوش اخلاق تھے۔ شیخ نظام الدین اورنگ آبادی کے مرید وخلیفہ تھے۔ شیخ مرشد سے آپ اور آپکے بھائی خواجہ نورالدین حسن عقیدت رکھتے تھے۔ حضرت شیخ جب شیخ لاپور سے اورنگ آباد مین آئے۔ آپکے ہمسایہ مین فروکش ہوئے۔ اور ایک خانقاہ ومکان تعمیر فرمایا۔ اور ایک مسجد بھی بنائی۔ اور شہر مین ایک نہر بھی لائی تا بزندگی شیخ اُسی مقام مین رہے۔ جب رحلت کی تو اُسی مقام مین مدفون ہوئے مزار پُرانوار متبرک۔ آپنے شیخ کے ملفوظات کو جمع کیا اور اسکا نام احسن الشمائل رکھا۔ شعر گوئی سے دلچسپی تھی خوش فکر ونازک خیال تھے۔ آپکا کلام نزاکت ولطافت سے خالی نہین ہے۔ آپ صاحب دیوان ہین مگر آپکا دیوان نادر الوجود ہے۔ آپنے بمقتضائے موقع ومحل احسن الشمائل مین اپنا کلام درج فرمایا ہے۔ اور تحفۃ الشعرا کے مولف نے بھی آپکا کلام اپنے تذکرہ مین کیا ہے۔ فقیر مولف انہین دونون کتاب سے اشعار منتخبہ گذارش کرتا ہون۔ آپ مدت تک اورنگ آباد مین خدمت داروغگی پر رہے۔ آخر سنہ ۱۱۹۵ ہجری مین عہدہ داروغگی سے سبکدوش ہوئے اور عالم فنا کی کچہری مین پہنچے۔ اعزا واحبا کو ... والم ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

من اشعارہ الفارسی

این دل غم خوردہ را در نگہ جانان ساختند	چشم یار را در پے نظارہ حیران ساختند
قدسیان عالم بالا [illegible]	خون دل خوردند تا لعل بدخشان ساختند
تا کہ حسن آن پری در دو سرا [illegible]	حسن [illegible] چاہ زندان ساختند
[illegible] تا محشر نمرد	آب پیکانش مگر از آب حیوان ساختند
تا ابرویش [illegible] حلقہ شد چون ماہ نو	قامت خم گشتہ عشاق قربان ساختند

ساکنان عالم قدس از ازل شکر خدا | وله | بہر عالی شہ نظام الدین بربان ساختند

طفل اشکم خاکبازی میکند تا روز حشر | وله | چشم خود تا بر غبار خط وے انداختیم

پریشان گیسوئے اورا ازان زنار خود کردم | وله | کہ از روز ازل چون حلقہ زلفش پریشانم

نگاہے یا ادائے کیست در کار من عالی | وله | باندازِ تغافل میکند صد رخنہ در جانم

عشق حکیم عبد الباسط

عشق تخلص ۔ عبد الباسط نام ۔ حکیم الملک خان بہادر خطاب ۔ گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپ مولوی محمد مہدی واصف کے فرزند دلبند ہین ۔ آپکی ولادت باسعادت سنہ ۱۲۳۵ ہجری مین شہر مدراس مین واقع ہوی ۔ اور آپکی تربیت و تعلیم بھی وہین ہوی ۔ آپنے ابتدا مین والد ماجد اور اپنے ماموں حاجی زین العابدین کی خدمت مین کتب عربیہ و فارسیہ ختم کین ۔ اور خان عالم خان بہادر فاروق تخلص سے کتب عربیہ کی تکمیل کی ۔ اور حضرت فاروق سے اصلاح سخن بھی لیتے تھے ۔ آپکی طبیعت شعر و شاعری سے زیادہ مناسب تھی ۔ غزل و قصیدہ بمضامین دلکش بسرعت تمام موزون کرتے تھے آپکے کلام سے معلوم ہوتا تھا کہ مضامین کی طبیعت مین آمد تھی گویا تازہ تازہ مضامین آپکے میدان خیال مین دست بستہ کھڑے ہوئے ہین ۔ جب چاہتے تھے فی البدیہہ مضامین متفرقہ و معانی جدیدہ کا شیرازہ باندہ کے گلدستہ کیطرح اہل کمال و سخن سنجان نازک خیال کے جلسہ مین پیش کرتے تھے ۔ بزرگان جلسہ آپکے کلام فصاحت انجام کی داد دیتے تھے ۔ تحسین و آفرین کے ساتھہ واہ واہ کہتے تھے ۔ آپ فن طبابت یونانی و انگریزی مین قدرت کاملہ و ملکہ تامہ رکھتے تھے ۔ طب انگریزی حکماے فرنگ سے اخذ کی تھی

زبان انگریزی کو مثل عربی و فارسی جانتے تھے۔ اکثر اوقات بیمارون کے معالجہ مین صرف فرماتے تھے۔ اور آپ تواریخ و واقعات سلف سے زیادہ رغبت رکھتے تھے اور زمانہ کے حالات سے واقف ہونا پسند کرتے تھے۔ بنائً علیہ آپنے ایک اخبار مسمی بہ تمیز الاخبار جاری کیا تھا۔ یہہ اخبار ہفتہ واری تھا۔ ہفتہ مین ایکبار طبع کرکے تقسیم فرماتے تھے۔ فقیر مولف کو یہہ امر معلوم نہین ہوا کہ وہ اخبار کب تک جاری رہا اور کب موقوف ہوا۔ آپ سر سالار جنگ مختار الملک بہادر مدار المہام سرکار عالی نظام کے عہد مین مدراس سے حیدرآباد دکن مین تشریف لائے۔ صیغۂ منصب مین ملازم ہو کر مدة العمر صیغۂ مذکور مین مامور رہے۔ ہمیشہ بیمارون کے معالجہ اور طلبہ کی تدریس مین مصروف رہتے تھے۔ آپ صاحب اولاد تھے۔ آپکے باقیات الصالحات سے خیرخواہ قوم جناب ملا عبد القیوم صاحب مولوی عبد الحی صاحب مولوی عبد السلام وغیرہ ہین۔ ملا صاحب سنہ ۱۳۲۵ ہجری مین فوت ہوئے اور عبد السلام مجذوب بھی فوت ہوگئے۔ مولوی عبد الحی سلمہ اللہ تعالی یادگار باقی ہین۔ ملا صاحب و مولوی عبد الحی صاحب کا تذکرہ آگے ذکر کیا جائیگا۔ آخر عشق صاحب ترجمہ نے سنہ ۱۳۰۲ ہجری مین اس دار فانی سے بعالم جاودانی رحلت کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور آپکی رحلت کی تاریخ آپکے برادرزادہ مولوی عبد الواجد صاحب نے کہی ھو ھذہ

حضرت عشق آنکہ بفضل و شرف — بود گرانمایہ و والا گہر
در شب پنجم ز ربیع نخست — کرد ز دنیا سوی عقبیٰ سفر
تا شکل گریبان بغمش خلق را — ہم دل و ہم سینہ شد و ہم جگر
واجد ما سال وفاتش نوشت — حادثہ عشق جہان ہنر
۱۳۰۲

من اشعارہ الفارسی

گفتم کہ دل بروئے تو بستم بخندہ گفت
اے نقش نامہ سرنوشت انگونہ خوش سواد

گرمی عشق تو زد در دل ناشاد آتش
صد زبان میکشد از شعلۂ پرسوز بلند

خستۂ عشق ترا ہر چارہ گرے بد تشخیص
دست برداشت کہ من بو علی نبض شناس

پیش زلفت حال دل شیدا کہ کند عرض
لب بسیار بوز سوزے ابرویت ہم تیغ

از کسوت سرتا بدار سبکروحی تنم
سینم بعد شہادت ہم شاہی از خون

چشم شوخت نشد از کشتن عشاق ملول
دیدہ بے دیدار تو از اشک وادی دشت شو

ورد علم ابروان تیغ دو و نیام یک
بر سر راہ آن صنم طرح نماز افگنم

ولہ

این تازہ شاعر بیست کہ مضمون گفت
گر حرف حرف سرمہ چشم نگین کشد

خانہ ام گرد چو آتشکدہ آباد آتش
از غم سوختگان است بفریاد آتش

رنج من گفتہ دگر یک مرض صد تشخیص
طبیش نبض مریض تو کند رد تشخیص

سرگشتگی قیس بلیلی کہ کند عرض
دلیل قوت ضعف سست قامت ہم تیغ

بس بود ہمچون سخن تار نفس پیراہنم
سینہ ہم راست سحرگہ ماہی از خون

نشو و سپر بگلے ہر و سیاہی از خون
چون قلندر سیران بے نماز و با وضو

غمزہ ہر دو چشم تو تیغ یک نیام دو
سجدہ بنقش پا کنم کار یکی و کام دو

عروجی ۔ سلطان فیروز شاہ بہمنی

عروجی تخلص ۔ سلطان فیروز شاہ نام ۔ آپ علاء الدین حسن گانگوئے بہمنی بانی سلطنت بہمنیہ کے پڑپوتے ہیں ۔ آپکی تربیت و تعلیم کا انتظام آپکے عم بزرگوار

محمود شاہ بہمنی نے عمدہ طرح سے کیا۔ تعلیم کے لئے۔ اساتذہ کملا مقرر کئے گئے
چنانچہ ملا فضل اللہ انجو شاگرد علامہ سعد الدین تفتازانی خاص عربی تعلیم کے لئے
مقرر ہوا تھا۔ آپ فطرۃً ہونہار معلوم ہوتے تھے۔ ذہین و فہیم تھے۔ سولہ برس کی
عمر مین ملا سے کتب عربیہ فارسیہ ابتدا سے انتہا تک پڑہین۔ معقول و منقول مین
علامہ ہوا۔ خاص آپکی طبیعت فلسفہ و حکمت کے ساتھہ زیادہ مناسب تھی۔ اور
اس فن سے بہت ہی دلچسپی رکھتا تھا۔ درس تدریس کا شائق تھا۔ ہفتہ مین تین دن
طلبہ کو شوق سے پڑہاتا تھا۔ اور علماء سے مسائل حکمیہ مین بحث و تکرار کرتا تھا۔
اسکی حلقۂ درس مین منتہی طلبہ شریک ہوتے تھے۔ بروز شنبہ تفسیر زاہدی و مطول
و بروز دوشنبہ ریاضی و ہندسہ مین شرح تذکرہ و تحریر اقلیدس۔ بروز چہارشنبہ
کلام مین شرح مقاصد وغیرہ پڑہاتا تھا۔ فصاحت بیانی و طلاقت لسانی سے طلبہ کو
خوب سمجھاتا تھا۔ طلبہ بادشاہ کی تقریر سے بہت خوش ہوتے تھے۔ طلبہ آزادی سے
سوالات و اعتراضات کرتے تھے۔ نہایت خوشی سے سنتا تھا۔ ہر ایک سوال کا
جواب و ہر ایک اعتراض کا رد ایسی خوبی سے ادا کرتا تھا۔ کہ سائل و معترض کو
ساکت کر دیتا تھا۔ طلبہ سلمنا و صدقنا کہتے تھے۔ سنہ ۸۰۰ ہجری مین تخت نشین ہوا
پچیس برس تک عدالت و انصاف کے ساتھہ سلطنت کی۔ ایام سلطنت مین
اکثر ... کا اسباب و فیروز رہا ہے۔
فرشتہ نے لکھا کہ فیروز شاہ صاحب ترجمہ سلاطین بہمنیہ مین از روئے علم و فضل
ممتاز تھا۔ میدان بہادری مین سرفراز۔ خاندان بہمنیہ اس کے وجود نا در الوجود
سے بلند آوازہ ہوئی۔ سلطنت و دولت نے رونق تازہ پائی۔ ملک گشائی مین

ہمہ تن مصروف رہتا تہا۔ مخالفین سے جدال و قتال مین کوتاہی نہین کرتا تہا۔ اسکی بادشاہ
کے عہد مین سلطنت بہمنیہ کا دائرہ بہت وسیع ہوگیا تہا۔ مملکت تلنگانہ و کرناٹک کے
بالاگہاٹ و پائین گہاٹ کا کچہہ حصہ تصرف مین آگیا تہا۔ فوج و خزانہ کی حالت
بہت درست تہی۔ یہہ بادشاہ صاحب تجمہ نہایت ہی رحم دل تہا۔ مفرح القلوب کے مولف نے
لکہا کہ فیروز شاہ صاحب ترجمہ صوفی مشرب غربا پرور و فقرا نواز تہا۔ رقیق القلب و رحم دل تہا
ایک روز دولتخانہ کے دروشنی دریچہ مین بیٹہا ہوا راستے کے گذرنے والون کو دیکہہ رہا تہا
کہ ایک فقیر کشکول ہاتہہ مین لئے ہوئے جا رہا تہا۔ فقیر کو اپنے پاس بلایا اور اسکی کشکول جہولی
مین دیکہا کہ جوار کی روٹی کے چند ریزے ہین۔ دیکہہ کے بہت افسوس کیا کہ میری رعایا
آسودہ حال نہین ہے۔ کوئی بجز نان جوار نہین کہاتا ہے۔ فوراً حکم دیا کہ کوئی فرد رعایا سے
جوار کی زراعت نکرے بجائے جوار گندم بویا جائے۔ فقرا و معذورین کے لئے متعدد
لنگر خانے شہر کے محلون اور کوچون مین قائم کردئے۔ لنگر خانون سے فقرا کو روزانہ گیہون
کی روٹی و حلوا دیا جاتا تہا۔ کبہی حلوے کے عوض گوشت دیتے تہے۔ فقرا فراغت سے
بسر کرتے تہے۔ پہر حسب الحکم تمام دکن مین گندم کی زراعت ہوئی۔ گندم کی اسقدر کثرت
ہوئی کہ تمام دکن مین گندم کا عام رواج ہوگیا۔ کیا امیر کیا فقیر گندم ہی کی روٹی چانول
کی طرح کہانے لگے۔ پہر اول کی طرح فقرا کے توشہ دانون کو دیکہا ہر ایک کے توشہ دان
کو کلیچہ و حلوے سے معمور پایا۔ بہت خوش ہوا۔ اور خدا کا شکر ادا کیا۔

مورخین نے لکہا کہ راتکو بادشاہی دولتخانہ پر چار ہزار سوار اور آٹہہ ہزار پیادہ حفاظت
کیلئے رہتے تہے۔ تمام رات جاگتے تہے۔ سرما و گرما مین برابر تکلیفین سہتے تہے۔ ایک رات
جاڑے کے موسم مین دل مین خیال کیا کہ میری ایک جان کی آسائش کے لئے اسقدر جم غفیر کو

آرام سے محروم رکہنا نہایت بے رحمی ہے دیر تک افسوس کرتا رہا۔ اور خوف خدا سے ڈرنے لگا۔ اور کہنے لگا واحسرتا ایسا نہو کہ خدائے تعالی مجکو قیامت کے دن اس سختی کے ارتکاب مین ماخوذ کرے۔ صبح برآمد ہوتے ہی رات کی چوکیداری موقوف کردی صرف گنتی کے افراد رکہہ لئے۔ اور انکو بہی حکم دیا کہ ساعت گذرے بعد ایک ایک پہرہ بدلتا رہے رعایا کے ساتہہ ہمدردی کرتا تہا۔ غربا کو ظالمون کے پنجہ سے رہا کرتا تہا۔ چنانچہ نہال دختر زرگر کا قصہ ہمارے قول کی تصدیق کرتا ہے۔ لڑکی کو دیورائے والی بیجانگر کے ظلم سے بچایا۔ آخر لڑکی بادشاہ کی ہمدردی دیکہہ کے خوشی سے مسلمان ہوگئی یہہ پورا قصہ فرشتہ مین مذکور ہے۔ فیروزشاہ دوربین و دور اندیش تہا حفظ ماتقدم ضرور کرتا تہا۔ تحفۃ السلاطین و فرشتہ کے مولفین نے لکہا کہ سنہ ٨٠٠ ہجری مین شہرت ہوئی کہ امیر تیمور گورگان ہند مین دوبارہ آنیوالا ہے۔ فیروزشاہ صاحب جسمہ شہرت کے معلوم ہوتے ہی عاقبت اندیشی و پیش بینی سے حسب مشورہ وزرا امیر تقی الدین محمد داماد و میر فضل اللہ انجو و مولانا لطف اللہ سبزواری کو مع تحائف نفائس و ہدایائے لائق امیر کی خدمت مین سمرقند روانہ کیا۔ اور ایک عرضداشت بہی جسمین اطاعت و بندگی کا اظہار کیا تہا بہیجی۔ بہمنی کے سفرا دریا و صحرا طے کرکے دارالسلطنت سمرقند مین پہنچے۔ امیر تیمور کی بارگاہ مین باریاب ہوئے۔ دربار مین سفیرون کی بڑی تعظیم و تکریم ہوئی۔ چہہ مہینہ تک امیر کی خدمت مین مہمان رہے۔ جب سفرا نے بہمنی تحائف و عرضداشت امیر کی خدمت مین پیش کئے۔ تحائف نے قبولیت کا درجہ پایا تب مقربین کے ذریعہ سے سفیرون نے عرض کیا کہ فیروزشاہ منجملہ تابعداران سرکار سے ہے اسکا عزم بالجزم ہے کہ جب آپ دارالخلافہ دہلی تشریف لائین یا کوئی شاہزادہ آئے تو اسوقت از روئے بندگی کمربستہ ہوکے دکن سے دہلی مین حاضر ہوگا۔ اور جان نثاری کے

مراسم بجا لائیگا۔ امیر تیمور سفرا کی تقریر سنکے فیروزشاہ صاحب ترجمہ کے حسن اخلاق سے بہت خوش ہوا۔ جوش خوشی سے فرمایا کہ ہم نے فیروزشاہ کو گجرات و دکن و مالوہ کی سلطنت عطا کی۔ اور لوازم شاہی یعنے چتر وغیرہ سکے رکہنے کی اجازت دی۔ اور ایک فرمان اسی مضمون کا فیروزشاہ کے نام سے بہیجا۔ اور فرمان مین فرزند خیرخواہ لکہا۔ اور ایک کمر زرین و شمشیر مرصع و چار قبضہ ملوکانہ اور ایک غلام ترکی و چار اسپ نامی بہیجے۔ اور سفیرون کو انعام واکرام کے ساتہہ روانہ کیا۔ یہی فیروزشاہ صاحب ترجمہ اسلام کے سلاطین سے دکن مین پہلا بادشاہ ہے جس نے ہندو راجاؤن سے لڑکیان لین اور انکو اپنی منکوحہ بنایا۔ چنانچہ بیجانگر کے راجہ دیورائے سے لڑکی لی۔ دیورائے نے نہایت خوشی سے داماد کو بیجانگر بلایا بڑے تجمل و عظمت سے شادی کردی۔ اسیطرح کہرلہ کے راجہ کی بہی لڑکی لی۔ راجہ نے خوشی سے دی فیروزشاہ صاحب ترجمہ ہندو راجاؤن سے لڑکی لینے مین موجد ہے۔ اور اکبر بادشاہ ہند بہمنیہ کا مقلد ہے۔ حضرت سید محمد الحسینی بندہ نواز گیسو دراز قدس سرہ اسی کے عہد مین دہلی سے دکن مین آئے۔ آپکی آمد آمد سنکے بہت خوش ہوا۔ آپکے استقبال کے لیے اعیان دولت ارکان سلطنت کو بہیجا۔ جب آپ تشریف لائے نیازمندانہ ملا۔ آپکو قلعہ مین معزز مکان مین رکہا۔ چونکہ فلسفی مزاج تہا حضرت سے اسکو دلچسپی نہین تہی۔ آخر حضرت سے ناخوش ہوا۔ آپ قلعہ سے اٹہکر مع فقرا اس مقام مین آکر قیام پذیر ہوئے جہان آپ کا مزار ہے۔ فیروزشاہ صاحب ترجمہ کا بہائی احمدشاہ آپسے حسن اعتقاد رکہتا تہا۔ آپنے احمدشاہ کو سلطنت کی خوشخبری دی تہی۔ یہی وجہ ناخوشی فیمابین کا باعث تہی۔

فیروزشاہ صاحب ترجمہ علما و طلبہ کی بہت قدر کرتا تہا۔ نہایت سادگی و خاکساری سے ملتا تہا۔ اکثر اوقات رات کو علما و شعرا کے ساتہہ صحبت و مکالمت کرتا تہا۔ اور حاضرین مجلس سے

کہتا تھا کہ آپ میرے ساتھہ بے تکلفانہ رہیں۔ کسی قسم کا لحاظ نکریں باہم یارانہ دل کے خوشی کے ساتھہ بسر کریں۔ اور مجھکو ایسا سمجھیں کہ میں بھی آپ سب میں ایک فرد ہوں میرے ساتھہ ہم پیالہ و ہم نوالہ رہیں۔ اور اس بات کی تاکید کرتا تھا کہ اس مجلس میں کوئی صاحب دنیوی معاملات کی بابت گفتگو نکرے۔ نہ کوئی کسیکی شکایت کرے۔ تمام بادشاہ کے حکم کی تعمیل کرتے تھے۔ کبھی کسی نے خلاف حکم نہیں کیا۔

فیروزشاہ

شعر و شاعری کا شیفتہ تھا۔ حدائق السلاطین کے مولف نے لکھا کہ بہمنیہ سلاطین میں فیروزشاہ یہ بے نظیر فرد تھا۔ علوم و فنون میں آپ ہی اپنا نظیر تھا۔ اکثر زبانوں میں ملکۂ تامہ رکھتا تھا ہر ایک زبان میں اہل زبان سے بیساختہ مکالمہ کرتا تھا۔ سامعین و ناظرین دونوں میں تمیز نہیں کر سکتے تھے۔ کہتے تھے صاحب ترجمہ اہل زبان کے افراد سے ایک فرد فرید ہے ہر ایک زبان کے محاورات و اصطلاحات سے خوب واقف تھا۔ خاص زبان عربی و فارسی و ترکی کی مملکت میں حکمرانی کرتا تھا ہر ایک زبان میں ناظم و ناثر تھا۔ متقدمین شعرائے عرب و عجم کے اشعار و قصائد بیشمار حافظہ کے خزانہ میں محفوظ رکھتا تھا۔ سخندان و سخن سنج تھا۔ کبھی کبھی سرور و فراغت کے وقت میں کلام موزون کرتا تھا۔ اولاً اپنا تخلص عروجی قرار دیا پھر شاہی زمانہ میں فیروزی رکھا۔ صاحب دیوان تھا۔ اب دیوان نادر الوجود ہے۔ مورخین نے چیدہ چیدہ اشعار تمثیلاً لکھے ہیں فقیر مولف بھی تذکروں سے ذیل میں گزارش کرتا ہے۔ آپ کا کلام شیرین و دلنشین ہوتا ہے اشعار کے مضامین سے جوش محبت معلوم ہوتا ہے۔ فقیر مولف نے صاحب ترجمہ کے حالات محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن میں شرح و بسط سے لکھا ہے۔ ان کنت خارجع الیہ۔ ملحقات کے مولف نے لکھا کہ احمد شاہ کے جلوس کے بعد فیروزشاہ صاحب ترجمہ

دس روز تک بیماری کی حالت مین صاحب فرش رہا - آخر بیندرہ تاریخ ماہ شوال ٨٢٥ شہ ہجری مین بہشت برین روانہ ہوا - انا للہ وانا الیہ راجعون -
فرشتہ نے لکہا کہ مرحوم کا جنازہ شاہانہ شان عظمت کے ساتہہ اُٹہا کے آبا و اجداد کے پہلو مین دفن کئے گئے الخ لیکن مفرح القلوب کے مولف نے لکہا کہ فیروز شاہ صاحب ترجمہ کو حسب الوصیت اُسکے تیار کئے ہوئے گنبد مین جو شاہ کمال پیر کے لئے تعمیر کرایا تہا دفن کیا گیا - مدت سلطنت ٢٥ سال - جلوس ٨٠٠ شہ ہجری - مدفن گلبرگہ -

من اشعارہ الفارسی

گرشمہ جنبش آموزست مژگان درازش را
ستم کردست اجب بر زبان تعلیم نازش را

محبت چاک کرد دل سینہ ہر گہ کہ در بر سے
بخود مخصوص می بینم تغافلہائے نازش را

مبادا آسیب نقصان یابد از سوز دلم تا ری
بدل چون رہ دہم اندیشۂ زلف درازش را

نیابد لذتے زاہد ز وصلت از متاع خلد
ہمان بہتر کہ در دامن کنی اجر نمازش را

فیروزی قامت و رخسار آن خورشید تابان را
بسرو و لالہ می سنجد کہ بیند امتیازش را

ولہ

بدان مشابہ ز غم و ہجر دلم تنگ است
سر دل بلندیٔ شکوۂ عشق در جنگ است

گل امید شگفت از نسیم عدہ ولے
ز آفتاب غم انتظار بیرنگ است

بقطع راہ محبت مخور فریب امید
کہ غایت روش ابتدائے فرسنگ است

بجز سرود محبت مکن زمزمہ ہائے
کہ ہر چہ خارج این پردہ ننگ ننگ است

ولے بسینہ لبالب دوستی دارم
کہ پیش اہل جہان بے بہا ترازسنگ است

دماغ طبع عروجی چہ دلکشا چمنے ست
چمن مگو کہ آن آسمان فرہنگ است

ولہ

در آتش ہر زہ فکر زائل نکنی
اندیشہ بہر خیال مائل نہ کنی

این نقد خزینۂ دماغ است بگوش | تا صرف سخنہائے باطل نہ کنی

عطا - سید تفضل حسین

عطا تخلص - سید تفضل حسین نام - آپ قصبہ جایسی کے سادات صحیح النسب والحسب سے ہین - سن شعور و تمیز کے بعد آپ تحصیل علوم مین مصروف ہوئے چند مدت وطن مالوفہ مین اساتذہ سے کتب متداولہ پڑہتے رہے ابہی تحصیل سے فارغ نہین ہونے پائے تہے کہ دل مین تکمیل تحصیل کا شوق پیدا ہوا - وطن سے شہر لکہنؤ مین آئے علمائے لکہنؤ کی خدمت مین کتب درسیہ سے فارغ ہوئے - اور تلاش معاش کے لئے لکہنؤ سے برآمد ہوے اور بہوپال مین پہنچے - نواب جہانگیر محمد خان کی خدمت مین ملازم ہوئے - چند مدت نوکری مین بسر کرکے حیدرآباد دکن مین آئے - اسوقت نواب سراج الملک بہادر وزارت کی سند پر جلوہ افروز تہے دار الانشا مین مقرر ہوئے - نواب سراج الملک کے بعد نواب مختار الملک سالار جنگ بہادر اول مرحوم کی خدمت مین عزت و آبرو کے ساتھہ رہے - آخر آپ نے ۱۲۷۵ہجری مین اس دار فنا سے عالم بقا کی طرف رحلت کی - انا للہ وانا الیہ راجعون - آپ شاعر نازک خیال و خوش فکر تہے - آپکا کلام شستہ و پاکیزہ ہے اہل زبان کے کلام سے پہلو بہ پہلو ہے -

من اشعاره الفارسی

دل نمیدانم چہ شد دلبر نمیدانم چہ شد | گشت برقی جلوہ گر دیگر نمیدانم چہ شد
نے خروشی نے فغانے نے طپش نے اضطراب | امشب احوال دل مضطر نمیدانم چہ شد
بارگ جانم سرے شست رسید از پنہان غمزہ | خون روان دیدم ولے نشتر نمیدانم چہ شد

عشق را سوزی نہان در دل نشانی ہیچ نیست
بادہ می بینم بجا ساغر نمیدانم چہ شد

ایکہ می پرسی عطا از من چہ گویم حال او
نیم جانی داشت بر بستر نمیدانم چہ شد

وله

گشادم چشم بر روی تو وز عالم نظر بستم
بپاین بستن گشادن تاگ الفت خوبتر بستم

سرے با شوخی مژگان او دارم خدا را من
دل آسودہ را بردم بنوک نیشتر بستم

طبیب مہربان بگذر ز من و ز فکر مرہم ہم
ببین من بزرۂ الماس بر داغ جگر بستم

چو بگسست آہنے زنجیر کردم ربط با زلفش
جنون دست دگر بکشاد و من بند دگر بستم

کجا کے سست گردد عہد من از سختی ہجران
کہ من پیوند الفت با جفا جو سخت تر بستم

بدست غیر داد او دست تا بہر حنا بستن
حنا بر پنجۂ مژگان من از خون جگر بستم

چو دیدم سخت افتاد ست آن ناوک فگن رفتم
بروئے سینہ از داغ جگر تا رگ سپر بستم

دل آرا نامہ آمد رفتم از خود در جواب او
دل مشتاق را بر بال مرغ نامہ بر بستم

عطا خو کردہ ام با ہجر شوق از من چہ میجوئی
کہ من وقت دعا خود بر دعا راہ اثر بستم

علی - ناصر علی سرہندی

علی تخلص - ناصر علی نام - آپ جب علی حالی پنجابی کے فرزند ہیں - آپ کی ولادت سرہند میں واقع ہوئی اور نشو نما دلی میں ہوا - تربیت و تعلیم بھی دلی میں پائی - اور کتب درسیہ بھی اسی شہر میں تحصیل کیں - نقشبندیہ طریقہ میں جناب شیخ محمد معصوم بن مجدد ثانی قدس سرہ کی خدمت میں مرید ہوا - مثنوی میں شیخ کی خوب تعریف کی ہے

چراغ ہفت کشور خواجہ معصوم
منور از فروغش ہند تا روم

ردا از ماہتاب شرع بر دوش
چو صبح از پاکی باطن نقب پوش

اوائل حال مین سیف خان حاکم سرہند کا ملازم ہوا۔ جب سیف خان کی تبدیلی الہ آباد ہوئی خانموصوف کی رفاقت مین الہ آباد آیا۔ سیف خان شاہجہان بادشاہ ہند کا تیسرا بخشی اسلام خان والا کا داماد ہے۔ سنہ ۱۰۷۹ ہجری مین عالمگیر کے عہد مین کشمیر کا صوبہ دار ہوا۔ چند مدت صوبہ داری پر مامور رہا بعد مین صوبہ داری سے دست بردار ہوکے گوشہ نشینی اختیار کی۔ آخر احباب کے اصرار سے گوشہ نشینی سے برآمد ہوکے سنہ ۱۰۸۶ ہجری مین بعطیہ منصب و خطاب الہ آباد کی نظامت پر مقرر ہوا۔ آخر سنہ ۱۰۹۵ ہجری مین فوت ہوا۔ ناصر علی صاحب ترجمہ سیف خان کی وفات کے بعد سنہ ۱۱۰۰ ہجری مین ہند سے بیجاپور دکن مین آیا۔ اور نواب ذو الفقار خان بن نواب اسد خان وزیر عالمگیر سے ملا۔ چنانچہ اسی موقع پر آزاد بلگرامی نے کہا ؎

بعد سیف آخر علی را ذو الفقار آمد بکار	لا فتی الا علی لا سیف الا ذو الفقار

ناصر علی نے ملاقات کے روز ایک غزل نواب ذو الفقار خان کی خدمت مین پیش کی وہ یہہ ہے ؎

اے شان حیدری ز جبین تو آشکار	نام تو در نبرد کند کار ذو الفقار
دشمن کش جہانی و یکدوست پروری	فتح و ظفر او بختی ہستند در قطار
تسخیر داستان آلہی نمودہ	اے نو بہار خلق تو بر بوی گل سوار
ترسم کہ بوئے گل ز فراقش جنون کند	آن دل کہ بردۂ ز من آن را بمن سپار
مرغ دلم بہ نیم نگہ صید کردہ	اے طائران عرش خدنگ ترا شکار
یاران چند در فن خود منشی خود اند	این جمع را بیک نظر عاطفت سپار
ناصر علی تراز تو خواہد مراد و بس	وی ابر فیض بر ہمہ عالم گہر ببار

نواب نے ایک زنجیر فیل اور بیس ہزار روپیہ و خلعت عنایت کیا اور کہا بس کہ مین صلہ کی

طاقت نہین کہتا ہون - میر آزاد خزانۂ عامرہ مین لکہتے ہین کہ ذوالفقار خان نے صرف مطلع پر اکتفا کیا - کہ قابل صلہ یہی ایک شعر ہے - جب نواب ذو الفقار خان ۱۱۳۰ ہجری مین کرناٹک دکن روانہ ہوا ناصر علی بہی نواب کے ہمرکاب ہوا - چند روز وہان رہا شاہ حمید درویش کا معتقد ہوا شاہ موصوف کی مدح مین کہتا ہے ؎

اینک اینک ساقئ شیرین رسید — نوبت جام حمید الدین رسید
جام او خورشید ربانی بود — انجمن افروز یکجائی بود
گر جمال او بر اندازد نقاب — روزن ہر خانہ گردد آفتاب

شاہ حمید کنجی مین ایک مجذوب کامل تہے شاہ صاحب کے فوت ہونے کے بعد علی دوست خان ناظم ارکاٹ نے آپکی مرقد پر ایک گنبذ بنوادیا - یہ زیارت متبرک - ناصر علی کی ممدوحون مین سے شاہ عادل بن خواجہ شریف خان عالمگیری بہی ہے خواجہ عالمگیری زمانہ مین صدارت کل کی خدمت پر مامور تہا - شاہ عادل تارک الدنیا تہا - ناصر علی نے اُسکی مدح مین ایک قصیدہ لکہا تہا اُسکا مطلع یہہ ہے ؎

منم آن طفل نظر کردۂ استاد قدیم — کہ بود نقطۂ سہو القلم کلک حکیم

اور غضنفر خان سے بہی محبت رکہتا تہا - اور غضنفر خان ذو الفقار خان کے رفیقون مین تہا - کنجی کی حکومت پر مامور تہا - کنجی ایک شہر ارکاٹ سے بارہ کوس کے فاصلہ پر ہے ہنود کے معابد سے ایک ہے - غضنفر خان کی مدح مین کہا ؎

ہمچو فیل بے جگر بگریزد از میدان ما — بشنود گر کوہ آواز غضنفر خان ما

آخر الامر دکن سے دلی مین گیا بے نیازانہ زندگی بسر کرتا تہا - توکل قناعت پر قائم تہا کسی سے التجا نہین کرتا تہا - اسی مقام مین ۱۱۰۸ ہجری مین بہشت برین کو روانہ ہوا

عمر تقریباً ساٹھہ برس کی تھی۔ سلطان المشائخ نظام الدین دہلوی کے مرقد کے سایہ مین مدفون ہوا۔ اُسکی رحلت کی تاریخ سرخوش نے لکھی ہے ؎

سرخوش ز خرد سال وفاتش پرسید　　گفت آہ علی بعالم معنی رفت

اور سرخوش نے کلمات الشعرا مین محمد عارف سے نقل کیا ؎ آہ آہ از رحلت ناصر علی۔

میر غلام علی آزاد خزانہ عامرہ مین لکھتے ہین دونون تاریخون مین ایک ایک عدد سال مذکور سے زائد برآمد ہوتا ہے اکثر مورخین ایک سال کا فرق کرتے ہین یہہ غلطی سہو پر محمول نہین ہو سکتا سرخوش مرزا قطب الدین کے حوال مین لکھتا ہے کہ آپ ناصر علی کے بعد بیس روز گذرے تھے کہ گذر گئے۔ محمد عاکف نے جمل جنتہ مثواہ تاریخ نکالی۔ اب ثابت ہوتا ہے کہ ناصر علی کی وفات سنہ ۱۱۰۸ ہجری مین واقع ہوی دونون مادون مین ایک ہی تاریخ واقع ہوی ہے۔ مائل کی تاریخ مین شبہ ہے کیونکہ اُس نے تا ر جنتہ سے چار سو لیا حالانکہ پانچ لینا چاہئے کیونکہ اصحاب جمل کے نزدیک حروف مکتوبی کا اعتبار کیا جاتا ہے نہ ملفوظ۔ بخلاف اہل عروض کہ اُن کے نزدیک تلفظ کا لحاظ ہے اول کا مدار وزن پر ثانی کا مدار ذکر پر۔ بعض کا قول ہے مکتوبی معتبر ہے نہ ملفوظا اور بعض کہتے ہین لفظ معتبر ہے نہ ملفوظا۔

سید عبد اللہ بھی کہتا ہے کہ اول قول معتبر ہے اور قول ثانی نادر۔ انتہی قول خزانہ عامرہ مرزا بیدل نے رنگ نازشکست تاریخ کہی یہہ تاریخ مطابق سنہ ۱۱۰۸ ہجری ہے۔

خوشگو تذکرہ مین لکھتا ہے کہ ناصر علی کی مزاج مین سودا غالب تھا چنانچہ مجھسے بھگونت لعل داراچند بہان منشی نے نقل کی کہ مین اور ایک شخص دیگر آپکے ہمراہ رتہہ مین سوار ہوکے دلّی کے بازار سے گذر رہے تھے۔ کہ ہم نے بازار مین ایک سبزی فروش کو دیکھا کہ اپنی بیوی جمیلہ پری پیکر سے لڑ رہا ہے اور اُسکو گالیان دے رہا ہے۔ ناصر علی یکایک

بے دھڑک رتھ سے کود پڑا۔ ہم سمجھے کہ قضائے حاجت کے لئے اُترا ہوگا۔ لیکن آہستہ سبزی فروش کے پاس گیا۔ اور اُسکو نہایت نرمی و خوشامد سے کہنے لگا۔ کہ آپ کا ایسی نازنین پری پیکر کو گھوڑوں اور گدہوں کے حوالے کرنا نہایت ظلم و بزدلی ہے۔ اگر آپ اس پری پیکر سے بیزار ہین تو مجھہ آدمی زادے کے حوالے کیجئے۔ مین حیوانات سے بہتر ہون۔ سبزی فروش اور رستہ سے گذرنے والے آپکے حسن کلام ظرافت التیام سے حیران ہوئے۔ پس اُسوقت آپکے کلام کی بدولت میان بیوی کا جھگڑا رفع ہوگیا۔ انتہی کلام سرخوش کلمات الشعرا مین کہتا ہے کہ مین نے ناصر علی کی زبان سے سنا کہ کہتا تھا کہ مین نے مدت العمر اس شعر سے بہتر کوئی شعر نہین کہا ہے ؎

چو تو ساقی شوی در دور تنگ ظرفی نمی ماند بقدر بحر باشد وسعت آغوش ساحلها

وہ یہی کہتا ہے کہ فقیر نے اُس سے کہا کہ بعض عزہ کہتے ہین کہ ملا ندیم کشمیری کا مسودہ ناصر علی کے ہاتھ مین آگیا ہے اُسکو اپنے نام سے مشہور کرتا ہے۔ کہا شاعری کا امتحان کیجئے۔ کوئی غزل طرح کیجئے۔ اُسوقت غزل آب ایستادہ است۔ آفتاب ایستادہ است سامنے تھی۔ اول فقیر نے اس میدان مین قدم رکھا مطلع یہہ ہے ؎

تن ز اشکم تا بگردن غرق آب ایستادہ است سر بروی تن عیان همچو حباب ایستادہ است

ناصر علی نے حسن مطلع کہا اور دعوی کو اس عبارت سے جواب دیا ؎

اہل ہمت را نباشد تکیہ بر بازوی کس خیمہ افلاک بی چوب طناب ایستادہ است

کسی شخص نے ناصر علی کی مثنوی کے مطلع مین تصرف کیا تھا۔ سرخوش نے اسکے جواب مین کہا ہے ؎

علی آن پیشوای خوش خیالان چو شد در مثنوی گلگشت افشان

رساندش پایہ معنی بمعراج بود این مطلع او درة التاج

آگہی ذرۂ درد سے بجان ریز
شرر در پنبہ زار استخوان ریز

درین مطلع نمود از احمقیہا
یکے از پیران جاہل دخل بیجا

کہ باشد پنبہ نرم و استخوان سخت
کجا این نرم را نسبت بآن سخت

بتغییر حروف چند فی الفور
درستش کرد در زعم خود این طور

آگہی ذرۂ درد سے بتن ریز
شرر در پنبہ زار موے من ریز

من این حرف از زبانش چون شنفتم
چو گل خندیده بر رویش بگفتم

چہ این حاجت از حق خواہی اے یار
توانم کرد من ہم اینقدر کار

کہ مشتی خس ز آتش بر فروزم
ہمہ موی سر و ریشت بسوزم

سزاے آنکہ در شعر بلندی
کند زینگونہ دخل ناپسندی

مناسب تر درین ہنگامہ افتاد
بر اہل سخن این شعر استاد

چراغے را کہ ایزد بر فروزد
ہر آنکو تف کند ریشش بسوزد

میر آزاد خزانہ عامرہ مین لکھتے ہین کہ ناصر علی روز چہار شنبہ آخر صفر سرہند مین سیر باغ کو گیا۔ حضرت شیخ معصوم خلف مجدد قدس سرہ بہی رونق افروز تہے۔ سیر کرتے ہوے ناصر علی کے پاس آئے۔ دیکہا کہ شیشہ و پیالہ سامنے رکہا ہوا تہا۔ بہت ہی غصہ ہو کر فرمایا ناصر علی یہہ کیا ہے۔ ناصر علی نے کہا شراب ہے ملائکہ نوش فرماتے ہین۔ شیخ چلتے ہوئے۔ صوفیان کرام و علماء عظام نے ناصر علی کی تکفیر کی اور قتل کا محضر تیار کیا۔ میر محمد زمان راسخ وغیرہ اعزہ نے ناصر علی کو ہمراہ لیکر سرہند سے دلی روانہ کیا۔ میر صاحب کی توجہ سے نجات پائی۔ میر آزاد لکھتے ہین کہ استاد ہی میر طفیل محمد نے مجہہ سے نقل کی کہ مین نے شاہجہان آباد مین ناصر علی کی ملاقات کا ارادہ کیا۔ رستہ مین ملاقات ہوی۔ رتہہ مین سوار ہو کر بیگم کے باغ مین

واقع چوک جاتا تہا مجکو بہی باغ کی تکلیف دی ہم باغ مین گئے - پہر مین نے دیکہا کہ
ناصر علی اور اُن کے دوست آپسمین آنکہون سے اشارہ کر رہے ہین - مین سمجہہ گیا - اور
مین نے کہا کہ میرا مشرب حریفان ہم مشرب سے دور ہے - وہان سے نکل کر دور بیٹہا
شیشہ اور پیالہ آیا - ساقی نے شیشہ سے شراب پیالہ مین ڈالی اور قلقل شیشہ سے
چہاگ و کف ظاہر ہوا ناصر علی نے فی البدیہہ کہا ؎

کدامین مست را مشرب ز جنگ ست باز آید کہ مینا ہم ز جوش می زرہ زیر قبا دارد

جب جلسہ ختم ہوا نائی نوش کا سامان اُٹہائے مین رخصت کے لئے گیا - اور کہا بدیہہ کو فقیر کی
بیاض مین لکہہ دیجئے بیاض حاضر ہے - اُسیوقت لکہدیا - بدیہہ کی پیشانی لکہا تہا - بدیہہ ناصر علی
ستانہ مین نے بیت مذکور بیاض مین دیکہی - کہتے ہین کہ آخر ناصر علی نے شیخ معصوم قدس سرہٗ
کی خدمت مین توبہ کی اور طریقہ باطن مین استفادہ کیا انتہی ما فی خزانہ عامرہ
نقل میر صاحب سرو آزاد مین لکہتے ہین کہ سید جعفر روحی رنبیرپوری نقل کرتا ہے
کہ ہم چند احباب ناصر علی کی زیارت کو گئے - اور سب ہم صحبت تہے - ایک دوست
ناصر علی کی قبر کیطرف متوجہ ہوا - اور کہا آپکا وہ قول کیا ہوا ؎

خاک گردیدیم و میر قصد ہنوز افغان ما خم شکست اما نمی ریزد مُی جوشان ما

مین نے کہا آپکی زبان پر یہہ ناصر علی کا افغان رقص کر رہا ہے - تمام دوست
خوش ہوئے انتہی کلامہ - ناصر علی صاحب دیوان ہے دیوان مطبوع ہو گیا ہے
شعرگوئی مین طرز خاص کا موجد ہے - مثنوی لطافت معانی و نزاکت بیانی
مین شکرریز ہے - تازہ تازہ خیال سے لبریز ہے - ہم مثنوی و دیوان سے چند
اشعار بطور نمونہ لکہتے ہین - من اشعارہ الفارسی

خودنمائی است گذشتن ز لباسی که تراست   وله   ورنه پیراهن از خویش چو تصویر برآ

گوارا نیست عشرت طبع ناپرهیزگاران را   وله   چه لذت از نشاط عید باشد روزه خواران را

سرمه آواز درای کاروان وحشت است   وله   ناقه را بستند از چشم غزالان زنگها

درین دریا نکردم لب بحرفی آشنا هرگز   〃   چو ماهی شد زبانم آب از شرم تکلمها

بود دنیا و دین پشت و رخ آئینه هستی   〃   بیرنگ آید چو خود بینند چشم آشنایان را

تن آرا خلعتی در عالم امکان نمی باشد   دل تنگی نیاز آورده ام این جامهٔ عریان را

یک شهر چشم خوش نگهان فرش راه اوست   〃   آنجا که سرمه گرد کند جلوه گاه اوست

چشم بربند اگر میطلبی رزق حلال   〃   مرغ بسمل خورش باز نظر دوخته است

خشم اهل کرم از لطف بخیلان بهتر   〃   تشنه را آتش یاقوت به از آب بقاست

خوی نازک بدل من چه ستمها که نکرد   〃   شیشه بر شیشه زدن کار چه خارا نکرد

ما و تو ای پریوش در کیش ستم تا بیم   〃   گر از تو بهتری نیست از ما بتر نباشد

آشیان گم کرده چون من گرفتارش مباد   〃   سخت بیرحم است بیتر ستم که آزادم کند

انتقام دادخواهان قیامت شد تمام   〃   می فشاند چشم قاتل سرمه بر سوزم هنوز

کلاه سلطنت خسروان شکست نداشت   〃   نمی زدند اگر پشت پا فقیرانش

دوش یک لحظه بخواب آئینه باز شدم   〃   طپش دل چه ستم کرد که بیدار شدم

بود ایک جنبش ابروی تیغ قاتلم   〃   میتوان از سایهٔ شمشیر کردن بسملم

ز معنیهای بیغش شهر توان ساختن آگه   〃   بود گر صد پری در شیشه یا شهر پیچان خالی

نشاط اینجهان هر چند کمتر سیر حاصل تر
بطفلان عید روز جمعه آید بود افسوسے

عاصی - مرزا محمد نصیر بیگ خان ایرانی

عاصی تخلص - مرزا محمد نصیر بیگ خان نام - آپ علی بیگ خان ایرانی کے فرزند ہین - آپکے والد نواب آصفجاہ ثانی کے زمانہ مین شہر حیدرآباد مین ملک التجار تھے خوش خلق و نیک صورت تھے - حضور پرنور مین دوسو سواران ایرانی مغلیہ کے افسر تھے - جاگیر و منصب مناسب سے سرفراز تھے - میر عالم کی دیوانی مین آپکا بڑا عروج تھا دیوانی امورات کے اخراجات کی اجرائی آپکی کوٹھی سے ہوتی تھی - میر عالم کے انتقال کے بعد علی بیگ کا بھی انتقال ہوا - علی بیگ باغ و مکان متصل دروازہ پل قدیم تھا - اُسکو رشید الملک بہادر نے خرید کیا - اور اُسمین اور جدید عمارات بنوا کر سکونت اختیار کی - اور محلہ حسینی علم مین مرزا محمد نصیر خان مذکور خلف مرحوم کے مکانات تھے نصیر بیگ خان والد کے بعد افسری رسالہ و جاگیر و منصب پر مقرر ہوا - مشار الیہ نہایت عقیل و ہوشیار تھا - علوم عربی و فارسی مین خوب لیاقت حاصل کی - اور نجوم و رمل و ہیئت مین بھی یگانہ ہوا - اور شعرگوئی مین بھی بے نظیر تھا قصائد غرا موزون کرتا تھا مضامین و لچسپ و معانی دلپسند کا باہم ایسا شیرازہ باندھتا تھا کہ مجلس شعرا مین گلدستہ ہوتا تھا تمام اساتذہ روزگار آپکے کلام کی تحسین و تعریف کرتے تھے - آپ سنہ ۱۲۶۰ ہجری مین زندہ تھے - معلوم ہوتا ہے کہ آپکا انتقال مین ساٹھہ و ستر کے ہوا ہے

من اشعارہ المثنوی

آنکہ مداح انس و جان باشد ۔۔ شاہ شاہان خدائگان باشد

شاہ خاقان نشان کہ بردر او ۔۔ قیصر روم پاسبان باشد

حلم را نی که گر نماید حلم — حکم او بر فلک روان باشد
سرور دهر ناصر الدوله — تا جهان هست در جهان باشد
رایت عدلش گر بلند شود — قاف تا قاف در امان باشد
صعوه را در زمانهٔ معدلتش — چنگل باز آشیان باشد
در زمان تو ای سپهر رکاب — که جهان مامن امان باشد
جمع شد عالم از پریشانی — گرچه ز لفین مهوشان باشد
ذکر نام تو در جهان بادا — تا جهان جهانیان باشد

وله
گرفت از رخ خود زلف عنبرافشان را — نمود از پس شب آفتاب تابان را
اگر ز لعل لبت قطرهٔ بنوشد خضر — هزار بار زند طعنه آب حیوان را

وله
ندیدم از کسی این جور و کین را — خدایا رحم ده آن نازنین را

وله
بیا اگر دوست داری خدا را — بگو از من آن بیوفا دلربا را

وله
تا یکی خورم بیچاره روز و شب غم دنیا — مطربا بزن بربط ساقیا بده صهبا
شد کنارم پر ز سرشک مژه خونین امشب — بسکه یاد آمدم آن صحبت دیرین امشب
در تمنای رخ و طرف بناگوشش بود — دیده ام تا بسحر بر مه و پروین امشب

وله
گرفتم که آن ماه گاهی برآید — کجا کام دل از نگاهی برآید

وله
شاد باش ای دل غمدیده که جانان آید — باز در این تن افسرده جان آید

وله
خدارا ای صبا روزی گذر بر کوی جانان کن — بیان احوال زارم آن سرخیل خوبان کن
ای زده آتش بدل آفت جان کیستی — نخل غم من آمدی سرو روان کیستی
ای بت شوخ نازنین ناوک غمزه ات بکین — کرده بقصد من کمین سخت کمان کیستی

خوش دل آنکسے کہ او با تو بود بگفتگو	بہر خدا بیا بگو غنچہ دہان کیستی
بندۂ آن تغافلم عاصی کہ بہر سلام	آمد و گذشت قائلم سوختہ جان کیستی

حرف غین معجمہ

غیور محمد صفدر خان بہادر غیور جنگ

غیور تخلص۔ محمد صفدر خان نام غیور جنگ اشجع الدولہ خطاب ہے۔ آپ حیدر یار خان شیر جنگ بہادر منیر الدولہ منیر الملک کے فرزند ہین۔ آپ نواب سالار جنگ مختار الملک اول کے جد اعلیٰ ہین۔ نسب کا سلسلہ شیخ اویس متوطن او قاف مدینہ منورہ سے اور شیخ کا سلسلہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے منتہی ہوتا ہے گلزار اعظم کے مولف نے لکہا کہ شیخ اویس مذکور مع فرزند شیخ محمد علی بتقاضائے آب خورش مدینہ منورہ سے برآمد ہوکے راہ دریا سے جہاز پر سوار ہوکے ہندوستان کیطرف روانہ ہوئے۔ اولا دریا کنارے کوکن مین پہنچے۔ پہر وہان سے بیجاپور دکن مین آئے۔ علی عادلشاہ والی بیجاپور کے دربار مین باریاب ہوئے۔ عادلشاہ نے آپکی تعظیم و تکریم کی اور مہمان نوازی کے مراسم ادا کئے اور شیخ محمد علی کو جو علم و فضل کے زیور سے آراستہ تہا۔ دبیری کی خدمت پر مامور فرمایا۔ ملا احمد نائطے نے جو عادلشاہی سلطنت کا مدار المہام تہا دیکہا کہ شیخ محمد علی شریف زادہ و ذی استعداد و لائق ہے اپنی دختر نیک اختر کو شیخ سے منسوب کرکے امیرانہ تکلف سے شادی کر دی۔ پس محمد علی بن شیخ اویس کو ملا احمد کی لڑکی کے بطن سے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ ایک مسمی محمد باقر دوسرا محمد حیدر۔ دونون صاحبزادون کا نشو و نما بیجاپور کی آب و ہوا مین ہوا۔ اور تربیت و تعلیم بہی وہان کے

علما و فضلا سے پائی - دونون عالم شباب مین علم و ہنر کے پیرایہ سے پیراستہ ہوئے - عادلشاہ
نے محمد باقر کو میر سامانی اور شیخ حیدر کو بخشی گری پر مقرر فرمایا - دونون بہائی خدمات مفوضہ
کے مہمات عمدہ طرح سے انتظام کرتے تہے - شیخ علی خان عرف چندا صاحب جو امرائے
عادلشاہیہ سے تہے اُن کی دو ہمشیرہ ناکتخدا تہین - ایک شیخ محمد باقر سے منسوب کی گئی -
دوسری ملا یحیی مخاطب بمخلص خان سے منسوب - پہر چندا صاحب نے دونون کی شادی نہایت
تجمل و شان کے ساتہہ کردی - شیخ محمد باقر و شیخ حیدر دونون بہائی سکندر عادلشاہ کے
زمانہ تک بیجاپور مین میر سامانی و بخشی گری پر مامور رہے - آخر مصطفی خان وزیر سکندر عادلشاہ سے
باہم ناموافقت ہوئی - بنا بر علیہ دونون بہائیون نے عالمگیر بادشاہ ہند کی خدمت مین
عرضداشت بہیجی - اور اسمین ملازمت کی درخواست کی - بادشاہ نے آپکی درخواست
منظور کی - اور دونون کو فرمان طلب بہیجا - دونون حضور بادشاہ مین پہنچے قدم بوسی سے
مشرف ہوئے - بادشاہ نے شیخ محمد باقر کو منصب دو ہزاری پانصد سوار و دیوانی دار الخلافہ
شاہجہان آباد و کشمیر سے سرفراز فرمایا - اور شیخ حیدر کو منصب ہزار و پانصدی سیصد سوار
و دیوانی شاہزادہ محمد اعظم سے ممتاز - مدت تک دونون بہائی خدمات مفوضہ پر مامور رہے
بادشاہ دونون کے کام سے خوش ہوتا تہا - دونون خوش خلاق و پسندیدہ صفات سے
موصوف تہے - امرائے حضور خاص نواب اسد خان بہادر وزیر اعظم اور اُن کے نور دیدہ نواب
ذوالفقار خان امیر الامرا سے نہایت موافقت رابطہ نیاز مندی رکہتے تہے - پس محمد باقر نے
وزیر اعظم کے توسل سے بادشاہ کے حضور مین عرضداشت پیش کی کہ ہندوستان کی آب و ہوا
ہمارے مزاج کو ناموافق ہے ہم امیدوار ہین کہ دکن مین مقرر ہو جائین - بادشاہ نے از روئے
عنایت شاہانہ دونون بہائیون کو دیوانی دکن نظام شاہی عادلشاہی پر مقرر فرمایا

آپ حسب الحکم ہند سے رخصت ہوکے دکن مین آئے ۔ چند مدت خدمات مقررہ
پر کام کرتے رہے ۔ کمال عزت و آبرو سے زندگی بسر کئے ۔ آخر خدمات سے مستعفی
ہوکے دکن مین آئے ۔ چند مدت خدمات مقررہ پر کام کرتے رہے ۔ کمال عزت و آبرو سے
زندگی بسر کئے ۔ آخر خدمات سے مستعفی ہوکے بلدہ اورنگ آباد مین سکونت پذیر ہوئے
مدت زندگی تک جاگیر ذات بحال برقرار رہی ۔ اور نوکری سے معاف رہے جاگیر کی آمدنی
پر قانع و صابر رہے ۔ آمدنی جو کچھ ہوتی تہی اُسمین گذر اوقات کرتے تہے ۔ آخر
شیخ محمد باقر نے ۱۱۲۸ھ ہجری مین اس دار ناپائدار سے عالم بقا کی طرف رحلت کی ۔
شیخ مرحوم عالم فاضل جامع معقول و منقول تہے فرقۂ امامیہ کے مجتہد و صاحب التالیف
و التصنیف تہے وزیر اعظم و امیر الامرا و دیگر امرائے عصر آپ سے حسن اعتقاد رکہتے تہے ۔
آپکی تصنیف سے تلخیص المرام فی علم الکلام کتاب ضخیم ہے آپنے اسمین اصول خمسہ یعنی توحید
و عدل و نبوت و امامت و معاد و دیگر مسائل حکمت شرح و بسط کے ساتھ لکہے ہین ۔ آپ کتاب کے
دیباچہ مین لکھتے ہین کہ مولا محمد فصیح تبریزی نے کتاب کو شروع سے تا بہ آخر مطالعہ کرکے
روضۃ الانوار و زبدۃ الافکار نام سے نامور فرمایا ۔ انتہی کلامہ ۔
آپکے فرزند شیخ محمد تقی عالمگیری عہد مین سہ صدی منصب اور بہادر شاہی زمانہ مین
پانصدی پچاس سوار سے سرفراز تہے ۔ اور فرخ سیر کے زمانہ مین اورنگ آباد مین داروغہ
جنریہ ہوئے ۔ جب آصفجاہ بہادر دکن مین آئے تب تمام قلعجات دکن کے پیادون کے
داروغہ ہوئے ۔ آخر آپ ۱۱۴۵ھ ہجری مین فوت ہوئے ۔ آپکے فرزند حیدر یار خان
منیر الملک بہادر جو ۱۱۳ھ ہجری مین پیدا ہوئے تہے آصفجاہ بہادر کی ملازمت مین
منصب صدی سے دو صدی و نیابت داروغگی فیلخانہ پر مامور تہے ۔ والد کے انتقال کے بعد

سیصدی منصب پر ترقی پائی۔ بہادر شاہی جنگ کے بعد پانصدی و خطاب خانی
سے ممتاز ہوئے۔ اور آصفجاہ بہادر و ناصر جنگ پدر و پسر کے معرکہ کے بعد صدی اضافہ
سے سرفراز۔ اور ترچنا پلی کے فتح ہوتے ہی باضافہ دو صدی منصب ہشتصدی صد سوار سے
سربلند ہوئے۔ اور صلابت جنگ کے زمانہ مین رفتہ رفتہ ہفت ہزاری منصب ہفت ہزار سوار
و ماہی مراتب خطاب منیر الملک و میر سامانی سرکار والا سے سرفراز ہوئے۔ بعد ازان دیوانی دکن
پر متقرر ہوئے۔ آپکے فرزند نواب غیور جنگ اشجع الدولہ صاحب جنکی ولادت چہارم
جمادی الاخری سنہ ۱۱۴۳ھ ہجری مین واقع ہوئی۔ نواب آصفجاہ بہادر کے عہد مین منصب دو صدی
و نیابت فیلخانہ سے سرفراز تھے۔ مظفر جنگ کے زمانہ مین باضافہ سیصدی منصب پانصدی
شش صد سوار و کوتوالی بلدہ اورنگ آباد پر ممتاز تھے۔ آخر منصب چہار ہزاری و خطاب
غیور جنگ بہادر و اشجع الدولہ سے بلند آوازہ ہوئے۔ گیان [illegible] مہر تخلص نے آپکے
خطاب یابی کی تاریخ کہی۔ اس مصرع سے تاریخ برآمد ہوتی ہے ع خطاب اشجع الدولہ ہمایون
سنہ ۱۱ ہجری
نواب آصفجاہ ثانی کے عہد ہمایون مین منصب شش ہزاری سوار سے سربلند ہوئے
آپ یعنی غیور صاحب جیسے علم و فضل کی صفت سے موصوف خوش خلق و حلیم مروت
مین معروف تھے شعرگوئی و شعرفہمی مین ممتاز تھے کبھی کبھی کلام موزون فرماتے تھے۔ آپکا
کلام نزاکت و لطافت سے مملو ہوتا تھا۔ مضامین دلنشین و معانی شیرین سے ملا ہوا
جو کچھ فرماتے تھے خوب مرغوب ہوتا تھا۔ علم دوست و ہنرپرور تھے۔ علما و شعرا کا
ہمدردی فرماتے تھے۔ حالت [illegible] خوشی مین [illegible] کرتے تھے۔ شعرا و علما آپکے
کلام کی داد دیتے تھے۔ بیداد و تکلفانہ نہین ہوتی تھی۔ آپکی تعریف و توصیف بڑے
مبالغہ کرتے تھے۔ آخر آپ نے سنہ ۱۲۰۵ ہجری مین بہ قلعہ پانگل اس دار ناپائدار سے

عالم بقا کے طرف رحلت کی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپکے یادگار باقیات الصالحات
چار فرزند تھے۔ ایک اکرام الملک ضیغم جنگ محمد تقی خان خانساماں۔
دوم اشجع الملک شوکت الدولہ منیر جنگ حسن زمان خان داروغہ باورچیخانہ و ناظم اورنگ آباد
سوم امیر الامرا سیف الدولہ غیور جنگ ثانی بدیع الزمان خان مدار المہام سرکار عالی نظام داماد میر عالم
چہارم امین الملک تعلقدار فیلخانہ۔ مرحوم صاحب جد مختار الملک مدار المہام اول
کے جد اعلی تھے۔ فقیر مولف نے محبوب انجمن تذکرہ امرا و وزرائے دکن میں آپکے
بزرگان سلف کے حالات مفصل و مشرح لکھے ہیں عنقریب میں مطبوع ہوکے ناظرین شائقین کے
ملاحظہ میں گذرے گا۔

من اشعارہ الفارسی

سحر چو برق بہت سرخ پوش رفت و گذشت		بیک کرشمہ او عقل و ہوش رفت و گذشت
طریق عشق ز پروانہ می توان آموخت		کہ سوخت جان عزیز و خموش رفت و گذشت
جلوہ برق تجلی سخت اندازی نمود	ولہ	چشم تا بر ہم زدم و دیدم قیامتہا گذشت
در خلوت جنون کدہ کم آرمیدہ است	ولہ	خود را ز دار و گیر حوادث کشیدہ است
ما شاکر آشنائی شکایت نشنودیم		از قسمت است آنچہ بیاران رسیدہ است
از میکدہ برون نبرد ہم تا ظہور حشر		ساقی مرا بساغر و مینا خریدہ است
زاہد ترا بمیکشی ما چرا حسد		ما را خدا برای ہمین آفریدہ است
صد پارہ سینہ را تمنا سپر کنم		شوخی نبا خنجر مژگان کشیدہ است
ہر چند بفلک سا ختن در و سر است		مخمور مشو ز زمانہ ہم در گذر است
تسکین الم تا پیدا نیست حرف غیور		آدم نشود کسے کہ اصلش ز حجر است

غواص - محمد غوث خان

غواص تخلص - محمد غوث خان نام - آپکا اصلی وطن احمدنگر ہے - آپ وطن سے اورنگ آباد میں آئے اور سکونت پذیر ہوگئے تھے - سرکار کی کسی محکمہ میں مامور رہتے خوشحالی و فارغبالی سے زندگی بسر کرتے تھے - ذی استعداد و لائق تھے - شعرگوئی کے شائق تھے خوش طبع و خوش فکر تھے - جو کچھہ موزون فرماتے تھے پسندیدہ و مرغوب ہوتا تھا - آپ شعراء بارہوین صدی سے ہین آپکا سنہ وفات معلوم نہین ہوا۔

من اشعارہ الہندی

تراً منہ دیکھہ بلبل پہول سے بیزار ہوجاے	اگر گل تجھہ تلک پہنچے گلے کا ہار ہوجاے

غازی - غازی الدین اورنگ آبادی

غازی تخلص - غازی الدین خان نام - اورنگ آباد دکن کے رہنے والے ہین - علم و فضل سے آراستہ تھے شعرگوئی مین بہی حیست و چالاک تھے - کلام سنجیدہ و دلکش ہوتا ہے - طرز کلام و لب و لہجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بارہوین صدی کے بزرگ ہین - کسی تذکرہ نویس نے آپکی نسب و حسب اور تاریخ ولادت و وفات کے نسبت کچھہ نہین لکھا - فقر مولف نے بہت کوشش کی مگر کہین پتا نہین لا - من اشعارہ الہندی

تمہین مژدہ ہے دیوانو سفر ہر بہار آئی	کہ بوے گل سحر دوش ہوا پر ہو سوار آئی

حرف الفاء

فخرالدین - میر فخرالدین اورنگ آبادی تخلص فخری

فخر الدین تخلص - میر فخر الدین نام - آپ ترمذی الاصل سادات حسینی سے ہین حاجی عبداللہ جنید ثانی کے نواسہ سید محمد حیات درویش کے داماد - جنکا تکیہ اورنگ آباد مین متصل دروازہ بارہ پلہ ہے - صاحب مردم دیدہ نے لکہا ہے کہ آپکے نسب کا سلسلہ سادات حسینی ترمذی سے پہنچتا ہے - اور حسب کا شجرہ حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر سے ملتا ہے آپ عارف باللہ جامع کمالات مجمع حسنات تہے - علوم ظاہری و باطنی مین کامل تہے صوفی روشندل و عامل تہے - اورنگ آباد مین آپکی ذات بابرکات عدیم المثال تہی - اکثر مشائخ و فقرا آپکی خدمت مین فیضیاب ہوتے تہے - خوش گفتار و خوش کردار - زندہ دل خندہ جبین - پاکیزہ مشرب پاکیزہ دین تہے - آغاز جوانی مین سپاہی پیشہ تہے - فن سپاہگری مین استاد تہے - ہوشیار و چالاک مستعد و بیباک تہے - فن بنوٹ مین خوب مہارت رکہتے تہے چند مدت تک اسی فن مین رہے - آپ آصفجاہی زمانہ مین اورنگ آباد دکن مین آئے - جناب شاہ سید محمد حیات کرمانی قادری جو کملاء عصر سے تہے - انکی خدمت مین پہنچے بحکم الفقر فخری حضرت شاہ صاحب کے مرید ہوئے ریاضت شاقہ و محنت شدیدہ کے بعد فائز المرام ہوئے - پس شاہ صاحب نے آپکے نسب و حسب سے واقف تہے اور لیاقت سے بہی باہر - اپنی دختر نیک اختر سے شادی کردیا اور خلافت کی خلعت بہی مرحمت کردی - آپ شاہ صاحب کے قائم مقام ہوئے - عبدالحکیم حاکم تخلص لاہوری تذکرہ مردم دیدہ مین لکہتا ہے کہ مین ۱۱۶۵ سنہ ہجری مین شہر اورنگ آباد مین آیا - شاہ مسافر کے تکیہ مین فروکش ہوا - اسوقت اورنگ آباد مین اکثر علما و فضلا مشائخ و شعرا موجود تہے - مین اکثر کی ملازمت سے مشرف ہوا - مشائخ مین عارف باللہ عاشق رسول اللہ شاہ فخر الدین ترمذی کو پایا - جامع علوم ظاہری و باطنی ہے

موجود ہین۔ فخر الدین کے صاحبزادے عظیم الدین جوان صالح سرکار عالی مین تحصیلداری کی خدمت پر متقرر ہین۔ پدر و پسر خیر خواہ سرکار عالی ہین۔ امانت دار و خدمت گزار ہین ہمدردی مین ہمہ تن مصروف نفع رسانی خلق مین مشغوف ہین۔ ہمدردی مین پر جوش و غمخواری مین سراپا خروش ہین۔ ذی عقل و ذی ہوش۔ حق پسند و حق نیوش ہین۔ خاندانی طریقہ کے پابند۔ بزرگون کے اقوال و افعال پر کاربند ہین۔ ہان زمانہ کے ساتھہ ہین۔ کبھی اد ہر و قدم کبھی ادہر دہرتے ہین۔ زندہ دل تازہ ہوش ہمہ تن دیدہ و گوش ہین۔ مردہ فروش نہین حق بات سے خاموش نہین۔ اسی زمانہ مین غنیمت ہین۔ خلیق و لئیق فقیر مولف کے رفیق ہین نہایت اخلاص و محبت سے ملتے ہین۔ خاطر و تواضع سے پیش آتے ہین۔ آپکے برادران مرحومین خوش اخلاق تھے۔ اُن کے بھی باقیات الصالحات ہین۔ فخر الدین صاحب تعلیم و تربیت کے قدردان بچون کو علوم مروجہ مین تعلیم دے رہے ہین خدا اُن کے بچون کو کامیاب۔ اور بزرگون کے سایہ مین سرسبز و شاداب کرے آمین ثم آمین۔

من اشعارہ الفارسی

ہستم گر عاشق روئے تو حیرانم چرا
ور نیم آشفتہ زلف پریشانم چرا

گر نہ خال عارضت بر دل نمود افسونگری
چون سپند از آتش تو رقصانم چرا

گر نگاہ ناز ساقی بردلم می ریز نیست
ہمچو چشم مست او مدہوش و غلطانم چرا

فخر دین گر طرہ گیسوی جانان وا نشد
بوئی عطر فتنہ می یابد دل از جانم چرا

ولہ

گمان مبر کہ تہی کاسہ ام برنگ حباب
ز فیض بحر محیط است دیدہ ام سیراب

ولہ

سپہر باور نشوا بدل اگر خواہی دو ہشت
بہ ھمی خانہ ز خود بگذر کہ خوش دار الشفا است

ترا آسا پئے نظارہ چشم معرفت بکشا
تنا ریک تجلی شو غرض از جلوه ها اینست

سراپا گوش شو کنه حدیث عشق را بشنو
زبانی هر نفس در پئے انشا ها اینست

گہے سوئے حرم پوئی گہ اندر دیده می جوئی
تو خاطر محو کن خود را ره قرب خدا اینست

وله

چو نسیم یک نفس رنگ و بوئے گل مشو مائل
طلوع شمس را مقصد بقدر نور ضیا اینست

دلم خون گشت از چشم ترم غلطید بر دامن
شهید عشق را شاید که دشت کربلا اینست

اسیر زلف را از یک نگاهِ ناز بسمل کن
طپیدنهائے حسرت جان به بیند مبتلا اینست

دلا گر فخر دین خواهی بهر تارے ز گیسویش
دو صد زنّار نه بر دوش تسلیم رضا اینست

وله

تا دل به حقیقت آشنا شد
بیخود شد از خودی جدا شد

بیخویشی او حیرت افزود
آئینهٔ حسن صاف حق نما شد

وله

عارض هزار حسن بنمود
چون زلف سیاه گره کشا شد

گل گشت و فغان ز بلبلان خواست
مل گشت و زخم و شیشه ها شد

ساقی شد و انجمن بیاراست
مستان و هزار ماجرا شد

چون یار ز رخ نقاب برداشت
مستیم مپرس تا چها شد

هر سو که عنان کشید رفتیم
رقصان رقصان که مدعا شد

اے یار چه جائے وعظ و پند است
خاموش که هرچه شد بجا شد

وله

عمریست چو آئینه صفا معراجیم
وز یار خدنگ غمزه را آماجیم

کو هست ز ما شهودش ابا بوجود
چندانکه خدا غنی است ما محتاجیم

وله

نقطهٔ مشکین خالِ عارضش چون مردمک
در نگاه دیده و دل بین سویدا کرده ام

با وجود صد جراحت من از آن کان نمک
ساده لوحی بین تمنای دلاسا کرده ام

تا حریم خلوت دل گشت ماوای کسے
نیست گنجائش مرا کے می شود جائی کسے

سیرم از سایۂ خود بسکہ وحشی خصلتم
خوگرفتم تا بوسعت گاہ صحرائی کسے

من اشعارہ الہندی

یار ہر شان عیان تھا مجھے معلوم نہ تھا
بے نشان عین نشان تھا مجھے معلوم نہ تھا

لکھے مصحف ہر چند تھے آیات کبیر
از کشاف بیان تھا مجھے معلوم نہ تھا

فخر دین عمر سون تھا جسکے بدل سرگردان
اس تعین مین نہان تھا مجھے معلوم نہ تھا

ولہ

جب سے ان مجھ دل کا نصیبہ عشق ہے تقدیر سون
ہر نفس ہے شعلہ زن تجھ شوق کی تاثیر سون

اب نہین تیری ہوا مین اے بہارستان حسن
آسمان مین دوڑتے تجھ آہ کے توقیر سون

برگ گل پر سحر شبنم نہین اے گلعذار
آسمان ہے زار ہے نالہ شبگیر سون

ایک یک دل عشق مین پیدا کیا دیوانگی
پائے بند شوق مین تجھ زلف کی زنجیر سون

جیب جان صد چاک ہے تجھ شوق مین اے گلبدن
کیا چلا ہے تجھ حسن گریبان گیر سون

ناز کے خنجر کا بسمل ہون تغافل مت کرو
جان جاتا ہے مرا ایک آن کی تاخیر سون

آرزو بندی لکھنے مین قلم ہے سینہ چاک
شوق کا طومار ہے ایسکہ ہے تحریر سون

فخر دین اب یار پر قربان کرتون ننگ و نام
عشق نے فارغ کیا تجھ عقل کی تدبیر سون

فقیر میر شمس الدین عباسی دہلوی

فقیر تخلص۔ میر شمس الدین نام۔ عباسی النسب۔ دہلوی المولد ہے سر آمد ارباب کمال تھا۔ عالم فاضل اور کامل تھا۔ جامع علوم و فنون واقف معقول و منقول۔ ماہر فروع و اصول۔ مدت تک آپکی درس و تدریس شعر و شاعری کا بازار دہلی مین گرم رہا۔

بعد ازان لکہنؤ مین رونق افزا ہوئے۔ اور وہان سے ۲۹ ذیحجہ سنہ ۱۱۸۰ ہجری مین باراؤ زیارت
حج بیت اللہ اورنگ آباد دکن مین آئے۔ آتے ہی حضرت آزاد کو مطلع کیا۔ فی الفور آزاد
ملاقات کو گئے دوسرے دن آپ آزاد کے دولتخانہ پر آئے اور ملاقات کی۔ اور نواب شیر افگن خان
باسطی کا دیوان جو نواب نے آزاد کے لئے ہدیہ بہیجا تہا دیا۔ انہین ایام مین شفیق اورنگ آبادی شاگرد
آزاد نے آپکے خیر مقدم کی تاریخ کہی اور پیش کیا بہت خوش ہوئے اور آفرین کہا ؎

وارد این شہر در ذی الحجہ شد　　شاعر والا شعور روشن ضمیر
سال تاریخ قدوم او شفیق　　گفت آمد میر شمس الدین فقیر

شہر مین ایک ہفتہ تک مقیم رہے۔ ہر روز آپ آزاد کے دولتخانہ پر آتے تہے اور آزاد بہی جاتے تہے
باہم خوب جلسہ رہتا تہا۔ ایک روز مولوی عبد القادر مہربان اورنگ آبادی نے حضرت آزاد کا
عربی قصیدہ بدیعیہ میر معز الیہ کو سنایا۔ میر صاحب قصیدہ کو سنتے تہے اور داد دیتے تہے
اور فرماتے تہے اس طرح کا کوئی قصیدہ شعراء خلف و سلف سے فقیر کے گوش زد نہین ہوا۔
بعد ازان ۶ محرم سنہ ۱۱۸۱ ہجری آپ اورنگ آباد سے بندر سورت روانہ ہوئے۔ اور ۲۸ ماہ محرم
کو سورت مین پہنچے اور اپنے پہنچنے سے مطلع فرمایا۔ اور سورت سے جہاز پر سوار ہوکے بیت اللہ
روانہ ہوئے وہان پہنچکے حج و زیارت سے فارغ ہوکے مکہ سے بصرہ مین آئے اور کشتی مین
سوار ہوکے عازم ہند ہوئے۔ راستہ مین کشتی دریا مین غرق ہوگئی آپکی عمر کا بہی پیمانہ لبریز
ہوا یہ سانحہ آخر سنہ ۱۱۸۲ ہجری مین واقع ہوا میر غلام علی آزاد نے تاریخ رحلت کہی ؎

رفت از عالم سخنور شیرین ہائے　　خواجہ پنجاک شاعر رنگین ہائے

آزاد نوشت مصرع تاریخش
گو آہ فقیر میر شمس الدین ہائے

من اشعاره الفارسی

بہ بزم بادہ مرا گفت خوانمت روزی — بنائے وعدہ شناسم کہ بودہ است بر آب

وله

غافل ز نور ہستی مطلق شدیم حیف — ما را چو سایہ عمر بخواب عدم گذشت

وله

اقامت آن سرو قامت گذشت — درین نشأہ بر ما قیامت گذشت

وله

از ہستی من دود برآورد بیکدم — آتش نکند آنچہ بمن نالۂ نی کرد

وله

زاہدان را ز بانگ نی چہ اثر — سیر این کوچہ را کجا کردند

وله

ہر لحظہ چون عصاکش کو را ز روئے دل — دست مرا گرفتہ بکوئے دگر برد

وله

بیک تغافلت از سینہ دود آہ بر آید — کرا ہست زہرہ کہ از عہدۂ نگاہ بر آید

وله

نیست حرف عشق در دفترہا و مجنون منحصر — رفتہ رفتہ حرف ما ہم داستانی می شود

وله

آری نزد برآتشش ما ہیچ ہمدمے — در کوئے یار سخت غریبانہ سوختیم

وله

جائے رحم است بہ بلبل اکرام دستہ ہا — از گلستان جہان رسم خزان بردارم

وله

خوبان بما فقیران عیب جنون بگیرید — دیوانہ ایم لیکن دیوانۂ شمائیم

وله

مشت غبار خود را از کوئے یار بردیم — از خاطر رقیبان آخر غبار بردیم

وله

رو بہ بنا ہر کہ آرد از خدا شرمندہ است — از رحم زین روئے کودک سرنگون آید برون

وله

نظر ورا بر تنگ ز آفتاب خیرہ نگردد — ز حکمت است اگر روئے در نقاب گرفتہ

وله

ز کوئے یار دور افتادہ ام لے نالہ آوازی — ندارد ذرہ پیغام وصل وای شوق پروازی

رباعی

در روز جدائی ہمت خود بینی — جز آہ ہم نیست ہمدم و یرہی

داغ است مرا یار بدل نزدیکی — اشک است مرا مصاحب رنگینی

فانی ۔ خواجہ احمد شیرازدہداری نزیل بیجاپور

فانی تخلص ۔ خواجہ احمد نام ۔ دہدار متعلقہ شیراز اُسکا وطن ہے ۔ صوفی مشرب و عالم فاضل جامع العلوم والفنون تہا ۔ کتب معقول و منقول شاہ فتح اللہ شیرازی سے ختم کین تحصیل سے فارغ ہونے کے بعد وطن سے بیجاپور دکن مین پہنچا ۔ علی عادل شاہ کی خدمت مین ملازم ہوا ۔ عادلشاہ کی بارگاہ مین اسقدر تقرب حاصل کیا کہ مقربین و مصاحبین مین شریک ہوا ۔ بادشاہ کو استاد شاہ فتح اللہ کا مشتاق بنایا ۔ بہت ساز رہیجکر فتح اللہ کو دکن مین بلایا ۔ تاریخ بیجاپور مین لکہا ہے کہ شاہ فتح اللہ کے پہنچنے مین بیجاپور کا چالیس ہزار ہون صرف ہوے تہے ۔ جو کچہہ فانی کی کتب درسیہ باقی رہگئین تہین اُنکو یہان فتح اللہ سے ختم کین انتہی کلامہ ۔ علی عادلشاہ کے فوت ہونیکے بعد شاہ فتح اللہ کو اکبر بادشاہ نے بلایا ۔ فی الفور اکبر کے حضور مین پہنچا ۔ اور خواجہ احمد فانی احمدنگر مین جاکر برہان نظام شاہ کی سرکار مین ناظر سلطنت ہوا ۔ شیخ حسن نجفی جو احمدنگر مین تہا اُسکا معتقد ہوا پہر کتب خواندہ کو دوبارہ نجفی سے پڑہین ۔ اور تصوف مین خوب مہارت پیدا کی نظام شاہ کے نبیرہ کے عہد حکومت مین برار کا صوبہدار ہوا ۔ اور پہر اُس کے فوت ہونیکے بعد تارک الدنیا و مجرد ہو گیا ۔ اور گوشہ نشینی اختیار کی ۹۶ سال کی عمر مین سنہ ۱۰۱۶ ہجری مین فوت ہوا ۔ کلمہ خدا شناس سے اُسکی تاریخ فوت ہوتی ہے ۔ گلشن راز کی شرح ۔ اور حواشی نفحات الانس ۔ اور فصل الخطاب و شرح خطبہ بیان آپکے تالیفات ہین ۔ اور صاحب دیوان تہا ۔ من ۲ اشعارہ

یک جرعہ کہ از حریف مستت برسد	پس چاشنئی دم الستت برسد

این جام نہادہ اند بر طاق بلند
در آئینہ خال پشت چشم ار بینی
کورست بنیہ ہر آنکہ بیند ز قفا

ولہ

پا بر سر خویش نہ کہ دستت برسد
یک چشم بپوشی و بدیگر بینی
این ست مثال خیر و شر گر بینی

فدائی رضا طلب خان دہلوی

فدائی تخلص ـ رضا طلب خان نام ـ آپکا مولد و منشا شہر دلی تہا ـ آپکے بزرگ شاہجہانی زمانہ مین بلخ سے وارد ہند ہوئے تہے ـ بادشاہی منصبدارون مین شریک تہے ـ آپکے والد شفا طلب خان بلخی عالمگیری زمانہ مین شفاخانہ کے مہتمم تہے آپ بہی بادشاہی منصبدار ـ ہندوستان سے نادری ہنگامہ کے بعد بندگانعالی نواب غفران مآب آصفجاہ بہادر اول کے ہمراہ ہند سے دکن مین آئے ـ قلعداری فوجداری رائچور پر مقرر ہوئے ـ عمر رسیدہ زمانہ دیدہ تجربہ کار و ہوشیار نجیب شریف صحیح النسب والحسب ـ میدان شعرگوئی مین چالاک تحریر و تقریر مین شوخ و بیباک تہے آپکا کلام رنگین مضامین و خیالات دلنشین سے سجا ہوا ـ گلہائے معانی شگفتہ بیانی سے کہلا ہوا تہا ـ خوش فکر و سخن سنج تہے ـ تیز فہم و ظریف الطبع تہے ـ آپکی وفات سنہ ۱۱۷۹ ہجری مین واقع ہوئی ـ رائچور مین مدفون ہوئے ـ من اشعارہ

گفتم کہ بود منتخب آن مصرع قامت
جائیکہ نہ بینی نہ تمیز ست ز صاف

ابروش نشان داد کہ این بیت دگر ہم
زنہار ز قامت نکنی بلکہ گذر ہم

فقیر میر ہاشم اورنگ آبادی

فقیر تخلص ـ میر ہاشم نام ـ آپکا اصلی وطن اورنگ آباد ہے ـ سید صحیح النسب

خاندان شاہ سامی سے تھے اور شاہ سامی سے قرابت قریبہ رکھتے تھے۔ جوان صالح خوش رفتار و خوش کردار تھے۔ مستعد طالب العلم تھے۔ درسیہ کتب کی تحصیل مین مشغول تھے۔ آپکے بزرگ مشاہیر مشائخ سے ہین۔ پیری مریدی کا سلسلہ آپکے خاندان مین جاری ہے۔ اکثر اہل دکن آپکے خاندان کے معتقد تھے۔ آپکو طالب علمی مین شعرگوئی کا شوق پیدا ہوا اگرچہ بزرگ مانع ہوئے کیونکہ شاعری کی دہت آدمی کو اور کامون کے لائق نہین رکھتی۔ مگر جسکو اسکی چاٹ لگی وہ کسی کے روکے سے باز نہین رہتا۔ علی ہذا القیاس فقیر مشق سخن کرنے لگے۔ ذہین و طباع تھے چند ہی روز مین خوب کہنے لگے۔ جناب شاہ سامی سے اصلاح لیتے تھے۔ لچھمی نرائن کہتے ہین کہ مجھسے محبت و اخلاص رکھتے تھے کبھی کبھی میرے غریبخانہ پر بھی آمد و رفت کرتے تھے انتہی کلامہ

لچھمی نرائن کی تحریر سے معلوم ہوا کہ آپ ۱۱۷۵ہجری مین زندہ و سلامت تھے پھر قریب ۱۲۱۲ہجری مین فوت ہوئے۔ آپکے اشعار مین سے ہمکو صرف ایک ہی شعر ملا مگر وہ شعر ایک دیوان کے برابر ہے۔ وہ یہہ ہے۔ من اشعارہٖ

اٹھا ہے جوش حسرت عجب جی مین نہین اٹھا   وہ قاتل شوخ شاید وان خدائی دست بستہ گذرا

فکری۔ خواجہ محمد رضا بیگ صفاہانی

فکری تخلص۔ خواجہ محمد رضا نام شیخی بیگ صفاہانی کا فرزند ہے۔ علم حساب وسیاق مین بے نظیر تھا۔ شعرگوئی مین کامل۔ شعر خوب کہتا تھا کلام مرغوب دل و بامزہ ہوتا تھا۔ خوش مذاق و ظریف الطبع تھا آخر عمر مین تمام علائق کو ترک کرکے اصفہان سے حیدرآباد دکن مین وارد ہوا۔ عبداللہ قطب شاہ کے دربار مین باریاب ہوا

حکیم شفائی اصفہانی اور فکری مین خوب چوٹین ہوتی تہین۔ حکیم شفائی فکری کی ہجو کرتا تہا الفاظ رکیکہ ہجو مین درج کرتا تہا۔ اور فکری جواب ترکی بترکی دیتا تہا حکیم کے نسبت صریح الفاظ واحش استعمال کرتا تہا دونون صاحب دیوان تہے۔ ہر ایک کا کلام دوسرے کی ہجو سے بہرا ہوا ہے۔ مین ہجاجات کے اشعار نقل کرنا خلاف تہذیب جانتا ہون۔ اسوجہ سے قلم انداز کیا۔ مگر وہ اشعار جو ہجو سے خالی ہین ذیل مین ہدیۂ ناظرین کرتا ہون۔ آخر آپنے سنہ [illegible] ہجری مین اس عالم فانی سے عالم جاودانی کو رحلت کی۔ بیجومن کے دائرہ مین دفن کئے گئے مین اشعارہ الفاظ

آنقدر درد تو دارم کہ بمیزان قیاس		گر بسنجند ز کونین فزون می آید
آنقدر خون ز لب لعل تو دارم در دل		گر درون نفس آلودہ بخون می آید
بسکہ آتش سودائے سر زلف تو خست	ولہ	نافۂ مشک توان چید ز خاکستر او
بگذار بوسۂ بخیرو منہ از غیرت	ولہ	بخون دیدہ تا زا نوشتہ
وہم شستن نگشم آہ ازان می ترسم	ولہ	کہ با آئینۂ تیغ تو غبارے برسد
رنگ حناست بر کف پائے مبارکت		با خون عاشقانست کہ پامال کردہ
زنگین برفتن تا بو ہم از کوئے تو بترسم		کہ پا بد بد عا رازی کہ در دل داشتم عمرے

فدوی - فدوی خان دکنی

فدوی تخلص - فدوی خان نام - دکنی الاصل ہے کسی تذکرہ نویس نے آپ کے اصلی وطن و ولادت و وفات کی نسبت کچھہ نہین لکھا - ہان میر عزت کی بیاض سے اسقدر معلوم ہوا کہ سنہ [illegible] ہجری مین حیدرآباد مین آصفجاہی منصبدارون مین

معزز و مکرم تھا۔ شاعر خوش بیان و رنگین زبان تھا۔ ظریف الطبع و لطیف الوضع تھا۔ دوست پرست و محبت پرور تھا۔ آپکا کلام ایہام و تلازمہ تشبیہ سے پاک و خوشگوار۔ آپکا انتقال بارہوین صدی کے شروع ہجری مین ہوا من اشعارہ الہندی

مین دیا جان کے تئین جان کے جانان بنا   جانمن جان جہان تہا مجھے معلوم نہ تہا
چھپ کے گنوایا مین ملا عشق سے دل   عشق مین فیض رسان تہا مجھے معلوم نہ تہا
ہم مژگان سے کیا تن کو مشبک جسنے   شوخ دل بر و کمان تہا مجھے معلوم نہ تہا

ملا فرج اللہ شوستری

ملا فرج اللہ نام و تخلص ہے مشاہیر فضلاء شوستر سے تہا۔ عالم المبیت فاضل ادیب تہا۔ شاعر عالی فطرت بلند قدرت تہا۔ صاحب سلافۃ العصر نے آپکا حال نہایت شرح و بسط سے لکھا ہے۔ میرزا صائب اکثر مقاطع مین آپکا ذکر کرتا ہے از آنجملہ یہ ہے

ہمین ز خاک فرج کامران شد صائب   کہ فیض ہم نظیری ازین جناب رسید

ملا وطن مالوفہ سے حیدرآباد دکن مین آیا۔ سلطان عبداللہ قطب شاہ والی حیدرآباد سے ملا۔ عزت و آبرو سے سرفراز۔ جاہ و حشمت سے ممتاز ہوا مدت العمر قطب شاہ کے ظل عاطفت مین رہا۔ آخر سنہ [illegible] ہجری مین فوت ہوا۔ آپ صاحب دیوان ہین اسمین تخمینا چار ہزار اشعار ہونگے۔ آپ عربی مین بہی خوب شعر کہتے ہین سلافہ مین آپکے اکثر اشعار مذکور ہین۔ من اشعارہ الفارسی۔

مغان کہ دانۂ انگور آب می سازند   ستارہ می شکنند آفتاب می سازند
در ہوای بادۂ گلرنگ بیتابیم ما   سالہا شد کز ہوا داران این آبیم ما

از ذرہ بہ بانگ ہر ذرہ درایان نمیزدم — کے میدہد فریب صدائے جرس مرا

گر زیر سپہر ہم عجب نیست کہ دریا — در زیر حباب ہست و فزون تر ز حباب است

ہمیشہ میخورم از خود شکست پنداری — کہ نیمہ ز دلم شیشہ نیمہ سنگ است

بے رخت از رنگ خود گل چون گیاہ افتادہ است — بو میان غنچہ چون یوسف بچاہ افتادہ است

ذرہ از بالا روی خورشید تابان کے شود — مور گر بر تخت بنشیند سلیمان کی شود

فتوت مستعد خان اورنگ آبادی

فتوت تخلص مستعد خان نام آپکا مولد و مسقط الراس اورنگ آباد ہے۔ ابتدا مین کتب درسیہ والد ماجد سے ختم کین اور پہر علمائے اورنگ آباد سے تکمیل کی۔ علم و فضل مین باپ سے زیادہ تہا اور انشا نویسی شعر فہمی و شعر گوئی مین والد سے کم نہین تہا۔ نہایت دار الانشا مین والد ماجد کی خدمت پر مامور تہا۔ نواب آصف الدولہ بہادر کی عنایت و قدردانی سے اقتدار الدولہ سیف جنگ کے خطاب اور حضوری صدارت کی خدمت سے ممتاز ہوا تہا۔ اور نواب نظام الدولہ آصفجاہ ثانی کے زمانہ مین بہی بدستور خدمات بالا پر بحال برقرار رہا۔ آصفجاہ ثانی بہی فتوت کے حال پر مہربان تہے۔ خوش فکر و درست خیال تہا۔ اور منشی باکمال تہا نظم و نثر لکہنے مین لائق و فائق تہا۔ لچہمی نرائن گلزرعنا مین لکہتے ہین کہ مین حسب طلب حضور آصفجاہ ثانی اورنگ آباد سے حیدرآباد گیا حسن اتفاق سے مستعد خان فتوت سے ملاقات ہوی نہایت حسن اخلاق سے ملے۔ چونکہ ہمارے درمیان موزونیت و سخن سنجی کا تعلق تہا اسوجہ سے باہم خوب صحبت و موافقت ہوی۔ مین اکثر ان کے دولتخانہ پر جاتا تہا

وہ بھی میرے غریب خانہ پر آتے تھے۔ دیر تک باہم جلسہ رہتا تھا۔ دیوان صائب اکثر آپ کے مطالعہ میں رہتا تھا۔ ایکروز دیوان دیکھ رہے تھے۔ ایک غزل نکلی جسکا مطلع یہہ تھا ؎

بت اگر بت گر نماید سر زبان حاصل ز سنگ   من بتے دارم کہ او ہر دم تراشد دل ز سنگ

فرمایا مشکل زمین ہے۔ اگر اسمیں فکر کریں تو طبع آزمائی ہوگی۔ میں نے اُسی دن ایک غزل موزون کی۔ اُس کے سترہ شعر تھے۔ اور میر اولاد محمد ذکا بلگرامی نے بھی اورنگ آباد سے لکھکر بھیجی۔ انہی کلامہ لچھمی نرائن اور ذکا ہر ایک کی غزل میں سے اشعار لکھے جاتے ہیں۔ اور مستعد خان نے اس زمین میں نہیں کہی۔

غزل لچھمی نرائن

می ستاند اعتقاد آخر مرا او دل ز سنگ   برہمن مقصود خود را میکند حاصل ز سنگ
حرف صوفی نیست گر ہنگامہ ساز انجمن   یک قلم گویا تراشیدند آن محفل ز سنگ
ناقصان را سختی دوران باصلاح آورد   آب تیغ کند آخر می شود کامل ز سنگ
سخت حیرانم کہ می گردد چسان صحبت برار   منکہ دارم دل ز مینا او کہ دارد دل ز سنگ

غزل میر اولاد محمد ذکا

نیست از بس دل طپیدن ناپسند قاتلم   می نہد بار گران بر سینۂ بسمل ز سنگ
در عدالت خانۂ حکام سرکار جنون   وا ہی میرانے کہ وزن و بند کامل ز سنگ
می شود بے شبہ مخصوص سر اصحاب فضل   ہر بلائے را کہ سازد آسمان نازل ز سنگ
کار فرمائی کہ باشد بی زبان ہیچ است   سعی خوب چون کوہکن ناحق نکن باطل ز سنگ

مستعد خان خوش مزاج و ظریف الطبع تھا۔ علوم و فنون ادبیہ حکمیہ میں مہارت کامل

وملکہ راسخ رکھتا تھا۔ خوش صحبت و مرد مہذب یارباش و دوست پرور و مہمان نواز تھا جب آخر سنہ ۱۱۸۱ ہجری میں نواب آصفجاہ ثانی حیدرآباد سے ارکاٹ روانہ ہوئے قنوت بھی ہمرکاب تھا ارکاٹ کے قریب لشکر میں یکایک مرض اسہال میں مبتلا ہوکر فوت ہوا۔ ایک فقیر کے تکیہ میں مدفون کیا گیا۔ لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی نے رحلت کی تاریخ کہی ہے

مستعد خان امیر دانشمند — شیر بالانشین بزم سخن
سال فوتش شفیق کرد رقم — ہائے از فوت مستعد ز من

۱۱۸۱

آپکے اشعار میں سے ہمکو صرف ایک بیت ملی وہ یہ ہے۔ منہ

اے موتر اشد دست تو بانند بیری — اصلاح کردہ خط پروردگار را

فدا۔ شیخ احمد اورنگ آبادی

فدا تخلص۔ شیخ احمد نام۔ قوم نوائط سے ہیں۔ اورنگ آبادی الاصل ہیں۔ علم وفضل سے آراستہ فن وہنر سے پیراستہ۔ شعرگوئی میں یگانہ اور کلام کی شیرازہ بندی میں مشہور زمانہ تھا۔ آپکے کلام سے رنگینئ مضامین پیدا اور جادوبیانی ہویدا ہے آپ سخنور سخن پرور شاعر نامور تھے۔ آپ سنہ ۱۱۹۰ ہجری میں فوت ہوئے شہر اورنگ آباد میں دفن کئے گئے۔

من اشعارہ الفارسی

دیدن روئے ترا ہرکہ تمنا می کرد — حیرت آئینہ را کاش تماشا می کرد
دلم از داغ جنون سرو خرامان شدہ است — کاش می آمد و از دور تماشا می کرد

ولہ

تا کہ گلہا از قدم خندہ فروشم کردند — ہمچو گل خرقۂ صد پارہ بدوشم کردند

دامن از تقا فلک اشک بے خشان کردند | از لب لعل کسی نکتہ بگوشم کردند
دست در داماں یار یا زمین داریم ما | چین پیشانی بروئے آستین داریم ما

فکر محمد باقر کانپوری

فکر تخلص۔ محمد باقر نام۔ سید علی عرف آپ میر محمد حسین کانپوری کے فرزند ہیں آپکا مولد کانپور ہے نو برس کی عمر میں والد ماجد کے ہمراہ حیدر آباد دکن میں آئے اپنے نانا حکیم میر مہدی علی مرحوم اور مولوی ابو تراب صاحب جعفری کی خدمت میں کتب درسیہ عربی و فارسی سے فراغت پائی اور فن شاعری میں جناب سید جلال الدین اشک لکھنوی مقیم حیدرآباد کی شاگردی کی۔ طبیعت میں جوش و خروش قدرتی تھا میدان شاعری میں خوب سبقت کی۔ اپنے ہمسروں میں ممتاز ہو گئے آپکی عمر فی الحال تقریباً پچاس سے زیادہ ہوگی۔ آپکی تالیف سے مثنوی معراج الاشعار۔ و تذکرہ شہدا فارسی و روضۂ رضوان۔ و دیوان کامل وغیرہ ہیں صحف اشعار الہندی

آہیں کرتے کرتے ہجر یار میں ہم مر گئے | تھی ہوا سنکی چراغ زندگی گل ہو گیا

ولہ

سرخ پوشاک پہنکر ستم ایجاد آیا | آج مریخ کے جامے میں جلاد آیا
کبھی گلزار میں گلچیں کبھی صیاد آیا | ایک جلاد گیا دوسرا جلاد آیا
مر گیا دیکھکر اسکو میں شب فرقت میں | ملک الموت کے برقع میں پریزاد آیا
جان پر کھیل کے بیٹھا جو شب فرقت میں | کبھی سمجھانیکو مجنوں کبھی فرہاد آیا

انکار پر نکرنا تھا اقرار دید کا
کچھ حضرت کلیم نہ سمجھے کلام دوست

فیاض - محمد فیاض الدینخان حیدرآبادی

فیاض تخلص - محمد فیاض الدینخان نام - آپ حاجی عزیزالدینخان کے فرزند ہین - آپکا وطن اصلی حیدرآباد دکن ہے آپکی ولادت اسی شہر فیض بہر مین ہوئی نشو ونما بہی اسی زمین کی آب وہوا مین ہوا - نشو ونما کے بعد سن شعور مین مولوی میر شمس الدین فیض المتوفی ۱۲۸۳ھ ہجری کی خدمت مین کتب درسیہ عربی وفارسی تحصیل کین اور دیگر علمار شہر سے بہی فیضیاب ہوئے ہین میرا خیال ہے کہ آپ مدرسۂ دارالعلوم کے بہی سندیافتہ ہین - کتب درسیہ سے فارغ ہونے کے بعد آپکو شعرگوئی وسخن سنجی کا شوق دلمین پیدا ہوا - آپکی طبیعت مین موزونیت خداداد تہی - اور چستی وچالاکی بہی طبیعت کا جزو اعظم - ہمعصرون مین آپکی ذہانت وفطانت مسلم الثبوت تہی - آپنے زور فطرت سے شعر کہنا شروع کیا - جناب فیض کی خدمت مین اصلاح لیتے رہے اور چند سال تک مشق کا سلسلہ برابر جاری رہا - استاد کی فیض صحبت اور توجہ کی برکت سے آپکا کلام شستہ وپختہ ہوگیا - رفتہ رفتہ آپ درجۂ استادی کو پہنچے - اکثر شائقین آپکی خدمت مین مستفید ہوتے تہے - آپ صاحب دیوان ہین - فقیر مولف کو آپکا دیوان نہین ملا مگر چند اشعار متفرق ہدست ہوئے ہین انکو ذیل مین ہدیۂ شائقین کرتا ہون تاکہ مطالعہ سے لطف ومزہ اٹہائین - اور آپ صاحب التالیف والتصنیف تہے - فارسی مین مختصر رسائل لکہے ہین - منجملہ غرائب حسابی - لطائف فارسی - دیوان فارسی - دیوان اردو وغیرہ ہین - آپ خاندانی شریف ومعزز ہین - آپکے بزرگ اس ریاست مین خدمات جلیلہ پر ممتاز رہے ہین

آپ سرکار عالی نظام کے دفتر صرف خاص کے مددگار معتمد تہے۔ خوش خلق و پاک طینت۔ دیانت و امانت مین ممتاز۔ ہمدردی اہل وطن مین بے بدل تہے۔ وضعداری کے پابند۔ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول کے مضمون پر کاربند۔ مولف فقیر سنہ ۱۲۸۶ ہجری مین طالب علمی کی حالت مین مولوی محمد زمان خان شہید مرحوم کے مکان پر فروکش تہا۔ اسوقت آپکو دیکہا تہا۔ پہر جب مین سنہ ۱۳۰۳ ہجری مین سیاحت ہند سے شہر حیدر آباد مین آیا۔ آپکو دیکہا بجنسہ اسی لباس و صورت مین پایا۔ طرز و روش مین ذرا بہی فرق نہین تہا۔ مگر اسوقت شباب کا عالم تہا۔ اب زمانہ شیب تہا۔ آپکا استقلال وضع کی پابندی تحسین کے لائق ہے آپنے بزرگان سلف کا طریقہ بدستور بحال رکہا کبہی اپنی طرز و روش مین نوجوانان حال کی پیروی نہین کی۔ ثابت قدم و راسخ دم تہے آخر آپ سنہ ۱۳۲۸ ہجری مین عالم فانی سے ملک جاودانی کی طرف روانہ ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور آپ مشرف جنگ خطاب سے سرفراز ہوئے تہے

من اشعارہ الہندی

بہے جب آنسوؤن کے ساتہہ لخت دل ہوا بیتاب
غم فرقت لہو پانی ہمارا ایک کرتا ہے

کلیجے سیکڑون کہائے ہین پہر بہی غم اسیری
نہ بہرتی اسکی نیت ہے نہ اسکا پیٹ بہرتا ہے

ہمارے داستان پر کان وہ رکہتا نہین شاید
کوئی در پردہ اس گل پیرہن کے کان بہرتا ہے

نکل آتا ہے جب مذکور انکی سرد مہری کا
تو بیمار محبت ایک ٹہنڈی سانس بہرتا ہے

زبان پکڑے کوئی کسطرح سے فیاض پہر اسکی
ٹہکانا کچہ نہین اک بات کہتا ہے مکرتا ہے

فرحت - لالہ خوشحال چند برہانپوری

فرحت تخلص۔ لالہ خوشحال چند نام۔ قوم کایستہ سری باسنت۔ ساکن برہانپوری

شاعر خوش گو و ناظم پسندیدہ خو تھا۔ نیک سیرت نسان طینت تھا۔ لالہ صاحب کے کلام تازہ سے دلوں کو فرحت اور اُنکی رنگین مضامین سے مسرت حاصل ہوتی ہے آپنے سنہ ۱۲۴۲ ہجری میں انتقال کیا۔ آپ خوش اخلاق و بامروت تھے۔ طریقہ صلح کل کے سالک اہل اسلام و اہل اصنام سے اختلاط و آمیزش رکھتے تھے۔ اور ہر ایک کی بہتری چاہتے تھے۔ جہاں کہیں فتنہ و فساد کی آگ شعلہ زن ہو اُسکو صلح کے پانی سے بجھاتے تھے۔ من کلامہ

در دلم جز مہر مہرویان نمیگیرد قرار ہر کجا گل چہرگان دارند ترتیب چمن	قالبم گوئی ز خاک کوے اہنان ریختند نرگس چشمم مرگشتند حیران ساختند

فرح - فرح بخش ارکاٹی

فرح تخلص - فرح بخش نام - ارکاٹ مدراس کا رہنے والا تھا۔ خوش کلام و خوش بیان تھا ظریف الطبع و لطیف المزاج تھا۔ آپکے کلام سے شوخی و تازگی ظاہر ہے۔ نزاکت و لطافت کی چمک باہر ہے۔ آپ سنجیدہ مزاج و وضعدار تھے۔ کسرنفسی سے متواضع و خاکسار تھے۔ امرا و شرفا کی مدح کرتے تھے جائزے و صلے خوب لیتے تھے۔ آزادانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ آخر سنہ ۱۲۰۵ ہجری میں اس محنت سرا سے وطن باقی کے مسافر ہوے۔ من اشعارہ

ہمارے قتل کی تدبیر بے تقصیر ہوتی ہے
نگاہ پاک کی شاید یہی تاثیر ہوتی ہے

فضلی - شاہ فضل اللہ نقشبندی اورنگ آبادی

فضلی تخلص - شاہ فضل اللہ نام - سید عطاء اللہ اورنگ آبادی کے فرزند ہیں نقشبندی مشرب تھا

اورنگ آبادی مولداً حنفی مذہباً۔ درویش کامل و عارف صاحب دل تھے۔ جامع علوم وفنون و حاوی حقائق و معارف تھے۔ ایک مدت تک حسب بشارت و ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نواب غازی الدینخان فیروز جنگ بہادر مرحوم کے لشکر مین رہے۔ ہمیشہ حضر و سفر مین ہمرکاب رہتے تھے۔ اسی سبب سے نوابصاحب باوجود قلت فوج غنیم پر غالب و مظفر ہوتے تھے۔ نواب عضدالدولہ بہادر کو ایک قرآن شریف حضرت امام رضا علیہ السلام کے ہاتھ کا لکھا ہوا امیرالامراحسین علیخان کے کتب خانہ سے بہت ہوا تھا وہ قرآن شریف نوابصاحب نے آپکو دیا تھا۔ صاحب تحفۃ الشعرا لکھتے ہین کہ فی الحال یعنی ١١٦٥ھ ہجری مین وہ قرآن مجید دولت آباد کے قلعہ مین موجود ہے۔ شاہ فضل اللہ کے صاحبزادے میان محمد نے اُسکو ہدیہ کیا تھا۔

آپکے چہرہ سے درویشی کے آثار نمایان تھے۔ صاحب تصنیف و التالیف تھے کئی رسائل آپکے یادگار موجود ہین۔ رسالہ زاد المزاد سلوک مین قصہ برہ بہبو کا و قصہ پریم لوکا بزبان ہندی۔ اکثر اشعار ایہام آپکے طبعزاد ہین فارسی کلام بہی صاف و شیرین ہے۔ آپکا انتقال ١١٨٤ھ ہجری مین ہوا۔ اورنگ آباد مین مدفون ہوئے

من اشعارہ الفارسی

مہربان از آہ باشد ماہ ما
گنج باد آور شد این آہ ما

اندکی گر قند گشد خواہید دید
آفتابے می شود این ماہ ما

دیدن و برگرد سر گردیدنش
شکر للہ گشت خاطر خواہ ما

ولہ

آنچنان دل یگانہ یار است
کہ دل از لفظ دوست بیزار است

ہر کجا آن مسیح لب باشد
ہر کہ بیمار نیست بیمار است

زلف و خالش بدلبری یکسان — اینچه کم حسن وانچه بسیارست
در نگاه تو شیشه ایست و پری — در نگاهم همه پریزار است
دل ما بر چشم و گردش چشم — این چه کفرست واین چه زنارست
صبح محشر بخواب نوشین است — در سحر هر که چشم بیدارست
همچو من عشق باز و تو معشوق — این چه آئینه واین چه دیدارست

ولہ

تا خط ندمیدست بود حسن و ادا هیچ — اسلام بجز دوستی آل عبا هیچ
بیجلوهٔ رخسار تو اے جان گلستان — گل هیچ چمن هیچ نوا هیچ صبا هیچ
معنی توحید بر وحدت نگشاید — سجاده و تسبیح و مصلی و ردا هیچ

ولہ

یار میرفت و گریه می کردم — چشم و رویم تمام آنسو بود

ولہ

بکثرت گرچه رو دارم ولیکن وحدت آئینم — ز وسعت مشربیها بردعائے جمله آئینم
تجرد مشربیها آنقدر دارد سبکروحم — که گر در خاطر خود بگذرم ناگاه سنگینم
تبسم رنگ جمعیت سخن گلدسته الفت — نگاهش حاصل دنیا ادا سرمایهٔ دینم
دعائے اهل عصیان در گرو دارد اجابتها — چه باشد گر بآه عاصیان تضمینم
بزاهد همسری دارم برهمن را نیاز آرم — مسلمان کردهٔ عشقم نه با آنم نه با اینم
خداوندا بمن هم شور محشر در میان باشد — غلام آل طه بندهٔ اولاد یاسینم
بیا فصلی تماشا کن بهار بیدلیها را — چو شاخ گل بیکرنگی برنگ شعله رنگینم

ابیات ایہام زبان ہندی

نگہ سوں اپنے عرق کوں دور نکر — حسن کا عطر مجکو لینا ہے
دو بہوان دیکھہ کر کہا مین یون — دو گھڑی رات دنہیں آئی کیون

بہوت عاشق ہین یار کہاتے ہین — مجکو تری فراق مین دن کاٹین لگے
ولہ
جبتلک تہی جنس گہر مین ہیچ کہاتا تہا فقیر — اب تو کچہہ باقی رہا نہین ہے مگر بیچون خدا
ولہ
طبیب عشق سین پوچہا زلیخا نے علاج اپنا — کہا تجہہ پر پہلا ہے سورۂ یوسف کا دم کرنا
ولہ
اے کبوتر جا کہو یوسف کون کوئی سون نکل — چاہ تہری مین زلیخا ہو رہی ہے باولی

فکری رازی

فکری تخلص - المعروف بملا رازی - آپکا اصلی وطن ری ہے - علامۂ زمان و فہامۂ جہان تہا - ادیب شاعر ناظم و ناثر تہا سخاوت و بذل مین شہرۂ آفاق تہا - خوش اخلاق و اشفاق تہا - شاہ طہماسپ صفوی کے زمانہ مین تہا شاہ موصوف کی مدح مین اکثر قصائد لکہے ہین - اور بہت سے صلے پائے - بمصداق - قرار برکف آزادگان نگیرد مال جو کچہہ ملتا تہا چند ہی روز مین فقرا و غربا کو نذر کر دیتا تہا - ذخیرہ نہین کرتا تہا - آخر ایران سے احمدنگر مین آیا - شاہ طاہر کی وجہ سے بڑی عزت و آبرو پائی - تہوڑی عرصہ مین اسقدر مال و دولت حاصل کیا کہ متمول ہوگیا - بیجاپور ہی گیا وہان بہی مالامال ہوا - پہر وہان سے حیدرآباد گولکنڈہ آیا - یہان بہی چند روز قطب شاہ کا مہمان رہا - کئی ہزار ہن لیکر احمدنگر گیا - پہر وہان سے وطن مالوفہ کو مراجعت کی -

من اشعارہ الفارسی

رخت گل گل شد از می ترک سیر باغ و بستان کن — بگیر آئینہ در دست و تماشای گلستان کن
نمی گویم دلم را خون مکن یا جان بکاہ از غم — دل و جانم فدایت ہرچہ خواہد دلت آن کن
ازان نرگس کہ بالائی گل غلطید از مستی — ببین ہر سر کہ ہشیار است و را مست و غلطان کن

فاروق - خانعالم خان

فاروق تخلص - محمد معروف نام - خانعالم خان بہادر خطاب ہے - آپ نسباً فاروقی ہین - گلزار اعظم کے مولف نے لکہا کہ آپ محمد جان جہان خان بہادر کے فرزند ہین - آپکی ولادت سنہ ۱۲۰۳ ہجری مین بسرزمین مدراس واقع ہوئی - نشو و نما کے بعد سن شعور کو پہنچ کے تحصیل علم مین مشغول ہوئے - علوم و فنون متفرقہ و السنہ جداگانہ مثلاً فارسی و عربی و ترکی و انگریزی وغیرہا مین استعداد کامل حاصل کی - علما و فضلا کی خدمت مین مستفید ہوئے - تہوڑے ہی مدت مین علمائے ماہرین کے زمرہ مین شمار کئے گئے - پہر آپکی طبیعت شعر و شاعری کے طرف مائل ہوئی - ہر ایک زبان مین کلام موزون کرنے لگے - مضامین تازہ تازہ کا شیرازہ باندہنے لگے - ریختہ مین آپکو اظفری و نامی سے تلمذ ہے اور فارسی شعر کی بہی اصلاح مذکورین سے لیتے رہے - فقیر مولف کو یہہ نہین معلوم ہوا کہ نظم عربی و ترکی و انگریزی مین کس بزرگ استاد سے اصلاح لیتے تہے - اور آپ علوم ریاضی و فن موسیقی مین بہی استعداد تامہ رکہتے تہے - خوش اخلاق متشرع و دیندار تہے صوم و صلوۃ کے پابند سنہ ۱۲۴۵ ہجری مین واعظ رامپوری کے مرید ہوئے اور حضرت واعظ سے خلافت کا خرقہ بہی زیب بدن کیا - مدۃ العمر مدراس مین امیرانہ زندگی بسر کرتے رہے اور خاص و عام کو درس تدریس ہدایت و تلقین سے سرفراز فرماتے رہے اکثر اہل مدراس آپکی توجہ سے درجہ فضیلت کو پہنچے - آپکی ذات بابرکات منبع کرامات حسنات تہی - علم دوست تہے علما و طلبہ کی بہت قدر کرتے تہے - آپکی درسگاہ مین علما و طلبہ کا مجمع رہتا تہا - اکثر آپ کی مجلس مین علم و فضل کا مذاکرہ ہوتا تہا - شعر و شاعری کا بہی

دور چلنا تہا۔ آخر آپ اس عالم فانی سے فردوس برین روانہ ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہہ واقعہ سنہ ۱۲۰۰ ہجری کے بعد تیرہوین صدی مین واقع ہوا سنہ وفات دستیاب نہین ہوا۔

من اشعارہ الفارسی

دور از تو زیستن چه بود آرزو مرا — دم ہمچو خنجرے گذرد از گلو مرا

وله — عجب نبود پسر گر قبلہ روئے پدر گردد — که دارد چشمِ یوسف پیر کنعان نور بینی را

باشد ز فیض بوسۂ شکر دہان ما — شان عسل شکستۂ شان بیانِ ما

وله — زر عشق او چو دانہ افشاندہ بر زمین — باشد امید سود فزون از زیان ما

وله — ظہور حسن کجا حاجت نقاب کجا — عنان برق کجا و کف سحاب کجا

وله — ہر حبابش بگرہ عنبر سارا بندد — گر فتد پرتو آن زلف گرہ گیر در آب

وله — چشمم پر خون ہر ارد ز سینہ پیش آمد — لعل و تا ز مستی رنگ سیہ پوشی ریخت

وله — مگر ندامت پروانہ سوختن دارد — که شمع میگزد شعلہ بار بار انگشت

بعہدہ جلوۂ حسنت خط شعاع از رشک — زند بدیدۂ خورشید نور بار انگشت

وله — چون فقیر یکه کند سلسلہ را دستاویز — شانہ گر دید بآن زلف مسلسل محتاج

دیدۂ اہل دل بین چه قدر تاریک است — که بود در شب مہتاب بمشعل محتاج

وله — مالداران جہان مست غفلت گشتہ اند — نقش دینار و درہم اینجا طلسم خواب شد

وله — بہر نظارۂ خاک شہیدان کشیدہ سر — این گرد نیست کز رہ آنجو رستہ بلند

وله — ز خاکستر نشانہا بر تن ہندوستے دیدم — ہجوم قمریان بر سرو موزونت پنداری

وله — ز خود بر خرمن ہستی برات آتش آوردم — اگرچون خار و خس بردم سوئے آن شعلہ خود دستے

بسوئے ہرچه بخشد دستیاری ناشنا و ریا — ز پیران الغریق بحر محتاج مجو دستے

بہر چشمک زدن روزد دل صد چاک عاشق را — بود تا زنگاہش راچو سوزن در رفو دستے
درین میخانہ ام فاروق مست قلقل نغمہ — چو مینا بر سرم ہوشم زند ہر خوش گلو دستے

فائق ۔ مولوی سید خیر الدین

فائق تخلص ۔ سید خیر الدین نام ۔ گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپ معصوم خان کے فرزند ہین آپ سنہ ۱۱۸۵ ہجری مین مدراس مین پیدا ہوئے ۔ محمد خیر الدین فائق کے نام و تخلص سے آپکے تولد کی تاریخ برآمد ہوتی ہے ۔ آپ سن شعور و عقل کو پہنچ کے کتب درسیہ فارسیہ بمقام ارگیر مین جناب مولانا امیر الدین علی سے ختم کین پھر آپ مدراس مین آئے شاہ امین الدین علی و مولوی حافظ حسین و ملک العلما مولوی علاء الدین لکھنوی سے علوم معقول و منقول مین سند حاصل کی ۔ پس فارسی عربی کے تحصیل کے بعد آپکو شعر گوئی کا شوق پیدا ہوا ۔ مولانا باقر آگاہ کی خدمت مین حاضر ہونے لگے ۔ اور کلام موزون کرکے مولانا کی خدمت مین بغرض اصلاح پیش کرتے تھے ۔ چند روز کی مداومت مین استادی کے مرتبہ کو پہنچے ۔ اور خوش کلامی خوش فکری مین مشہور ہوئے ۔ آپ مضامین تازہ کو نہایت خوبی کے ساتھہ آراستہ کرتے تھے ۔ آپکے کلام کی بندش چست و ترکیب درست ہوتی تھی ۔ آپ کلام موزون کو شائقین سخن کی خدمت مین بغرض اصلاح پیش کرتے تھے ۔ اور اساتذہ کی اصلاح کو مانتے تھے ۔ اسی وجہ سے آپکے کلام کو قبولیت عامہ کی صفت حاصل ہوئی ۔ اور آپ استادی کے درجہ کو پہنچے ۔ آپ ہمیشہ طلبہ کی تعلیم و ترتیب کلام مین مصروف رہتے تھے ۔ اکثر آپکے فیض تلمذ سے واقف معانی رنگین ہوئے ۔ آخر آپ سنہ ۱۲۳۲ ہجری مین مدراس سے شہر حیدر آباد دکن مین آئے ۔ مہاراجہ چندو لال مدار المہام کے دربار مین باریاب ہوئے

مہاراجہ نے آپ کو پانسو روپیہ ماہوار مقرر کرکے خدمت مدرسی عطا کی۔ آپ حیدرآباد میں بکمال خوشی و خرمی کے ساتھ زندگی بسر کرتے رہے۔ اور طلبہ و شائقین سخن کو درس و تدریس تربیت سخن سے سرفراز فرماتے رہے۔ آخر آپ نے ۱۲۴۲ ہجری میں اس دار ناپائدار سے عالم بقا کی طرف رحلت کی انا للہ و انا الیہ راجعون

من اشعارہ الفارسی

الٰہی نغمہ سنجی بخش چون بلبل زبانم را ۔۔۔ برنگ گل بہار آرائے محفل کن بیانم را

ولہ
آخر رساند تشنگیم تا بجو مرا ۔۔۔ یعنی ز آب تیغ تو تر شد گلو مرا

ولہ
عجب نبود اگر فرزند بہتر از پدر باشد ۔۔۔ کہ عطر صندل افزون تر ز صندل بو نماید

ولہ
در گلو رشتۂ زنار فگندیم انشک ۔۔۔ رام با این نشد از بت بیگانۂ ما

ولہ
حجاب دیدن روئے تو می شود اشکم ۔۔۔ بلے بموسم باران شود نہان مہتاب

ولہ
نشاط جوش مید ہد در موسم پیری شراب ۔۔۔ خواب را کیفیتی باشد بہر مہتاب

ولہ
چشم گل میگوید از شبنم چو ابر نو بہار ۔۔۔ گرد تاثیرش بباطن نالہائے عندلیب

ولہ
صاف مشرب را نباشد تہمت آلودگی ۔۔۔ دامن گوہر ز موج خود نگردد تر ز آب

ولہ
بسکہ از وضع جہان بیگانگیہا رو نماست ۔۔۔ ہر کرا دیدیم چون آئینہ صورت آشناست

ولہ
حیرت زدۂ عالم امکان وجودم ۔۔۔ دارم ز زبان در دہن خویش انگشت

ولہ
سیاہ رو شود آنکس کہ عیب بین گردد ۔۔۔ چو خامہ بر سخن ہیچکس منہ انگشت

ولہ
بر مزارش گنبدے گردد بنا از گردباد ۔۔۔ ہر کہ در رقصت ہلاک و ردامان میشود

ولہ
سرخی چشم من از گریہ نباشد عائق ۔۔۔ آفتابے ز نظر رفت و شفق باقی ماند

ولہ
مظہر رحمت حق جرم سیہ کار انست ۔۔۔ سر کشد روشنی صبح ز جیب شب تار

جذبهٔ حسن تو اینست که از بال نگاه — وله — طائر مرغ دلم سوئے تو دارد پرواز

هستیم با فنا همه آغوش است — وله — رمز این نکته بر شرار بنویس

کجا فائق تواند سیر باغ از ناتوانیها — وله — که موج بوئے گل می افکند بیرون ز دیوارش

ز درد عشق او یارب کباب دل بغل دارم — وله — که آه من بود چون بد بسم الله بخندد آتش

داغ دل افروخت آخر خط مشکین کسے — وله — شام چون گردید فائق می شود روشن چراغ

تماشائے زرافشان چهرهٔ او کرده ایم — وله — پنجهٔ مژگان ما از اشک شد اخگر بکف

زخم من چون ماه نو دارد چه بالیدگی — وله — خورده ام از باد ابروئے کسے شمشیر شوق

ماجرائے بر دل زارم گذشت از آب اشک — وله — مشت خاکے بود آنهم رفت در سیلاب اشک

بیابان آبله در هر قدم بگو چه یار — وله — نهاده چشم بره زار زار گریه کنم

در دست خویش دارد دل را عذار من — وله — این مهر نام تست نیاید بکار من

داشتم در دل تمنائے که از خود بگذرم — وله — بیچے کردم بحمد الله با دست سبو

طبع نازک سخن سخت کجا بردارد — وله — حلم شمشیر کند چین خط پیشانی

کسے بر نقش من از بیکسی حیفی نخورد آخر — وله — بهم آوردن مژگان من شد دست افسری

فرحت - محمد صبغة الله

فرحت تخلص - محمد صبغة الله نام - آپ محمد جعفر قوم نائطہ کے فرزند ہین - گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپ کی ولادت سنہ ۱۲۳۳ ہجری مین بندر مین مدراس ہوئی - نشو و نما بھی یہان کی آب و ہوا مین ہوا سن شعور کے ابتدا مین کتب درسیہ فارسی والد یا جد و حاجی احمد حسین سے ختم کین - ذکی الطبع و ذہین و فہیم تھا - شعر گوئی

وسخن سنجی کے میدان مین قدم رکہا۔ اور کلام کی اصلاح ابوطیب خان والا و مولوی واقف
سے لیتا تہا۔ محاورات و اصطلاحات فارسی سے واقف تہا۔ چراغ ہدایت و مصطلحات
وارستہ وغیرہا کا حافظ تہا۔ اکثر یاران ہم طرح کے اشعار پر اعتراض کرتا تہا۔ اور اہل زبان
کے محاورہ سے استدلال کرتا تہا۔ معاصرین بہی آپکے طبع زاد پر اعتراضات کرتے
تہے اگر اعتراض صحیح ہوتا تہا تو تسلیم کرتا۔ والا معترض کو باسناد اہل زبان رد کرتا تہا
سنہ ۱۲۶۲ ہجری مین بسفارش میر مجلس شعرا مشاعرہ اعظم مین شریک ہوا۔ اور نواب کے
لازمین کے زمرہ مین بہی مقرر ہوا۔ آپکی رحلت کی تاریخ دستیاب نہین ہوئی آخر قیاسًا
سنہ ۱۳۰۰ ہجری مین فوت ہوئے۔

من اشعارہ الفارسی

گر بود صد پیرہن چون بوے گل برتن مرا — ذوق عریانی برون آرد ز پیراہن مرا
آب تابان روشندلان از سنگ پیدا می کنند — ولہ — گشته است از آئینہ فرحت این سخن روشن مرا
گر نیست ضعف ما زغم آن عارض تابان — ولہ — در دست چرا شمع گرفته است عصا را
از صدا افتاد چون دریا بہ پیش نالہ ام — ولہ — از زبان موج کرد اقرار استادی مرا
آورد خط ہجوم برخسار ماه من — ولہ — لشکر کشید شب پے شبخون آفتاب
کن گریه وقت صبح که یابی وصال دوست — زین راه شبنم آمده مقرون آفتاب
چیست حقیقت را تغافل زین دل پراضطراب — ولہ — میکشان را میدہد چون لذت دیگر کباب
شرم حسن او مگر کرد عرق آلودش — ولہ — شمع با چرب زبانی که خموش است امشب
تا بہ یک جو رشتہ عشقم ز دست رفت — ولہ — رنگ رخ پریده کسے را شکار نیست
تا ہستم شکل نگین از ناتوانی حلقہ گشت — ولہ — میزند آن شمع رو آغوشم استغنا عبث

تنگ شد داغ دل لالہ ز مرہم منت | وله | درد خونین جگران نیست بدرمان محتاج
از نگہ مہر او شاد بود جان صبح | وله | دعوی من صادق است از لب خندان صبح
برقع ز رخ بباغ چو آن نازنین کشد | وله | خنجر ز خار بر تن خود یاسمین کشد
مرد از حاضر جوابی صاحب تمکین شود | وله | میرسد در گوش ما را این صدا از کوہسار
در گلشن زمانہ چو سوسن بصد زبان | وله | فرحت نیافتم بگفتن زبان ہنوز
شوم اندوہگین چون دامن افشان بگذرد یارم | وله | نشیند بر دلم گرد یکہ بنجیز د ز دامانش
کم نگردد عزت پاکان ز آسیب جہان | وله | آب گوہر فصل تابستان بود بر حال خویش
بریدن از ہمہ عالم سرشت مردان است | وله | برندگی است ہر آئینہ کار عالم تیغ
بے تو رسد رنج ز دیدار گل | وله | میل کشد در نظرم خار گل
فرحت چو گشت ماہ رخم مہربان غیر | وله | وا دہم ربط دیدۂ گریان و آستین
خوردہ ام خنجر زبس از دست آن خورشید رو | وله | نیست چاک سینہ ام چون صبح محتاج رفو
بخون غلطم ز حسرت دیگرے پائے تو گر بوسد | وله | شوم قربان مدہ رنگ حنا را حکم پا بوسی

فغان - اشرف علیخان

فغان تخلص - اشرف علیخان نام - بہار و خزان کے مولف نے لکھا کہ آپ شعرائے ریختہ گو سے ہیں - کبھی کبھی فارسی میں بھی کلام موزون فرماتے ہیں انتہی کلامہ گل عجائب کے مولف نے لکھا کہ آپ اورنگ آبادی المولد ہیں - اہل مناصب کے زمرہ میں منصب مناسب سے سرفراز تھے - شاہ سراج اورنگ آبادی سے اصلاح سخن لیتے تھے ۱۱۹۵ ہجری تک زندہ تھے - وفات کی تاریخ و سن دستیاب نہیں ہوا -

من اشعاره الفارسی

وصل گل می رود چه چاره کنم		کو گریبان که پاره پاره کنم
قاصدا یا چه دیده می آئی	وله	که گریبان دریده می آئی
دست را کے دراز کردم من		که تو دامن کشیده می آئی
ز تیغش نیم بسمل ماند می بدل	وله	تو شاید اضطرابے کرده باشی
چون نظر می کنم بخندهٔ خویش	وله	گریه بے اختیار می آید
اے ہم نقصان ز ما مرنجید	وله	مہمان دو روزہ شمائیم
گر نه نالم چون کنم ای آشنای دیگران	وله	قهرت برای جان ما مهرت برائے دیگران
اے فلک پیش تو منظور اگر انصاف ست	وله	داده انچه بهر و بیره بغیر ما دیده

فتوت - خواجه عنایت اللہ خان

فتوت تخلص - خواجه عنایت اللہ نام - گل عجائب کے مولف نے لکھا کہ آپ نواب اللہ لشکر جنگ کے خلف الصدق ہین اور خواجہ ابوالبرکات خان عشرت کے برادر - آپکا مسقط الراس شہر اورنگ آباد ہے - مولد و منشا بھی شہر مذکور ہے - سن شعور و تمیز کے بعد آپنے علمائے شہر سے کتب درسیہ عربی فارسی کی سند حاصل کی انشا پردازی مین ہمسرون سے فائق و سابق ہوئے - اسیطرح سخن سنجی مین بھی لائق - آپکو سخن سنجی مین سید سراج الدین سراج تخلص اورنگ آبادی سے تلمذ ہے آپکی طبیعت مضامین رنگین و معانی شیرین کے ایجاد مین بحر مواج ہے اردو فارسی دونون زبان مین کلام موزون فرماتے ہین - آپکے کلام سے شعرائے معاصرین لطف فرماتے ہین - مشاعرہ مین آپکے اشعار

تحسین و تعریف کا آوازہ بلند ہوتا ہے انہی کلامہ آپ صیغۂ منصب میں ملازم تھے فراغت سے زندگی بسر کرتے تھے سنہ ۱۱۹۵ ہجری تک زندہ تھے۔ بارھوین صدی کے شروع میں فوت ہوئے۔

من اشعارہ الفارسی

آتش ہجر تو اے ظالم نفس در سینہ سوخت ۔ دل بیاد اختلاط آن سست و دیرینہ سوخت

ولہ ۔ زضعف طاقت از خود کے رسم تا گرد جولانش ۔ نگر گردم ہمان ساعت بگرد دور دامانش

ولہ ۔ گرانست نگاہ ست او از چشم خود دیدم ۔ ہمیشہ بوئے می آید از خاک شہید آتش

ولہ ۔ وارستگی نمود مرا تا فراغ پا ۔ بر عرش می نہم علوی دماغ ما

ولہ ۔ مراز حلقہ بگوشان خدا حساب کند ۔ غلام حضرت شاہم بشہوار ستم

من اشعارہ الہندی

کھلے ہیں داغ سب دل کے گلستان اسکو کہتے ہیں ۔ دل اُکڑے ہوا سینہ خیابان اسکو کہتے ہیں

کیا رہا یہ دل دیوانے وحشت میں جانیکا لطف ۔ لیگیا مجنون اپنے ساتھہ ویرانے کا لطف

بزم سے شعلہ صفت گرد زرہ پوش اُٹھے ۔ دل سوزان سے مرے آہ شرر جوش اُٹھے

یہان تلک مجھ سے ہے فرہاد کو ربط قلبی ۔ دم مردن نالہ مرے واسطے ہم آغوش اُٹھے

دور مین اُس ساقی کیفی کے مئی نوش نہین ہم ۔ مدتین گذری کہین مشہور بادہ نوش نہین ہم

بیکسون کی تجھے معلوم ہے یاد صبا ۔ خاک پر جون نقش پا ہین خانہ بردوش نہین ہم

باغ مین جا خوب سوئے تاک کے سایہ تلے ۔ دلکو آخر گم کئے انگور کے خوشو نہین ہم

تجھ نگہ کے دہاک سے پانی ہو ہو نہین چپ چپے ۔ اے ستمگر جالے ہین آبلہ پوشو نہین ہم

اُس لب لعل کا گر عکس پڑے آنکھون مین ۔ دانۂ اشک مرا جون گل مرجان ہووے

ہائے افسوس زلف کے لٹ جان عقوبت کہو لو ۔ کیا بجا ہوئے جو ہے شام غریبان ہووے

فیروز - ملا فیروز

فیروز تخلص - ملا فیروز نام - آپ ملا کاؤس آتش پرست کے فرزند ہین - آپکا مولد و منشا دار الامارہ بمبئی ہے - آپنے کتب درسیہ فارسی و عربی والد ماجد اور دیگر علما سے تحصیل کین - ملا کاؤس عالم فاضل و شاعر کامل تہا - متعدد زبانین جانتا تہا - فارسی عربی انگریزی گجراتی وغیرہ - عالیجناب آصفجاہ ثانی کے عہد مین بمبئی سے حیدرآباد دکن آیا - حضور کے دربار مین باریاب ہوا - تحائف و نذرانہ پیش کیا - حضور نے نذرانہ و تحفہ خوشی سے قبول فرمایا - اور آپ کے لئے مہمانداری کے لوازم ادا کرنیکا حکم فرمایا - عمدہ طرح سے مہمانداری کی گئی - پیچہی میر ابن شفیق نے آپسے آتش پرستی کے بابت نظم مین سوالات لکہکے بہیجے - ملا نے بہی سوالات کے جوابات نظم مین دئے - ملا و شفیق باہم ملے چند مدت باہم خوب مذاکرہ علمی رہتا تہا - یکایک خوشی و معاشرت کے عہد مین ملا ہیضہ وبائی مین مبتلا ہوکے ملک عدم کو روانہ ہوا - احباب کو سخت افسوس ہوا - ملا فیروز صاحب ترجمہ نے کتب درسیہ فارسی عربی والد ماجد سے ختم کی - عالم شباب کا آغاز تہا آپکو تکمیل علوم و محاورات فارسی کی تحصیل کا شوق پیدا ہوا آپ جوش شوق سے ایران روانہ ہوئے - چند مدت وہان رہے علما و فضلا کی صحبت مین مستفید ہوا - اور ایران زمین کے بلاد و رستاقات مین خوب سیاحت کی - اور اپنے برادران قوم جو ایران کے دیہات مین تہے انکو تلاش کیا اور آنسے ملا - ان کے ساتہہ حسن سلوک کیا - جو مفلس و نادار تہے مال و زر سے ان کی اعانت کی سیر و سیاحت و کسب کمال سے فارغ ہوکے وطن مالوفہ بمبئی مین پہنچا - ملا کے برادران قوم نے آپکے خیر مقدم مین

بہت خوشی منائی ۔ متعدد خوشی کے جلسے منعقد کئے گئے ۔ ملّا نے یہان آکے ایک مدرسہ اپنی قوم کے بچون کے لئے قائم کیا ۔ اور مدرسہ کے خرچہ کا بار اپنے سر پر اُٹھایا ۔ اور اپنے ذاتی سرمایہ سے معتدبہ رقم مدرسہ کے اخراجات کے لئے وقف کر دیا فی زماننا اسکا مدرسہ و کتبخانہ قائم ہے ۔ فقیر مولف مدرسہ و کتبخانہ دیکھنے کے لئے بمبئی متعدد مراتب گیا ۔ کتبخانہ مین اکثر کتب قدیمہ فارسی دیکھنے مین آئین ۔ ملا ایران سے مراجعت کرنیکے بعد گورنر بمبئی سے ملا ۔ گورنر صاحب آپکی ملاقات سے بہت خوش ہوئے ملا کے لئے سرکار کمپنی سے وظیفہ مقرر کرا یا ۔ ملا نے وظیفہ کے شکریہ مین بطرز شاہنامہ جارج نامہ منظوم کیا ۔ اور اسمین ولیم جارج بادشاہ فرنگ کے واقعات درج کئے ۔ جارج نامہ مین جلدون مین ہے ۔ تقریباً چالیس ہزار ابیات ہین ختم کرنے کے بعد گورنر صاحب منعم و محسن کی خدمت مین گذرانا گورنر صاحب بہت خوش ہوئے ۔ ملا کی بہت تحسین و تعریف کی ۔ آخر ملا سنہ ۱۲۴۹ ہجری مین تخت ہستی سے دخمہ نیستی مین جاگزین ہوا ۔ اب مین چند اشعار جارج نامہ سے گزارش کرتا ہون ۔ وھو ھذہ

چو ہلکر سوئے پونہ شد رہگرا	وله	کہ درو دست خود آورد پیشوا
روان گشت از جائے خود سیندیہ	وله	نکردہ درنگ ہیچگونہ نرہ
بپونا بیا درد فوج و سپاہ	وله	باہنگ پیکار با کینہ خواہ
سپاہی کش اندر جہان کس شمار	وله	ندانست جز پاک پروردگار
ہمان آلہ و ساز و سامان جنگ	وله	ز ہندوستان وز بوم فرنگ
ز اندازہ افزون برون از شمار	وله	ستو سپیدہ گاوزین زیربار
ازین سود و سالار و زان سو یکے	وله	نکردند آزرم ہم اندکے

بہ پیش اندر از پیل بستہ رده	وله	پیاده پس پیل صف برزده
بہ پشت پیاده سواران کین	وله	بجنبد ز سم سواران زمین
جہان گر شد از بانگ آوائے کوس	وله	ز گرد سواران ہوا آبنوس
بتاریکئے گرد تیغ یلان	وله	درخشنده چون برق بر آسمان
نم خون بماہی ز دشت نبرد	وله	فرو رفت و بر شد بخورشید گرد

فیض میر شمس الدین محمد

فیض تخلص - میر شمس الدین نام - آپ دہلوی الاصل ہین آپکے جد امجد مولوی رحمت اللہ خان دہلوی نواب غفران مآب آصفجاہ بہادر مرحوم کے زمانہ مین دلّی سے حیدرآباد دکن مین آئے حضور کی قدردانی سے منصب مناسب پر متقرر ہوئے ۔ آپ درس تدریس سے عوام کو مستفید فرماتے تھے - آپکے والد ماجد میر امیر الدین خان کا تولد حیدرآباد دکن مین ہوا اور اس ملک مین تعلیم و تربیت پائی - آپکی والد ماجد بھی ترقی منصب پر ممتاز تھے - اور آپکو سرکار ہی تعلق بھی تھا - اسی تعلق کے وجہ سے سنہ ۱۱۹۰ ہجری مین بلدہ ایلچپور برار مین مع عیال و اطفال گئے - وہان آٹھ نو برس تک رہے سنہ ۱۱۹۵ ہجری مین جناب فیض کی ولادت باسعادت ایلچپور برار مین واقع ہوئی - ہم برار کو مبارکباد دیتے ہین کہ وہان ایسا آفتاب طلوع ہوا - جس کے فیض ضیا نے تمام دکن کو درخشان کر دیا فقیر مولف کا بھی مولد و منشا برار ہے - حضرت فیض میرے برادر ہم وطن تھے - مجھے اس بات سے ناز ہے کہ حضرت فیض نے تمام دکن کو اپنے فیض علم سے سیراب فرمایا - فقیر مولف نے دکن کے بزرگان سلف کیا امیر و کیا فقیر جم غفیر کو زندہ کیا - اور فیض نے اپنے نور کے کرنون سے

کوہستان دکن کو بدخشان بنادیا ۔ ولادت کے بعد آپکے والد حیدرآباد دکن مین آئے
بدستور قدیم اپنے موروثی مکان مین سکونت پذیر رہے آپکا نشو ونما یہین کی آب و ہوا
مین ہوا ۔ آپکے والد ماجد نے ایک حافظ مقرر کیا ۔ آپکی تعلیم شروع ہوئی آپ بارہ برس
کی عمر مین حافظ قرآن ہوئے حفظ قرآن کے بعد علوم متداولہ و فنون متعارفہ کی تحصیل
کے طرف متوجہ ہوئے آپنے عین عالم شباب مین علوم ظاہری کی تحصیل سے فراغت پائی
عالم فاضل و ادیب کامل ہوئے ۔ ایسی حالت مین آپکو سخن سنجی و شعرگوئی کا شوق دلمین
پیدا ہوا طبیعت مین موزونیت و جولانی موجزن اور دماغ مین ذکاوت و نازک خیالی
شعلہ زن تہی ۔ طبیعت کی جولانی اور دماغ کی صفائی سے شعر موزون کرنے لگے ۔ آپکی
طبیعت شعر و سخن سے ایسی مناسب تہی اور کلام کو ایسی خوبی و خوشنمائی سے موزون فرماتے
تہے کہ اسوقت کے بڑے بڑے استاذی مستعد دیکہکر حیران ہوتے تہے ۔ اور کہتے تہے
کہ یہ آفت کا پتلا ہے ہونہار ہے عنقریب نام کہلائیگا ۔ بیشک بزرگون کا فرمانا آپکے
حق مین فال خیر تہا ۔ آیندہ وہی ہوا جو بزرگون نے فرمایا تہا ۔ آپ کلام کی اصلاح شاعر
نامور حافظ تاج الدین مشتاق دہلوی شاگرد میر درد سے لیتے تہے ۔ رفتہ رفتہ مرتبہ استادی
کو پہنچے ۔ دکن مین ہر طرف آپکے جواہر چمکنے لگے اور قدرشناس جوہری عزت و اعتبار کی
کسوٹی پر پرکہنے لگے ۔ آپکے جواہرات بے بہا کی قیمت بڑہنے لگی ہر ایک یہی کہتا تہا
کہ نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز ۔ شہر کے تمام امرا و روسا آپکی تعظیم و توقیر کرتے تہے
ہزار ہا آپکی شاگردی کے سلسلہ مین شریک ہوتے تہے ۔ آپکو سرکار سے بدستور قدیم موروثی
منصب مقرر تہا سرکار کی قدردانی سے کسیقدر اضافہ بھی ہوا تہا اور آپکے فرزند بھی مناصب
مناسب پر ممتاز تہے ۔ آپکا کلام تازہ تازہ معانی اور شگفتہ مضامین سے نمو گلزار ہے

عالم عالم نزاکت و رنگارنگ لطافت سے رشک بہار ہے۔ نہایت صاف و شستہ پاکیزہ و شایستہ ہے۔ ہر ایک شعر لخت جگر ہر ایک مصرع نور بصر ہے ہر ایک فقرہ شکر ریز اور ہر ایک کلمہ دلاویز ہے آپکے کلام سے درد و میر کا انداز نمایان اور ناسخ و مشتاق کا رنگ عیان ہے۔ آپ نازکخیالی مین بلند پرواز اور شیرین مقالی مین شہباز تھے۔ آپ اہل زبان مین سر مو فرق نہین اُن کے جلسۂ صحبت مین ہم نوالہ اور مجلس عشرت مین ہم پیالہ تھے مشاعرہ مین اُن کے پہلو بہ پہلو ہم پلہ زانو بزانو ذی مقابلہ تھے۔ آپکے کلام کی لطافت و نزاکت نے اہل زبان سے تسلیم کی سند اور خاص و عام سے قبولیت کی تصدیق لی تھی۔ تلامذہ اور اساتذہ آپکے کلام کو نوٹ کی طرح عزیز رکھتے ہین بلکہ تعویذ جان سمجھتے ہین۔ جناب حکیم مظفر الدین صاحب عزاج نے شائقین پر بڑا احسان کیا کہ مغفور کا دیوان مطبوع کرا یا حق اُستادی کو ادا فرمایا جزاہ اللہ تعالی خیراً۔ آپ فی البدیہہ گوئی مین مشہور تھے ایکروز آپکے ایک شاگرد نے ایک مصرعہ پڑہا اور کہا کہ حضرت ثانی مصرع خیال مین نہین آتا ہے ع دانے نہ آپ سبحہ و سمرن کے دیکھیے۔ آپنے بغیر تامل اُسیوقت کہا ع منکے ڈہلے ہوئے مری گردن کے دیکھیے۔ مولوی احمد علیخان بن مولوی محمد اکبر علیخان واعظ نے ایک مصرع آپکی خدمت مین بہیجا ع سکندر طالع جمشید سطوت ۔ اور لکہا کہ یہہ تاریخی مصرع ہے اسمین لفظ طالع کا اضافت کرنا جائز ہے یا نہین مستدلاً جواب بہیجئے آپنے اُسیوقت مولوی محمد فیاض الدینخان فیاض شاگرد رشید کو ارشاد کیا کہ مولوی صاحب کو لکہو کہ طالع کا کسرہ فصاحت کی کسر شان ہے اسلئے کہ سکندر طالع جملہ ہے اور جملہ موصوف نہین ہوتا ہے۔ مقام وصل کا خواہان۔ اور شاعر فصل کا جویان ہے اگر اس مصرع کو اسطرح کہین تو ٹہیک و درست ہو جائیگا ع سکندر طالع و جمشید طینت

ایک روز غلام مصطفی متخلص بہ سخن نے آپ سے پوچھا کہ حضرت کیا بات ہے کہ قرآن شریف
مین رحمۃ و نعمت کا لفظ بعض مقام مین تائے مدورہ اور بعض مقام مین تائے
دراز سے آتا ہے جیسے نعمۃ اللہ و رحمۃ اللہ نعمت ربک رحمت ربک۔ آپنے ارشاد
فرمایا چونکہ رحمت و نعمت کا لفظ اسم اللہ کی طرف مضاف ہوتا ہے۔ شان ایزدی نے
کہ وہ منان و منعام ہے اسبات کو نہین پسند کیا کہ نعمت و رحمت کو کوتاہ اور کم کرے
کیونکہ تائے مدور کے اعداد پانچ اور تائے دراز کے اعداد چار سو ہوتے ہین۔ اسلئے مع اضافت
تائے دراز و بغیر اضافہ تائے مدورہ لکھا جاتا ہے۔ میان سخن اس سخن کے سنتے ہی پھڑک گئے
آپ تاریخ گوئی مین بھی بے نظیر تھے۔ آپکے مطبوعہ دیوان مین بہت سی تاریخین ہین
ہم اسمین سے دو چار بطور نمونہ لکھتے ہین تاکہ شائقین لطف اٹھائین۔

تاریخ رحلت مہاراجہ راجہ چندو لال مدار المہام — مرد با خدا بود راجہ چندو لعل
۱۲۶۲ھ
تاریخ بنائے مسجد عبد الشکور . . . . . . ہست بیت المقدس این مسجد
۱۲۶۵
تاریخ تولد نواب ظفر جنگ بہادر . . . . . . شد باوقار اقبالمند
۱۲۸۳
تاریخ جلوس اعلیحضرت ناصر الدولہ بہادر مرد میدان سکندر ثانی
۱۲۴۳ھ

آپ خوش اخلاق و خوش اشفاق تھے۔ پاکیزہ سیرت و پسندیدہ صورت۔ صاحب مروت
وسخاوت۔ صوفی المشرب صافی المذہب۔ صلح کل کے سالک ولایت درویشی کے
مالک تھے۔ ظریف الطبع لطیف الوضع خوش مزاج و زندہ دل تھے۔ ضعیف تھے مگر دل مین
جوانی کا جوش۔ بڈھون مین بڈھے جوانون مین جوان بچون کے ساتھ بچے تھے ہر ایک
کیا پیر کیا جوان کیا طفل ابجد خوان سب آپسے خوش تھے اور آپکی صحبت سے مستفید
ہوتے تھے۔ مزاج مین کسر نفسی زیادہ تھی تکلف ظاہری سے متنفر تھے مکان مین فرش بوریا

ہوتا تہا۔ اُسی پر امرا و غربا آتے تہے اور بیٹہتے تہے آپ بمصداق الفقر فخری فقیری پر نازان فقرا و کملا کے خواہان تہے۔

حکایت مشائخ مین سے کوئی بزرگ آپکے پاس آئے اور آپکے سامنے اپنی شیخی اور بزرگی ظاہر کرنے لگے اور جوش غضب سے فرماتے تہے کہ اہی شیر کی شکل مین جلوہ دکہا"تا ہون زمین سے آسمان تک آگ لگا"تا ہون۔ آپنے نہایت انکساری سے فرمایا کہ شاہ صاحب یہ کیا کمال ہے شیر حیوان درندہ اور آگ عنصر سوزندہ ہے انسانی شکل و نورانی ہیئت مین جلوہ فرمائے۔ شاہ صاحب دم بخود ہوئے اور اپنے فعل پر نادم۔ فیض کی بردباری پر آفرین شاہ صاحب کی شعلہ باری پر نفرین۔

حکایت ایکروز کوئی اور بزرگ آپکی خدمت مین آئے بطور تمسخر یہ کہنے لگے کہ آپکے تخلص فیض کا قافیہ کیا ہوگا۔ آپنے اسوقت فرمایا ؎ آنکہ بنائے نمود و جود نشست

یہہ بزرگ بہی شرمندہ ہوئے۔

آپ خوش اعتقاد سنی المذہب تہے آپکو حضرت حافظ محمد علی صاحب خیرآبادی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت اور خلافت حاصل تہی۔ اکثر لوگ حسن اعتقاد و حسن ارادت سے آپکے مرید ہوتے تہے آخر آپ ۱۲۸۳؁ہجری مین اس دار فانی سے بہشت برین کو رونق افزا ہوئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپکے تلامذہ نے بہت سی تاریخین لکہی۔ دیوان مطبوعہ مین موجود ہین ہم چند مادے یہان ہدیہ ناظرین کرتے ہین۔

ع ا حیدرآباد سے بس گیا فیض۔ جناب فیض واصل حق۔ فیض از ینجا نمود عزم جنان
۱۲۸۳ ۱۲۸۳ ۱۲۸۳

گولی پورہ کے دروازہ کے باہر بیرون شہر مدفون ہوئے۔

آپکے باقیات الصالحات دو فرزند مولوی میر ضیاء الدین احمد عرف پاپا میان۔ مولوی

میر عماد الدین محمد وصف تخلص لائق و فائق تھے افسوس کہ چند سال ہوئے کہ دونون فوت ہو گئے۔ میر ضیاء الدین حسین صاحب کا ایک صاحبزادہ مسمی یادگار باقی ہے سرکار عالی کے منصبدارون مین ملازم ہے۔ اور قاضی غلام نبی صاحب صدیقی القادری کمل پوش آپکے خلیفہ ہین۔

آپ صاحب التالیف و التصنیف تھے منجملہ۔ طریق الفیض شرح عوامل۔ شمس النحو۔ شمس الصرف۔ شمع منظومہ صرف۔ رسالۂ ناسخ و منسوخ۔ شرح کلمۃ الحق۔ شرح میر شمس الدین عروض و قافیہ۔ مفید الاحکام حلت و حرمت۔ خزانۃ الامثال و اصطلاحات لغات اردو۔ جدول الصف النہار۔ فیض جاری مطبوع۔ چونکہ آپکے دونون دیوان فارسی و اردو دکن مین دائر و سائر ہین لہذا ہر ایک دیوان سے بطور نمونہ چند اشعار پر اکتفا کیا گیا۔ من اشعارہ الفارسی

جایش بجا نقاہ و بہ میخانہ جای ما
تقوی برای زاہد و مستی برای ما

گوید ہر آنچہ شارع میخانہ آن کنیم
اینست در شریعت ما اتقای ما

وله

ناوک عشق از کمان دیگر است
مرغ جانم را گمان دیگر است

مطلبم از کاروان مصر نیست
یوسفم در کاروان دیگر است

بر در کعبہ نیاز سر فرو
سجدہ گاہم آستان دیگر است

فیض مطلق شو مقید تا کجا
بے نشانم را نشان دیگر است

من اشعارہ الہندی

کفر جو تہا دین مرا ہو گیا
بت ہی نصیبون سے خدا ہو گیا

کیسی دوا مجکو مسیحانے دی
درد محبت کا سوا ہو گیا

موت کدہر آتی ہے دیوانی ہے
فیض تو پہلے ہی فنا ہو گیا

حرم میں دیر میں جب کوئی روبرو آیا — ولہ — مجھے یقین ہوا بس یہی کہ تو آیا
کسی کا کوئی بھی ممنون نہیں ہے کر انصاف — ادھر سے میں نکل آیا اُدھر سے تو آیا
اٹھائیں جیب کی لاکھوں ہی ہجیاں میں نے — مگر نہ قبضہ میں داماں آرزو آیا
نہیں فرق کچھ دیر میں اور حرم میں — ولہ — جو بت چاہتے ہیں خدا چاہتا ہے
تقاضا دیت کا مگر فیض اُن سے — خدا سے کوئی خونبہا چاہتا ہے

فدا۔ شیخ احمد نواعطہ

فدا تخلص۔ شیخ احمد نام۔ اورنگ آبادی الاصل قوم نواعط سے ہے۔ تحفۃ الشعرا کے مولف نے لکھا کہ خوش فکر و موزون الطبع تھا۔ فارسی عربی میں مستعد طالب علم تھا۔ شعرگوئی کا فریفتہ تھا۔ اکثر اوقات سخن سنجی میں صرف کرتا تھا۔ کلام دلچسپ و مرغوب کہتا تھا۔ سنہ ۱۱۷۵ ہجری میں زندہ تھا تقریباً سنہ ۱۲۰۰ ہجری میں فوت ہوا من کلامہ

دست در داماں باز نازنین داریم ما — جبین پیشانی بروئے آستین داریم ما
دیدن روئے ترا ہر کہ تمنا میکرد — ولہ — حیرت آئینہ را کاش تماشا میکرد
دلم از داغ جنون سرو چراغان شدہ است — کاش می آمد و از دور تماشا میکرد
تا ز گلزار عدم خندہ فروشم کردند — ولہ — ہمچو گل خرقہ صد پارہ بدوشم کردند
دامن از قطرہ اشک بدخشاں کردند — از لب لعل کسے نکتہ بگوشم کردند

فائز۔ آقا میرزا قاسم علی

فائز تخلص۔ آقا میرزا قاسم علی نام۔ رشتی الاصل والنسل ہیں۔ جامع العلوم والفنون تھے۔ فارسی انشاپردازی میں نظماً ونثراً وحید عصر تھے۔ اور خوشنویسی میں فرد فرید جمیع اقسام خطوط

یعنی نستعلیق و شکستہ و نسخ وغیرہا کے خطاط کامل تھے۔ خاص خط نستعلیق میں استاد و ثانی میر عماد تھے آپ اکثر اوقات درس و تدریس میں مشغول رہتے تھے۔ حیدرآباد میں اکثر امرا زادے آپ کے حلقۂ درس میں شریک ہوتے تھے۔ نواب مختار الملک مدار المہام دول کو بھی آپ سے تلمذ تھا۔ آپ خوش اخلاق و صوفی مشرب تھے۔ سلیم الطبع حلیم الوضع۔ سرکار عالی کے صیغہ منصب میں ملازم تھے۔ شعر و شاعری کے شیفتہ تھے۔ جو کہتے تھے مرغوب قلوب ہوتا تھا۔ آپکا کلام نزاکت و لطافت سے خالی نہیں ہے آپ کے ہر ایک شعر سے بلاغت و فصاحت مترشح ہوتی ہے۔ صاحب دیوان تھے مگر آپکا دیوان مرتب نہیں ہوا تھا کہ آپ نے دسویں تاریخ جمادی الاول ۱۳۰۲ ہجری میں دار البقا کیطرف رحلت کی میر مومن استرآبادی کے دائرہ میں مدفون ہوئے آپکے فرزند ارجمند میرزا محمد تقی صاحب یادگار باقی ہیں بمصداق الولد سر لابیہ باپ کے قدم بقدم ہیں۔ شاعری اور تاریخ گوئی میں مہارت کامل رکھتے ہیں عربی و فارسی میں ذی استعداد و خوشنویسی آپکی میراث ہے۔ خوش خلق و نیک محضر پسندیدہ سیر ہیں فقیر مولف سے نہایت محبت رکھتے ہیں سلمہ اللہ تعالی۔ کتبخانہ آصفیہ میں ملازم ہیں۔ من اشعار صاحب ترجمہ

دردا کہ علاج جم ز مسیحا شدنی نیست	این عقدہ بغیر از لب او وا شدنی نیست
افسوس کہ از بام نگاہش بفتادیم	چون اشک کہ افتاد اگر پا شدنی نیست

فطرت میرزا معز الدین محمد موسوی خان

فطرت تخلص میرزا معز الدین محمد نام موسوی خان خطاب ہے۔ آپ سادات قم و خاندان امام ہشتم سے ہیں۔ میر محمد زمان مشہدی کے نواسہ۔ آپکے نانا مشہد مقدس میں تمام علما کے سر آمد تھے آپکی ولادت ۱۰۵۰ ہجری میں ہوئی۔ افضل اہل زمانہ تاریخ ولادت ہے نشو و نما کے بعد ابتدائے عقل و شعور سے تحصیل علوم میں مشغول ہوا کتب ابتدائیہ سے وطن مالوفہ میں فارغ ہو کے عالم شباب کے شروع میں اپنے والد ماجد میرزا محمد سے برہم ہو کے

دارالسلطنت اصفہان مین آیا دو سال کامل آقا حسین خوانساری کے حلقۂ درس مین شریک رہا۔ کتب عقلیات و نقلیات کو ختم کیا درجہ کمال کو پہنچا ۱۰۸۲ھ ہجری مین ہندوستان مین رونق افزا ہوا۔ اسوقت ہندمین عالمگیر حکمرانی کرتا تہا۔ بادشاہ کی ملازمت مین مشرف ہوا۔ بادشاہ علم دوست نے انکو بسبب جوہر ذاتی و نسبی الطاف شاہانہ سے سرفراز فرمایا اور شاہنواز خان صفوی کی دوسری لڑکی سے شادی کردی۔ اور اسکو اپنا ہمزلف بناکے سربلند کیا۔ اور دیوانی عظیم آباد پٹنہ پر مامور فرمایا۔ لیکن وہان بزرگ امید خان ناظم بن امیرالامرائے شایستہ خان اور میرزا مین باہم موافقت نہین ہوئی۔ بزرگ امید خان اپنی خاندان کی بزرگی پر نازان تہا۔ نازک دماغی سے آسمان پر قدم رکہتا تہا۔ اور میرزا صاحب بہی بادشاہ کی ہمزلفی و کمال فضل کی وجہ سے ناظم کی فرمان برداری مین نہین جہکاتا تہا دونون کی نااتفاقی سے انتظام مین خلل واقع ہوتا تہا۔ آخر نا چاقی کی خبر بادشاہ کو معلوم ہوئی میرزا کو حضور مین طلب کیا۔ میرزا حسب الحکم حضور مین آیا۔ ۱۰۹۹ھ ہجری مین موسوی خان خطاب دیوانی تن سے سرفراز ہوا جب آپ وزارت دکن و دیوانی تن و ہزاری منصب سے سرفراز ہوئے تب میرزا افضل سرخوش نے شاہجہان آباد سے ایک رباعی موزون کرکے بہیجی **ہو ہذا**

ایام بکام دوستان را گشتہ	کار میرزا معز بسامان گشتہ
چیزے کہ بجا شد بعالم این بود	کان سید پاک موسوی خان گشتہ

ایک سال کام کرتا رہا۔ پہر کل ممالک دکن کی دیوانی پر مقرر ہوا۔ دو برس تک دیوانی دکن کا انتظام عمدہ طرح سے کیا آخر با جل طبعی دکن مین فوت ہوا یہ واقعہ ۱۱۰۱ھ ہجری مین واقع ہوا کلمات الشعرا مین سرخوش لکہتا ہے کہ آپکی رحلت کی خبر سے تمام اہل سخن رنج و ماتم مین

مبتلا ہوئے میاں ناصر علی فقیر کے سامنے زار زار رونے لگا۔ حیف دانا مردن افسوس نادان زیستن۔ فقیر کے دل پر ایسا سخت صدمہ گذرا کہ بیان سے خارج ہے فقیر نے دو قطعہ مرحوم کی تاریخ میں لکھے ایک موافق تخلص ثانی دوسری موافق خطاب خانی ھو ھذا

معز الدین محمد موسوی حیف
کشید آہ و بگفتا عقل تاریخ
دریغا رخت ہستی زین سرا بست
ز حیرت خواست دل تاریخ سالش

وله

ز عالم سوے ملک معنوی رفت
معز الدین محمد موسوی رفت
معز موسوی خان سخندان
خرد گفتا کجا شد موسوی خان

مرزا خوش خیالی و معنی یابی و شعر فہمی انشا پردازی میں بے نظیر تھا مستعدان زمانہ اس بات متفق ہیں کہ اسوقت تک کوئی فرد میرزا کی لیاقت و کمالات کے برابر عجم سے ہند میں نہیں آیا۔ فضیلت و دقت آفرینی و جدت طبع و خورده بینی میں ید بیضا دکہلاتا تہا۔ علم معقولات میں رستمی کا نقارہ بجاتا تہا۔ چنانچہ خود کہتا ہے ؎

من مرغ خوش ترانہ بباغ فضیلتم　　طبع مرا بزمزمہ شاعری چہ کار

اور آپ اکثر فرماتے تہے کہ مین علم معقولات و تحقیق میں ایسی لیاقت و قدرت رکہتا ہون کہ کوئی معقولی و صوفی معقولات و تصوف میں مجہہ سے آگے نہیں بڑہ سکتا ہے لیکن جب فنافی اللہ کا ذکر آتا ہے۔ مین عاجز ہوتا ہون۔ اس لئے کہ حرف فنا سے نہ انکار کر سکتا ہون نہ اقرار۔ بزرگان دین و مشائخ کے حالات میں پڑہا ہون کہ جمیع اولیا و مشائخ ذات حق مین فانی ہوتے ہیں میں بظاہر اُن کے اور اپنے درمیان فرق نہیں پاتا ہون۔ میری طرح وہ کہاتے پیتے ہیں۔ سمجہہ میں نہیں آتا کہ وے کیونکر فانی ہوتے ہیں اور مین فانی نہیں ہوتا ہون مرزا معز صاحب ترجمہ اوائل میں فطرت تخلص فرماتے تہے اور آخر میں موسوی اختیار کیا

تبدیل تخلص کے بابت فرماتے تھے کہ تخلص آخر سے میری نسبت خطاب جانی کا اظہار ہوتا ہے انتہی کلامہ هذا من نوادر طبعه

شدم خاک و هنوز از عشق او آتش بجان دارم — در آغوش کفن جسمی چو تب درپے استخوان دارم

وله

صد راه جمعیت باشد پریشانی مرا — داشت عریانی نگه آلوده دامانی مرا

شمیم غنچه پریشان کند دماغ مرا — بود فتیلهٔ خود آستین چراغ مرا

کار را پیچ است در جد از کشاد ناخن است — عقده ها همچو گوهر خانه زاد ناخن است

ما طائر عشقیم و قفس بال و پر ماست — چون بوی گل چیده هم سفر ماست

عیب صاحب هنران جوش تنک ظرفیهاست — آب یاقوت چو زد موج رگ یاقوت است

چو سوز عشق را کامل کنی عیب هنر گردد — شود یاقوت هر سنگی که لبریز شرر گردد

عاجز نشد از رفاقت راهنمون ما — استاده آب تیغ و روانست خون ما

بحر و کان را نارسا افتاده استعداد فیض — گوهر آب دیده و یاقوت خون دل نشد

شورش بسر تیغ از دل بیتاب کم نشد — این مه گرفت و شوخی مهتاب کم نشد

ندارد آفتی چون غنچه از صرصر چراغ من — برنگ لاله در آغوش ناخن خفته داغ من

آتشم ور نه پا بود ولے همچو سپند — کام اول نفسم سوخت ازین راه مپرس

مرد حق در عین دنیا داری از دنیا بری است — ملک در دست سلیمان نیست در انگشتری است

تن سیست عروج از بادهٔ خود پرور است — شیشه تا موج شکستن میزند بال پری است

عشق در مصر جنون لاف خدائی میزند — حسن اگر یوسف شود در کسوت پیغمبری است

ذوق عشق آئینه دار راز دلها می شود — چون بخود بالد خموشی ناله پیدا می شود

حسن سعی کوهکن از نقش شیرین ظاهر است — کار چون نیکو بود کار فرما مے شود

حق شناسی حیرت افزائے دل آگاہ شد
حیرتم برقع کشائی شاہد مقصود گشت

جادۂ بالید آنقدر بر خود کہ سد راہ شد
عقدۂ دل عاقبت پیکان تیر آہ شد

نہان نگذاشت افسون غمش در پردہ ناموسیا
شب از پروانہ شرح انتہائے شوق پرسیدم

پری در شیشہ رسوا سوختن چون شمعی بفانوسی
کف خاکستری افشاند بر دامان فانوسی

فیضی - ابوالفیض ملک الشعرا

فیضی تخلص - ابوالفیض نام - عربی الاصل و النسل ہے - آپکے بزرگان سلف یمن مین متوطن تھے - آپ کے اجداد مین ایک بزرگ وطن سے قطع تعلق کرکے سیر و سیاحت کرتے ہوے سندہ و ہند مین آئے - قصبۂ ریل علاقہ سندہ مین سکونت پذیر ہوئے - اور قصبہ مین کسی شریف زادی سے شادی کرلی - دسوین صدی ہجری کے شروع مین شیخ خضر فیضی کے جد بزرگوار سندہ سے ناگور مین آئے - اور یہان ایک شریف خاندان مین شادی کرلی - اُسی شریف منکوحہ سے شیخ مبارک پیدا ہوئے - فیضی آپ ہی کا فرزند با اقبال ہے - شیخ مبارک علامۂ عصر تھا علوم معقول و منقول مین کامل تھا - آپکے تبحر علم کی تصدیق اُس تفسیر سے ہوتی ہے جسکو آپنے تالیف کیا ہے اسکا نام منبع العیون ہے یہہ تفسیر چار جلدون مین ہے - آپ صابر و قانع تھے - دنیوی عزت و مرتبہ سے نفرت کرتے تھے - شیر شاہ کے عہد مین آپکو اعلیٰ خدمت صدارت کی ترغیب دی گئی - آپنے قبول نہین فرمایا - آپ اگرچہ حنفی المذہب تھے لیکن تعصب تقلید سے پاک - صلح کل کے پیرو - کافر و مسلمان سے ملتے تھے - اور مہدوی فاعنہم سے آمیزش و محبت رکھتے تھے - عوام مین حاسدین نے مشہور کیا کہ شیخ رافضی مہدوی دہری ہے شیخ ناگور سے گجرات اور گجرات سے آگرہ مین پہنچے - میر رفیع الدین حسینی کے ہمسایہ مین

جمنا کے کنارے سکونت اختیار کی اور یہاں ایک شریف خاندان میں شادی کی -
خداتعالیٰ نے کثرت اولاد عطا کی - اکبر اولاد فیضی صاحب ترجمہ ہے - فیضی ۹۵۴ھ ہجری
میں پیدا ہوا نشو و نما کے بعد ابتدائے شعور سے والد ماجد کی خدمت میں تعلیم شروع کی -
عالم شباب میں فارغ التحصیل ہوا - درجہ کمال کو پہنچا لیکن بدقسمتی سے مدت تک زمانہ کے
مصائب میں مبتلا رہا - جب ۹۷۴ھ ہجری میں فیضی کے والد ماجد نے گوشہ نشینی کو ترک کیا
درس تدریس کی مسند پر جلوس کر کے عوام الناس کے افادہ میں مصروف ہوا تب حاسدین نے
اکبر بادشاہ ہند کو اس بات پر آمادہ کیا کہ شیخ مبارک مہدویہ کو مع تمام خاندان سزا دینا چاہیے
بلکہ بادشاہ کو مجبور کر کے شیخ کے گرفتاری کا فرمان جاری کر دیا - پس شیخ بامر لاچاری
مع فرزندان فیضی و ابوالفضل گھر سے برآمد ہو کے چند مدت تک ادھر ادھر پوشیدہ ہوتے
رہے اور ملایان متعصب نے ایک فتویٰ بھی تیار کرایا کہ شیخ کو سزائے قتل دینا چاہیے
چو طرف جاسوس تلاش میں سرگرم ہوئے - آخر ۹۷۵ھ ہجری میں فیضی دربار اکبری میں بار پایا
ہوا - بادشاہ نے اسکی قدر دانی و قدر افزائی خوب کی اور اسکو متعدد خدمات سے سرفراز فرمایا
فیضی نے تمام حالات گذشتہ ایک قصیدہ طویل میں لکھا ہے - من اشعارہ

سحر نوید رسان قاصد سلیمانی	رسید ہمچو سعادت کشادہ پیشانی
بشارت سعادت ناگہان کہ بخواہ	نجات نامۂ خود اے حزین زندانی

پورا قصیدہ ابوالفضل نے آئین اکبری میں مذکور کیا ہے - فقیر مولف طوالت کی وجہ سے
صرف وہی شعر پر اکتفا کرتا ہے - ان کنت شائقاً فارجع الیہ -
پھر فیضی کا اقتدار و تقرب روز بروز ترقی کے اوج پر عروج کرنے لگا - فیضی عالم فاضل
طبیب حاذق فلسفی مزاج - شاعر ماہر تھا دربار کی خدمت پسند نہیں کرتا تھا - افادہ عام سے

مشاغل مین مصروف رہتا تہا۔ شہزادون کی تعلیم و تربیت اسی کے متعلق تہی۔ سنہ ۹۹ ہجری مین بادشاہ نے آگرہ۔ کالپی و کالنجر کی صدارت فیضی کو عطا کی اور سنہ ۹۹۳ ہجری مین جب اکبر نے عساکر ظفر مظاہر یوسف زئی افاغنہ کی تنبیہ کے لئے روانہ کیا تب فیضی کو بہی اس مہم پر مامور فرمایا۔ اور سنہ ۹۹۶ ہجری مین ملک الشعرا خطاب سے سرفراز کیا۔ اور سنہ ۹۹۷ ہجری مین فیضی کو کشمیر کے سفر مین ہمراہ لیا۔ کشمیر کی تعریف مین ایک قصیدہ لکہا جسکا مطلع یہہ ہے ؎

ہزار قافلۂ شوق می کند شبگیر　　کہ بار عیش کشاید بہ خطۂ کشمیر

جب سنہ ۹۹۹ ہجری مین اکبر نے دکن کے فتح کرنیکا عزم بالجزم کیا حکام دکن مثلاً راجہ علیخان فاروقی والی خاندیس و برہان نظام شاہ والی احمدنگر وغیرہا کے طرف فیضی کو سفارت پر مقرر فرما کے بہیجا۔ فیضی اگرچہ اس خدمت کو ناپسند کرتا تہا لیکن طوعاً و کرہاً قبول کیا۔ اُس نے سفارت کا کام اُس خوبی سے انجام دیا کہ راجہ علیخان و برہان شاہ حلقہ بگوش بن گئے۔ فیضی نے برہان پور مین دربار منعقد کیا۔ تخت پر شاہی تلوار و خلعت اور فرمان شاہی رکہا۔ راجہ علیخان پیادہ پا آیا۔ کہڑے ہوکے تین دفعہ نہایت ادب سے تسلیمات ادا کیا۔ فیضی نے فرمان شاہی ادب سے ہاتہہ مین لیکے کہا کہ حضور نے آپکے نام فرمان بہیجا ہے۔ راجہ علیخان نے فرمان کو سر پر رکہا اور تین تسلیمات بجالایا۔ خلعت و تلوار کو بہی لیکے تسلیمات بجالایا۔ پہر برہانپور سے احمدنگر مین آیا۔ برہان نظام شاہ سے ملاقات کی اور سفارت کے کام کو انجام دیا۔ سفارت کے مہمات سے فارغ ہوکے ایک عرضداشت مفصل لکہکے حضور مین بہیجی۔ عرضداشت مین تمام ممالک دکن کی پوری حالت لکہی۔ راستون کے انتظامات اور شہرون کے عمارات و قلعون کی حالت بتلائی۔ اور زمین و زراعت و صنعت و حرفت کا بہی ذکر کیا ہے۔ اور علما و شعرا

کے بہی حالات اور نقلین و حکایتین بہی موقع و محل پر بیان کرتا ہے۔ چنانچہ عرضداشت مین ظہوری و ملک قمی کی ملاقات کا ذکر کرکے دونون کی نسبت لکہا کہ مین یہان دو شاعر صوفی مشرب سے ملا۔ دونون خوش محضر و بہت بہتر ہین۔ قدمبوسی حضور کے مشتاق ہین اور دونون کے قصائد و غزلین بہی بہیجین۔ آخر سنہ ۱۰۰۱ ہجری مین سفارت کے کام سے فارغ ہوکے حضور مین پہنچا۔ اکبر بادشاہ اسکے کام سے بہت خوش ہوا۔ انعام صلہ سے سرفراز فرمایا سنہ ۱۰۰۳ ہجری مین بادشاہ نے چاہا کہ نظامی کے خمسہ کا جواب لکہا جائے چنانچہ فیضی نے نلدمن کا قصہ شروع کیا۔ چار مہینہ مین ختم کرکے پیش کر دیا۔ اُس مین چار ہزار شعر ہین چنانچہ خود کہتا ہے ؎

این چار ہزار گوہر ناباب	کانگیختہ ام بہ آتشین آب

مرکز ادوار۔ وسلیمان و بلقیس۔ ہفت کشور۔ نلدمن۔ اکبرنامہ۔ ان مین سے دو کتابین ختم ہوئین۔ ایک نلدمن دوم مرکز ادوار۔ باقی مثنویان ناتمام رہین۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ نلدمن خوشخط لکہوا کے کتب خانہ مین رکہین۔ اور نقیب خان کو حکم ہوا کہ وہ پڑہ کر سنایا کرے موارد الکلم اخلاق مین غیر منقوط حروف مین لکہی۔ یہہ نسخہ کلکتہ مین مطبوع ہو چکا ہے۔ پہر ایک تفسیر مسمی سواطع الالہام ہے۔ یہہ بہی مطبوع ہو چکی ہے۔ اکثر شعرا و علما نے کتاب پر تقاریظ لکہے ہین۔ یہہ تفسیر غیر منقوط حروف مین سنہ ۱۰۰۲ ہجری مین تمام ہوئی۔ مُلا حیدر کاشانی نے پوری قل ہو اللہ سے تاریخ نکالی۔ یعنے بحساب جمل اس سورہ کے حروف شمار کئے جائین تو ۱۰۰۲ ہجری برآمد ہوتے ہین۔ ظہوری و ملک قمی نے قصیدے اور رباعیان لکہین۔ حاسدین رشک سے کہتے تہے فیضی نے یہہ بیفائدہ کام کیا۔ آج تک کسی نے ایسی تفسیر نہین لکہی فیضی نے یہہ لغو کام کیا یہ بدعت ہے۔ فیضی نے جواب دندان شکن دیا۔

کہ خود کلمۂ توحید لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ از سرتاپا غیر منقوط ہے۔
صاحب دیوان ہے۔ دیوان میں تخمیناً نو ہزار سے زیادہ اشعار ہیں دیوان کا نام طباشیر الصبح
ہے۔ مجموعۂ قصائد ایک مختصر مجموعہ ہے۔ لطیفہ فیضی آپ کے مکاتیب و خطوط کے مجموعہ
کا نام ہے۔ حسب الحکم بادشاہ لیلاوتی۔ رسالہ حساب میں ہے فیضی نے سنسکرت سے
فارسی میں ترجمہ کیا ہے۔

شعر شاعری کی طرف فطرۃً راغب تھا کسی سے کلام کی اصلاح نہیں لی جو کچھ
کہتا تھا زور طبیعت سے واقع ہوتا تھا اہل زبان کے ساتھ آمیزش و اختلاط
رکھنے سے کلام میں اہل زبان کا محاورہ جلوہ افروز ہونے لگا۔ زیادہ مزاولت سے کلام صاف
و شستہ ہوتا گیا۔ عربی میں فاضل و ادیب ماہر لبیب ہونیکی وجہ فارسی اشعار میں صنائع
و بدائع لفظی و معنوی سے بہت کام لیتا ہے۔ اشعار کے ہر ایک شعر سے بلاغت و فصاحت
مترشح ہوتی ہے فارسی میں عربی لغات کو ایسی خوبی سے شامل کرتا ہے غیر مانوس نہیں معلوم
ہوتے۔ شعرائے اہل زبان سے اکثر میل جول رکھتا تھا اور اُن سے مراسلت و مکاتبت کا
سلسلہ بھی جاری رکھتا تھا۔ اور اہل زبان نے فیضی کے کلام کی داد دی ہے اور ادب کے ساتھ
یاد کیا ہے چنانچہ مرزا صائب نے فیضی کی غزل پر غزل کہی ہے

این آن غزل کہ فیضی شیرین کلام گفت   در دیدہ ام خلیدہ و در دل نشستہ

اور علی نقی کمرہ نے اصفہان سے ایک قصیدہ فیضی کی مدح میں لکھ بھیجا۔ فقیر مولف
قصیدہ سے چند اشعار گزارش کرتا ہے

مرا افکند بر نظم امور ہم پرتو فیضی   ابو الفیض آن گزین اکبر و شیخ کبیر من
ظہیر قدوۂ پیشینیان حتی ظہیر الدین   امیر زیدۂ اہل زبان حتی امیر من

اگر ہستم مجیر اندر سخن او ہست خاقانی — وگر من ستجیرم آستان او مجیر من
کیم با او رسد در شاعری دعوائے ہمچشمی — کہ درین خانقاہ من مرید و اوست پیر من
زمین ہند با قرب درش نعم النعیم دل — ہوائے خلد دور از حضرتش بئس المصیر من

ابتدا مین فیضی تخلص کرتا تھا۔ آخر مین فیاضی اختیار کیا۔ چنانچہ کہتا ہے ۔

زین پیش کہ سکہ ام سخن بود — فیضی رقم نگین من بود
اکنون کہ شدم بعشق مرتاض — فیاضیم از محیط فیاض

فیضی نے ایک مثنوی مین اسبات پر فخر کیا ہے کہ میرے کلام مین لفظ سگ مثل دیوان حافظ نہین ہے ھو ھذہ

منم فیضی کہ در میدان معنے — چو من چابک سوارے تیز تک نیست
بجلد شعر من از پوست تا مغز — بجائے مردم پاک رگ نیست
بدان می ماند این پاکیزہ گفتار — کہ در دیوان حافظ نام سگ نیست

شیخ محمد یحیی الہ آبادی کتاب اعلام الانام مین کہتا ہے کہ شاید فیضی کے مطالعہ مین حافظ کی یہہ بیت نہین گذری۔ اسمین لفظ سگ آیا ہے۔ وہ بیت یہ ہے

شنیدہ ام کہ سگان را قلادہ می بندی — چرا بگردن حافظ نمی نہی رسنے

سرو آزاد مین میر غلام علی آزاد بلگرامی کہتے ہین کہ خواجہ حافظ کے دیوان کے بعض نسخون مین بجائے حافظ لفظ عاشق واقع ہوا ہے اور مقطع اسطرح ہے ؎

مزاج دہر تبہ شد درین بلا حافظ — کجاست فکر حکیمی و رائے برہمنی

آزاد کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ اصل دیوان مین شعر متنازعہ فیہ نہوگا۔ اور فیضی کے پاس دیوان کا وہ نسخہ ہوگا جسمین یہہ شعر نہوگا ورنہ فیضی ایسی غلطی کبھی نہین کریگا۔ گل رعنا کے مولف نے

لکھا کہ ایک وقت عرفی شیرازی فیضی کے دولتخانہ پر ملاقات یا عیادت کے لیے آیا۔ دیکھا کہ فیضی کے پیچھے چند کتے پھر رہے ہیں۔ عرفی نے پوچھا کہ نام این مخدوم زادہا چیست؟ فیضی نے جواب دیا عرفی ہے۔ اس نے جواب میں کہا مبارک ہو الخ۔ اس نقل سے ثابت ہوتا ہے کہ سگ پرور و سگ پرست تھا۔ اور فیضی کا اپنے دیوان کو خواجہ حافظ کے دیوان کا نظیر قرار دینے سے محقق ہوتا ہے کہ فیضی کو کتے کے نام سے نفرت کلی ہے۔ پس دونوں روایت میں معارضہ ہے۔ بمصداق اذا تعارضا تساقطا۔ جب دونوں قول باہم متعارض ہوئے تو ساقط ہوتے ہیں ایک بھی اعتبار کے لائق نہیں رہتا۔ فقیر مولف کے نزدیک عرفی و فیضی کی نقل باہم سوال و جواب بہ نسبت اسمائے سگان الخ کی بنیاد تصنع پر ہوگی۔ حاسدین نے اس قسم کی نقلیں فیضی کی اہانت و ذلت کے لیے بنا کے مشہور کئے ہوں گے۔

اخلاق و خصائل کا ذکر

فیضی خوش طبع شگفتہ مزاج متین و ظریف تھا۔ خوش خلق و صاحب مروت و مہمان نواز تھا امیر و فقیر سے بے تکلفانہ ملتا تھا۔ ہر ایک کے ساتھ جہاں تک ممکن ہوتا تھا ہمدردی و مساعدت کرتا تھا۔ فیاض و سخی دل تھا غربا دوست مہمان نواز تھا۔ علما و شعرا و صاحبان کمال کی نہایت قدر کرتا تھا۔ عرب و عجم کے شعرا و علما کے لئے اسکا دولتخانہ فرودگاہ تھا۔ عرب و عجم کے اہل کمال جب ہند میں آتے تھے آپکے مکان پر فروکش ہوتے تھے۔ مہمان کی خاطرداری و مدارات میں حسن سلوک کرتا تھا۔ مہمان عزیز کو حضور بادشاہ میں پیش کر کے عہدہائے جلیلہ پر مامور کراتا تھا اور حجاج و زائرین کو انعام و صلہ دلوا کے رخصت کرتا تھا۔ اور بلاد و امصار کے علما و شعرا سے مراسلت کا دروازہ کشادہ رکھتا تھا۔ اور ہر ایک عالم و شاعر کے لئے انعام و صلہ بادشاہی بھیجتا تھا۔ بلکہ اکثر علما و شعرا کے وظائف حضور سے مقرر کراوتے تھے۔ اور بادشاہ کی خدمت میں

اکثر علمائے نامور کے بلانے کی تحریک و ترغیب کرتا ہے۔

ملا عبدالقادر بداونی فیضی و ابوالفضل کو برے الفاظ کے ساتھہ یاد کرتا تھا۔ مرتد و ملحد کے خطابات سے مخاطب کرتا ہے اور فیضی ملا صاحب کے ساتھہ حسن سلوک کرتا ہے اور حضور مین سفارش کرکے وظیفہ و جاگیر دلاتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ ملا دیندار و مومن پاک دل ہے فیضی نے ۱۰۰۰ھ ہجری مین احمدنگر سے بادشاہ کو ایک خط لکھا اسمین ملا صاحب کی بہت تعریف لکھی کہ ان کے علم و فضل و دیانت کا اظہار کرکے آخر مین عرض کرتا ہے کہ مین گویا حضور مین حاضر ہوکے ملا صاحب کے اوصاف حمیدہ عرض کر رہا ہون اگر نہ عرض کرتا تو گنہ گار ہوتا۔

دیکھو ملا صاحب فیضی کو زندیق و کافر کہتے ہین۔ واقع مین فیضی حکیمانہ خیال کہتا تھا۔ اور صلح کل کے طریقہ پر چلتا تھا۔ ملایان متعصب سے دور رہتا تھا۔ شیعہ و سنی کے مناظرہ کو ہنگامہ سمجھتا تھا نہ اسے شیعہ سے کام تھا نہ سنی سے بلکہ ملاؤن کی بحث و تکرار پر قہقہہ مارتا تھا۔ متعصب ملاؤن نے ابتدا مین اکبر کو اپنا ایسا مطیع بنالیا تھا۔ جو یہہ کہتے تھے اکبر تسلیم کرتا تھا بدعتی و رافضی کشی کا ہنگامہ گرم تھا اکثر بدعتی و رافضی و زندیق و ملحد ہونے کے جرم مین قتل ہوچکے تھے۔ جب فیضی و ابوالفضل بادشاہ کی مقاربت مین پہنچے تب دونون نے بادشاہ کے ذہن نشین کیا کہ یہہ متعصبین اصل مذہب سے بیخبر ہین اسلام کی اصل حقیقت سے واقف نہین ہین انکا کام یہی ہے کہ ہر ایک کی تکفیر کرنا۔ اس کے سوا کچھہ نہین سمجھتے دونون کے کوشش کی بدولت بدعتی و رافضی کشی کا ہنگامہ موقوف ہوا اور متعصبین ملاؤن کا زور توڑ دیا پس اکبر کو دونون کے مشورہ سے ایسا موقع ملا کہ آزادانہ حکومت کی بنیاد قائم کردی جسمین ہندو مسلمان یہود و نصاریٰ آزادی سے زندگی بسر کرنے لگے۔ ہر ایک اپنے مذہب کے فرائض آزادی سے ادا کرنے لگا کوئی کسیکا مانع و مزاحم نہین ہوتا تھا۔

وفات

سنہ ۱۰۰۳ ہجری مین فیضی کو دمّہ کا عارضہ لاحق ہوا۔ بیماری کے شروع مین یہہ رباعی لکھی

دیدی کہ فلک چہ زہرہ نیرنگی کرد | مرغ دلم از قفس شب آہنگی کرد
آن سینہ کہ عالمی درو می گنجید | تا نیم نفس بر آورم تنگی کرد

اسی مرض لاحقہ کے ساتہہ اور بہی امراض عاید حال ہوئے اطبّائے یونانی و مصری برابر معالجہ کرتے جاتے تہے مگر کسی کا علاج مفید نہین ہوتا تہا۔ روز بروز مرض بڑہتا گیا۔ حکیم مصری جو مشہور طبیب تہا بادشاہی حکم سے اُس نے نہایت توجہ و غور سے علاج کیا۔ لیکن موت کا کیا علاج کرے۔ وقت موعود قریب پہنچ گیا تہا۔ مرنے سے دو تین دن قبل فراج مین بیہوشی جاری ہوگئی تہی۔ کبہی کبہی ہوش مین آجاتا تہا۔ تمام اہل بیت کو مایوسی ہوگئی۔ اکبر بادشاہ کو خبر دیگئی۔ بادشاہ عیادت کے لئے آیا۔ ابو الفضل نے بہائی کو ہوشیار کیا اور بادشاہ کی تشریف آوری کی خبر دی۔ فیضی نے حالت سکرات مین آنکہین کہولین اور آداب و تسلیم بجالائی اکبر خدا کے سپرد کرکے واپس ہوا۔ ابو الفضل نے بیمار کی خدمت کے لئے رخصت لی۔ پہر عین نزع جان کے وقت نصف شب اکبر کو خبر دیگئی۔ بیقراری و اضطراری کی حالت مین آیا۔ فیضی کا سر ہاتہہ مین تہام کر دو تین دفعہ پکارا شیخ جیو! مین حکیم علی کو علاج کے لئے لایا ہون آپ بات کیجئے۔ شیخ نے کچہہ جواب نہین دیا۔ پس اکبر نے سر سے دستار پہینکدی۔ اہل بیت کو تسلی دیکر مراجعت کی۔ آخر بمصداق کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ بماہ صفر سنہ ۱۰۰۴ ہجری مین اس عالم ناپائدار سے عالم بقا کی طرف رحلت کی۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون اعزہ و احبّا خاص بادشاہ و ارکان سلطنت کو سخت رنج و غم عاید حال ہوا۔ تمام اعیان دولت و ارکان سلطنت و علما و مشائخ جمع ہوئے۔ اُس خزانہ علم کو تغسیل

و تکفین کر کے بزرگان سلف کے مقبرہ میں دفن کئے۔

من اشعارہ الفارسی

گر سبب اینچنین شود چشم تو بہر ہلاک ما — از پس مرگ عاشقان سرمہ کند خاک ما
در ہوس شکر لبی فیضی خستہ داد جان — روح قدس ببین کہ شد واسطۂ ہلاک ما

وله
خال مناکشتہ آن نرگس مستانہ را — کس نیندازد بہ پیش مرغ بسمل دانہ را

وله
آزاد دلان در خم امید نمانند — مرغان بہشتی نہ شناسند قفس را

وله
گر بدانی قدرے لذت یکتائی را — بہ دو عالم ندہی گوشۂ تنہائی را
ہست ہر ذرہ از ریگ روان مجنونے — کہ بسر کردہ قدم بادیہ پیمائی را

وله
پروا سے محتشم از مجلس رندان کاینجا — سر خاقان شکنند کاسۂ فغفور امشب

وله
کدام ساقی بدست گرم خونریز است — کہ بوسۂ مئی بدامنم ز بوی خون کم نیست

وله
امشب وداع یار زہر گم علامت است — شام وداع نیست کہ صبح قیامت است

وله
دل بجوئے تو گرفتار و تو بے پرواست — از کجا ہم خبرے گیر کہ آتش تیز است

وله
دل خوبان شہر مائل تست — سنگ آہن ربا مگر دل تست

وله
خاک ہستی ہمہ برباد فنا رفت ببین — آب فرعون چہ شد و آتش نمرود کجاست

وله
خاکبیزان رہ فقر بجائے نروند — گوئی این طائفہ اینجا گہرے یافتہ اند

وله
وصلت چو عمر رفتہ میسر نمی شود — یکبار شد میسر و دیگر نمی شود

وله
اے سنگ تراش دل ترا یاد کند — و ز سنگدلیہائے تو فریاد کند

وله
رویت افروخت از عتاب امروز — طرفہ گرم ست آفتاب امروز

وله
وقت ست کز خرابۂ دنیا برون رویم — زین ویرانہ ہمچو مسیحا برون رویم

پیرس از قید دلها در کمند عنبرین مویان	وله	گرمی بینم سلیمانها بزیر پیره ویران
شرط است جان بیاد رخ یار باختن	وله	شطرنج غائبانه بدلدار باختن
خواہی من دیوانه را شیرین شود شور جنون		سنگ ستم تنها بزن دشنام هم چندے بده
تو اے پروانه این گرمی ز شمع محفلے داری		چو من در آتش خود سوز اگر سوز دلے داری
شدی فیضی شہید یار شرمت باد اگر نالی		بحشر این خونبها بست بس که چون او قاتلے داری
شستند پاک از دل ما نقش هر رنگ بوئے		پیران ساده لوح و جوانان ساده روئے

فطرت ـ میر ابو تراب

فطرت تخلص ـ میر ابو تراب نام آپکا وطن مشہد ہے۔ صاحب استعداد ذکی الطبع تھا طبع رسا و فکر صفا سے کلام موزون کرتا تھا وطن سے ہند مین وارد ہوا سیر و سیاحت کرتے ہوئے حیدرآباد دکن مین پہنچا۔ قطب شاہ کے دربار مین باریاب ہو کے منصب مناسب سے سرفراز ہوا۔ مدت تک آرام سے بسر کرتا رہا آخر سنه ۱۰۶۱ ہجری مین فوت ہوا۔ میر مومن استرآبادی کے دائرہ مین دفن کیا گیا ایک رباعی جو اُس نے حالت نزع مین کہی تھی۔ اسکی لوح مزار پر کندہ کرائے مین ہو ہذا

فطرت بتو روزگار نیرنگی کرد	نیو اخت بمہر و خارج آہنگی کرد
آن سینه که عالمی درو می گنجید	اکنون ز تردد نفس تنگی کرد

اسیطرح فیضی کی رباعی بھی ہے۔ معنیٰ بجنسه فطرت کی رباعی ہے مگر الفاظ مین ہیر پھیر فرق ہے

رباعی فیضی

دیدی که فلک چه زہرہ نیرنگی کرد	مرغ دلم از قفس شب آہنگی کرد
آن سینه که عالمی درو مے گنجید	تا نیم نفس برآورم تنگی کرد

شاعری مین توارد ہوا ہے۔ اکثر شعرا مین توارد ہوتا ہے۔ صاحب دیوان ہے مگر دیوان نادر الوجود ہے

حرف ق

قربی - سید شاہ ابوالحسن

قربی تخلص - سید ابوالحسن نام ۔ آپ سید عبداللطیف نقوی کے صاحبزادے ہین
آپکی ولادت سنہ ۱۱۱۲ ہجری مین شہر بیجاپور دکن مین ہوئی - چار برس کی عمر مین پدر بزرگوار
کے ہمراہ سیر و سیاحت کے لئے وطن سے برآمد ہوا دو سال کامل شاہنور مین اور چھ سال
ارکاٹ مین سکونت پذیر ہوا پھر وہان سے بلدہ ویلور مین آیا - اور سکونت پذیر ہوا -
محمد حسین بیجاپوری سے کتب فارسیہ اور محمد فخر الدین ناعطی سے کتب حقائق اور
محمد ساقی سے کتب صرف نحو کی سند حاصل کی - کمتر مدت مین ذہنی استعداد و صاحب سواد
ہوگیا - اور کتب بینی کے طرف راغب ہوا - کثرت مطالعہ سے ایسی لیاقت پیدا کی کہ نثر
عربی و فارسی نہایت فصیح و بلیغ لکھنے لگا - اور سخن سنجی مین بھی مہارت کاملہ حاصل کی
آپ صوفی صاف مشرب درویش پاکیزہ مذہب تھے - اور آپکی طبیعت کا زیادہ میلان تصوف
کی طرف تھا - جب کبھی آپ غزل یا قصیدہ یا مثنوی مین فکر فرماتے تھے تو حقائق و
معارف کے مضامین خوش اسلوبی کے ساتھ اشعار مین درج کرتے تھے - آپنے اولاً
حضرت محمد فخر الدین ناعطی کی بیعت کی اور قادریہ طریقہ کی خلافت کا خرقہ زیب تن
فرمایا - ثانیاً حضرت سید محمد علی قدس سرہ سے تمام سلاسل کی خلافت کا خرقہ پہنا
اور حضرت ہی کی خدمت مین اذکار و اشعار مین مشغول ہوئے - پھر آپنے حضرت خواجہ
رحمت اللہ قدس سرہ سے سلسلہ قادریہ و نقشبندیہ و چشتیہ و رفاعیہ کی اجازت حاصل
کی - اور حضرت شیخ مخدوم ساوی قدس سرہ کی خدمت مین بھی اذکار و اشغال سے

مستفید ہوئے۔ آخر ریاضات شاقہ کے بعد مرجع خاص و عام ہوئے۔ اکثر طلبائے صراط مستقیم آپکی ہدایت سے درجۂ کمال کو پہنچے۔ آپکے مریدان با اخلاص اسرار انا الحق سے آگاہ اور لی مع اللہ کے رمز سے واقف ہوئے۔ آخر آپنے اس دار ناپائدار سے بہشت بریں کی طرف رحلت کی۔ یہ واقعہ سنہ ۱۱۸۳ ہجری میں واقع ہوا۔ قلعہ ویلور کے خندق کے کنارے مدفون ہوئے۔ مولانا آگاہ آپسے حسن ارادت رکھتے تھے۔ اور آپکے دست مبارک پر بیعت کی تھی۔ آپکی رحلت کی تاریخ کہی۔ ھو ھذہ

بو الحسن آنکہ از نسیم فیضش	چمن دین چو باغ خلد شگفت
قرعۂ کوشش عرشیان گردید	آن گہرہا کہ در معارف سفت
با نہانش عیان نکردہ ظہور	با عیانش نہان نماندہ نہفت
از پئے واروان شہد غیب	خس و خاشاک غیر از دل رفت
کرد زین طاق تنگ عزم رحیل	تا شود با جہان مطلق جفت
در حریم بقا بشاہد قدس	روش بر روش شاد و خندان خفت
بود جان جہان ازین معنی	از سفر کردنش جہان آشفت
فکر تاریخ رحلتش کردم	غاب قطب البلاد ہاتف گفت

من اشعارہ الفارسی

اے آہ برق سیرم بگذر ز سبزہ کردی	از حال دل خبر دہ یک بار جان ما را
ز زلف او پس از چندین شب تار	بدست خویش تارے دارم امشب
قرابی چشم آہ با نالہ روان شد	رسم است کہ مرتا قافلۂ بے جرسی نیست
نیست فوارہ اے پری پیکر	آب بر خاست بہر تعظیمت

قدر - خواجہ منعم خان

قدر تخلص - خواجہ منعم خان نام ہے۔ گل رعنا کے مولف نے لکھا کہ آپ ہمدانی الاصل ہین آپکے جد اعلی خواجہ علی ہمدانی حضرت سید علی ہمدانی کے ارشد خلفا سے ہین۔ خواجہ کی نسب کا سلسلہ حضرت خواجہ احرار سے بچند واسطہ منتہی ہوتا ہے۔ خواجہ علی مع پسر خواجہ ابراہیم ہمدان سے سیر کرتے ہوئے کشمیر مین وارد ہوئے۔ کشمیر کی سیرابی و شادابی دیکھکے وہان فروکش ہوگئے پدر و پسر زندگی وہان سکونت پذیر رہے۔ پیری مریدی کا سلسلہ جاری رکہا اہل کشمیر آپسے حسن عقیدت رکہتے تہے۔ امیر خان صوبہ کابل خواجہ ابراہیم سے ارادت کامل رکہتا تہا ہمیشہ حسن سلوک سے خدمت کرتا تہا۔ خواجہ ابراہیم کا فرزند خواجہ عبدالغفور کشمیر سے برآمد ہوکے کابل مین امیر خان کی خدمت مین پہنچا۔ امیر خان نے مرشدزادے کی بہت خاطر و مدارات کی۔ اور آپ کی تشریف آوری غنیمت سمجھکے آپکو کابل کی دیوانی پر مقرر کرنے کی بادشاہ کے حضور مین درخواست کی۔ درخواست منظور ہوئی۔ خلعت دیوانی و خطاب خانی حضور سے سرفراز ہوا۔ مذکور الیہ چار سال تک دیوانی کا انتظام خوبی کے ساتھ انجام دیکے امیر خان کے ہنگامہ مین شہید ہوئے۔ آپکی تعمیرات سے کابل کا پل و مسجد ہے۔ عبدالغفور کے فرزند خواجہ عبداللطیف کابل سے شاہجہان آباد مین آئے۔ اور وہان سے اورنگ آباد مین امیر الامرا حسین علیخان کے پاس فروکش ہوئے۔ آپکے خلف الصدق خواجہ عبدالغنی خان والد خان قدر صاحب ترجمہ صوبہ حیدرآباد کی کچہری دیوانی مین مدت تک مامور رہے۔ آپکی رحلت کے بعد نواب صمصام الملک دیوان دکن نے نہایت قدردانی سے صاحب ترجمہ کو نواب آصفجاہ ثانی کی خدمت مین باریاب کرکے والد مرحوم کی جگہ مقرر کرایا سنہ ۱۱۹۳ ہجری تک دیوانی پر مامور رہے

انتہی کلامہ - آپ طبع سلیم و ذہن مستقیم سے موصوف تھے - کلام و خط نستعلیق کی مشق حضرت شاہ معین الدین علی تجلی سے کرتے تھے - خوش مذہب خوب مشرب تھے - سراپا اخلاق و اشفاق تھے اعزہ و احباب کے ساتھہ حسن اخلاق سے ملتے تھے - فرحت و عشرت سے زندگی بسر کرتے رہے آخر آپ سنہ ۱۲ ہجری کے آغاز میں بہشت برین روانہ ہوئے -

من اشعارہ الفارسی

ولہ — یار می آید و نثار رہ اش — دُر غلطان اشکبار من است

ولہ — ز تیرہ چو ما غریبان شود مشبک گر نہ ہر شب — فلک را انجم زرہ بپوشد قمر ز ہالہ سپر نہ نہد

ولہ — ماہ نو با کمال آرائش — نعل شبرنگ خوش خرام تو باد

ولہ — من ز شادی چو عید میدانم — چون بہ بر گلعذار می آید

" — قدر از بہر گریہ و زاری — کوہ و صحرا بکار می آید

من اشعارہ الہندی

ولہ — موشگافی خوب نہیں اے شانہ اس زلف کی — بال سے باریک ہے یہ بات کا کل کی قسم

ولہ — پیتا ہے بسکہ لوہو ہر شب یہ بلبلوں کا — دہوتی ہے شبنم آکر صبح منہ غنچہ

ولہ — کوہ کن کی صفت جان کنی تیشہ سے — بات شیرین کے لگا تو بہی نہ تا روہن

ولہ — ساقی گیا ہے روٹھہ کے ہم سے ہزار حیف — آئی ہے کیون تو دہوم سے ایکے بہار حیف

ولہ — بلبل کو فصل گل مین اسیری ہوئی نصیب — رکہتا ہے کس قفس مین یہ صیاد دیکہنا

شیرین کا بیستون مین تو کہینچا ہے نقش پا — تیشہ لگے گا سر ہی مین فرہاد دیکہنا

" — آنکہون مین مرے پہرتی ہے سچ آہ کسو کی — دیکہا تہا مین تصویر سر راہ کسو کی

" — بلبل ہوئی ہے دام مین صیاد کے اسیر — غنچون کے کان کہولنے باد صبا چلی

مہر داغون کی ہوئی ہے دیکھ لے اے بیوفا	ولہ	عشق کے دفتر سے رکھتا ہون مین یہ فرمان دل
تخت شاہی ہے زمرد کا دو وا کے لئے	ولہ	منہ برسنے سے نہین سبزہ ہے برنگ صحرا

قدرت ۔ محمد قدرت اللہ خان

قدرت تخلص ۔ محمد قدرت اللہ خان نام ۔ آپ محمد کامل صدیقی کے صاحبزادے ہین ۔ آپکے نسب کا سلسلہ حضرت امیرالمومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے منتہی ہوتا ہے ۔ خود صاحب ترجمہ نے تذکرہ نتائج الافکار مین لکہا کہ میرے بزرگان سلف بلاد عرب سے ہند مین آئے ۔ ہند کے شہرون مین پہرتے پہرتے بلدۂ قنوج مین سکونت پذیر ہوئے ۔ پہر میرے اجداد سے ایک بزرگ سلطنت غوریہ کے آخر عہد مین قصبۂ گوپامو مین پہنچے ۔ قصبہ کو وطن بنا لیا ۔ اور وہان کے شرفا و معززین سے موافقت پیدا کی ۔ آرام سے زندگی بسر کرنے لگے ۔ اور حکام نے صاحب فضیلت و ذی لیاقت دیکہ کے صدارت کی نیابت پر مقرر فرمایا ۔ اور معاش کافی جاری کردی سلطنت تیموریہ کے انقراض کے بعد ہمارے خاندان مین نیابت صدارت کی خدمت قائم رہی ۔ ہمارے ہی خاندان سے یکے بعد دیگرے خدمت پر مامور ہوتا رہا پس سنہ ۱۱۹۹ ہجری مین قصبہ گوپامو مین قدرت صاحب ترجمہ کی ولادت ہوئی ۔ آپ زمانۂ عقل و شعور مین تحصیل علوم و فنون کیطرف متوجہ ہوئے اور دل مین عزم جزم کیا " تا وقتیکہ تحصیل سے فارغ نہین ہون گا کسی سرشتہ مین نوکری نہین کرونگا ۔ پس صاحب ترجمہ نے مولوی محمد مستقیم کی خدمت مین کتب نحو و صرف تمام پڑہین ۔ اور کتب فارسیہ شیخ غلام جیلانی و شیخ بدر عالم سے ختم کین ۔ اور مولوی خوشدل سے سخن سنجی کی نقادی حاصل کی ۔ اور جناب مولوی سید شاہ غلام نصیرالدین سعدی بلگرامی کی خدمت مین شرف بیعت سے مشرف ہوا سلسلہ قادریہ مین اشغال و اذکار کی

سندلی ۱۲۲۷ ہجری میں حضرت خوشنود کی خدمت میں علم فرائض وحساب میں لیاقت پیدا کی ۱۲۳۲ ہجری میں نواب رضوان آب کی خدمت میں باریاب ہو کے خطاب خانی و خدمت تولیت مقبرہ نواب پر مقرر ہوا۔ مقبرہ کا انتظام کمال دیانت کے ساتھ کرتا رہا۔ پھر مشاعرہ اعظم کی مجلس میں حکم بنایا گیا تاکہ شعرا کے باہم اعتراضات کا فیصلہ کرے۔ آپ سلیم الطبع و منصف مزاج تھے۔ عابد و زاہد متقی و پرہیزگار تھے۔ اکثر عبادت الہی میں مصروف رہتے تھے۔ صاحب دیوان ہے آپکا دیوان ضخیم ہے۔ آپکا کلام نہایت شیرین و دلنشین ہے۔ سخن سنجان منصف کے نزدیک مقبول ہے۔ اور آپنے ایک تذکرہ شعرا المسمی بہ نتائج الافکار تالیف کیا۔ نہایت صحت و صداقت کے ساتھ لکھا ہے۔ مدراس میں نواب صاحب کی عنایت سے ۱۲۵۸ ہجری میں مطبوع ہو چکا ہے۔ آخر آپ اس عالم فنا سے عالم بقا روانہ ہوئے۔ آپ کی وفات کی تاریخ و سنہ معلوم نہیں ہوا۔ من اشعاره الفارسی

اے از فروغ نور تو روشن چراغ ہا		وز پرتو جمال تو در سینہ داغ ہا
فزود حسن چو از ساغر شراب ترا	وله	بسوز از این دل بریان من کباب ترا
بحال پیریم اے ترک نوجوان بنگر		اگرچہ منع کند عالم شباب ترا
گر بگورستان گذر افتد من رنجور را	وله	نالہ ام بیدار سازد خفتگان گور را
خدمت اہل صفا ہم مشرق انوار کرد	وله	فیض شاگردی رساند آخر باستادی مرا
طفل بدخو بسکہ بستم رشتہ الفت باو	وله	می کشد ہر سو برنگ کاغذ بادی مرا
فارغ ز عدم بودہ ام از فکر جہانی	وله	آوردہ درین دہر تماشای تو ما را
بر چرخ نیست رنگ شفق بلکہ در غمت	وله	شد اشک ریز دیدہ پرخون آفتاب
قدرت زار کہ از نالہ نمی بست زبان		من ندانم چہ بلا شد کہ خموش است امشب

ولہ
کارم شود تمام بیک نالہ چون سپند — جان بر لبم حیات مرا اعتبار نیست

ولہ
بر تہی دستان نظر براہل ہمت را بود — سر فرو بردن بساغر نیست از مینا عبث

ولہ
دود حسرت از دل خویش برآورد رقیب — من گرفتم چو از آن لب نے قلیان گستاخ

ولہ
اگر آن ابر نیسان بر سر من بیحجاب آید — بیارم گوہر مقصد بکف در جویم آب آید

ولہ
دل ستم زدہ در وصل یار می نالد — چو بلبلی کہ بفصل بہار می نالد

ولہ
او کشن سینۂ بے کینہ ہدف کرد آخر — نقد جانے کہ مرا بود تلف کرد آخر
شور آوارگیم بردہ سبق بر مجنون — زندہ دیوانۂ من نام سلف کرد آخر
از صفائے رخ زیبائے تو افتاد چو عکس — از دم سرد خود آئینہ کلف کرد آخر

ولہ
دریاد چشم مست تو اسے نور دیدہ ہا — از دیدہ خون ناب چو صہبا گریستم

ولہ
دل خستہ و آہ سرد دارم — یکجان و ہزار درد دارم
پوشیدہ چسان کنم غم دل — چشم تر و رنگ زرد دارم

ولہ
در کنج قفس خوش با سیری گذرانم — در کار تو اگر این مشت پر من

ولہ
ساغر می شبانہ با کہ زدی — بار خ لالہ رنگ آمدۂ
برنخیزی ز کوئے او قدرت — چقدر بپا سنگ آمدۂ

ولہ
برنمی خیزد صدائے از نوای مجروح عشق — کشتۂ تیغ نگاہ سرمہ دار کیستی

ولہ
اے چرخ چنین ذلیل و خوارم کردی — آشفتہ و زار و بیقرارم کردی
میخواستی از روز ازل خواری من — آخر بستمگری دو چارم کردی

قیس ۔ محمد صدیق حیدرآبادی

قیس تخلص ۔ محمد صدیق نام آپکا اصلی وطن حیدرآباد دکن ہے آپکے بزرگ

اکثر سرکار عالی نظام مین وقایع نگاری اور اخبار گوئی کی خدمات پر مقرر تھے۔ چنانچہ آپکے نانا محمد عاقل خان نامک بخجرین کے افسر تھے۔ اور آپکے خالو شیر محمد خان ایمان اعظم الامرا ارسطو جاہ کے مصاحب تھے اور شعرا مین استاد الشعرا مشہور تھے۔ آپنے نشو ونما کے بعد سن شباب مین بقدر ضرورت فارسی عربی پڑھکے تحریر و تقریر کی استعداد حاصل کی اور موروثی وقایع نگاری و تاریخ دانی کا کمال پیدا کیا۔ اور شعرگوئی بھی شروع کی۔ کلام کی اصلاح خالوئے بزرگوار سے لیا کی۔ چند مدت مین لائق ہوگئے۔ آپکا کلام دلکش و دلچسپ ہوتا ہے مضامین پاکیزہ کے زیور سے جلوہ تازہ دکہلاتا ہے۔ رنگینی معانی و شیرین بیانی سے کرشمہ نمایان کرتا ہے۔ شاعر نازک خیال خوش مقال ہے۔ خواجہ میر درد و میر تقی میر کی وضع وطرز کی پیروی کرتا ہے ظریف الطبع ولطیف المزاج تہا۔ صاحب دیوان ہے اور دیوان کا نام پشکار رکہا تہا۔ آپنے ایک دیوان ریختی شاہجہان آباد کی بیگمات کی بول چال مین لکہی۔ فقیر مولف کو آپکا دیوان ریختی ملا تہا افسوس کہ وہ موسی ندی کی طغیانی مین غرق آب ہوا۔ نہین تو اُسمین سے چند اشعار ہدیہ شائقین کرتا۔ آپکو مہاراجہ بہادر چندو لال نے دو روپیہ روزینہ مقرر کردیا تہا اور نواب امیر کبیر شمس الامرا بہادر نے بہی خاص اپنی سرکار سے دو روپیہ یومیہ معین فرمایا تہا آپ خوشی و خرمی سے زندگی بسر کرتے رہے خوش اخلاق و خوش فکر تھے۔ آخر سنہ ۱۲۳ ہجری مین جان بحق ہوئے۔

من اشعارہ الہندی

کان کا ہلتا ہے دریون اُس بت مغرور کا — جسطرح جہولے ہے گہوارے مین بچہ حور کا

جام مے مین عکس ہے کیا اُس رخ پرنور کا — گود مین لیکر پری بیٹھی ہے بچہ حور کا

بسکہ ملنے کو ترے مین راہ فنا آمادہ ہون — کاغذ گل خوردہ ہون سیماب آتش دادہ ہون

بر مین جو وہ سیمبر نہین ہے ۔۔۔ اپنی بہی ہمین خبر نہین ہے
بستے ہین اُسی سے کعبہ و دیر ۔۔۔ کس جا پہ وہ جلوہ گر نہین ہے
ہستی سے عدم کو کوچ کرنا ۔۔۔ اتنا تو بڑا سفر نہین ہے
وہان تیغ پہ ہاتھ دہر رکہا ۔۔۔ یہان ڈہونڈا تو تن پہ سر نہین ہے
نالہ کر کرکے تہک گئے ہم ۔۔۔ ہوتا اُسکو اثر نہین ہے
اے برق تجلئے جہان سوز ۔۔۔ جی کا تو ہمین خطر نہین ہے
سودا زلفون کا ہے اگر قیس ۔۔۔ ہمکو تو یہہ درد سر نہین ہے

ولہ

کان مین کہدو کوئی شانے کے ۔۔۔ سانپ ہین پیارے سرہانیکے
حشر بہی ہو گیا نہ آئے تم ۔۔۔ پاؤن پوجے تمہارے آنیکے
مژہ تر ہین دیکہیو اے برق ۔۔۔ خار و خس اپنے آشیانیکے
کبہو بڑہتے ہین اور کبہو گہٹتے ۔۔۔ یہی اسلوب ہین زمانیکے
قیس کہتا تہا اپنی چہاتی دیکہہ ۔۔۔ صدقہ ہاتون کے اُس نشانیکے

ولہ

یون نمایان زلف کے حلقہ سے خال یار ہے ۔۔۔ حلقۂ پرکار مین جیون نقطۂ پرکار ہے

قدرت ۔ غلام ابراہیم خان

قدرت تخلص ۔ غلام ابراہیم خان ۔ نام آپ دلاور خان نصرت کے فرزند ہین عنایت اللہ خان کشمیری کے نواسہ ۔ سادات صحیح النسب سے ہین ۔ آپکی ولادت دکن مین ہوی ۔ پرورش و تربیت بہی اسی مین پائی ۔ سن شعور کے بعد کتب درسیہ والد ماجد کے سایۂ مرحمت مین ختم کین ۔ خوش فہم و خوش فکر تہے ۔ شعر گوئی کے میدان مین قدم رکہا

جو کچھ کلام موزون کرتا تھا والد یا جد کے ملاحظہ میں گزرتا تھا۔ والد کی صلاح سے رفتہ رفتہ کلام رنگین ایجاد کرنے لگا۔ شعرا میں بلند آوازہ ہوا۔ ابتدائے جوانی سے مزاج میں بے پروائی تھی۔ باپ کی دولت و حشمت پر اعتماد تھا تلاش معاش کی ذرا بھی فکر نہیں کی۔ والد متوفی سنہ ۱۱۴۹ ہجری کے بعد قطع تعلق کرکے ادہونی میں خانہ نشین ہوا تھوڑی مدت میں باپ کا ذخیرہ خورد برد کیا۔ جب کچھ باقی نہیں رہا تب قانع و متوکل بنگیا۔ فن موسیقی اور ستار بجانے میں استاد تھا۔ حالت قناعت میں بھی فن آپکا رفیق تھا۔ اکثر امرا ازاں سے جو لہو و لعب کی طرف زیادہ راغب ہوتے تھے آپکی خدمت میں آیا جایا کرتے تھے اور آپ کے ساتھ حسن سلوک کرتے تھے۔ آخر آپ گھر و خست کرکے اورنگ آباد دکن میں آئے اور یہاں سنہ ۱۱۸۷ ہجری میں فوت ہوگئے۔ خوش مزاج و زندہ دل تھا۔ آشنا پرست و رنگین خیال۔ راگ و رنگ کا شائق۔ آواز رباب و چنگ کا عاشق۔ زندگی عیش و عشرت میں بسر کرتا تھا۔ حریفان ہم مشرب کی خوب خاطر و مہمانی کرتا تھا۔ آزادانہ مشرب و درویشانہ مذہب رکھتا تھا۔ من اشعارہ الفارسی

اے خوش آن دل کہ بلابل سحری پیدا کرد / صفت آئینہ کہ صاحب نظری پیدا کرد
ناتوزہ کردہ از ناز کمان ابرو / بسمل ستم بال و پری پیدا کرد
جفائے او بدل ہمچو ہم ساز ست / بغیر سنگ کہ با شیشہ محرم راز است
کرد غارت بنگاہ دل و دین قدرت / این دو صید آن قدر انداز نگاہ نگرفت
باین شوخی صبا گر قدم فصل بہار آرد / گریبان ہا کہ سازد غنچہ تصویر در گلشن

قاری خواجہ محمد فاضل گجراتی

قاری تخلص۔ خواجہ محمد فاضل نام۔ آپ گجراتی الاصل ہیں۔ شہر لودہیانہ کے

شریف و نجیب تھے۔ جوان صالح لائق و فاضل قاری خوش الحان۔ عالم شباب مین وطن سے اورنگ آباد دکن مین آئے۔ نواب سید نصیر الدولہ نصیر جنگ صوبہ دار اورنگ آباد کے توسل سے بندگانعالی نواب آصفجاہ کے حضور مین باریاب ہوئے۔ نواب صاحب کی سفارش سے ملازمین کے زمرہ مین شریک ہوئے فراغت و خوشحالی سے زندگی بسر کرنے لگے۔ اور جناب حضرت شیخ صاحب کی خدمت مین مثنوی شریف پڑہی۔ مزاج مین صلاحیت و آدمیت بے انتہا تھی۔ صوم و صلوۃ کے پابند تھے ہمیشہ شرع کے طریقہ پر قائم و مستقل رہتے تھے۔ ہر ایک کیا امیر کیا فقیر سب کے ساتھہ خوش اخلاقی سے ملتے تھے۔ فانی المشرب تھے درویشی خاکساری کو بہت پسند کرتے تھے۔ فطرۃً موزون الطبع تھے۔ طبیعت کی رسائی و ذکاوت ذہن کی صفائی سے کبھی کبھی شعر کہتے تھے۔ آپکا کلام صوفیانہ عشق و محبت کے بیان سے لبریز۔ و ہر ایک شعر کا مضمون شور انگیز ہوتا ہے۔ نزاکت و عذوبت مین شکر ریز۔ آخر آپنے ۱۱۷۶ھ ہجری مین عالم فانی سے رحلت کی اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیہِ رَاجِعُون۔

من اشعارہ الفارسی

کسے کند چو نظر نو بہار چشم ترا
کشد بہ پردۂ دل خار خار چشم ترا

سیاہ مستی عاشق دگر دو بالا شد
چو دیدہ میکدۂ روزگار چشم ترا

چو عندلیب نواز است نغمۂ ہستی
کسے کہ کرد تماشا بہار چشم ترا

حرف کاف فارسی و عربی

کافی۔ نواب میر عباس علیخان حیدر آبادی

کافی تخلص۔ میر عباس علیخان نام۔ آپ مشاہیر امرائے حیدر آباد سے تھے۔

نواب شاہ سیار الملک کی اقارب قریبہ سے اور بیگن پلی کے جاگیردارون مین سے تھے آپکے بزرگون نے قدیم زمانہ مین کارنمایان کئے تھے۔ سرکار عالی سے جاگیر اور صلات سے سرفراز۔ آپ خاندانی رئیس شریف مین فارسی عربی و ہندی مین عمدہ لیاقت رکھتے تھے۔ اور شعرگوئی مین یگانہ و بے مثل تھے۔ آپنے اکثر غزلین طرحی و غیر طرحی لکھین اور چند قصائد حضور بندگانعالی اور مہاراجہ چندولعل بہادر کے مدح مین کہے اور حضور مین پیش کئے۔ شہر مین آپکی لیاقت و قابلیت کی شہرت ہوئی۔ ہر طرف آپکی طبیعت کے جواہر چمکنے لگے۔ حضور بندگانعالی نے آپکو خانی و بہادری کے خطاب سے ممتاز فرمایا۔ اور مہاراجہ بہادر نے بھی آپکو تفرقے سے سرفراز اور دو سو روپیہ ماہوار منصب مقرر کیا۔ آپ اکثر اوقات مہاراجہ کے خدمت مین حاضر رہتے تھے۔ خوش مزاج و خوش اخلاق صاحب مروت و محبت تھے۔ فقرا دوست و غربا پرور تھے۔ امیر با مورد فیض گستر تھے۔ آخر سنہ ۱۲۳۷ ہجری مین عالم باقی کو روانہ ہوئے۔

من اشعاره الهندی

نہین معلوم لگی کسکی جگر مین شمشیر / آج پھر لال ہے قاتل کی کمر مین شمشیر
نہ فقط ہے ترے مژگان ہی کو خاصیت تیر / ہے خم گوشہ ابرو بھی اثر مین شمشیر
خلق کی سمت سے بھاگے ہے دل وحشت دوست / جادۂ شیر ہے آہو کی نظر مین شمشیر
یہ نہین ہے مہ نو قتل عزیزان کے لئے / چرخ دون پیشہ نے باندھی ہے کمر مین شمشیر

ولہ

کیون نہو اس چشم نازک کو گران بار نظر / کام جسپر نشتر کا کرے تار نظر
اس حیا پیشہ کا مفتون ہے دل نادان میرا / دیکھنا آئینہ کا ہے جسکو بھی عار نظر
شب جو نقشہ چشم مین اس شعلہ رو کا پھر گیا / اب تلک جیون ہوئی آتش دیدہ ہے تار نظر

لگا دی سوزشِ داغِ جگر نے آگ سب تن مین
ہوا آخر یہ شعلہ برقِ سوزان اپنے خرمن مین

بہرا اس چشم مین کس شوخ کا تہا شوقِ نظارہ
کہ جیون سیماب تڑپے ہے مرا اشک اُس دامن مین

کالا - میان محمد کالا پہاڑ

کالا تخلص - میان محمد کالا پہاڑ - دکنی الاصل ہے - سپاہی جری و بہادر تہا - ریاست نظام شاہیہ و عادلشاہیہ مین اکثر معرکون مین کارنمایان کرکے نیک نام ہوتا تہا - اور کارہائے دست بستہ کو ادنی توجہ مین حل آسان کرتا تہا - بہادری و دلاوری مین تیز قدم و راسخ دم تہا - غنیم کے مقابلہ مین کبہی پس پا نہین ہوتا تہا - ہمت و جرأت سے غنیم کو پس پا کردیتا تہا - فن بنوٹ مین استاد تہا سپاہگری کے رموز سے خوب واقف تہا اکبر بادشاہ کا معاصر تہا - علی عادل شاہ کے زمانہ مین زندہ تہا - فارسی تحریر و تقریر مین ہوشیار تہا - فارسی زبان مین اہل زبان کے ساتہہ خوب بامحاورہ تکلم کرتا تہا - موزون الطبع تہا کبہی کبہی شعر کی فکر کرتا تہا - آخر سنہ ۱۰۲۰ ہجری مین فوت ہوا - من اشعارہ الفارسی

گر عشقت عنانِ دل نگیرد
دلم گوئی بلا منزل نگیرد

دوانم اشک را ہر دم بکویش
مردم ز غم رخِ نکویت

کمتر - فقیر کمتر شاہ دکنی

کمتر تخلص - کمتر شاہ نام - آپ فقرا دکن سے ہین صوفی المذہب فانی الذات تہے عارف باللہ عاشق رسول اللہ و حقائق و معارف سے آگاہ تہے - آپکو شعر گوئی کا شوق تہا اور مرثیہ خوانی کا ذوق - فصیح البیان و بلیغ اللسان تہے جو کچہہ موزون فرماتے تہے

وہ سنجیدہ و پسندیدہ ہوتا تہا۔ آپکے کلام کی فصاحت و لطافت اس درجہ تہی کہ اہل زبان دیکہکے متعجب کرتے تہے۔ کلام شستہ و پاکیزہ و برگزیدہ ہوتا تہا۔ سامعین کو لطف و مزہ آتا تہا۔ آپکا حافظہ تو غضب تہا اساتذہ سلف و خلف کے ہزارہا اشعار حفظ تہے۔ اکثر مراثی و مثنویات بہی نوک زبان تہین۔ باوجود این لیاقت کسر نفسی و خاکساری اسقدر تہی کہ ہرکس و ناکس کے سامنے عاجزی و انکساری ظاہر فرماتے تہے۔ غرور و تکبر سے منزلون دور رہتے تہے۔ خوش اخلاق و خوش اشفاق تہے۔ شہر حیدرآباد کے امرا و فقرا آپکو چاہتے تہے آپ جب کبہی کسیکے گہر آنکلتے تہے تو صاحب خانہ آپکو چار روز مہمان رکہتا تہا۔ رخصت کرنا نہین چاہتا تہا آپ شہر مین عزیز دلہا تہے۔ آخر آپ اسی شہر مین سنہ ۱۲۲۵ ہجری مین عالم بقا کو روانہ ہوئے

من اشعارہ الہندی

بر مین جو آج اپنے وہ زہرہ جبین نہین	وہ کیا نہین کہ ہم یہہ جانا کہ ہم نہین

کامل - میر کامل برہانپوری

کامل تخلص - میر کامل نام - آپکا مولد و منشا برہانپور ہے - آپنے وطن مالوفہ مین علمائے کرام سے کتب رسمیہ پڑہین مستعد طالب علم تہے۔ شاعری کا عشق تہا اس فن مین کامل تہے۔ خوش دل و خوش فکر تہے۔ عین عالم شباب مین سنہ ۱۲۳۱ ہجری مین بہشت کو روانہ ہوئے

من اشعارہ الفارسی

غنچہ چون در باغ دعوی آن دہان تنگ کرد	گل بخندید از تعجب گفت بلبل واہ واہ
شاہد امشب در چراغان روغن گل ریختند	جنگ با پروانہ دارد فوج بلبل واہ واہ

کلان - میر کلان اورنگ آبادی

کلان تخلص۔ میر کلان نام۔ اورنگ آبادی المولد ہے۔ شریف زادہ ہے سن شعور مین شعرگوئی کا شوق ہوا حاجی میر علی اکبر رمال فرخ آبادی کی خدمت مین اصلاح لیتا تہا خوش فکر و خوش مذاق تہا اکثر کلام ریختہ مین موزون کرتا تہا خوب کہتا تہا۔ جوان صالح و با اخلاق تہا۔ لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی کے دوستون مین سے تہا۔ سرکار عالی نظام خلد اسد ملک کے اہل مناصب کے زمرہ مین ملازم تہا آخر سنہ ۱۱۹۳ ہجری مین فوت ہوا **منہ کلامہ**

ابتدا کیسی محبت تہی تمہاری ہم سے	ہوگئی ہو آج بیرحم کس خطا کے واسطے
ظلم اور سختی روا کیون ہے کلان بر اے سجن	کیا کیا حق نے تمہین پیدا جفا کے واسطے

کمتر۔ مرزا مغل اورنگ آبادی

کمتر تخلص۔ مرزا مغل نام۔ اصل وطن اورنگ آباد ہے آپکے والد با جد عالمگیری زمانہ مین سمرقند سے اورنگ آباد دکن مین آئے۔ نواب غازی الدین خان فیروز جنگ کے توسل سے بادشاہ کے حضور مین باریاب ہوئے۔ منصب مناسب سے سرفراز ہوئے۔ مشہور ہے کہ نواب صاحب موصوف کے قرابتدارون مین سے تہے۔ مرزا کی ولادت دکن مین ہوئی۔ اور اسی ملک کی آب و ہوا مین تربیت و پرورش پائی۔ عالم شباب مین موروثی خدمت منصب پر ممتاز ہوا علمی لیاقت بقدر ضرورت تہی فارسی و تحریر و تقریر مین مستعد طالب علم تہا موزون الطبع و خوش فکر تہا۔ شعرگوئی کا شوق دلمین پیدا ہوا فارسی و ہندی مین کلام موزون کرنے لگا کلام کی اصلاح شاہ سراج اورنگ آبادی سے لیتا تہا۔ کلام شیرین و رنگین ہے۔ لطافت و متانت سے خالی نہین ہے۔ چمنستان شعرا کے مولف نے لکہا کہ سنہ ۱۱۸۰ ہجری تک زندہ رہا آخر سنہ ۱۱۹۳ ہجری مین فوت ہوا۔ مجہے آپکے فارسی اشعار دستیاب نہین ہوئے انتہی کلامہ

من اشعارہ الہندی

نہو لیجو کبہی ساقی یہہ عالم بیحجابی کا — چہوگا نا منہہ پیالے کا گلے پڑنا گلابی کا

ذرہ تو لگ گلے ساقی ہے موسم بیحجابی کا — کہ جاری فیض بارش سین ہوا چشمہ گلابی کا

مجہے اسباب پرکمتر تعجب سخت آتا ہے — مرے رونے پہ ہنسنا قہقہا کر کر گلابی کا

یہی سامان ہے ساقی میرے خانہ خرابی کا — چہنا لینا پیالے کا ٹپک دینا گلابی کا

گلابی پاؤن پڑتی تہی ہر ایک دم جا کی جہاں تک — تو کیا بہولا ہے ساقی وہ زمانہ بیحجابی کا

کوکبی - قباد بیگ گرجی

کوکبی تخلص - قباد بیگ نام - گرجی الاصل ہے - شاہ عباس ماضی بادشاہ ایران کا غلام تہا - علم و فضل کے زیور سے آراستہ تہا - زمانہ دراز تک بادشاہ کی ملازمت مین رہا آخر ایران سے حیدرآباد دکن مین آیا - قطب شاہ والی حیدرآباد کے دربار مین باریاب ہوا قطب شاہ نے اسکی بہت خاطر و مدارات کی اور اسکو صیغہٗ منصب مین مامور فرمایا - کوکبی صاحب ترجمہ بسبب عنایت قطب شاہی حیدرآباد مین متوطن ہوگیا ۱۰۳۳ سنہ ہجری تک زندہ رہا - آخر سنہ مذکور مین عالم بقا کو روانہ ہوا - میر کے دائرہ مین مدفون ہوا - موزون الطبع تہا کبہی کبہی شعر موزون کرتا تہا - جو کچہہ کہتا ہے خوب ہوتا ہے **من اشعارہ**

ہر چہ ہر رنگ معشوق بود معشوق است — نقص عشق است کہ پروانہ بمہتاب نسوخت

با کائنات کردم ازان دوستی کہ یار — در ہر دلے کہ جلوہ کند در دل من است

کم گو - عبد الرحیم کشمیری

کم گو تخلص - عبد الرحیم نام - آپکا وطن اصلی کشمیر جنت نظیر ہے - حافظ قرآن

وستعد طالب علم تھے۔ فارسی عربی مین لیاقت و مہارت کہتے تھے۔ آپکو شعرگوئی سے دلچسپی تھی۔ اکثر اوقات سخن سنجی مین صرف کرتے تھے۔ آپ کا کلام دلچسپ و برجستہ ہوتا ہے اور آپکو سرخوش سے تلمذ ہے۔ آپ عالمگیری لشکر کے ہمراہ اورنگ آباد دکن مین آئے لشکر مین کسی خدمت مناسب پر ملازم تھے۔ آخر آپنے ۱۱۳۳ سنہ ہجری مین بلدہ اورنگ آباد مین دار فانی سے ملک جاودانی رحلت کی من کلامہ

ریخت باران بلا برتن غم پرور ما ‌ ‌ ‌ چہ بلاہا کہ نیاورد فلک بر سر ما

وله

زخضر عمر فزون ست عشق بازان را ‌ ‌ ‌ اگر ز عمر شمارند روز ہجران را

وله

نہ نرگس ست عیان بر سر مزار مرا ‌ ‌ ‌ سپید شد برہت چشم انتظار مرا

وله

گرفتہ زخم دلم در دہن خدنگ ترا ‌ ‌ ‌ بلذتی کہ مکد طفل شیرخوار انگشت

وله

نہ عینک است کہ بر دیدہ دارم از پیری ‌ ‌ ‌ برای خط جوانان دو چشم من چارست

وله

گاہے بگوش ندہ ولان نغمہ رسان ‌ ‌ ‌ ز ان پیشتر کہ بانگ برآید فلان نماند

وله

اشک من طالب آن نرگس جادو باشد ‌ ‌ ‌ ہمچو طفلی کہ دوان در پئے آہو باشد

وله

چون تار عنکبوت ز ہجر تو شد تنم ‌ ‌ ‌ در گوشۂ خزیدہ از انست مسکنم

وله

بناز گشت جہانے بہت ستمگر من ‌ ‌ ‌ ہنوز بر سر ناز ست ناز پرور من

چون سایہ ہمرہم بہر سو روان شوی ‌ ‌ ‌ باشد کہ رفتہ رفتہ بما مہربان شوی

ز زنجیری کہ عشق انداخت در پای من مجری ‌ ‌ ‌ فتاد آخر ترا ہم حلقہ در گردن ای قمری

کلیم - ابوطالب

کلیم تخلص۔ ابوطالب کنیت نام ہے ہمدانی المولد کاشانی المنشا ہے نشو و نما کسب علم

عالم شعور کے ابتدا مین شیراز گیا۔ اور وہان کے علما و فضلا سے علوم و فنون کی تحصیل کی۔ تحصیل سے فارغ ہونے کے بعد تلاش معاش مین سفر اختیار کیا۔ جہانگیر کے زمانہ مین ہند آیا۔ شاہنواز خان صفوی کے مکان پر فروکش ہوا۔ خان موصوف نے کلیم کے ساتھہ مہمان نوازی کے مراسم کریمانہ طور سے ادا کئے ابھی جہانگیر کے دربار مین رسائی نہین ہوئی تھی کہ وطن کی محبت و کشش دامن گیر ہوئی۔ ۱۰۲۸ سنہ ہجری مین وطن مالوفہ کی طرف مراجعت کی چنانچہ کہتا ہے۔ ؎

طالب نہ ہوا پرستی ہند	برگشت و بسوئے مطالب آمد
تاریخ توجہ عراقش	توفیق رفیق طالب آمد
	۱۰۲۵

ہندوستان سے وطن مالوفہ مراجعت کی۔ لیکن دلمین ہندوستان کی حسرت و تمنا متمکن تھی چنانچہ کہتا ہے۔ ؎

ز شوق ہند زان سان چشم حسرت بر قفا دارم	کہ رو ہم گر براہ آرم نمی بینم مقابل را
اسیر ہندم و زین رفتن بیجا پشیمانم	کجا خواہد رسانیدن پرفشان مرغ بسمل را
بہ ایران میرود نالان کلیم از شوق ہمراہان	بپائے دیگران ہمچو جرس طی کرد منزل ہا

وطن مین پہنچ کے دو ڈہائی سال سے زیادہ نہین ٹھیرا۔ پہر ہندوستان مین آیا۔ اولاً دکن مین آیا۔ ابراہیم عادلشاہ والی بیجاپور کے پاس جا رہا تہا کہ راہ مین جاسوسی کے شبہ مین گرفتار ہوا۔ قلعہ شاہدرک مین قید کیا گیا۔ قید خانہ مین عادلشاہ کی مدح مین ایک قصیدہ لکہا معلوم نہین اسکا قصیدہ عادلشاہ کے ملاحظہ مین گذرا یا نہین؟ غالباً قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قصیدہ عادلشاہ کے ملاحظہ مین نہین گذرا۔ اگر گذرتا تو عادلشاہ کی عنایت و قدردانی سے مالامال ہو جاتا۔ اور شاہجہان کے دربار مین پہنچنے کی

تمنا نکرتا - آخر چند روز کے بعد قید خانہ سے رہا ہوکے شاہجہان کے دربار کا عزم جزم کیا - اور ایک قصیدہ میر جملہ شہرستانی کی مدح مین موزون کیا - اسمین اپنا تمام حال و قید خانہ کے مصائب کا ذکر بھی کیا - قصیدہ کے اشعار مندرجہ ذیل ہین ھو ھذہ

فلک قدرا نمی پرسی کہ گردون — چرا آزرد ما را بے محابا
چرا آزردہ بیمار غمی را — کہ می آمد بدرگاہ مسیحا
بعزم سیر بیجاپور گشتیم — رہے با اخترے چون و چرا
بچنگ راہداران فتادیم — چہ گویم تا چہا کردند بر ما
ہمہ اندر تجسس موشگافان — ہمہ در کنج کاوے ذہن دانا
یکے گوید کہ دزدانند باشند — بزندان چندگہ زنجیر فرسا
دگر گوید کہ جاسوس فلانند — کہ از تفتیش ما گشتند بینا
یکے می گوید اینان را بکاوید — کہ شاید نامہ گردد ہویدا
زبس تفتیش از ہم می کشودند — اگر در بار ما بودے معما
کنون در چنگ ایشان مبتلاییم — نمی دانیم چارہ جز خدا را
ز بہر پاس ہندوہائے با تیغ — چو مو ایستادہ دائم بر سر ما
عجب دارم کہ با این منع جادہ — چسان بے خواست آمد تا بہ اینجا
اشارت کن کہ چون اقبال گردیم — بخاک آستانت جبہہ فرسا

جب دکن سے آگرہ مین پہنچا - میر جملہ شہرستانی کے مکان پر فروکش ہوا - میر جملہ دوست پرور مہمان نواز تھا - کلیم کی بہت تعظیم و تکریم کرتا تھا مہمان عزیز کو عزیز سمجھتا تھا - میر کی وجہ سے دیگر امرا بھی کلیم کی تعظیم و تکریم کرنے لگے - ابھی وہ زمانہ نہین آیا تھا کہ شاہجہانی دربار مین

باریاب ہو جائے - پس چند روز کے بعد میر جملہ و دیگر امرا کے توسل سے شاہجہان بادشاہ ہند کے دربار مین باریاب ہوا - اور ملک الشعرائی کے خطاب سے سربلند ہوا سنہ ۱۰۴۲ ہجری مین جب شاہجہان نے تخت طاؤسی ایک کرور روپیہ خرچ کرکے تیار کرایا اور جشن نوروز کے دن آگرہ مین اُسپر جلوس فرمایا تب کلیم نے تہنیت مین ایک قصیدہ لکھکے پیش کیا - قصیدہ کا مطلع یہہ ہے ؎ -

خجستہ مقدم نوروز و غرہ شوال   فشاندہ اند چہ گلہائے عیش بر سر سال

شاہجہان نے قصیدہ کے صلے مین کلیم کو روپیہ کے وزن مین تلوایا - پانچہزار پانسو روپیہ وزن مین ہوئے سب روپیے اُسکو دئے - کلیم کے خطاب ملک الشعرائی سے شیدا وغیرہ رشک وحسد سے کہتے تھے - خوشا حال گذشتگان کہ طالع ما کی ملک الشعرائی نہین دیکھی اور جہان سے چلے گئے - کلیم حاسدین کے رشک حسد کی کچھہ پروا نہین کرتا تھا - بادشاہ سے اکثر صلات و جائزے پاتا تھا - سیر چشم و سخی المزاج تھا جو کچھہ پاتا تھا فقرا و اہل کمال پر تقسیم کردیتا تھا - اپنے پاس کبھی ذخیرہ نہین کرتا تھا - ایک وقت سلطان روم نے اعلیحضرت شاہجہان کو لکھا کہ آپ صرف ہندوستان کے بادشاہ ہین نہ کل جہان کے کیا وجہ ہے کہ آپنے اپنا لقب شاہجہان مقرر کیا لقب تبدیل کیجئے یا وجہ سے آگاہ فرمائیے - بادشاہ متفکر ہوا - اور وزرا سے مشورہ کرنے لگا کہ کیا جواب دینا چاہئے یا لقب کو بدلنا - اس موقع پر کلیم نے ایک مدحیہ قصیدہ لکھکے حضور مین پیش کیا - اور اسمین ایک شعر ایسا موزون کیا کہ سلطان روم کا جواب دندان شکن ہے - شعر مذکور

ہند و جہان ز روئے عدد چون برابر است   شاہ مرا خطاب شاہجہان زان مقرر است

بادشاہ نہایت ہی خوش ہوا - اور اسی بیت کو سلطان کے جواب مین بھیجا - اور کلیم کو اشرفیون مین

تلوایا اور اشرفیان وزن شدہ اسی کو عطا کین ۔

جب جنگ فیلان کے تماشاگاہ مین شاہزادے عالمگیر نے ایک مست ہاتی سے مقابلہ کیا کلیم نے اس واقعہ کے بیان مین ایک مثنوی موزون کر کے پیش کی ۔ صلہ و انعام وافر پایا ۔ اس واقعہ کی حقیقت یہ ہے کہ ایکروز شاہجہان بادشاہ ہند جنگ فیلان کے تماشے مین مشغول تہا اور شہزادے بہی گہوڑون پر سوار سیر کر رہے تہے یکایک ایک مست ہاتی مقابلہ کے ہاتی سے علیحدہ ہو کے عالمگیر کے طرف حملہ آور ہوا ۔ عالمگیر نے چالاکی سے ایک نیزہ ہاتی کے سر پر مارا ہاتی نے غضبناک ہو کے گہوڑے کو دانتون مین دبا لیا عالمگیر زمین پر گر پڑا لیکن گرتے ہی چالاکی و چستی سے کہڑا ہوا اور ہاتی پر حملہ کیا ۔ اور راجہ جیسنگہ نے بہی ہاتی پر نیزہ کے دو تین وار کئے ۔ اور اسی اثنا مین مقابلہ کا دوسرا ہاتی بہی آ گیا پس اس مست ہاتی نے فرار کا راستہ اختیار کیا ۔ شاہجہان شاہزادے کی دلیری دیکہ کے بہت خوش ہوا ۔ اور شاہزادے کا پیار کیا ۔ اور اسکو اشرفیون مین تلوایا ۔ اور اشرفیان فقرا پر تقسیم کین ۔ مثنوی کے اشعار مندرجۂ ذیل ہین

بهمانی گوش رباب بهوش   بیکے قصه دارم بن دار گوش
حدیثے سراسر بیان وقوع   بگویم بتو از زبان وقوع
ز مرحوم من این نقل نشنیده ام   من از دل شنیدم دل از دیده ام
دو ید از فضا آن دو فیل مهیب   یکے سوئے شهزاده اورنگ زیب
بمردی ز جا یک سر مو نشد   ز راه چنین سیل یک سو نشد
یکے نیزه برق سان تافته   نظر از رگ غیرتش یافته
ز قدرت چنان زد بپیشانیش   کہ جست از قفا برق رخشانیش
دران کوه پیکر نهان شد سنان   دگر بار در رفت آهن به کان

زخرطوم انداخت پیچان کمند — فتاد اسپ شهزاده در پیل بند
گرفت اسپ شهزادے بروے سوار — زبیم آب شد زهرهٔ روزگار
چو در اسپ سامان جولان ندید — چو شهبازے از خانهٔ زین پرید
بهادم که بر خاک پا را فشرد — روان دست جرأت بشمشیر برد
علم کرده شمشیر بروے دوید — گرازان سوئے فیل نعیمش رسید
درین سن اگر بودے افراسیاب — همی گشت از دیدن فیل آب
در آغاز و انجام آن گیرودار — همی دید شاهنشه کامگار
ازان شیردل چون بدید آن جگر — بفرقش بیفشاند گنج و گهر
نظر کردهٔ شاه آفاق شد — بمردانگی در جهان طاق شد

سنہ اول جلوسی میں جب شاہجہان بادشاہ نے دربار عام کی تعمیر کا حکم دیا تب حسب الحکم دربار عام تعمیر ہوا۔ اسوقت صاحب ترجمہ نے ایک رباعی لکھکے پیش کی نوازش و مرحمت شاہانہ سے سرفراز ہوا۔ هو هذا

این تازه بنا که عرش همسایهٔ اوست — رفعت حرفے ز رتبهٔ پایهٔ اوست
باغیست که هر ستون سرش سرویست — کاسائش خاص و عام در سایهٔ اوست

سنہ دوم جلوسی شاہجہانی میں ایک سفید ہاتھی مائل بسرخی جو عجائب زمانہ سے تھا بادشاہی سرکار سے لائے کلیم نے اسکی تعریف میں ایک رباعی لکھی۔ صلہ و انعام سے سرفراز ہوا هو هذا

بر فیل سفیدت که مبیناد گزند — شد بخت بلند هر که بر او دیده فگند
چون شاهجهان برو بر آمد گوئی — خورشید شد از سفیدهٔ صبح بلند

جب خانجہان لودی عرف پھیر لئے بغاوت کا بازار گرم کیا۔ اور دریا خان افغان

بادشاہی ملازم بہی اسکا مددگار رہوا بادشاہی فوج کے مقابلہ مین شکست کہاکے دونون مقتول ہوئے اور دونون کے سر بلدہ برہانپور مین بادشاہ کے ملاحظہ مین لائے۔ شادیانے بجوانیکا حکم صادر ہوا۔ ارکان دولت نے تہنیت کی نذرین پیش کین۔ کلیم صاحب تجربہ نے بہی ایک رباعی منظوم کرکے بادشاہ کی خدمت مین پیش کی۔ انعام و صلہ سے سرفراز ہوا

ھو ھذا این مژدہ فتح از پئے ہم زیبا بود　　این کیف دوبالا چہ نشاط افزا بود
از کشتن دریا سپر ایہم رفت　　گویا سر او حباب این دریا بود

کلیم تاریخ گوئی مین بہی بے نظیر تہا اکثر احباب کے وفات و تہنیت کی تاریخین لکہی ہین چنانچہ ملک قمی کی رحلت کی تاریخ کہی **ھو ھذا**

ملک بادشاہ ملک معنی	کہ بالشش سکۂ نقد سخن بود
چنان آفاق گیر از ملک معنی	کہ حد ملکش از قم تا دکن بود
بجستم سال تاریخش ز ایام	بگفتا او سر اہل سخن بود

کلیم فن شاعری مین جامع الکمالات والفضائل تہا۔ کلام کے تمام اقسام کو ایسی خوش اسلوبی و خوبی کے ساتہہ موزون کرتا تہا کہ ہر ایک مضمون سے نیا رنگ نمود ہوتا تہا۔ واقعہ کا ایسا خاکہ کہینچتا تہا کہ بعینہ واقعہ ناظرین کے سامنے تماشا گاہ بنجاتا تہا۔ اسکی مثنویان زیادہ مشہور و متداول ہین لیکن مثنویان مختصر چہوٹی چہوٹی ہوتی ہین۔ مثنوی لکہنے مین ایسی کامل قدرت رکہتا تہا کہ فوراً واقعہ سانحہ کو موزون کر دیتا تہا۔ قصائد مین تمہید عمدہ طرح سے قائم کرتا ہے اور ممدوح کی مدح کے طرف ایسی خوبی کے ساتہہ گریز کرتا ہے کہ قاری و سامع کو لطف و مزہ حاصل ہوتا ہے۔ غزلیات مین تغزل و تشبیہ استعارہ و نازک خیالی و ایجاد تازہ معانی کثرت سے لاتا ہے۔ مبالغہ و تمثیل سے بہی کام لیتا ہے۔ فقیر مولف آخر مین اقسام کلام سے

بتعداد اشعار متفرق تذکرون سے انتخاب کر کے گزارش کرتا ہے تاکہ ناظرین کو ہر ایک مضمون سے لطف حاصل ہو جائے۔ مثنویات سے اگرچہ تمثیلاً جنگ فیلان و مقابلہ و مقاتلہ عالمگیر کی مثنوی صدر مین مذکور ہو چکی ہے۔ لیکن مثنوی قحط دکن عجیب و غریب ہے جسکو کلیم نے سنہ ۱۰۴۰ ہجری کے قحط کی بابت لکھی ہے خاص اہل دکن کے مطالعہ کے لئے گزارش کرتا ہون تاکہ ناظرین نظر عبرت سے دیکھین۔ مجھے افسوس سبات کا ہے کہ مثنوی کا کامل نسخہ میرے پاس موجود تھا۔ حیدرآباد کی طغیانی مین نذر سیلاب ہو گیا۔ اب تذکرہ گلستان بہار سخن سے جسقدر اشعار ملے مین لکھتا ہون

از مثنوی قحط دکن

نشان از ابر باران آنچنان رفت
کہ گوئی برج آبی ز آسمان رفت

بخشکی شد چنان ایام مجبور
کہ از اہل فسق شد تر دامنی دور

بشکل نان چنان مشتاق بودند
کہ نقش پائے ہم را می ربودند

حدیث گوشت بے نام و نشان بود
دہان گر گوشتے دیدے زبان بود

چو شکل نان جو قرص ماہ پیداست
ز تاثیر نظر بر آسمان کاست

نظر ہا قرص مہ را کرد تاراج
بنان شب فلک ہم گشت محتاج

اگر از خانہ برخاستے دود
بسان کعبہ در شہرت نشان بود

عجب نبود از تنگی حال
کہ مادر شیر نفروشد باطفال

بنوعی رغبت بر مردن فزون بود
کہ دیدار طبیبان بد شگون بود

ز بس رسم چہ فرسنگ از مژہ افتاد
نشان از کوچہ تابوت میداد

فغان اندر دہان نوحہ گر بود
کہ در کوئے خموشانش گذر بود

بعض مولفین نے کلیم صاحب ترجمہ کے اخلاق و عادات و فضائل و کمالات کی بابت لکھا کہ وہ خوش اخلاق و پسندیدہ اوصاف فیاض و دل صافی الطبع و سلیم المزاج تھا معاصرین شعرا سے محبت و اخلاص رکھتا تھا۔ عند الملاقات انکی تعظیم و تکریم کرتا تھا۔ شعرا و غیر شعرا کو خیر و نیکی کے ساتھ یاد کرتا تھا۔ رشک و حسد سے کوسوں دور رہتا تھا۔ بعض نے کلیم کی ہند سے اول مرتبہ مراجعت کی بابت لکھا کہ اسنے اسوجہ سے وطن مالوفہ مراجعت کی تھی کہ وہ ابو طالب آملی کی ملک الشعرائی سے رشک کرتا تھا الخ۔ اور دوسرے یہہ بھی لکھا ہے کہ نور جہان بیگم اکثر اسکے اشعار پر اعتراض و نکتہ چینی کرتی تھی۔ چنانچہ کلیم نے ایکروز یہہ شعر موزون کیا اور یہہ سمجھا کہ اسمین کہین اعتراض کا موقع نہین ہے سو یہہ سمجھکے بیگم کے پاس بھیجا ؎

ز شرم آب شدم آب را شکستی نیست　　بحیرتم که مرا روزگار چون بشکست

بیگم نے شعر کے نیچے لکھا { زیخ بست و شکست }

مراجعت کی اصل وجہ یہہ ہے کہ کلیم کو کامیابی نہین ہوئی تھی۔ شباب کا عالم تھا بمقتضائے جوانی کامیابی کی امید پر منتظر پڑے رہنا گوارا نہین کیا۔ اور یہہ پہلا ہی سفر تھا کہ عزیز و قریب سے جدا ہوا تھا۔ اعزہ کی محبت و کشش نے بھی مراجعت وطن پر مجبور کیا ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب

جب شاہجہان نے سیر کشمیر کا ارادہ کیا۔ کلیم بھی بادشاہ کے ہمرکاب گیا کشمیر کی آب و ہوا کی تازگی و سیرابی دیکھکے نہایت ہی خوش ہوا اور بادشاہ سے درخواست کی کہ حضور مجکو یہان سکونت کی اجازت عطا کرین۔ مین یہان فراغت سے فتوحات شاہجہانی کو نظم کرونگا بادشاہ نے درخواست منظور کی۔ کلیم فراغت سے کشمیر مین رہنے لگا۔ سنہ ۱۰۵۵ ہجری مین جب شاہجہان کشمیر گیا تو کلیم نے ایک قصیدہ خیر مقدم مین لکھکے پیش کیا بادشاہ نے دو سو اشرفی اور خلعت سے سرفراز فرمایا۔

کلیم کی وفات

آخر کلیم نے بمصداق کل من علیہا فان اس دار فانی سے بعالم جاودانی بتاریخ ۱۵ ماہ ذیحجہ سنہ ۱۰۶۱ ہجری میں رحلت کی غنی کشمیری نے رحلت کی تاریخ کہی ہے طور معنی بود روشن از کلیم ۞ کشمیر میں محمد قلی سلیم کی قبر کے قریب مدفون ہوا۔

من بوادر طبعہ

عزلتی دیگر بود در گوشۂ صحرا مرا — میگذارد ہر کجا خاری است سر در پا مرا
مرگ را دشمن نے از برائے زندگی ست — میکند آخر کفن آلودۂ دنیا مرا
ولہ — دست ہر کس بہان سبحہ بوسیدن خطاست — ہیچکس نکشود آخر عقدۂ کار مرا
نشاء از بادہ ندیدیم و طرب از مستی — خاک محنت زدہ بودہ گل ساغر ما
ولہ — عریان تنی خوش است ولی زیب دیگر است — جیب دریدہ دامن در خون کشیدہ را
ولہ — ہر کرا ایام پیش آورد و دوش بر نشاند — این پشیمانی ز تارو جنزر دریا روشن است
ولہ — اشک را در چشم از لخت جگر نتوان ساخت — طفل خود سر بود رنگ ہمنشینان برگرفت
ولہ — حسن اگر بے پردہ باشد عشق از و دیوانہ نیست — بر چراغ روز بال افشانی پروانہ نیست
ولہ — دل ترک آشنائی ما زود کرد و رفت — زان شد پسند یار کہ عیبے فاند اشت
ولہ — در خم زلف تو دلہا چہ بہم ساختہ اند — چون ننازد بپائے ہمہ یک زنجیر است
ولہ — اے مست ناز گر ہمہ باید بخاک ریخت — یکبار ساغر از کف ما بتوان گرفت
ولہ — اے گلبن تازہ خار جہ رست — از گل در پائے باغبان برفت
ولہ — کس واقف حیرانی من نیست دریں بزم — کانجا کہ توئی دیدہ بغیر سے نگران نیست
ولہ — تو بیزبانی ما را حریف حرف نہ — بداد ما برسی شوخ تازبانی ہست

چرا ننالد بلبل که بیوفائی دهر	وله	امان نداد که گل خنده را تمام کند
مقبول روزگار نگشتیم و ایمنیم	وله	ما را که بر نداشت چسان بر زمین زند
هر گه که سنگ حادثه از آسمان رسد	وله	اول بلا بمرغ بلند آشیان رسد
آخر همه کدورت گلچین و باغبان		گردد بدل بصلح چو فصل خزان رسد
هواداران گروه دیگر اند و عاشقان دیگر	وله	نگیرد جای بلبل گل اگر صد باغبان دارد
ز رشک طالع تر دامنان داغم درین گلشن		که شبنم بستر از گل بلبل از خار آشیان دارد
چه خواری کز وفاداری ندیدم	وله	کنم صد شکر کز عالم برافتاد
کلیم از دست بیداد که نالم		بکشت من گذار لشکر افتاد
کینه ایکاش باعث میشدی بر قتل ما	وله	خون ناحق گشته زود از یاد قاتل میرود
اگر جدا ز تو می را حلال میدانم	وله	خدا به تیغ تو خون مرا حرام کند
در بدر نتوان بدنبال خریداران دوید	وله	خوب شد اسباب ما را یکقلم سیلاب برد
اطفل بوده ایم و شب جمعه دیده ایم	وله	هرگز بصبح شنبه مستان نمیرسد
با این دو دیده ز حسنت چه میتوان دید	وله	هزار دیده نداریم صد هزار افسوس
اگر چه از مژه روبیم غبار رهگذارش	وله	بچشم من نرسد توتیای خاک درش
بخانه چند نشینی سری ببستان کش	وله	چو چشم خویش می باده در گلستان کش
خنده بر بخت زنم یا بوفاداری دوست	وله	گریه بر خویش کنم یا بگرفتاری دل
شوقم از بسکه ساخته امیدوار تو	وله	بی وعده انتظار بهر رهگذر کشم
این همسفران پشت بمقصود روانند	وله	شاید که بانم قدمی پیشتر افتم
خودنمائی شیوه من نیست چون دیوار باغ	وله	گل بدامن دارم اما خار بر سر میزنم

روز عیدم شیوهٔ من غم ز خاطر بردن است　وله　تازه سازد داغ مردم چون محرم بیستم
اے گوشۂ عزلت ز تو آب رخم افزود　وله　نشناسم اگر قدر ترا در بدر افتم
قمری ریخته بالم به پناه که روم　وله　تا بکی سرکشی اے سرو خرامان از من
ز شوق شاهد معنی همیشه همچو دوات　وله　براه عالم بالاست چشم حیرت من
با نیم کهنه دلقی دگیر از دو عالم　وله　سر چون جرس کشیده در جیب پاره پاره
معشوق خورد سال در آید بقید ضبط　وله　سروے که قد کشید ز بستان برآمده
خدا کار هر کس چنان ساخته　وله　که گوئی بغیرے نپرداخته
بناله‌ام دل صد مرغ می‌کشید اینجا　وله　مرا بروئے چه از دام خود رها کردی
ز گوشش این نکته پیر مغان برون نخواهد شد　وله　که مستی خاکساری دارد و پرهیز مغروری

من غزلیاته

گیرد که گفت از زبان طلب ما　ول　قفلی ز بند اندیشهٔ خواهش بلب ما
ما خانه ز برق نفس افروختگانیم　در بزم نکند ظلمت مهتاب شب ما
آن زهر سرشتیم که در میکده کام　می تلخ نگردد مگر از یاد لب ما
سیمای اصالت بود از ناصیه ظاهر　از جبههٔ ما پرس حدیث نسب ما
طالب نفسی تازه کن انگاه بآهنگ　بیتی دو بخوان زین غزل منتخب ما
بتن بو یا کند گلهائے تصویر نهالی را　وله　بیا بیدار سازد خفتگان نقش قالی را
من و اندیشهٔ بوس و کنار او محالست این　مگر بینم بخواب این آرزوهائے خیالی را
ترا باید ز خویش آموختن علمی که داری　چه حاجت با معلم صاحب ادراک عالی را
هنوز از رگ شعور می‌رمی ساقی ز من بگذر　بچشم مست خود تکلیف ده این جام خالی را

گہے ابر تر و گاہے ترشح کو نہ کہ باران | بیا در چشم من بنگر ہوائے برشکالی را

ولہ

جز حرف عشق نیست سر بیان ما | چون شمع یک سخن گذرد بر زبان ما

از بار عشق گرچہ دوتا ایم یک دلیم | از راستی دو خانہ ندارد کمان ما

ولہ

پیری رسید و مستی طبع جوان گذشت | ضعف تن از تحمل رطل گران گذشت

وضع زمانہ قابل دیدن دوبارہ نیست | او پس نگرد ہر کہ ازین خاکدان گذشت

از دست برد حسن تو بر شکر بہار | یک نیزہ خون گل از سر ارغوان گذشت

در راہ عشق گریہ متاع اثر نداشت | صد بار از کنار من این کاروان گذشت

طبعی بہم رسان کہ بسازی بعالمی | یا ہمتی کہ از سر عالم توان گذشت

در کیش ما تجرد عنقا تمام نیست | در فکر نام ماند اگر از نشان گذشت

بدنامی حیات دو روزی نبود بیش | آن ہم کلیم با تو بگویم چسان گذشت

بے دیدہ راہ اگر نتوان رفت پس چرا | چشم از جہان چو بستی ازو میتوان گذشت

کاظم - صوفی شاہ

کاظم تخلص - صوفی شاہ نام - آپکا مسقط الراس شہر اورنگ آباد ہے آپ مشاہیر مشائخ دکن کے خاندان سے ہیں صوفی مشرب صلح کل مذہب تھے - گوشہ نشین صابر و قانع تھے - اہل شہر آپکی تعظیم و تکریم کرتے تھے - آپ سخن فہم و سخندان تھے کبھی کبھی موزون فرماتے تھے آپکا کلام شور انگیز و عشق آمیز ہوتا ہے - آپ بارہوین صدی کے آخر تک زندہ تھے - رحلت کی تاریخ معلوم نہین ہوی - **من اشعارہ الفارسی**

بود ز داغ جنون زیب بہار مرا | خاست شعلہ سر انگشت ہائے خار مرا

ز جیب خندهٔ گل صبح سر برون آورد　　فرو گشود که بند قبای یار مرا
دل خراب مرا حرف غم کشد سوی می　　هوای ابر فزون میکند خمار مرا
بنای حیرت عشقم صفا سرشت من است　　بآب آئینه کردند گل غبار مرا
شدم نزار ز داغ فسردگی کاظلم　　ز پنبه بستر و بالین بود شرار مرا

وله

سوی آئینه آن شیرین تکلم رو اگر آرد　　چو طوطی بال افشاند خطش بر قند گویائی

وله

تبسم می کند از جوش جمعیت درین گلشن　　برنگ غنچه هر کس را گره یکمشت زر دارد
دل خورم کجا در ناله آواز حزین دارد　　شکستی شیشهٔ تصویر کی اندر کمین دارد
چه عیش از جلوه مهر جهان تاب بردارم　　چو شبنم جلوه تن اندر رنگ یک چشم تر دارم
دولت بیدار ما را نیست آسیب زوال　　بخت ما در سایهٔ بال هما خوابیده است
می چکد از ناله ام خون تبسم غنچه وار　　از نمکدان که یارب زخم دل خندیده است
شاهد معنی سر بسته بهر تنگ آمد　　لذت بوسه دهد مهر خموشی ما را
اکنون نمیدهد برخ ساده روی خوش　　آئینه را نمود خطت تیره روزگار

گرامی ۔ میر عبد الرحمن

گرامی تخلص ۔ میر عبد الرحمن نام وزارت خان خطاب ہے ۔ آپ میرک معین الدین احمد المخاطب امانت خان کے فرزند ہین عالمگیری عہد مین ہمیشہ خدمات بادشاہی مین سرگرم رہتے تھے ۔ عالمگیری عہد مین مختلف خدمات پر مامور رہے ۔ خدمات مفوضہ کا انتظام عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے بادشاہ آپکی خدمت و کارگذاری سے بہت خوش ہوتا تہا ۔ آپکو وزارت خان خطاب سے سرفراز فرمایا تہا ۔ بہارستان سخن کے مولف نے

لکھا کہ گرامی میرے جد میر کاظم خان کے برادر ہین۔ عالی ہمت بلند حوصلہ تھے۔ خوش خلقی و خوش وضعی سے موصوف۔ غربا پروری و مہمان نوازی مین معروف تھے۔ سخن سنجی و سخن فہمی مین کامل۔ تحریر و تقریر مین منشی فاضل تھے۔ طبع سنجیدہ و فکر پسندیدہ سے ہمیشہ اشعار تازہ و پاکیزہ موزون فرماتے تھے۔ آپکی طبیعت مین مضامین دلنشین کی آمد تھی بدون غور و فکر جو کہتے تھے خوب مرغوب ہوتا تھا۔ معاصرین شعرا آپکے کلام کو مانتے تھے اور آپکی نازک خیالی کی داد دیتے تھے۔ آپ اپنے امثال اقران مین بے مثل و بے نظیر مانے جاتے تھے۔ آخر آپ عارضہ فالج مین مبتلا ہوکے سنہ ۱۲۴ ہجری مین شاہ عالم بہادر شاہ کے آخر عہد مین بہشت برین روانہ ہوئے

من اشعارہ الفارسی

تا قافلہ سالار جنون فال سفر زد دیوانۂ ما دامن صحرا بکمر زد

(وله) بر صبح بناگوش بتان تا نظر افتاد آئینہ خورشید ز چشم سحر افتاد

شد فصل گل و دامن ساقی نگرفتم ہنگامۂ مستی بہار دگر افتاد

یک صبحدم بسیر گلستان گذشتہ شبنم ہنوز بر رخ گل آب میزند

خود را بردم آن تیغ جوہر دار خواہم زد برائے دادن جان دست و پا بسیار خواہم زد

صورت یار کہ کشد نقاشش نقش زلفش بہ پیچ و تاب کشند

چشم بر قدح و جور مینا کردم فصل گل آمد و من توبہ بیجا کردم

با رفیقان ز خود رفتہ سفر دست نداد سیر صحرائے جنون حیف کہ تنہا کردم

چون ابر ہر کجا کہ رسیدم گریستم دامن بروئے خویش کشیدم گریستم

بر عکس بود خاصیت زعفران عشق تا رنگ خود در آئینہ دیدم گریستم

گوہر - محمد باقر خان

گوہر تخلص - محمد باقر خان نام - گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپ بزرگان ملیس واکابر قوم نواعط سے ہیں - نواب والاجاہ کے دربار مین معزز و مکرم تھے - آپنے ایکروز ایک قصیدہ میمیہ نواب کی مدح مین لکھکے حضور والاجاہ مین پیش کیا - قصیدہ مین ایک بیت ایسی تھی کہ اُس سے ایک موضع التمغا کی طلب معلوم ہوتی تھی وہ بیت یہہ ہے

توان چون سر وگشتن کامیاب وضع آزادی ۔ دیدگر بیرلب جو موضعی در وجہ تمغا یم

نواب نے قصیدہ سُننے کے بعد کریمانہ عنایت و مرحمت سے ایک موضع عطا فرمایا - چنانچہ الی یومنا ہذا موضع مذکور انکی اولاد و آل پر جاری و بحال ہے - حیدر علیخان کے ہنگامہ مین تعلقہ نیلور کی فوجداری پر مامور تھے ایک سال تک فوجداری کا انتظام عمدہ طرح سے کیا - پھر وہان سے معزول ہو کے حضور مین پہنچے - چند ماہ کے بعد سنہ ۱۲ ہجری کے آخر مین فوت ہوئے - مسجد آقا مقیم واقع میلاپور مین مدفون ہوئے - آپ فن شاعری مین بے نظیر تھے - آپکا کلام نہایت ہی رنگین و شیرین ہوتا ہے - نازک خیالی و شیرین مقالی مین سنجیدہ - آپ مضامین تازہ کے ایجاد و تلاش مین موجد تھے - من اشعارہ الفائقہ

سرکشید تار نگہ از ریشہ ورگہای من ۔ کرد نیرنگی حسنش جلوہ بینا ترا

مکن زگوشہ دستار زلف را بیرون ۔ زعطر فتنہ پریشان مکن دماغ مرا

با بریشہ دوانید سیل زاری ما ۔ نسب بہ برق رسانید بیقراری ما

چہ ریزہائے زمرد زدیدہ می بارد ۔ کہ شیشہ دلم آنشوخ سنگ شکست

زوستگیریت اے مرآہ خورسند ہم ۔ کہ ناتوانی من منت عطا نکشید

سخاوت پیشہ ہنگام عطا منت نہد ہیچ | ولہ | ز خجلت شیشہ آری پیش ساغر نگون آید
ہمیشہ زخم دلم لب بخندہ وا دارد | ولہ | کہ ناوک تو بدل الفت رسا دارد
چہ طرفہ رسم در اقلیم بے نیازی ہاست | | کہ شاہ پرور درویش التجا دارد
نمیتوان رفت بقربان کمانداری او | ولہ | تیر او شیوۂ دلجوئی ما میداند
بچاک سینہ من لعل یار میخندد | ولہ | فغان کہ بر گل زخمم بہار میخندد
میان تابست آن شیرین ادا در خواہش قتلم | ولہ | بذوق تیغ او چون نیشکر من ہم کمر بندم
چہ را زاہد کند منسوب آزادہ دانائی | ولہ | عجب ترسا قیم خورشید و دامان ترسی ارم
بہار آمد بگلشن بزم عشرت تاک میخواہم | ولہ | عروس نو زعالی رودمان تاک میخواہم
آوارہ عروج و نزولم براہ دوست | | چون گرد پا سر بہوا سینہ بر زمین

گل مولانا علی گل استرآبادی

گل تخلص ۔ مولانا علی گل نام ۔ سادات استرآباد سے ہیں نشو و نما کے بعد وطن مالوفہ میں علما و فضلا سے کتب درسیہ عربیہ تحصیل کیں ۔ علم و فضل سے آراستہ علوم حکمیہ و نقلیہ سے پیراستہ ہوئے ۔ مدت تک ایران میں طلبہ کو درس تدریس دیتے ہے ۔ آپ شعر و شاعری میں بھی استاد کامل تھے ۔ آپکا کلام نازک خیالی و شیرین مقالی میں ڈوبا ہوا ہوتا ہے فصاحت و بلاغت میں تلا ہوا ۔ آپ ایران سے قطب شاہ پنجم کے زمانہ میں میر مومن استرآبادی کی خدمت میں حیدرآباد دکن میں وارد ہوئے ۔ میر موصوف نے ہم وطنی کے لحاظ سے آپکی بڑی عزت و آبرو کی ۔ اور بادشاہی منصبداروں میں معزز عہدے پر ملازم کرایا آپ دکن میں مدت تک خوشحال و فارغبال رہے آخر میر موصوف کے انتقال کے بعد

سنہ ۱۱۳۳ ہجری مین فوت ہوئے میر کے دائرہ مین مدفون ہوئے ہین اشعار ۵ ار فارسی

اے شوخ ستم بر دل افگار بدست	آزار دل سوختہ زار بدست

گلشن ۔ شیخ سعد اللہ برہانپوری

گلشن تخلص ۔ شیخ سعد اللہ نام ۔ برہانپوری المولد گجراتی الاصل ہے نتایج الافکار کے مولف قدرت اللہ خان قدرت نے اپنے تذکرہ مین لکہا کہ آپکی نسب کا سلسلہ زبیر بن العوام صحابی رض سے پہنچتا ہے ۔ آپکے اجداد مین اسلام خان احمد آباد گجرات مین وزارت کی خدمت پر مامور تہا جب احمد آباد گجرات پر اکبر بادشاہ متصرف ہوا ۔ اور گجراتی سلاطین کی سلطنت منقرض ہوئی ۔ آپکے اجداد مین سے ایک بزرگ برہانپور مین آئے اور وہان سکونت پذیر ہوئے ۔ آپکی ولادت شہر مذکور مین واقع ہوئی ۔ نشو و نما و سن شعور کے بعد وہان کے علما سے کتب درسیہ عربی و فارسی تمام کرکے عالم شباب مین حرمین شریفین کی زیارت و حج کے لئے پیادہ پا گئے ۔ زیارت و حج سے فارغ ہوکے ہند مین مراجعت کی بائیس برس تک احمد آباد گجرات و اورنگ آباد دکن و برہانپور خاندیس وغیرہ بلاد دکن مین سیاحت کرتے رہے ۔ پہر چالیس یا پینتالیس برس کی عمر مین دکن سے براہ وطن مالوفہ دلی گئے وہان متوطن ہوگئے ۔ توکل و قناعت کے طریقہ مین ثابت قدم و راسخ دم تہے ۔ قدسی سیرت فرشتہ صورت ۔ متدین صوم صلوٰۃ کے پابند ۔ دلی مین حضرت شاہ گل متخلص بوحدت سرہندی مجددی کے مرید اور میرزا عبد القادر بیدل کے شاگرد ہوئے ۔ شیخ سے منقول ہے کہ وہ نقل کرتے تہے کہ مجکو میرزا بیدل نے گلشن تخلص عطا کیا ۔ اور مین نے اس لحاظ سے کہ گل و گلشن مین باہم نسبت و تعلق ہے اختیار کیا ۔ شاید میرزا نے دو تین مقام مین

میرے اشعار مین تغیر و تبدیل کی ہو ۔ انتہی نقلہ ۔

آپ عالم فاضل و منشی کامل تہے نثر و نظم پر قادر ۔ آپکی نثر رنگین اور نظم دلنشین ہوتی تہی موسیقی ہندی مین اسقدر ماہر تہے کہ آپکو امیر خسرو ثانی کہتے تہے ۔ خوشگو نے اپنے تذکرہ مین بیان کیا کہ آپکا مزاج وارستہ و بے تکلف تہا ایکروز آپ کسی امیر کے دولتخانہ پر گئے امیر موصوف کتب لغات کا شائق تہا کسی غریب کی سفارش کیلئے گئے تہے ۔ امیر کی ڈیوڑہی کے اندر کفش پانون سے نکال کے رومال مین لپیٹ کے بغل مین لئے ہوے مسند پر بیٹہے ۔ آخر بغل کے بستہ کو بہی نکال کے تکیہ کے قریب رکہا امیر شائق کتب نے پوچہا حضرت کیا یہہ کشف اللغات ہے آپنے فرمایا نہین کفش اللغات ہے اور کہولکے اسکا شہر کہلا دیا تمام اہل مجلس آپکی بے تکلفی و حسن کلامی سے حیران ہوئے انتہی کلامہ

شاعر پر گو تہا اشعار غزلیات و قصائد و مثنویات و رباعیات تخمیناً ایک لاکہہ بیس ہزار تہے ۔ اکثر اوقات شعر گوئی مین مصروف رہتے تہے ۔ کثرت اشعار کا بہی یہی اندازہ ہے ۔ اور ریختہ مین بہی آپ اچہے شاعر تہے ۔ ہمکو آپکے اردو اشعار نہین ملے ۔ آخر آپ چہیاسٹھ برس کی عمر مین مرض اسہال سے اکیس روز بیمار رہکے روز یکشنبہ کو بیس تاریخ جمادی الاول سنہ ١١٣٠ ہجری اور بعض نے سنہ ١١٤١ ہجری مین شہر دلی مین فوت ہوئے ۔ خوشگو صاحب تذکرہ نے آپکی رحلت کی تاریخ کہی ہے ع جائے گلشن بہ بہشت آمدی ۔

گنا بیگم المعروف بہو بیگم

گنا بیگم تخلص و نام ہے ۔ علی قلیخان والہ داغستانی کی دختر نیک اختر ہے ۔ نواب اعتماد الدولہ غازی الدینخان بہادر نبیرہ آصفجاہ کی حرم محترم ۔ نہایت حسین و جمیلہ تہی

غایت نزاکت و لطافت سے بنوسیری مشہور تھی۔ یعنی اُسکا جسم لطیف وزن مین نوسیر
تھا عظمت و شان و لیاقت و وقار مین ہم سنگ کوہ تھی۔ خوش مقال و نازک خیال تھی
گلستان خوش بیانی کی گل رعنا چمنستان خوبی کی سرو بالا تھی۔ شعرائے معاصر کے ساتھہ
ہم طرح غزلین کہتی تھی۔

من اشعارہ الفارسی

تا کشیدی از نزاکت سرمۂ دنبالہ را
شد عصائے آہوی چشم بیمار ترا

جگر پر سوز و دل پر خون گریبان چاک جان بر لب
قضا را شرم می آید زسامانیکہ من دارم

کہن۔ میر بدر الدین ✤

کہن تخلص۔ میر بدر الدین نام آپ شاہ عبد الہادی کے خلف الصدق اورنگ آبادی الوطن
ہین۔ غلام قادر سامی اورنگ آبادی کے شاگرد۔ فارسی عربی مین مستعد طالب العلم تھے
شعر گوئی کا دلمین شوق پیدا ہوا۔ ہندی و فارسی مین شعر کہنے لگے۔ شاہ سامی شاہ سے
کلام کی اصلاح لیتے تھے۔ معدن طبیعت سے مضامین رنگین کے جواہر گنجینۂ خیال سے معانی
دلنشین کے لالی بے بہا ایجاد کرتے تھے۔ دوہے اور کبت بھی موزون فرماتے تھے بھاکا
زبان سے خوب واقف تھے۔ خوش مزاج و شگفتہ جبین تھے آخر آپ سنہ ۱۲۰۳ ہجری مین فوت ہوے

من اشعارہ الھندی

ارے اے باغبان بلبل کبھی لیتے پہ دل مت کہہ
کہ وہ خود عشق گل مین خون دلسے ہات دہوتا ہے

سجا ہے سبز بختو سرخ رو ہوی جو گل ہندی
نہال اُسکا صنم کے پاؤن پر سر رکھے سوتا ہے

کہون گر جوہری مین اپنے دلکو تو عجب نہین ہے
پلک کے تار مین آنسو کے موتی کو پروتا ہے

جہان فانی ہے یاد حق ستی ہشیار رہ دائم
کہن تو عمر کو اپنے عبث غفلت مین کہوتا ہے

حرف لام

لطف ۔ مرزا علی خان دہلوی

لطف تخلص ۔ مرزا علیخان نام ۔ آپ استرآبادی الاصل ہین آپ کے بزرگان سلف وطن سے ہند مین آئے اور شہر دہلی مین متوطن ہوئے آپکی ولادت دلّی مین ہوئی اور نشو و نما بھی دلّی ہی مین ہوا ۔ عالم شباب مین علما کی خدمت مین کتب درسیہ علوم متداولہ سے فراغت حاصل کی علامۂ دہر و فہامۂ عصر ہوئے ۔ شعر و شاعری کا شوق ہوا فارسی و اردو مین کلام موزون کرنے لگے رفتہ رفتہ استادی کے درجہ کو پہنچے ۔ کلام شستہ و پختہ ہے ہر ایک مصرعہ و فقرہ برجستہ و شایستہ ہے آپ میر تقی میر کے شاگرد تھے ۔ آپ کا ہر ایک شعر شیرینی مین شکر پارہ رنگینی مین گل تازہ ہے آپکی طبیعت نہایت لطیف تھی دماغ مین نازک خیالی موجزن تھی ۔ طبیعت رسا و فکر والا سے جو کچھہ موزون فرماتے تھے وہ سنجیدہ و پسندیدہ ہوتا تھا ۔ آپ دلّی سے بنگالہ گئے چند مدت وہان گذارے پھر بندگانعالی آصفجاہ ثانی کے زمانہ مین حیدرآباد دکن مین آئے ۔ شہر مین آپکی شہرت ہوئی اُسوقت کے شعرا مثلاً شیر محمد خان ایمان آپسے ملنے کو آئے آپ نہایت خوش اخلاقی سے ملے اور اپنا کلام سنایا سب خوش ہوئے آپنے قصائد بندگانعالی کی مدح اور اعظم الامرا کی توصیف مین لکھے اور حضور مین گذرانے ۔ حضور مین پسند ہوئے بندگانعالی نے نہایت قدردانی سے چارسو روپیہ ماہوار اور ایک پالکی سے سرفراز فرمایا ۔ اعظم الامرا نے بھی آپکی بڑی تعظیم و توقیر کی آپکو مصاحبون مین شریک فرمایا ۔ جب اعظم الامرا کے بعد میر عالم وزیر ہوئے تو اُنکو بھی اپنے کلام جادو بیان سے مسخر کیا ۔ میر عالم نے بھی آپکو مصاحبت مین رکھا ۔ آپ خوش اخلاق

و پسندیدہ شمائل و حمیدہ خصائل تھے سلیم الطبع و حلیم المزاج ظریف و لطیف تھے۔ بذلہ سنجی و لطیفہ گوئی مین بے نظیر تھے محفل کی زیب و زینت۔ یاران ہم مشرب کو آپکی صحبت مین لطف و مزہ آتا تھا۔ آخر آپ ۱۲۳۹ سنہ ہجری مین عالم اخروی کے مسافر ہوئے۔ آپکے دو بھائی ایک مرزا علی رضا دوسرا حاجی مرزا جان تھے و دونون شہر مین سوزخوانی کرتے تھے۔ ایک بمرض موت فوت ہوا دوسرے کو چورون نے شہید کیا۔ صاحب گلشن بیخار نے لکھا کہ آپ نے ایک تذکرہ اردو مین شعرا و ریختہ گویونکا لکھا ہے تذکرہ نادرالوجود ہے فقیر مولف کو دستیاب نہین ہوا۔ من اشعارہ الھندی

آپ تو بات مین بگڑتے ہین — واہ کیا منہ سے پھول جھڑتے ہین
ادمیان تیغ ڈالے اور یک زخم — کب سے ہم ایڑیان رگڑتے ہین
طرفہ یہان دیکھے رسم صیادی — مرغ بسمل کے پر جکڑتے ہین
ہمنشین زخم دل کے پھٹا نکے — آج تو خود بخود ادھڑتے ہین
لطف تو اور آستان علی — جہان ملایک جبین رگڑتے ہین

ولہ
ہوگئی زنجیر پا اپنی یہ زلف پرشکن — ورنہ دل تجھی کو دیتا کیا کوئی دیوانہ تھا

ولہ
ہے کون سبزہ رنگ خرامان کہ رشک سے — جون شمع سبز جلتا ہے ہر سرو باغ کا
ساقی لگا دی خم مرے منہ سے کہ بار بار — احسان کون کھینچے سبو اور ایاغ کا

ولہ
غرباو سا نہ رنگ نہ مضمون سا حال ہے — کس منہ سے اسے بھیجئے پیغام محبت

ولہ
ہوتے ہین بعد قتل طلبگار حق سعی — ہاتھ بتان مین دیکھی نئی خون بہا کی طرح
کیا کم ہے سلطنت سے سگ کوئے یار گر — قانع ہو استخوان پہ ہما ہے ہما کی طرح
خوبی کا تیرے بسکہ اک عالم گواہ ہے — اپنے بغیر دیکھے ہے حالت تباہ ہے

لاله سرو سنجی رائے اورنگ آبادی

لاله تخلص - سرو سنجی رائے نام - قوم کہتری سے تہا سرکاری کچہری مین متصدی تہا فارسی مین مستعد و لائق تہا حساب سیاق مین خوب مہارت رکہتا تہا - موزون الطبع تہا فارسی اور اردو مین شعر کہتا تہا خوش فکر و خوش خیال تہا شفیق اورنگ آبادی کے دوستون مین سے تہا سنہ ١١٩٠ ہجری مین زندہ تہا - آخر سنہ ١٢٠٠ ہجری کے ابتدا مین فوت ہوا -

من اشعاره الهندی

لالہ کے داغ دل کی سیاہی کو جوش دے	قہوہ پیو پیا کہ نین مین خمار ہے
اگر تک ناز سے ابرو چڑہا چین جبین کہینچے	سپہ تو جیون کمان گوشہ مین جاکر خط کتین کہینچے

لچہمی نراین شفیق نے اس بیت کے ثانی مصرع کو اسطرح درست کیا ہے - نہایت ہی برجستہ مصرع ہے ~ سپہ تو تیغ مغرب سان دم اپنا واپسین کہینچے -

لائق سید گل حسین دولت آبادی

لائق تخلص - سید گل حسین نام دولت آبادی المولد والمنشا ہین سخن سنجی و شعر گوئی مین لائق و فائق تہا - میر عبدالقادر مہربان کے دوستون مین سے تہا - آزاد بلگرامی سے تلمذ رکہتا تہا سنہ ١٢٠١ ہجری مین اس دار ناپائدار سے عالم بقا کی طرف رحلت کی - اسکے اشعار سے صرف ہمکو ایک بیت تذکرہ بہار و خزان سے ملی وھو ھذہ

دل از خود میرود بے اختیار از دیدن نازش	نمیدانم چہ افسون کرد چشم سحر پردازش

لطف - میر لطف علیخان

لطف تخلص - میر لطف علیخان نام بہار و خزان کے مولف نے لکہا کہ آپ سید سعد اللہ ہمشیرہ زادہ سید شہاب الدین مرید و جانشین سید شاہ نور محمد جموی کے پوتے ہیں - اور درویش محمد خان صوبہ دار کے نواسہ ہیں - آپ عربی فارسی میں ذی استعداد طالب العلم تھے - شعر گوئی سے نہایت دلچسپی رکھتے تھے - آپکا کلام پختہ و پسندیدہ ہوتا ہے - فکر رسا و ذہن صفا سے جو کچھ موزون فرماتے ہیں خوب مرغوب ہوتا ہے - آپکی رحلت سنہ ۱۲[illegible] ہجری کے آخر میں ہوئی -

من اشعاره الفارسی

حاجت بفیض شعلہ ندارد چراغ ما — روشن چو لالہ ز آتش خویش است داغ ما
از فیض عشق منت صہبا نمی کشم — پر میشود بگردش چشمی ایاغ ما

ولہ
ہوشم از سر می برد آه رسای عندلیب — موج می باشد نہان در نالہای عندلیب

ولہ
ننمود تاب جلوه آئینہ را — دل درین باب جرأتی دارد

ولہ
در رہ ہجرت زبس ضعیفم کرد — آه صد جا نشستہ می آید

ولہ
دوش از ساغر نگاه کسی — ساغری کشیده ام کہ مپرس
زیر بار گران سنگ جنون — آشتی آرمیده ام کہ مپرس

ولہ
شگفتہ گردد چنان بگلشن — گل بہار از فغان نرگس
بجلوه حسن خوش نگاہان — شکست خورد اعتبار نرگس
در محفلی کہ جلوه نماید کرشمہ — پروانہ رخ تو بود صد ہزار شمع
در وادی الفت بقدم ره نتوان برد — رفتن اگر از خویش بود در سفر عشق

لذتی - افضل خان

لذتی تخلص - افضل خان نام - تذکرہ گلزار اعظم کے مولف نے لکہا کہ آپ اہالی دہلی سے ہیں

نواب سعادت اللہ خان کے معاصر بحسب اتفاق دہلی سے مدراس مین وارد ہوئے اور یہان سکونت اختیار کی۔ صرف ہمکو آپکا احوال اسی قدر معلوم ہوا اسی پر اکتفا کیا گیا انتہی کلامہ رائق نے گلدستۂ شعرا مین لکہا کہ مثنوی چندر بدن مہیار آپکی تالیف سے ہے مثنوی نہایت ہی لطیف و پختہ مضامین ہے۔ انتہی کلامہ۔ مثنوی کے اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نہایت ہی فصیح البیان تھے۔ آپ بارہوین صدی کے آخر مین زندہ تھے۔ کسی مولف تذکرہ نے آپکے رحلت کی تاریخ نہین لکہی۔ من اشعارہ الفارسی

صبح بہار و غنچہ و گل فرش راہ اوست
نسرین و لالہ خار و خس جلوہ گاہ اوست

شب کہ آہ ہم علم شعلہ چہ برپا میکرد
برق پر میزد و از دور تماشا میکرد

سینہ چسپی کہ بسمل وار سیر قصد شمشیرش
ہوا ر سر ہمہ دان سازد علمہائے تکبیرش

لائق۔ حکیم غلام دستگیر خان

لائق تخلص۔ غلام دستگیر خان نام۔ آپ غلام امام عطا ملقب بہ عنایات کے فرزند اور حکیم باقر حسین خان رائق کے خواہرزادے ہین آپکی ولادت ۱۲۳۴ سنہ ہجری مین مدراس مین واقع ہوئی۔ سن شعور کے بعد کتب درسیۂ فارسی مولوی واقف و حاجی زین العابدین سے تحصیل کین۔ تحصیل کے بعد شعر و شاعری کا شوق دلمین پیدا ہوا۔ مولوی ناقم و واقف و محمد حسین رفعت شیرازی سے مشق سخن کرنے لگا۔ رفتہ رفتہ شاعری کے درجہ کو پہنچا۔ کلام پختہ و برجستہ موزون کرنے لگا۔ اور کتب عربیہ بقدر ضرورت علمائے مدراس مثلاً قاضی الملک بہادر و مدار الامرا بہادر و مولوی یوسف علی صاحب کی خدمت مین ختم کین اور علم طب مین حکیم حسن اللہ خان و مولوی مہتمم الدولہ بہادر مہتمم مجلس اطبا سے سند لیا۔ فی

حاصل کی۔ سند حاصل ہونے کے بعد سرکاری اطبا کے زمرہ مین منسلک ہوا۔ اکثر اوقات مریضون کے معالجہ و کتب طبیہ کے تدریس مین مصروف رہتا تہا حکمت و طب و شاعری سے دلچسپی رکہتا تہا۔ صاحب تالیف و تصنیف تہا۔ ایک تذکرہ شعرا مسمی معاصر الشعرا نہایت مختصر لکہا۔ فقیر مولف کو آپکی رحلت کی تاریخ دستیاب نہین ہوی من اشعار الفارسی

نہان از بد سے شاید سر شبخون من دارد ولہ کہ از رنگ مستی بی ہے دگر پاشد لبانت را
ہرگز ز دم سرد کسے کشتہ نگردد ولہ در پردہ بسوز ز ہم چراغ دل ما را
شود گنج قناعت حاصل اندر ترک مطلبہا ولہ کہ آب گوہر عزت بود در بستن لبہا
تا ثبات دہر را دیدم بسان نقش آب ولہ می نماید پیش چشمم اوج دولت چون حباب
ساقی مرا نہ پیر خرد کار و بار نیست ولہ جز دخت رز بخلوت من سازوار نیست
لائق ز فیض عشق بت سنگدل مرا — دیوانہ وار جائے خوش از کوہسار نیست
لائق حسن خداداد تو اسے حور سرشت ولہ دیدۂ حور ز تماشائے جہان فرست
سنبل آسا ز پریشان خود دربند است ولہ نیست دل بستہ زلفت بزندان محتاج
طرۂ زلفش بعارض تا بہ پیچ و تاب شد ولہ زہرہ ام از ہیبت این مار بر گنج آب شد
زبانہ زد بہ تنم یاد آتشین رخسار ولہ تنم شرار ریز و برنگ چوب چنار
کار و بار دولت دنیا بود در پنجروز — زندگی را کن بانگشتان دست خود شمار
شد ہوا دار من خاکنشین چشم پر آب — چون بدل جذبہ عشق تو فرستاد آتش
لائق افتد لخت دل ہمراہ اشکم بر زمین — ہمچو آن طفلے کہ در بازیست با ہمسالۂ

حرف میم

محتشم میر عظمت اللہ احمد آبادی

محشر تخلص - میر عظمت اللہ نام - بہار و خزان کے مولف نے لکہا کہ سید مزاج آزادانہ سید غلام نور محمد اورنگ آبادی کے مدرسہ مین طالب علمانہ رہتا تہا۔ ذہنی استعداد و چالاک طبع تہا۔ شعر گوئی سے طبیعت مناسب تہی۔ مولوی صاحب بلیغ سے کلام کی اصلاح لیتا تہا آپکا کلام ملاحت و فصاحت سے خالی نہین ہے۔ شائقین کلام آپکے اشعار موزون سے لطف و مزہ پاتے ہین من اشعارہ الفارسی

دلم از داغ بستانے ست گویا	گریبانم خیابانے ست گویا

مفتون - میر محمد شریف اورنگ آبادی

مفتون تخلص - میر محمد شریف نام - آپ میر بلیغ کے تلامذہ سے ہین فارسی و ریختہ دونون زبان مین کلام موزون فرماتے ہین۔ بہ نسبت فارسی شعر ریختہ مین خوب چست و چالاک ہین۔ مضامین تازہ تازہ ایجاد کرتے ہین۔ نازک خیال و شیرین مقال ہین۔ کسی تذکرہ نویس نے آپکی ولادت و وفات کی تاریخ نہین لکہی۔ بہار و خزان کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ۱۱۷۵ہجری مین زندہ تہے۔ من اشعارہ الفارسی

شکست خورد ز دستم چو گل پیالۂ ما	بغیر بو نشد از می دگر حوالۂ ما
بشوخئ نرگس کہ یاد آمد	رم آہو است دل طپیدن ما
قطرۂ اشکم فتاد اندر کنار آستین	رشتۂ گوہر بود ہر تار تار آستین
نیست ما را با بتان شل حنا دست نگین	یکدستے داریم و آنہم تکمہ دار آستین

بی وجہ این مکیدن لبہائے شوخ نیست
از جام لعل خویش مے ناب میکشد

ملا مجلسی اصفہانی

ملا مجلسی تخلص نام ہے اصفہانی المولد والمنشا ہے۔ صاحب فضل و کمال تہا محتشم کاشی کا شاگرد ہے۔ سخن دان و سخن فہم تہا میدان شاعری مین خوب جولانی کرتا تہا۔ معاصرین شعرا سے بڑہا ہوا تہا۔ ظریف لطیع لطیفہ گو و بذلہ سنج تہا۔ عشق پرست و شیفتۂ حسن تہا ایک زمانہ مین مہ جبین پر آشفتہ ہوگیا تہا۔ بمقتضائے کشش قلبی معشوق کو دام محبت مین کہینچا۔ اور اُسکی تعلیم و تربیت مین مشغول ہوا۔ چند مدت کے بعد مع محبوب ہند مین وارد ہوا۔ ہند سے سیر کرتا ہوا حیدرآباد دکن مین پہنچا قطب شاہ کے دربار مین باریاب ہوکے منصب مناسب سے سرفراز ہوا تا مرگ دکن مین متوطن رہا آخر سنہ [illegible] ہجری کے شروع مین دار فانی سے بملک جاودانی رحلت کی انا للہ و انا الیہ راجعون۔ میر مومن کے دائرہ مین مدفون ہوا۔ صن ٢ اشعار ٢ الفارسی

در جہان ہر جا بلائے بود از ما در گذشت | غیر بخت تیرہ کو چون سایہ در دنبال ماست

معصوم۔ میر معصوم کاشانی

معصوم تخلص۔ میر معصوم نام۔ نتائج الافکار کے مولف نے لکہا کہ آپ مرزا رفیع الدین حیدر معمائی کے فرزند ہین آپکا مولد و منشا کاشان ہے۔ آپنے والد ماجد و دیگر علما سے تعلیم پائی۔ شعر و شاعری مین والد ماجد سے اصلاح سخن لیتے رہے خوش فکر و خوش طبع تہا۔ مضامین بلند و تلاش رجمند سے موصوف تہا مدت تک حسن خان شاملو حاکم ہرات کی خدمت مین رہا۔ عزت و آبرو سے بسر کیا۔ اوحی نظیری

شعرا سے جو حاکم ہرات کے مصاحب تھے خوب ربط پیدا کیا تھا۔ شاہجہانی عہد میں وارد ہند ہوا۔ چند مدت دکن میں بسر کرکے خان اعظم صوبہ دار بنگالہ کی خدمت میں پہنچا۔ خان اعظم کے سایہ عاطفت میں آرام سے زندگی بسر کرتا رہا۔ معصوم مرزا صائب و کلیم کے یاران صمیم سے تھا۔ آخر سنہ ۵۲ ہجری میں منزل آخرت کا راہی ہوا من اشعارہ

نوازش نجابت داری طوق من آئین است ای قمری
ببین شمر تو بیرحم است یا شمر من ای قمری

رباعی

ای خواجہ تو از عقل بمجنون نرسی
نمرود اگر شوی بگردون نرسی
زنہار مرو مرو بہ دنیا کہ اگر
صد سال فرو روی بقارون نرسی

وله

مرا گشایش خاطر نہ از گلستانست
کلید قفل دلم بره بیابانست

ای کہ ہمراہ موافق ز جہان می طلبی
آنقدر باش کہ عنقا ز سفر باز آید

خراب ہمت خویشم کہ صبح چون گردون
گر آفتاب بشستم فتاد و شام نماند

تمام تا صد چون برآمد قالب من تہی
مرغ روح من جواب نامہ دلدار بود

حرام باد بمعصوم ذوق عشق اگر
بغل گشادہ در آغوش نیشتر نرود

آن خال عنبرین کہ نگارم برو زدہ
دل می برد از آن کہ بوجہ نکو زدہ

کسیکہ گلشن کوی ترا وداع کند
اگر بنکہت گل برخورد صداع کند

معز - مرزا معز الدین اصفہانی

معز تخلص۔ مرزا معز الدین نام۔ آپکا وطن مالوف تبارزہ عباس آباد اصفہان ہے آپکے بزرگان سلف سلاطین صفویہ کے حضور میں خدمات جلیلہ عہدہائے عمدہ پر کمال عزت و آبرو سے زندگی بسر کرتے تھے۔ آپکے والد ماجد میرزا حسن جامع علوم معقول و منقول میں

فرید دہر تھے اور فضائل و کمالات مین وحید عصر تھے ۔ اور صاحب تالیف و تصنیف
تھے چند رسائل معقولات مین لکھے ہین اور مولانا روم قدس سرہ کی مشکلہ ابیات کی شرح
لکھی ہے ۔ میرزا معز صاحب ترجمہ کی عمر چھہ برس کی تھی کہ والد ماجد نے اس دنیا سے
بعالم بقا رحلت کی ۔ حسب وصیت والد ماجد سن شعور کو پہنچ کے میرزا ابو سعید اصفہانی
سے علوم عقلی و نقلی کو حاصل کیا اور آخوند شفیعائی سے تکمیل کی تحصیل و تکمیل کے
بعد ابراہیم شاہ برادر زادہ نادرشاہ کی خدمت مین ملازم ہوا ابراہیم شاہ کے مزاج پر
ایسا محیط ہوا کہ تمام مہمات سلطنت کا مختار کل ہوا ۔ ابراہیم شاہ کی سلطنت منقرض
ہونے کے بعد اصفہان سے شیراز اور شیراز سے بندر طاہرین آیا ۔ اور بندر سے جہاز پر
سوار ہوکے سنہ ۱۱۶۷ ہجری مین بندر تتہ مین پہنچا ۔ محمد مراد مخاطب بہ سربلند خان حاکم تتہ
کے اصرار سے چند مدت وہان سکونت پذیر رہا ۔ پھر وہان سے براہ خشکی بندر سورت
مین آیا ۔ اور سورت سے اورنگ آباد ۔ اور اورنگ آباد سے حیدرآباد مین وارد ہوا ۔ پھر چند روز
بسر کرکے نواب صمصام الملک شاہنواز خان شہید کے ہمراہ اورنگ آباد مین آیا مستغنیانہ
زندگی بسر کرتا تھا ۔ شہید موصوف آپکی خدمت کرتے تھے ہمدردی و مساعدت سے پیش
آتے تھے ۔ میرزا معز صاحب ترجمہ شہید کے حسن سلوک پر آشفتہ اور انکی صحبت رنگین پر
فریفتہ تھا ۔ تا زمانہ شہادت نواب کی صحبت سے جدا نہین ہوا ۔ نواب کی شہادت کے
بعد اورنگ آباد مین توکل و استغنا کی مسند پر متمکن رہا ۔ آخر ہفتم تاریخ شعبان روز پنجشنبہ
سنہ ۱۱۸۳ ہجری مین فوت ہوا ۔ سالار جنگ کے مقبرہ مین مدفون ہے ۔ من اشعارہ الفارسی

چشم از نسیم دارم شاید بروزگارے	آرد بدیدۂ من از کوئے او غبارے
در خیال تو چو از خواب گران برخیزم	ہمچو آئینہ سراپا نگران برخیزم

تا دم ز قرب بعد کہ تا قطرہ از محیط — دوری نکرد و باز نیامد گہر نشد

ولہ رباعی

یا راہ بکوئے وصل محبوبم دہ — یا بیزاری ز صورت خوبم دہ
یا این دل صبور از من بستان — یا در غم ہجر صبر ایوبم دہ

محفوظ - محمد محفوظ خان بہادر

محفوظ تخلص - محمد محفوظ خان نام - شہامت جنگ بہادر خطاب ہے آپ نواب شمس الدولہ انور الدینخان بہادر شہید کے فرزند دوم ہین - آپ صفات پسندیدہ سے موصوف اور مکارم اخلاق مین معروف تہے کتب درسیہ اساتذہ عصر سے ختم کین تہین - علوم عقلیہ و نقلیہ مین کامل استعداد رکہتے تہے - اکثر اوقات درس و تدریس مین مصروف رہتے تہے - متشرع و دیندار تہے ایک منٹ اتباع شریعت کے سوا نہین گزارتے تہے صراط مستقیم پر ثابت قدم و راسخ دم تہے - بمقتضائے ذہن رسا و طبع صفا سخن سنجی شعر گوئی سے دلچسپی رکہتے تہے فکر بلند وطبع ارجمند سے کلام پاکیزہ نظم کے سانچے مین ڈہالتے تہے آپکا کلام سنجیدہ و پسندیدہ ہوتا تہا شعرائے عصر کلام کی داد دیتے تہے - گلزار اعظم کے مولف نے لکہا کہ ایک وزارت اورنگ آباد مین نواب غفران مآب نظام الملک آصفجاہ بہادر مرحوم کے دربار مین اسیر کردگی سلطان العلما مولوی قمر الدین صاحب مرحوم علما و فضلا مجتمع تہے مسئلہ فقہیہ مین بحث و تکرار ہو رہی تہی لانسلم کا بازار گرم تہا و لم و لا کا دور چل رہا تہا مگر مسئلہ کا حل پورے طور سے کوئی نہین کر سکتا تہا محفوظ صاحب ترجمہ والد ماجد کے ہمراہ دربار مین حاضر تہا - علما کی تقریرین سن رہا تہا اسی اثنا مین صاحب ترجمہ کے والد بزرگوار نے جرأت کرکے آصفجاہ کے حضور مین عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو بندہ زادہ اس مسئلہ لاینحل کو ضرور حل کریگا - اسبات کے سنتے ہی اہل مجلس

حیران ہوئے۔ اور کہنے لگے کہ علمائے معتبر ایس مسئلہ کے حل کرنے مین متردد ہین پہر کمسن طالب العلم نو آموز کیونکر حل کریگا۔ حضور غفران مآب نے فرمایا کہ اگر جانتا ہے تقریر عرض کرے۔ پس محفوظ صاحب ترجمہ نے جوش و خروش کے ساتہہ تقریر کی۔ حاضرین دربار سنکے بہت ہی محظوظ ہوئے تحسین و تعریف کرنے لگے۔ بندگانعالی نہایت ہی خوش ہوئے۔ فرمایا ہم آپکی لیاقت سے بیخبر تہے۔ اسکا صلہ ایسا کرینگے کہ زمانہ مین یادرہیگا۔ جو آپکو مطلوب ہو عرض کیجئے۔ محفوظ صاحب ترجمہ نے عرض کیا خداوند نعمت اس دینی خدمت کا معاوضہ دینا نہین چاہتا ہون لیکن بمصداق اطاعت الوالامر واجب لازم ہے امیدوار ہون کہ حضور کتب خانہ کے داروغہ کو حکم دین کہ فدوی کو کتب خانہ سے چند کتب بطور عطیہ پہنچائے غفران مآب آصفجاہ بہادر نے حکم واجب الاذعان جاری کیا کہ کتبخانہ سے دو ہزار جلد پسندیدہ محفوظ کو دیجائین۔ جب صاحب ترجمہ کی والد کی شہادت واقع ہوی نواب والاجاہ حسب الحکم نواب ناصر جنگ شہید باپ کی جاگیر و خطاب و حکومت ارکاٹ سے سرفراز ہوا محفوظ صاحب ترجمہ بہائی کے ہمراہ کرناٹک مین آیا۔ بہائی کے سایۂ عاطفت مین رہا۔ آخر سنہ ۱۱۹۳ ہجری مین اس عالم ناپائدار سے عالم بقا کو روانہ ہوا۔ نواب والاجاہ بہادر نے مرحوم کی نعش کو حسب الوصیت حیدرآباد بہیجدی والد ماجد کی مزار کے قریب دفن کیا گیا۔ آپ صاحب التالیف والتصنیف تہے۔ رسالہ قرۃ العین فی فضائل رسول الثقلین اور چند حواشی بر حاشیہ قدیمہ لکہے ہین۔ یادگار موجود ہین۔ من کلامہ

زینت ما از گداز دل بود مانند شمع	گر بسر تک خوش نشستن عقدہ گہر پوشیم ما
گرد عکس رخ پیچ کے	نمکی در شراب من امشب
خبر اقلیم عشقیم افسرم از گل کنید	گوہر تاج ما ز اشک دیدہ بلبل کنید

برتنها بدروش جانم خلعت به پهلوی زند ۔۔۔ تار پود کسوت عشقم ز موج گل کنند
بر سر هر تار مو تا نگه دارم رسا ۔۔۔ مه جبینان از نگاهم شانه کاکل کنند
در هوای گیسویش مانند موی گشته ام ۔۔۔ از برای من عصا از رگ سنبل کنند

ولہ

بکام دل مژه آب زندگی دارد ۔۔۔ بتبسمی که ترا زیر لب نهانی بود
هزار شکر که در دل نشست همچو خدنگ ۔۔۔ اگرچه تیر نگاه تو آسمانی بود
از بوسه زنخش گشت نکته روشن ۔۔۔ بچاه رفتن یوسف چه کامرانی بود
کناره گیر به پیری ز وصل مه رویان ۔۔۔ که پرده دار حریفان شب جوانی بود

ماجد۔ تاج الامرا امیر الملک ذوالفقار الدولہ محمد علی حسین خان بہادر

ماجد تخلص۔ محمد علی حسین خان نام۔ تاج الامرا امیر الملک ذوالفقار الدولہ مظفر جنگ خطاب ہے آپ نواب عمدۃ الامرا بہادر کے فرزند ہین۔ آپکی ولادت ۱۲۹۵ھ ہجری مین واقع ہوئی۔ نو برس کی عمر مین تلاوت قرآن شریف و مختصرات فارسیہ مولوی آدم سے پڑہیں۔ زمانۂ قلیل مین مطولات فارسیہ مثلاً عرفی و دیوان ناصر علی و دیوان اسیر وغیرہا قاضی سید عبد اللہ کی خدمت مین ختم کین تحصیل و تکمیل کے بعد دواوین اساتذہ قدما کے مطالعہ مین مصروف ہوا۔ آپکی طبیعت مین استعداد خداداد تہی۔ ایک دیوان تقریبًا چار ہزار بیت کی مرتب کی ترتیب کے بعد اپنے اشعار کو پانی مین ڈالدئے۔ اساتذۂ قدما کی طرز پر موزون کرنے لگا۔ اور حضرت آگاہ سے اصلاح لیتا رہا۔ جب آپ استادی کے درجہ کو پہنچے استاد کی اصلاح کو موقوف کردی۔ نواب یعنی ماجد صاحب جب استاد سے مستغنی ہوا۔ آگاہ نے حکمت عملی سے کہا نواب صاحب اب آپکے کلام مین اصلاح کی ضرورت باقی نہین ہے۔ اگر ضرورت ہوتی تو

مین خدمت بجالاتا ۔ پس ماجد نے اصلاح ترک کی چنانچہ کہتا ہے ؎

شعر خود پیش کسے ارچہ گذارم ماجد   کہ کنون حاجت استاد نماندہ ست مرا

ماجد شعر و شاعری کے دریا مین غواص کامل تہا ۔ طبع نادر سے لآلی متلالی ایجاد کرتا تہا باوجود خوردسالی نازکخیالی و خوش مقالی مین فرد فرید تہا ۔ خاندان انوریہ کا فخر تہا ملک مدراس مین بازار سخن کو کسی نے ایسا آراستہ نہین کیا تہا ۔ اساتذہ قدما کے چالیس دواوین اول سے آخر تک بغور و فکر مطالعہ کیا تہا ۔ اکثر مقام مین اعتراض کر کے حواشی لکہے ۔ گلزار اعظم کے مولف اکثر اعتراضات و اصطلاحات نقل کیا ہے ۔ فقیر مولف طوالت کی وجہ سے دو ایک شذرہ پر اکتفا کرتا ہے ۔ ان کنت شائقًا فارجع الیہ ۔

اعتراض ماجد بر کلام محمد قلی سلیم

منم آن مرغ کہ دل نو حہ طراز ست مرا   کہ قفس تنگ تر از چنگل باز ست مرا

اس بیت مین بجائے قفس ۔ آشیان مناسب ہے ۔

رسوائے کوئے عشق چو خورشید محشریم   از بام آسمان فلک افگند طشت ما

اس بیت مین بجائے آسمان لفظ خویشتن چاہئے ۔ اس لئے آسمان و فلک دونون ایک ہین

اعتراض ماجد بر کلام مرزا صائب اصفہانی

بیت
خصم سرکش شود از راہ تحمل مغلوب   خاک خاموش بہ از آب کند آتش را

مصراع اول کا تبدیل کرنا اسطرح مناسب ہے ع از رہ عجز شود دشمن سرکش مغلوب اسلئے کہ خاکساری و عاجزی خاک کے مناسب ہے ۔ خاک کو خاکساری سے تعلق ہے ۔

مشو از نفس امین نا توانی آرا مید آنجا   ایضًا کہ بنیم این جہانی می شود یکسر امید اینجا

مصراع آخر اسطرح ہونا چاہئے ع کہ بینم ایجہان خواہد شدن یکسر سیہ اینجا۔

مرا چو رشتہ بمکتوب می توان پیچید ۔۔۔ زبسکہ دوری آن سنگدل گداخت مرا

مصراع آخر اسطرح مناسب ہے ع زبسکہ دوری آن سبزخط گداخت مرا

سہل باشد گر ز آتش دستے فرہادمن ۔۔۔ ہر رگ سنگے شود چون شمع روشن سنگ را

اس شعر کا تبدیل کرنا اسطرح مناسب ہے۔

اینچنین باشد گر ز آتش دستی فرہادمن ۔۔۔ ہر رگے خواہد شدن چون شمع روشن سنگ را

پس ماجد نے اسیطرح اور شعرائے متقدمین و متاخرین کے اشعار پر اعتراضات کئے ہین اُنکا فیصلہ سخن سنجان انصاف پسند کی رائے پر موقوف ہے۔ بظاہر ماجد کے اعتراضات بجا و درست معلوم ہوتے ہین۔ گلدستۂ کرناٹک کے مولف نے لکھا کہ ماجد کی توجہ سے اکثر احباب موزون الطبع شاعری کے میدان مین جولانی کرتے تھے اور اُس جادو خیال کے ہمطرح کلام موزون کر کے درجۂ پختگی کو پہنچ رہے تھے لیکن اُس نقاد سخن کی زندگی نے مہلت ندی نہین تو مدراس مین فن شعر و شاعری کا بازار شاہجہانی عہد کے موافق رونق پذیر و گرم ہوتا۔ انتہی کلامہ۔ ماجد ابتدا مین سنی المذہب تھا۔ آخر مین ذوالفقار علیخان صفا تخلص بخشگو کی مصاحبت کی بدولت مذہب آبائی سے انحراف کیا مذہب امامیہ کے حلقہ مین شامل ہوا۔ اور صفا کے اغوا سے اپنے استاد آگاہ سے بھی منحرف ہوا۔ اور استاد کو اپنی مجلس مین ناخوشی کے ساتھہ یاد کرتا تھا۔ حضرت آگاہ سنکے صبر کرتے تھے اور زبان سے فرماتے تھے علی حسین ماجد جوان مرگ مین مبتلا ہوگا۔ اہل مدراس کے نزدیک ماجد کی عزت و عظمت بے انتہا تھا عزیز القلوب تھا لیکن آخر مین انحراف مذہب و استاد کی احسان فراموشی کی وجہ سے عزت و عظمت سابقہ باقی نہین رہی تھی۔ امارت و نوابی کے رخصت ہو جانے کے بعد ہر کوئی فرد افراد انسان

انسان سے کچھہ نہین کہہ سکتا تہا - آخرا جد صاحب ترجمہ عالم شباب مین بعارضہ سہال خونی بتاریخ دوم ذیحجہ سنہ ۱۲۱۹ ہجری مین اس دار ناپائدار سے بدار القرار آخرت روانہ ہوا شاہ میلاپور متصل ہاتی کنڈہ روبروے مسجد حافظ احمد خان دفن کیا گیا مولانا فائق نے تاریخ کہی ع امیر الملک ماجد نوجوان رفت - آپکے دو دیوان غزلیات و ایک دیوان قصائد و ایک مثنوی یادگار باقی ہین - ان چارون مولفات مین کہی تخلص ماجد و کبہی تخلص حسین لکہتا ہے - اور کبہی از روے خود پسندی و خود بینی نازان ہوتا ہے اور کہتا ہے ؎

حرف با موسی و سرخوش و بیدل دارم ۔۔۔ نشد ہمسری من بمعاصر در شعر

کہ میدارد بلاغت نسخہ چون من در سخن دستے ۔۔۔ ولہ ۔۔۔ چو بسم اللہ بود در ہر مصرع من تاج دیوانہا

من نوادر طبعہ

نخواہد بست مانی نقش خط آن پریرو را		اگر از جوہر آئینہ سازد خامہ مو را
اگر راحت طلب باشی سپہر ہیچ خواہی شد	ولہ	کہ خفتن برق باشد خرمن عیش زلیخا را
کسے ز ہم نکند فرق صلح و جنگ را	ولہ	کہ پر ز موج تبسم بود خدنگ ترا
بے اختیار گریہ مستانہ می کنم	ولہ	در کف بیان شیشہ نباشد عنان ما
حسین از بسکہ عشق آن میانم ناتوان کرد	ولہ	نگہ چون طفل اشکم ماندہ در آغوش مژگان را
شمیم مشک از موج ہوا چون نافہ می آید	ولہ	پریشان کرد شاید شانہ آن زلف سمن سا را
دہد رنگ قبول آخر سپید بختی بہ مطلبہا	ولہ	کہ می باشد نہان وقت اجابت در دل شبہا
نشو و نما فروتنی از ما گرفتہ است	ولہ	دارو زمین صفت سر ما جوش نقش پا
آن سحر حسن پیش من آید چو بیحجاب	ولہ	غالب تہی ز شوق کند دیدہ چون حباب
تا دیدہ ہست روے تو اے رشک آفتاب	ولہ	کردہ است آب آئینہ در ساغر آفتاب

با جدا از کف ہیچگہ نگذار دامان وطن	وله	از شکستن دور باشد تا بود گوہر در آب
شاہ جہان عاجزی و خاکساریم	وله	ہمچو زمین ز نقش کف پایم افسر است
کنون بعشق توام کار مشکل افتاد است	وله	کہ مستی و بکفت شیشۂ دل افتاد ست
محفل صاف دلان نیست بسامان محتاج	وله	خانۂ آئینہ نبود بہ چراغان محتاج
بسکہ در سعی ہلاک من بیچارہ دوید	وله	از نجوم آبلہ در پائے فلک گشت پدید
خط ز رخسار یار گشت پدید	وله	دود گل کرد ز آتش خورشید
چہ حرف میزند آن چشم سرمہ گون یارب	وله	کہ ہر کہ رفت بہ بزمش خموشی می آید
گرہ بر بند مژگان میزند از اشک چشم من	وله	نگردد محو تا از دل خیال جامہ زیبا پیش
جائے اشک آب عقیق یمنی بارد چشم	وله	تا خیال لب لعل کہ بدل دارد چشم
عمرے گذشت و چشم نہ بربستہ ام ہنوز	وله	یارب برنگ آئینہ حیران کیستم
بدل تا گشت روشن شمع عشق آتشین رو	وله	برنگ شعلۂ جوالہ پروانۂ خویشم
گلرخی سرو قدے سیمبری پیدا کن	وله	شبنم آسا بغلش چشم تری پیدا کن
سینہ وا کردہ چو گل سرخوش ناز آمدہ	وله	اے منت بندہ چہ خوش بندہ نواز آمدہ
گر ز آتش بدلت شمع رخی زد ماجد		از چہ امروز بصد سوز و گداز آمدہ
پے تسلیم از خط شعاعی ہر سحر ماجد	وله	گذارد بر زمین خورشید پیش یار من دستے
قبا چاک و پریشان زلف مخمورانہ می آئی	وله	کجا بودی شب ما ہی مہ از کدامی خانہ می آئی
چون من از چشم نگار من نہ فتادی بچہ وجہ	وله	آخر اے سرمہ تو ہم بخت سیاہی داری

مختار - محمد انور خان بہادر

مختار تخلص - محمد انور خان بہادر نام - سیف الملک حسام جنگ خطاب ہے - آپ

نواب والاجاہ کے تیسرے فرزند ہین۔ آپکی ولادت سنہ ۱۲۶۶ ہجری مین واقع ہوی۔ سن شعور کے ابتدا مین کتب درسیہ فارسیہ فن عروض وقافیہ سے فارغ التحصیل ہوے۔ آپکی طبیعت لیاقت کے لباس سے آراستہ تہی باوجود امارت شعرگوئی سے دلچسپی رکھتے تہے۔ کبھی کبھی موزون فرماتے تہے۔ میر اسمعیل بیجدی و میر علی مردان یکدل سے اصلاح لیتے تہے۔ ذکی الطبع پسندیدہ وضع تہے۔ خوشنویس تہے فن خطاطی مین کامل تہے۔ اور فنون سپاہگری مین بہی ملکہ تامہ رکھتے تہے۔ سادات وفقرا کے ساتہہ حسن عقیدت و صدق سے پیش آتے تہے۔ اور بزرگان دین کی خدمت کو اپنی رستگاری و بہتری کا وسیلہ سمجہتے تہے آپکی ذات جامع کمالات وحسنات تہی۔ آپکا کلام فصاحت و بلاغت سے بہرا ہوا ہے۔ آخر آپنے سنہ ۱۲۱۹ ہجری مین اس سرائے فانی سے ملک جاودانی کے طرف رحلت کی۔ مدراس سے آپکی نعش کو تہرنگر مین لیگئے والد ماجد مرحوم کی قبر کے قریب دفن کئے۔ آپکا ایک مختصر دیوان یادگار ہے۔

من اشعارہ الفارسی

آئین دلبری نبود بے حجاب را — جز رنگ بوئے نیست گل آفتاب را

وله
من نمیدانم چہ افسون خواندہ در گوش آب — بحر در فریاد و حیران دیدہ گرداب ما

وله
از بس گداخت کاہش ہجر تو جان ما — ہمغز ہمچو نے شدہ ہر استخوان ما

وله
بسکہ ضعف و ناتوانی آشنایم گشتہ است — جادہ از بیطاقتی زنجیر پایم گشتہ است

وله
رموز پیچ و تاب زلف ورا شانہ میداند — زبان نالہ زنجیر را دیوانہ میداند

بود افتادگی آئین معراج مطالبہا — بہار خاکساریہاے مارا دانہ میداند

نقش رخش کہ بود نہان و سواد چشم — از خون دیدہ برورد دیوار حی چشم

بہ نیم غمزہ توانی کہ قتل عام کنی — نعوذ باللہ اگر غمزہ را تمام کنی

معجز ۔ غلام محی الدین

معجز تخلص ۔ غلام محی الدین نام ۔ گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپکا مولد و منشا بلدہ محمد پور عرف ارکاٹ ہے آپکی ولادت سنہ ۱۱۷۳ ہجری مین ہوئی ۔ آپ سن رشد و تمیز کو پہنچ کے تحصیل علوم و فنون کے طرف متوجہ ہوئے ۔ طبع رسا و ذہن صفا سے علوم و فنون مین استعداد کامل حاصل کی پہر وطن مالوف سے مدراس وارد ہوئے ابتداً نواب شہامت جنگ کی خدمت مین پہنچے ۔ چونکہ نواب صاحب آپکے بزرگان سلف سے واقف تہے عنایت و کرم سے سرفراز فرمایا ۔ نواب کی رحلت کے بعد چند روز حیران و پریشان رہے نواب امیر الامرا بہادر فرزند دوم نواب والا جاہ نے آپکو اپنے فرزند نواب عظیم الدولہ بہادر کی تعلیم کے لئے مقرر فرمایا آپ مدت تک اسی خدمت پر مامور رہے ۔ جب عظیم الدولہ بہادر مسند نشین ہوئے ۔ استاد کو مدد معاش کافی سے سربلند کیا ۔ معجز صاحب تجرد آزاد مشرب تہے ۔ اکثر گوشہ نشین رہتے تہے درس و تدریس مین اوقات عزیز بسر فرماتے تہے ۔ سخن سنجی و شاعری مین فکر صائب و طبع مناسب سے موصوف تہے ۔ آپ کو مولوی باقر آگاہ سے تلمذ ہے ۔ سخن فہم تہے شاعری کے دقائق کو خوب سمجھتے تہے ۔ آخر سنہ ۱۲۲۹ ہجری مین بہشت برین روانہ ہوئے ۔

مرآۃ الشعراء الفارسی

برنگ نغمہ بتار نفس بپیچیدم از عشقت		بعجز آہ ز آثار وجودم کس ندید اینجا
وصل یار خواہی ترک عیش زندگانی کن		کہ این جنس گران بے نقد جان نتوان خرید اینجا
دل آئینہ چون سیماب میلرزد ز بیتابی	ولہ	مبادا شعلۂ حسنش بہم برباد آبش را
گلشن بچون طپیدۂ تیغ نگاہ کیست	ولہ	بلبل ز آہ شعلہ فشان داد خواہ کیست

علاج ضعف دل من نکرد ہیچ کہی | ز لعل خویش کہ گلقند آفتابی بود
شوربہ بیہودہ مکن بلبل نالان کہ بود | نرگس آن گل رعنا بشکر خواب بہبود
از جگر چاکی عشاق بتان بیخبر اند | خبر چاک کتان از دل مہتاب مپرس
دل رفت و داغ عشق تو در سینہ ام گذاشت | اینست در فراق تو ام یادگار دل
زپا افتادگیہا یم بچشم کم مبین ہرگز | کہ دارد گرد من بر دامن آن ماہرو دستی

مومن - میر مومن استرآبادی

مومن تخلص - میر مومن نام سید شرف الدین علی کے فرزند اور سید فخر الدین سماکی کا خواہرزادہ تہا۔ مشاہیر سادات استرآباد سے تہا۔ عالم شباب مین خالوئے بزرگوار کی خدمت مین کتب درسیہ علوم نقلی وعقلی تمام کین۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد شاہ طہماسپ صفوی کے دربار مین باریاب ہوا۔ بادشاہ قدردان کے حکم سے شاہزادہ میرزا حیدر سلطان کا اتالیق وادب آموز ہوا۔ اور شاہزادہ موصوف کی تعلیم بہی آپ ہی کے متعلق ہوئی۔ مدت تک صفویہ سلاطین کی ملازمت مین معزز و مکرم رہا۔ پہر شاہزادہ کا انتقال ہوگیا۔ معاصرین حساد میر کے اخراج کی فکر مین تہے۔ میر موصوف عقیل و فہیم تہا تقوی و پرہیزگاری مین بے نظیر تہا۔ علم معقول مین عدیم المثال تہا۔ معاصرین نے دہریت والحاد کے طرف منسوب کیا۔ اسوجہ سے میر موصوف ایران سے دل برخاستہ ہوکر حرمین شریفین کو بارادہ حج وزیارت روانہ ہوا۔ حج وزیارت سے فارغ ہوکر ۹۸۹ھ ہجری مین عازم ہند ہوا۔ اوائل محرم سنہ مذکورہ مین گولکنڈہ حیدرآباد دکن مین وارد ہوا۔ اسوقت سلطان ابراہیم قطب شاہ تخت سلطنت پر جلوہ افروز تہا۔ میر موصوف بادشاہ کے دربار مین باریاب ہوا

بادشاہ قدردان نے میر کی بڑی تعظیم و توقیر کی۔ مہمان کی مہمان نوازی عمدہ طرح سے کی۔
منصب مناسب پر مقرر فرمایا۔ میر موصوف فاضل متبحر تھا اُسوقت اکثر طلبہ و علما میر کے
خدمت مین مستفید ہوتے تھے۔ میر بھی شوق سے درس و تدریس مین مشغول رہتا تھا۔ چند روز
کے بعد سنہ مذکورہ مین بادشاہ موصوف نے عالم فانی سے رحلت کی۔ اُسکے بعد سلطان
محمد قلی اُسکا خلف الصدق تخت نشین ہوا۔ سلطان جدید نے میر موصوف کو عہدہ وزارت
و وکالت مطلق پر مقرر فرمایا۔ اور کل امور سلطنت کا مختار کل بنایا۔ اور آپ لہو و لعب مین
مشغول ہوا۔ یاران ہم مشرب کے ساتھ سیر و شکار مین مصروف ہوا۔ میر موصوف ریاست کے
سفید و سیاہ کا مختار و مالک تھا۔ جو چاہتا تھا سو بے محابا کرتا تھا کسی کی روک ٹوک نہین تھی
مگر میر موصوف مستقل مزاج و دیانت دار متقی و پرہیزگار تھا۔ رئیس و رعایا کا خیرخواہ تھا
امور ریاست مین ہمہ تن مصروف رہتا تھا نہایت جان فشانی و دلسوزی سے ریاست کے
کامون کو انجام دیتا تھا۔ رعایا کے حقوق کی بڑی حفاظت کرتا تھا۔ اُنکی جان و مال کی نگرانی
مین پوری دلدہی کرتا تھا۔ رعایا کیا امیر و کیا فقیر سب خوشحال و فارغبال تھے کسیکو
کسی سے شکایت نہین تھی۔ میر موصوف باوجود عہدۂ وزارت و شان حکومت ہر کس
و ناکس کے سامنے نہایت تواضع و خاکساری و کسر نفسی سے پیش آتا تھا۔ غرور و تکبر کو اپنے پاس
نہایت حقیر و ناچیز جانتا تھا۔ میر کے زمانہ وکالت مین ایران و توران کے ہزارہا علما و فضلا
دکن مین آئے اور میر کے توسل سے عہدہای جلیلہ پر مقرر ہوئے حجاج و زائرین بھی جوق
جوق آئے میر کی سفارش سے مالامال و فارغ البال ہوکر اوطان مالوفہ کو روانہ ہوئے
اور میر موصوف مقامات عظام مین ہزارہا روپیہ بھیجتا تھا۔ کربلائے معلی و نجف اشرف
و مشہد مقدس وغیرہ مقامات کے مجاورین و خوادم کے لئے وظائف مقرر کر دئے تھے

سالانہ کل مطالف معتمد آدمی کے ہاتہہ سے روانہ کرتا تہا۔ میر کی مزاج مین تعصب نہین تہا
فریقین کے ساتہہ شیر و شکر تہا۔ کیا شیعہ کیا سنّی ہر ایک فریق کے معزز شخص کو معزز و مکرم
رکہتا تہا۔ اکثر حیدر آباد مین اُسوقت مشائخ سنی المذہب تہے اُن کی بڑی تعظیم و توقیر
کرتا تہا۔ علی ہذا القیاس علمائے امامیہ کی بہی بڑی عزت و آبرو کرتا تہا۔ میر موصوف کے
زمانہ مین امن و امان تہا۔ کہین شور و شر نہین ہوتا تہا۔ یہہ میر کی خوبی تہی۔ میر موصوف
ہمدرد قوم تہا۔ اُس زمانہ مین دیار و امصار سے اکثر اہل کمال اس ملک مین وارد ہوتے تہے
شہر مین مسافرخانون وغیرہ مقامات مین جہان موقع پاتے تہے فروکش ہو جاتے تہے۔ بمصداق
اذا جاء اجلہم لا یستاخرون۔ ابہی کامیاب نہوے تہے کہ مسافر عدم ہوے اُن بیچارے غربا
کی تجہیز و تکفین پوری طور سے نہین ہوتی تہی اور دفن و غسل کا برابر بندوبست نہین ہوتا تہا
میر موصوف نے چند بیگہ زمین افتادہ خرید کی۔ اور اُس زمین مین جو کچہہ جہاڑی تہی اُسکو
کٹوایا۔ صاف و ہموار میدان بنوایا۔ اور کئے لاکہہ ہون خرچ کرکے کربلائے معلی کی خاک پاک
چند جہاز مین بہروا کر منگوایا اور اُس میدان ہموار کو تا بقد آدم کہدوایا اور مٹی کو نکلوایا
اُس مٹی خارج شدہ کی جگہہ کربلائے معلی کی خاک پاک کو ڈلوا کر اُس میدان محفوظ کو معمور
کر دیا۔ اور اُس مقام مین ایک عمدہ حمام باوڑی و مسجد و حوض بہی بنوا کے خالصاً لوجہ اللہ
الکریم وقف کر دیا۔ اور سو غلام و کنیزک خرید کے اُنکو بہی ضروری مسائل کی تعلیم دیکر
آزاد کر دیا اور اُنکو سرکار کی طرف سے معاش و انعام مقرر کر دیا۔ غلام و کنیزک مین
آدہے شیعہ اور آدہے سنی تہے اب بہی بدستور غسالون مین آدہے سنی اور آدہے شیعہ
مین گویا ہمارے قول کی تصدیق کا محضر ہے۔ اور یہہ خدمت اُن کے تفویض تہی کہ
جہان میت ہو وہ میت کا غسل و کفن اپنے ہاتون سے کرین اور کسی سے کچہہ سوال نکرین

اُسوقت سے حیدرآباد دکن مین غسّالی قائم ہوئی - اُنہین کی اولاد بڑہتے بڑہتے غسّالون کی ایک قوم ہوگئی - بیچارے غسّالون کے خاندان کثیر ہونے کی وجہ سے وہ جو وظائف قدیمہ تہے کافی نہین ہوتے ہین اور جو انعام قطب شاہیہ تہے وہ بہی انقلاب زمانہ سے سرکارین ضبط ہوگئے اب بیچارے غسالون کی گذراوقات مردہ شوئی وکفن دوزی پر ہے اہل شہر اُن کے ساتہہ خوب سلوک کرتے ہین - ابتک میر مومن کا یہ فیض حیدرآباد مین جاری ہے اور آیندہ بہی رہیگا - اور وہ مقام وقف شدہ موسوم بدائرہ میر موجود ہے - اسمین ہزارہا علما و فضلا اور امرا و وزرا مدفون ہین -

میر موصوف علم جفر و نجوم و عملیات مین بہی مہارت رکہتا تہا - صاحب گلزار آصفی نے ایک نقل لکہی ہے ہم یہان اُس نقل کو مختصر کرکے لکہتے ہین - اہل دربار سے ایک امیر گہر گیا - درباری لباس اُتارا یکایک اُسوقت ایک سانپ کا بچہ نظر آیا - امیر نے اُسیوقت مار ڈالا - سانپ کے مارتے ہی امیر کے تمام جسم مین جلن شروع ہوگئی - آخر امیر سوزش کی برداشت نہ کرسکا ایک حوض جو مکان کے صحن مین تہا اُسمین کود پڑا - اور غائب ہوگیا جو لوگ حوض کے کنارے تہے سمجہے کہ امیر مذکور حوض مین غرق ہوگیا - اُن کے اعزہ آئے حوض مین تلاش کئے امیر مذکور کا نشان نہین پایا نہایت پریشان ہوئے - کسی نے کہا کہ میر مومن صاحب کی خدمت مین جاؤ اور اون سے یہہ سب معاملہ بیان کرو وہ ضرور کچہہ کرینگے امیر مذکور کے بہائی میر موصوف کی خدمت مین گئے - اور تمام واقعہ بیان کیا - میر نے تین ریزہ سفال پر کچہہ نقش لکہہ کر دیا اور فرمایا ایک نقش حوض مین ڈالدو اور ایک پہر تک انتظار کرو ضرور امیر نکل آئیگا - اگر نہ نکلے تو دوسرا نقش ڈالدینا - پہر ایک گہنٹہ تک تامل کرنا اگر آجائے فہو المراد نہین تو پہر تیسرا نقش ڈالنا - امیر موصوف کے بہائی حسب ارشاد میر اوّلاً ایک نقش ڈالا نیا دوسرا

نقش ثالث ثالثہ تیسرا نقش ڈالا۔ تیسرے نقش میں امیر غائب شدہ حوض میں نمودہوا سب نے
اُن کو حوض سے باہر نکالا گہنٹہ دو گہنٹہ کے بعد ہوش آیا سب نے اُس مکیر سے واقعہ پوچھا
اُس نے بیان کیا کہ مین جب حوض مین کودا مجکو اُسوقت اندر دو زبردست شخص پکڑکر
ایک ویرانہ جنگل مین لیگئے اور وہان سے بادشاہ کے دربار مین۔ مین نے پوچھا کہ یہ کیا
معاملہ ہے۔ جوانون نے کہا تونے جو سانپ مارا وہ جن تہا۔ بادشاہ کی بہن کا بیٹا تہا
مین نے دربار مین بادشاہ کو دیکھا اُس کے سامنے ایک بیوی صاحبہ پریشان حال کہڑی
ہوی ہے اور کہہ رہی ہے کہ میرے بچے مقتول کا قصاص ہونا چاہئے۔ بادشاہ نے ہمشیرہ
کی خاطر سے میرے قتل کا حکم دیا اور مجکو جلادون کے سپرد کیا۔ جلاد مجکو قتلگاہ پر لیجارہے
تہے کہ یکایک بادشاہ کے دو ہرکارے پہنچے اور کہا مجرم کو واپس لیچلو پہر مجکو دربار مین
واپس لیگئے۔ اُسوقت بادشاہ نے بہن کو سمجہایا کہ معاف کرو میر مومن اس بیچارے
کی سفارش کرتے ہین۔ مگر عورتون کا ہٹ مشہور ہے وہ نہین مانی۔ پہر بادشاہ نے قتل کا
حکم دیا۔ اسیطور جلاد لئے جاتے تہے کہ پہر ہرکارے آئے اور کہا مجرم کو واپس لیچلو۔
پہر مجہے واپس لیگئے بادشاہ نے ہمشیرہ کو سمجہایا مگر وہ نہ مانی۔ پہر حکم دیا دربار سے
باہر نہین نکلے تہے کہ ہرکارے دوڑے اور بادشاہ نے فرمایا کہ ہمشیرہ کو نکالو اس ایک
کے لئے میری تمام رعایا اور ریاست برباد ہوتی ہے۔ جاؤ اس مجرم کو جہان سے لائے ہو وہان
پہنچا دو۔ اُسوقت مجکو بادشاہی سپاہیون نے یہان حوض مین پہنچا دیا۔ مین کنارہ پر
نکل آیا۔ آپ سب حاضرین نے مجکو حوض سے باہر نکالا۔ اُسوقت تمام اہل دربار و بادشاہ
و رعایا کو معلوم ہوا کہ جناب میر موصوف عامل کامل ہین۔
حدائق السلاطین مین لکہا ہے کہ آپ موزون الطبع و خوش فکر تہے کبہی کبہی شعر موزون کرتے تہے

آپ صاحب دیوان تھے آپکا دیوان قصائد و غزلیات و رباعیات سے آراستہ ہے انتہی کلامہ اور فرشتہ نے بھی لکھا ہے کہ آپ شاعر بے نظیر تھے ۔ دو ایک غزلین بھی بطور نمونہ بیان کیا ہے ہم دونون کتابون سے آپکے اشعار ذیل مین ہدیہ ناظرین کرتے ہین ۔ کلام صاف و شستہ ہے استعارہ و کنایہ سے پاک ہے ۔ ہان شاعرانہ تشبیہ و مبالغہ سے خالی نہین ہے تذکرۂ علما مین لکھا ہے کہ آپنے حدیث و ادب مین مولانا سید علی الملقب نور الدین الموسوی شستری سے اجازت و سند حاصل کی ہے ۔ اور آپکی تصنیف سے کتاب رجعت ہے انتہی کلامہ آپنے دکن مین شادی کرلی تھی ۔ آپ صاحب اولاد تھے ۔ آپکے صاحبزادے قطب شاہیہ سلطنت مین معزز عہدون پر مامور تھے بادشاہ کی طرف سے صاحب انعام و اکرام تھے ۔ زمانہ کے انقلاب سے خاندان مین تغیر و تبدل اسدرجہ ہوا کہ نہ وہ انعام ہا نہ وہ منصب و اکرام ۔ فی الحال میر موصوف کے خاندان مین ایک لڑکا جوان صالح مسمی میر حیدر علی استرآبادی حیدرآبادی موجود ہے نواب خانخانان نظام یار جنگ بہادر کی سرکار مین مختصر ماہوار منصب پر ممتاز ہے ۔ نواب صاحب قدردان مین خاندان ناسلف کا لحاظ کرکے میر حیدر علی کے ساتھہ ہمدردی و اعانت فرماتے ہین ۔ اللہ تعالی نواب صاحب کو جزائے خیر دارین مین عطا کرے آمین ثم آمین ۔

آخر میر صاحب موصوف بعارضہ بخار سرسام سنہ ۱۰۳۲ ہجری مین اس عالم خاک سے عالم پاک کی طرف رحلت گزین ہوئے ۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ۔ ملا خاتون نے جو فاضل کامل شاگرد بہاء الدین عاملی تھا اور میر صاحب کا مصاحب اکثر اوقات مطالب علوم حکمیہ و مسائل نظریہ مین میر موصوف سے استفادہ کیا ہے ۔ خود ملا مدعی تھا کہ مین آپکا شاگرد ہون آپکی رحلت سے سخت غمگین ہوا ۔ آپکی رنج و الم مین ایک مرثیہ لکھا اور اُس مین تاریخ رحلت بھی کہی وہ یہہ ہے ؎

تاریخ رفتنش طلبیدم ز عالی | گفت بجواز رفتن عیسیٰ بآسمان

۱۰۳۲

مرثیہ کا مطلع

مضی واعظم مفقود فجعت بہ ‌‌ ‌‌ من لا نظیر لہ فی الناس یخلفہ

قصیدہ بہت طویل ہے ۔ ہم نے بوجہ طوالت ایک ہی شعر پر اکتفا کیا ۔

حسب نصیحت میر مرحوم دائرہ مین مدفون کئے گئے ۔ پس ماندون کا ارادہ تہا کہ میر کی لاش کربلائے معلی روانہ کرین مگر نصیحت کی وجہ سے سبنے اس ارادہ کو فسخ کیا ۔ میر نے دائرہ کو کربلائے معلی کا ایک قطعہ پر فضا بنا دیا تہا اسی وجہ سے یہین دفن کرنیکی وصیت کی میر کی قبر پر بادشاہ کے طرف سے مختصر گنبد پختہ بنا یا گیا ۔ وہ ابتک موجود ہے ۔ اسپر آیات قرآنی وادعیہ ماثورہ کے کتبہ بہی موجود ہین قبر سنگ سیاہ صاف سے بنی ہوی ہے ۔ واقعی کن کیا ہند مین دائرہ کی جگہ سے بڑہ کر کوئی جگہ متبرک نہین ہے ۔ اُس شخص کے نیے ہے نصیب جو دائرہ مین مدفون ہو ۔ میر نے دائرہ کی زمین وقف کر دی تہی عام اجازت تہی کہ سنّی و شیعہ کی کوئی تخصیص نہین تہی ۔ ابتدا مین اکثر شیعہ و سنّی برابر اُسمین دفن ہوتے گئے ہین بعد مین کئی ایسے اسباب واقع ہوئے کہ وہ مقبرہ خاص امامیہ کے نام پر منسوب ہوا ۔ اولاً یہہ کہ اُسمین کوئی مقام ایسا نہین ہے کہ جہان دس دس بلکہ زیادہ مدفون نہوے ہون ۔ بالشت دو بالشت بہی جگہ خالی نہین رہی ۔ اس وجہ سے لوگ جدید مقام تلاش کرنے لگے ۔ دوسرے بعض متعصبین لوگون نے جہلا کے خیال مین جما دیا کہ یہہ مقبرہ خاص امامیہ کے ہی لئے ہے اسوجہ سے بہی مرائے وہی استطاعت جدید مقبرے قائم کرنے لگے ۔ دائرہ مین کسیکو ممانعت نہین ہے اب بہی جو سنی غریب و مسکین ہین اُسی دائرہ مین دفن ہوتے ہین ۔ میرے نزدیک ہم دونون فریق کو باہمدیگر شیر و شکر ہونا چاہئے ۔ اور طرفین کے تعصب کو بالائے طاق

ر کہنا چاہئے ۔ من عمل صالحاً فلنفسہ الخ پر عمل کرنا چاہئے ۔ باہم نفاق کرنے سے ضرر اٹھاتے ہیں ۔ اب ہم اس سے زیادہ کہنا نہیں چاہتے ہیں ۔ صرف اس کلمہ پر العاقل تکفیہ الاشارہ پر اکتفا کرتے ہیں ۔ من اشعارہ الفارسی

عاشق آن قدر کجا دارد کہ گرد دوست   امیدانیم عاشق بلبل و پروانہ را

وله
ز پیچ زلف تو پیچیدہ در سرم دودی   کہ سوخت جان ملائک ز رشک مجمر را

خوشم کہ درد دل من عشق مدعا نگذاشت   مرا بہ بوالہوسیہائے خویش انگذاشت

چہ آفتی تو ندانم کہ در جہان امروز   محبت تو دو کس با ہم آشنا نگذاشت

وله
کمینہ مرتبۂ عشق عشق مجنون ست   محبتی کہ ازین داخل محبت نیست

وله
یکروز بود صحبت عالم ہمہ یکروز   زانروی قیامت بزبانہا ہمہ فرداست

وله
مردیم و ہیچکس بسر خاک ما نگفت   کای مردہ شاد باش کہ فردا قیامت ست

وله
دولت وصل بخوابم دست داد   آسمان در خواب گویا بودہ ست

وله
شادم از عشق تو دیوانہ و این می بایست   حسن پرشور ترا عشق چنین می بایست

گفتہ ہر کہ دم از عشق زند می کشمش   جان فدایت کہ مرا نیز ہمین می بایست

وله
بتو ہر کہ بودہ یکدم دل داغدار دارد   کہ بغیر داغ چندی ز تو یادگار دارد

اثر ملاحت او من ز خم خوردہ دانم   کہ نمک فشان ہمہ شب بلم گذار دارد

وله
عالم شگفت و خاطر ما ناشگفتہ ماند   گلزار مہر و باغ وفا ناشگفتہ ماند

شرمندہ ام کہ غنچہ پژمردۂ دلم   با صد ہزار سعی صبا ناشگفتہ ماند

شب جلوۂ او غیرت صد حور و پری بود   صد حور و پری بندہ جلوہ گری بود

با جذب زلیخا نتوانست بر آمد   یعقوب کہ مستغرق مہر پدری بود

مجنون بره عشق نکو رفت ولیکن	وله	از معرکه بیرون نشدنش بیجگری بود
زدور پرتو حسنت بدل چنان تابد	وله	که آفتاب جهانتاب از آسمان تابد
توئی که حسن ترا کمترین اثر اینست		که آفتاب تو در مغز استخوان تابد
هر سحر گلشن بنجون غلطید و بلبل خون گریست	وله	زان شبنجو نهاکه حسنت بر گل سیراب زد
وه که صد کاروان مصر چین برباد در یکدم	وله	نسیمی کاورد باد صبا زان جعد گیسویش
بنجو میل دلی از جانب لدا رفهمیدم	وله	آگهی خبر باشد یاری از یار رفهمیدم
خدارا گذری بر تربت سوسن کزان مسکین		بوقت جان سپردن حسرت بسیار فهمیدم
از دیدنت بفیض دو عالم رسیده ایم	وله	ای دوست ما ترا نه چو اغیار دیده ایم
صبر و سکون کجاست بملک نیاز و ناز	وله	از حیرت است اگر نفسی آرمیده ایم
معجز نار خلیل و فیض آب زندگی	وله	از دل برآتش و از چشم پر نم یافتیم
یک نفس مع من اگر از دوست غافل گشته	وله	زین گنه تا یکنفس باقیست استغفار کن
اے صید دست و پا زده عذر گنه بجو	وله	گستاخی بخدمت صیاد کرده
ز سینه تا رسدم بر لب و دهن ناله	وله	هزار جا بنشیند ز ضعف تن ناله
ز ناله بے تو همین بر لبست گر زدل نیز		بگوش میرسد از چاک پیرهن ناله
بسمک لبدأته یا منک بدا بسم الله	وله	اے بیاد تو ز صد درد دوا بسم الله
ذکر تو در همه حال دل مشتاق ترا		آنچنان خوش که در آغاز دعا بسم الله
من چون شوم بهتر هم طرب همدم کسے	وله	دارم غم کسے که ندارد غم کسے
کردیم قطع یاری یاران که پیش دوست		نامحرم است هر که بود محرم کسے
گذشت عمر گرامی بغفلت عجبی	وله	بغفلتے عجبی و بسرعتی عجبی

مقدمات کز ترتیب یافته در همه عمر ... نتیجهٔ همه گردیده حسرت عجبی

رباعیات

این عمر بباد نوبهاران ماند ... این عیش سبیل کوهساران ماند
زنهار چنان بزی که بعد از مردن ... انگشت گزیدنی بیاران ماند

وله

از چرخ چو بر زمین بلا میریزد ... رنج و غم و غصه جا بجا میریزد
گر حصه باهیچکس رسد دوری نیست ... بر عضو ضعیف دردها میریزد

وله

غم نیست که دل جنون فاشی دارد ... گر بیخبری خوش انتعاشی دارد
سودای ترا بهر دو عالم ندهد ... دیوانه با عقل معاشی دارد

وله

گر مرد رهی دلا ز محنت نجهی ... مردانه ز کف دامن همت ندهی
گر زیستن خویش چو مردان خواهی ... منت نکشی ز کس و منت ننهی

وله

شادمانیست بندهٔ غم ما ... عالم دیگریست عالم ما
حبذا عشق و رستخیز بلا ... ای خوشا روزگار درهم ما
شکر درد تو چون کنیم که هست ... داغ ها لای داغ مرهم ما
شاه اقلیم درد و غم ماییم ... ملک هجران سواد اعظم ما
نمک آن دو دیده خوش نمکین ست ... کم ز کوثر نگیر زمزم ما
ید بیضای وصل گور فراق ... گشته ثعبان آتشین دم ما
تنگساری از و مجو مومن ... غم ما از کجا و بیغم ما

وله

خدایا وارهان از شور بختی دلفگاران را ... گلستان کن بیک باران رحمت شوره زاری را
شدم پیر از غمت غافل مشو از روزگار من ... که من برباد شوقت داده ام خوش روزگاری را

بپیوست با ناسازگاران سازگاری کن / گر باشد سازگار خود کنی ناسازگاری را
خماری بر خمارم میدهد گردون ز یک مستی / چه خوش بودی که دادی مستی هم سر خمارے را

به تلخی جان ده و کمتر حدیث درد گو مومن
چه غم از تلخی ناکامے ناکامگاری را

بسجده دارد دلم بر شکوه لاف صبر و طاقت را / نیارم با کمال عجز این اظهار قدرت را
ز بیم آنکه بر سو سر کشد صد شعله ز شکوه / به صد خون جگر پنهان کند دل آه حسرت را
ز خونین داغهائے من فلک را زد و قہابا او / که خوش آب و رنگی داده گلزار محبت را
نسیم لطف جانان کم شد اے باد سحرگاہے / مدد کن تا بجوش آریم دریا ہائے رحمت را
چه عہدے بود عہد وصل جانان بہر جانشانی / دریغا ما ندانستیم بدل قدر فرصت را
فدائے رسم عادت سوز خود گردم که در عہدش / عجب بیگانه دیدم سہرائیے رسم عادت را
نشرمست گر ز من بیتابئ سر دارد و بگذر / پریشان داشت طرح وضع صحبت متفرقات را
اگر اینست مومن صحبت ہجران که من دیدم / به بزمش خون خورد بیرون مبا بگذار حیرت را

مہربان میر عبدالقادر اورنگ آبادی

مہربان تخلص ۔ میر عبد القادر نام اورنگ آبادی المولد ۔ سید صحیح النسب و الحسب ہے
آپکی نسب بائیس پشت میں حضرت امام علی موسی رضا علیہ السلام سے منتہی ہوتی ہے ۔ آپکے
بزرگوں میں بعض نیشاپور سے ہند میں آئے مقام کنتور صوبہ اودہ میں متمکن ہوئے سید قاضی محمد
کنتوری جو اصل سادات و خلفائے شاہ بدیع الدین مدار سے تھے ۔ آپکے اجداد میں تھے
آپکے جد سید محمد حنیف بن سید امان اللہ کنتوری نے اپنے ماموں ملا قطب الدین سہالوی سے

تحصیل علم کرکے عالمگیر بادشاہ کی خدمت مین ملازمت و منصب مناسب حاصل کیا۔ سنگمنیر کی
وقایع نگاری و بخشی گری پر مامور ہوا۔ اس خدمت سے معزول ہونیکے بعد روضۂ منورہ خلد آباد
کی قضاوت پر مقرر ہوا تا آخر حیات خدمت پر مامور رہا۔ بعد ازان آپکے والد ماجد سید محمد شریف
المخاطب شریف الدینخان مقرر ہوئے اور شاہ نظام الدین نگرامی اورنگ آبادی المتوفی ۱۱۴۲ھ ہجری
کی دختر نیک اختر سے شادی کی۔ آپ بھی موزون الطبع تھے کبھی کبھی بتقاضائے موزونی طبع
یکدو بیت موزون فرماتے تھے اور شرافت تخلص کرتے تھے۔ مہربان کی ولادت ۱۱۵۱ھ ہجری
مین شہر اورنگ آباد مین واقع ہوئی۔ تاریخ ولادت {ولادت عبد القادر مہربان} ہے
اور بعض نے جو ۱۱۴۳ھ ہجری لکھا لا اصل ہے کیونکہ خود مہربان نے اپنی تالیفات مین ۱۱۵۱ھ ہجری
بیان کیا ہے۔ سن شعور و تمیز مین تھوڑی مدت مین قرآن شریف حفظ کیا۔ اور کتب درسیہ
عربی و فارسی جناب میر غلام علی آزاد کی خدمت مین تمام کین اور فن شعر مین بھی میر موصوف سے
تکمیل کی۔ اور علوم غریبہ نجوم و جفر و تکسیر مین بھی لیاقت و مناسبت حاصل کی تھی۔ اولا والد
بزرگوار کا مرید و خلیفہ ہوا تھا۔ سہروردیہ و چشتیہ طریقہ کی خلافت و اجازت پائی تھی۔ آپکے والد
مولانا شاہ فخر الدین دہلوی سہروردی الچشتی کے مرید و خلیفہ تھے اور بعد مین بلا وساطت
والد اپنے حقیقی ماموں مولانا موصوف سے خلافت حاصل کی۔ عالم فاضل ادیب کامل
جامع غرائب ہر فن شاعر شیرین سخن تھا۔ رنگین خیال فصیح زبان و شیرین مقال سحر بیان تھا
رسائی فہم و جودت ذہن سے موصوف کا وقت سرعت درک مین معروف تھا۔ اقران و امثال
مین عدیم المثال۔ ارباب کمال مین سر آمد کمال تھا۔ اور والد کی وفات کے بعد روضۂ خلد آباد
کی موروثی خدمتِ قضا پر مامور ہوکے زندگی بسر کرتا تھا۔ اور درس و تدریس و مطالعہ کتب
تفسیر و حدیث مین مشغول و طالبین و مریدین کی ہدایت و ارشاد مین مصروف رہتا تھا۔ اور

آخر مین شاہ فخر الدین اورنگ آبادی ترمذی کی صحبت مین مستفید ہوا۔ تکمیل کے بعد طریقہ قادریہ وغیرہ طرق کا خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ اور نواب آصفجاہ ثانی کے وزیر رکن الدولہ کا مصاحب تھا۔ وزیر موصوف مہربان کے حال پر مہربان تھا۔ لچھمی نرائن نے گل رعنا مین لکھا کہ ابتدا مین رنگین تخلص کرتا تھا۔ اور میر ضیاء الدینخان اورنگ آبادی بھی رنگین تخلص رکھتا تھا۔ میر موصوف نے مہربان سے درخواست کی کہ آپ یہہ تخلص مجکو دیجئے اور اپنا تخلص دوسرا قرار دیجئے۔ مہربان نے اپنا تخلص اختیار کیا۔ پہر میر غلام علیصاحب آزاد نے مہربانی سے مہربان تخلص عطا فرمایا۔ فی الحال شعر عربی کی مشق کرتا ہے انتہی کلامہ۔ نظم مین متعدد رسائل لکھے۔ کحل الجواہر فی مناقب شیخ عبد القادر پندرہ ہزار بیت۔ دیوان قصائد مناقب دو ہزار بیت۔ وقائع کربلا دس ہزار بیت۔ نثر مین بھی کئی رسائل تالیف کئے۔ مرآت الشہود بیر فخر الدین ترمذی کے حال مین سات ہزار بیت۔ عدیم المثال فی تجارد الامثال و ہزار بیت ومناقب مرتضوی تیرہ ہزار بیت۔ وفخر الوظائف شرح تہذیب اللطائف۔ لطائف سنہ واذکار کے بیان مین سولہ ہزار بیت۔ ودیوان غزل پانچہزار بیت۔

نتائج الافکار کے مولف نے لکہا کہ سنہ ۱۱۹۹ ہجری مین اورنگ آباد سے مدراس گیا اور اہل مدراس کو علوم ظاہری وباطنی سے مستفید کیا۔ نواب والاجاہ رئیس الکاٹ مدراس نے آپکی بلحاظ شرافت وفضیلت بڑی تعظیم وتکریم کی۔ اور حسن اعتقاد سے ہمیشہ آپکے ساتھہ مراعات شائستہ فرماتا رہا اور آپکے لئے ایک خانقاہ واقع میلاپور تعمیر کرادی۔ اور وظیفہ یا یحتاج بھی مقرر کردیا تھا آپ مدۃ العمر خانقاہ مین رہے طالبین ومریدین کو علوم ظاہر وباطن سے فیض پہنچاتے رہے آخر سنہ ۱۲۰ ہجری مین اس دار فانی سے بہشت برین کو رحلت کی اور خانقاہ مذکورہ مین مدفون ہوئے انتہی کلامہ۔ اور مدراس مین آپکے خلفا ومریدین بیشمار تھے۔ ابتک وہان آپکا سلسلہ

جاری ہے۔ جو مشائخ آپکے سلسلہ اولاد و آل مین ہین فخری لقب سے مشہور ہین۔ چونکہ آپ پیر کے تعلق و نسبت کی وجہ خود کو ملقب بفخری مشہور کرتے تھے۔ اور بعض اہل مدراس مشائخ فخری کو منسوب بفخر الدین ترمذی انسبا خیال کرتے ہین۔ ہمکو تذکرون اور تواریخ سے اس امر کا کہین ثبوت نہین ملا۔ ہم صرف شہرت پر اعتبار نہین کرسکتے والعلم عنداللہ۔ مہربان صاحب دیوان و تصنیفات تھے۔ اکثر رسائل تصوف مین اور بعض تذکرے بھی لکھے چنانچہ ہم نے رسائل کی فہرست صدر مین لکھی ہے اب آپکے دیوان سے اشعار ذیل ہدیہ ناظرین کرتے ہین

من اشعارہ الفارسی

حرفے گذشت از کمر و دہان ما — مودار شد چو کلک مصور زبان ما

وله

ہلاکم کرد داغ حسرت ہائے نگارینی — بجائے سبزہ از خاکم شود شاخ چنان پیدا

وله

صبا آہستہ پا نہ گذر در کوئے او افتد — کہ ہست از چشم نازک مزاجان فرش راہ آنجا

وله

ہر زمان بینم عتاب آلودہ چشم یار را — بید ماغیہاست لازم مردم بیمار را

وله

پریشان می شود ہر کس کہ دارد فکر تعبیرش — نہ پیدا نم سر زلف کرا دیدم بخواب امشب

وله

بیہدہ ام وادی وشد جمع خواہم ز نشاط — گشت شیرازہ دلم را ز رگ پان امشب

وله

چرا پیش تو اظہار مدعا نکنم — تو بید ماغ نہ خاطرم پریشان نیست

وله

قاصد از اظہار پیغامش دل ما شاد کن — خندہ داری بلب چیزے مگر فرمودہ است

وله

دل ربادن از برائے نگاہے گناہ ما — دل بردن و نگاہ نکردن گناہ کیست

وله

زعشق دردسر دارم دگر ہیچ — خیالے آن کمر دارم دگر ہیچ

وله

روش در بتکدہ دشمن ایمانے چند — در ربودند دل و دین مسلمانے چند

وله

بارہا خوردیم زخم و تشنگی باقی ہنوز — تا چہ مقدار آب شمشیر تو قاتل شور بود

بلائے گردش چشم تو داد دردسرم — وله — تو جام بادہ کشیدی مرا خمار آمد

دوستان شب میرود حرفے ازان گیسو کنید — وله — خشک شد مغزم علاجش از گل شبو کنید

وصف رخسار کسی کردم نفس گلزار شد — وله — نکہت فردوس می آید دہانم بو کنید

خنجر دست نگارین کہ قتلم کردہ است — وله — در کفن بوئے حنا می آید از خونم ہنوز

مرہم و بیقراری دل نیست کم ہنوز — چو گرد باد می کند این خاک رم ہنوز

مارا بآرزوئے نگاہے چہ میکشی — وله — بیرحم این مشابہ غلام حیا مباش

صدف ہم کہ با بر گہر فشان نازم — بود چو آئینہ ام آبرو ز جوہر خویش

می کند در دیدۂ من شکل آتش فام رقص — وله — نغمہ چون بسیار گرم افتد کند در کام رقص

نہ پنداری کہ خط گل کرد بر پیراہن عارض — وله — غبار ناتوانان دست زد بر دامن عارض

جا فروتن می تواند یافتن بالائے چشم — وله — از خم ابروئے جانان یافتم قدر رکوع

یاد چشم و روئے او اے مہربان بس میکند — وله — از بہار نرگس و سیر چمن دارم فراغ

تا تو گفتی اے ستمگر خنجرے دارم بکف — وله — گفت از خود رفتہ من ہم سرے دارم بکف

چو گل لبریز زخمم خون ناب ساکنی دارم — وله — شدم تصویر بسمل اضطراب ساکنی دارم

بخود گفت بعالم کیست سامان چمن دارد — دل صد پارۂ من در جواب آمد کہ من دارم

نیم اے مہربان در غربت از رنج سفر فارغ — برنگ بوئے گل اندر غربت ہم وطن دارم

ندارم چارہ گر رزق از لبم چو آسیا ریزد — وله — تلاش تو کرہی چندانکہ می بایست من کردم

محتاج چراغے نبود مشت غبارم — وله — چون کاغذ آتش زدہ خود شمع مزارم

بر سر لوح مزار ما گل نرگس زنید — وله — ما شہید تیغ آن چشم خمار آلودہ ایم

بارہا دیدی و حال مہربان پرسی زمن — وله — بیمروت در شکایتہا زبانم وا مکن

بگرد لعل تو خط نیست بلکہ کلک قضا	ولہ	بہائے بوسہ رقم کرد در خط ریحان
بیدماغ از سیر باغم ہمچنے وارم بلند	ولہ	کشتۂ رفتار یارم نیستم شیدائے سرو
اینقدرہا دیدن آئینہ ظالم خوب نیست	ولہ	میتوان کردن نگاہِ ناز بردل گاہ گاہ
داغم زدست آن گل بیرحم کاشکے	ولہ	بر برگ لالہ نامہ ام انشا کند کسے

ممتاز - محمد بہادر خان برہانپوری

ممتاز تخلص - محمد بہادر خان نام برہانپوری المولد ہے - آپکی نسب کا سلسلہ یوسف خان چک کشمیری سے منتہی ہوتا ہے - سخن گوئی و سخن فہمی میں ممتاز نواب آصفجاہ ثانی کی خدمت میں منصب جاگیر سے سرفراز تہا - نواب معین الدولہ بہادر ایلچپور ناظم اورنگ آباد کا مصاحب و جلیس تہا - اور آزاد بلگرامی کے معاصرین سے تہا - آخر ۱۱۹۶ھ ہجری میں فوت ہوا

من کلامہ

چون کمال از صید ما را حاصلے منظور نیست	ولہ	از برائے دیگران است انچہ می کوشیم ما
دل بہ بیداد فلک خود دادہ ایم	ولہ	از ازل این دانہ نذر آسیاست
جنون طرفہ دارم بیاد گردش چشمی	ولہ	نگیرد جا آبادی نگنجد در بیابانے
حرص جمع مال دنیا رہبر راہ فنا است	ولہ	خویش را از بہر زر بیہمت قارون مکن
جز ولائے شبیر حق ممتاز در دل جا مدہ		جائے گوہر سودہ الماس معجون مکن

منت - میر قمر الدین دہلوی

منت تخلص - میر قمر الدین نام - مشہدی الاصل ہیں - آپکا تولد قصبہ سونی پت میں ہوا

اور نشو و نما دہلی مین پایا۔ سن شعور کے بعد علما و فضلا کی خدمت مین علوم و فنون کو حاصل کیا۔ فاضل و مستعد ہوا۔ مولانا فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے طریقہ چشتیہ مین بیعت کی جب تک آپ دہلی مین تھے تب تک سنی المذہب تھے جسوقت دہلی سے لکھنؤ گئے اُسوقت امامیہ طریقہ اختیار کیا۔ شاعر عالی دماغ و بلند خیال تھا۔ آپکا کلام بلاغت و فصاحت مین ڈوبا ہوا ہوتا تھا۔ لکھنؤ مین مدت تک ہا امرا و متمول اہل دول کی تعریف و مدح مین قصائد لکھے۔ خوب انعام و صلے پائے۔ پھر لکھنؤ سے کلکتہ گئے گورنر جنرل بہادر کی مدح مین ایک قصیدہ لکھکر پیش کیا۔ ملک الشعرائی کا خطاب پایا۔ گورنر بہادر نے آپکو سفیر کرکے نواب نظام الملک آصفجاہ ثانی کے خدمت مین بھیجا۔ آپ کلکتہ سے سنہ ۱۳۰۰ ہجری مین حیدرآباد پہنچے۔ دربار آصفی مین باریاب ہوئے ایک قصیدہ بندگانعالی کی مدح مین لکھکر نذر کیا۔ بندگانعالی بہت خوش ہوئے دس ہزار روپیہ عطا فرمایا۔ اور دوسو روپیہ ماہوار منصب مقرر کردیا۔ آپ یہانسے نہایت خوشی و خرمی سے ہند روانہ ہوئے پھر لکھنؤ مین پہنچے راجہ ٹکیت رائے کے مصاحب ہوئے چندروز قیام کرکے انچاس برس کی عمر مین بتقریب سیر لکھنؤ سے کلکتہ گئے وہان پہنچتے ہی سنہ ۱۳۰۸ ہجری مین خلد برین کو روانہ ہوئے۔ صاحب دیوان ہین۔ آپکے دیوان مین کل اشعار پچاس ہزار ہونگے۔ آپنے کئی مثنویان تصنیف کین۔ اور نثر مین ایک کتاب بنام شکرستان لکھی۔ اس کتاب مین گلستان سعدی کی طرز اختیار کی ہے۔

من اشعارہ الفارسی مثنوی

درین عمر دہ مثنوی گفتہ ام	بآئین و طرز نوی گفتہ ام
چو اشعار من در عدد میرسد	شمار قصائد بصد میرسد
بود شعر من در غزل سی ہزار	ز پانصد رباعی گرفتم شمار

من اشعارہ الہندی

اس آنکھ کا کچھہ ہے لطف پیارے
ہر دم جو کہو کہ جائین گے ہم

ولہ

گر اس لب جان بخش کی مین بات بناؤن
عیسیٰ بہی جو کچھہ بولے تو صلوات سناؤن

ولہ

قدم رکھہ گیا کون سینے پہ اپنے
گل داغ مین آج مہندی کی بو ہے

ولہ

مدعی عشق محبت کرتے ہین مجھکو منت
ہان یہہ سچ ہے مین نے کی خوبون سے تو ایک خو سی ہے

ولہ

برہنہ پا ہی چل مجکو اس دشت مغیلان مین
جہان ہر خار کو دعوی ہو نشتر کی نیابت کا

علاج دلکو آئے تہے مسیحا سخت دعوے سے
یہان کیا ہو گیا وہ معجزہ حضرت سلامت کا

من اشعارہ الفارسی

نقدے بکف نبود بجز آبرو مرا
آن ہم ز دست ریخت بپائے سبو مرا

پر از اسباب کلفت شد جہان جائی نمی یابم
کہ بار خاطر غمدیدہ را یکسو نہم آنجا

رسم دیوانگی از حلقۂ گیسوے تو خاست
شور محشر ز خرام قد دلجوئے تو خاست

محب۔ مولانا محب علی سندی

محب تخلص۔ محب علی نام۔ سندی الاصل ہے۔ وطن سے عبدالرحیم خانخانان کے ہمراہ آیا۔ اہل مناصب کے زمرہ مین شریک تہا۔ ہمیشہ خانخانان کی رفاقت مین بسر کرتا رہا۔ خانخانان کے انتقال کے بعد ایرج خان بن خانخانان کی خدمت مین زندگی گذارتا رہا کبہی برار مین کبہی خاندیس مین رہتا تہا آخر سنہ ۱۰۳۰ ہجری مین فوت ہوا۔ شیخ محمد بن فضل اللہ کا مرید تہا۔ پیر سے حسن عقیدت و ارادت رکہتا تہا پیر پرست و نیک سیرت تہا۔ شاعر بہی تہا کبہی کبہی کلام موزون کرتا تہا۔ جو کچھہ کہتا تہا پسندیدہ ہوتا تہا۔ من اشعارہ

بصدمہ کہ غمت زد ببے زجا رفتم | ہزار سالہ رہ رفتہ را قفا رفتم
گدائے دربیگانہ منفعت وارد | ز ہم غلط شدہ درکوئے آشنا رفتم
یکے قرص خورشید در آب دید | روان بر سرش دام ماہی کشید
چو از جنبش آب شد در شکست | بغواصی آمد کشش آرد بدست
فرو رفت تا کہ بکام نہنگ | ترا ازوے مارا ہمین است سنگ

مسیح ۔ حکیم رکن الدین کاشی

مسیح تخلص ۔ رکن الدین نام ۔ حکیم نظام الدین علی کاشانی کا فرزند ہے ۔ مسیح کا مولد و منشا کاشان تہا ۔ فن طب مین عیسوی دم علوم فلسفہ مین معلم ثانی تہا ۔ سخن سنجی و جادو بیانی مین ثانی انوری و خاقانی تہا ۔ شاہ عباس ماضی مسیح کے حال پر نہایت عنایت و کرم فرماتا تہا اور حکیم کی بڑی تعظیم و توقیر کرتا تہا ۔ چند مرتبے حکیم کے دولتخانہ پر خود بادشاہ رونق افزا ہوا ہے ایک روز حکیم دربار شاہی مین کسی فاضل کے ساتہہ مناظرہ مین مشغول تہا بادشاہ بہی اس وقت موجود تہا بادشاہ نے مخالف کی جانبداری کی ۔ مسیح نے کشیدہ خاطر ہوکر درباداری ترک کی اور بارگاہ سے باہر گیا ۔ تہوڑی دیر کے بعد ایک قصیدہ اجازت سفر کے بارہ مین لکہکر بہیجا ۔ اسکا مطلع یہہ ہے لیکن بادشاہ نے اجازت نہین دی ۔

گر فلک یک صبحدم با من گران باشد بسر | شام بیرون میروم چون آفتاب از کشورش

جب بادشاہ دارالسلطنت سے مازندران کو روانہ ہوا تب مسیح موقع پاکر فی الفور دارالامن ہند کی طرف متوجہ ہوا ۔ اکبر بادشاہ کے دربار مین باریاب ہوا ۔ بادشاہ ہند نے مسیح کی بڑی تعظیم و تکریم کی مدت تک عیش و آرام کے ساتہ زندگی بسر کرتا رہا ۔ عہد جہانگیری مین بہی کامرانی

وشادمانی سے رہا اکثر اوقات دربار شاہی مین باریاب ہوتا تہا ایکوقت دلی سے تفرجاً الہ آباد مین آیا اور وہان چند روز مقیم رہا آخر وہان سے بشوق سیر حیدرآباد روانہ ہوا۔ چند روز کے بعد شہر مین پہنچا۔ میر مومن استرآبادی وزیر قطب شاہ حکیم کی ملاقات کے لئے فرودگاہ پر آیا مسیح نے برسم تواضع باشتباہ گلاب شیشہ شراب میر پر افشان کیا۔ میر نہایت رنجیدہ ہوکر اٹھا مسیح بھی اس حرکت ناشائستہ سے نہایت ہی نادم و پشیمان ہوا۔ وہان ایک ساعت بھی قیام کرنا حرام سمجہا فی الفور بیجاپور روانہ ہوا۔ بیجاپور مین اسکی دلچسپی نہین ہوئی۔ اسوقت بیجاپور کے قرب وجوار مین جہانگیری لشکر پڑا ہوا تہا۔ دریافت کرکے بیجاپور سے لشکر مین پہنچا۔ مہابت خان سے ملازمت حاصل کی۔ مہابت خان کے ہمرکاب رہا جب صاحبقران ثانی شاہجہان تخت نشین ہوا تب یہ قطعہ تاریخی پیش کیا بارہ ہزار روپیہ انعام پایا۔ قطعہ یہہ ہے

بادشاہ زمانہ شاہ جہان	خرم و شاد و کامران باشد
حکم او بر ممالک عالم	ہمچو حکم خدا روان باشد
بہر سال جلوس او گفتم	در جہان بادشا جہان باشد

سنہ ۱۰۴۱ہجری مین بسبب کبر سنی حضور بادشاہ سے مشہد مقدس کی رخصت چاہی۔ اجازت ہوئی۔ رخصت کے وقت بادشاہ نے پانچہزار روپیہ زاد راہ دیکر روانہ کیا۔ نہایت شادکام وفائز المرام گیا۔ مشہد مقدس مین پہنچکر زیارت سے مشرف ہوا اور وہان سنا کہ شاہ عباس ماضی فوت ہوگیا ہے۔ اطمینان خاطر سے ایک سو پانچ برس کی عمر مین وطن مالوفہ کاشان کیطرف متوجہ ہوا۔ کاشان مین پہنچکر چند روز مقیم رہا۔ پہر وہان سے اصفہان مین شاہ صفی کے دربار مین پہنچا۔ شاہ سے بے توجہی دیکھکر شیراز مین آیا۔ چند روز کے بعد شیراز سے کاشان مین وارد ہوا مولف شاہجہان نامہ لکھتا ہے کہ حکیم رکنا عراق مین ہند سے معاودت کرکے آیا دعا ودولت

ابدپیوند مین مشغول ہوا اس خاندان کے دعاگویون مین ہے اکثر اوقات صاحب قران ثانی انعام و مرحمت سے غائبانہ یاد و شاد فرماتے ہین۔ آخر سنہ ۱۰۶۶ ہجری مین اس عالم فانی سے ملک جاودانی کو روانہ ہوا۔ مصرع تاریخ کسی شاعر نے لکہا ہے ؎ رفت بسوئے فلک بازمسیح دوم اسکا کلیات ایک لاکہہ بیت پر شامل ہے مرزا صائب تبریزی جو آپکا شاگرد رشید ہے اُس نے اُستاد کے فوت ہونے کے بعد کل اشعار مین سے سات ہزار ابیات انتخاب کرکے ایک مختصر دیوان جمع کیا۔

من اشعارہ الفارسی

اگر خواہی کہ سنجی زور فقر و سلطنت باہم — بچینی ہائے فغفوری نبرد کشکول چوبین را

سبزہ پامال است در زیر درخت میوہ دار — در پناہ اہل دولت ہست خواری بیشتر

نالۂ زار است کارم تا نفس با شد مرا — نالہ ہم فریاد و ہم فریادرس با شد مرا

عمر اگر امان دہد وقت خزان درین چمن — ہم نفسی قضا کنم نالۂ عندلیب را

پیش قدت آب دہد سرو باغ را — پیش قدت بیاد سپارم چراغ را

عشقی کہ رفتہ رفتہ جنون آورد چہ سود — دیوانہ گشتن از نگہ اولین خوش است

کجا از خواب نازان فتنۂ دور قمر خیزد — مگر در دست پاکش آفتاب قیامتی خیزد

دل من آتش طور است افسردن نمی داند — چراغے کز دلم روشن کنی مردن نمی داند

مرا از طرۂ مشکین او یکتا رمی باید — ہمہ سامان کفرم شد ہمین زناری باید

بزبان گر نام خالم بگذرد آذر شود — در ور آید در دلم خورشید خاکستر شود

بکام دل ندیدم یک نفس در مدت عمرش — کنون چشمی کہ دارم بر نگاہ واپسین دارم

چنان روشن زیاد روئے او شد خانۂ گورم — کہ بتوان سر نوشتم خواند از لوح مزارم

گر تو باشی میتوان صد سال بیجان زیستن — بی تو گر صد جان دہد یک لحظہ نتوان زیستن

اے دل بیکار آخر غمگسار من توئی
ہم چراغ خانہ ہم شمع مزار من توئی

من رباعیاتہ

دل بے تو مرا ز عمر خود دلگیر است
وین گرسنہ شوق تو از جان سیر است
در آمدن اے نگار تا خیر مکن
ہر چند کہ زود تر بیائے دیر است

ولہ

گر آتش روز خم نشیمن گردد
دو رخ حیران سینہ من گردد
گر پنبہ داغ من شود رشتہ شمع
ہر چند کشند باز روشن گردد

ولہ

خوبان کہ چراغ حسن افروختہ اند
در آتش ہجر خرمنم سوختہ اند
بسیار دراز است شب ہجر مگر
روز سیہ مرا دران دوختہ اند

ولہ

پیوستہ بروئے تو تماشا دارم
دل در خم آن زلف چلیپا دارم
بند است بہر یک سر موئے تو دلم
من یک سر و صد ہزار سودا دارم

مخمور۔ مرزا لطف اللہ تبریزی

مخمور تخلص۔ میرزا لطف اللہ نام۔ حاجی شکر اللہ تبریزی کا فرزند ہے۔ حاجی وطن سے دل برداشتہ ہوکر ہند میں وارد ہوا۔ اور بندر سورت میں سکونت اختیار کرلی۔ اُسی مقام میں سنہ ۱۰۹۵ ہجری میں مرزا لطف اللہ عالم شہود میں جلوہ آرا ہوا۔ اُسکی ولادت میں کسی نے تاریخ یہہ مصرع موزون کیا ع بہ سپہر سعادت آمد ماہ۔ مخمور نے سن تمیز و رشد کے بعد سورت میں آقا حبیب اللہ شاگرد آقا حسین خوانساری سے کتب درسیہ علوم متعارفہ عربیہ و فنون ادبیہ تحصیل کیں۔ اور سخن کی اصلاح بھی آقا صاحب سے لیتا رہا۔ پھر سورت سے بطریق تجارت ملک بنگالہ میں گیا۔ وہان کے حاکم نواب سرفراز الدولہ بہادر نے مخمور کی شرافت ذاتی ولیاقت صفاتی کا لحاظ کرکے اپنی دختر نیک اختر سے شادی کردی اور حضور شاہی سے

مرشد قلیخان رستم جنگ کا خطاب و منصب مناسب مقرر کرایا اور اڑیسہ کی صوبہ داری پر مامور کیا۔ میرزا نے نعمت کی قدر نہ کی بعض مشیران شریر کی صلاح سے صوبہ کے انتظام میں کما ینبغی توجہ نہیں کی اور وہان سے دل برخاستہ ہوکر حضور نواب آصفجاہ والی دکن کی خدمت مین پہنچا۔ اور نواب آصفجاہ کی ملازمت اختیار کی۔ حیدرآباد دکن مین مدت تک رہا خوب انتظام کیا۔ زمین کی پیمائش و بندوبست عمدہ طرح سے کیا۔ ایکہتر برس کی عمر مین سنہ ۱۱۶۳ ہجری مین رشتہ زندگی کو قطع کیا۔ صاحب تحفۃ الشعرا نے اپنے تذکرہ مین لکہا کہ مخمور تخلص مرشد قلیخان نام رستم جنگ خطاب اورنگل عنایہی صاحب تحفہ کے ساتہہ متفق ہے مگر صاحب صبح گلشن بجائے مخمور محمود تخلص لکہتے ہین شاید سہو کاتب ہے مخمور شاعر سلیم الطبع خوش مزاج شگفتہ جبین تہا۔ فضائل و کمالات سے آراستہ تہا شیرین بیانی و نازک خیالی سے پیراستہ تہا۔ ملکی انتظام مین نہایت ہی لائق و فائق تہا حساب پیمائش مین یگانہ روزگار تہا۔ فارسی و ہندی مین شعر کہتا تہا ہم ذیل مین آپکے اشعار بطور نمونہ ہدیہ ناظرین کرتے ہین۔ آپ عمدۃ روہی خان ملازم نواب شجاع الدولہ کی بغاوت کی وجہ سے مقابلہ و مقاتلہ کے لئے مستعد ہوئے مقابلہ مین کامیابی نہین ہوئی ناخوش ہوکر وہان سے حیدرآباد دکن مین نواب آصفجاہ مرحوم کی خدمت مین آئے نواب صاحب نے بڑی خاطرداری کی اور خدمت جلیلہ پر مقرر فرمایا آپ دکن مین ایسے جمے کہ مر کر اٹہے آپکی وفات سنہ ۱۱۶۳ ہجری مین اورنگ آباد مین ہوئی۔ م ۲ اشعارہ الفارسی

پشت فلک بخاک رساند غرور ما — کہسار را اگند کمر سنگ زور ما
گرفت شور جنونم چنان گریبان را — کہ بر میان زدہ ام دامن بیابان را
نوشتہ اند بتعریف لف خال و خط — جدا جدا سخنم ہیچو خط ہندو ما

ماه من برلب جو جلوه فروش است امشب — وله — آب از عکس خطش باده پوش است امشب

بر خاک درت سر شهان است — وله — این قطعه زمین بر آسمان است

آویزه بگوش عقل گردد — حرفی که ز پاک گوهران است

در مشرب عذب خاکساران — شیرینی شهد کم نشان است

خوردم چه هما فریب دولت — این لقمه تمام استخوان است

سیلاب سرشک ما بهامون — دیوانهٔ مطلق العنان است

تاب سخن سبک ندارم — این پنبه بگوش ما گران است

از رفتن عمر دارم افغان — فریاد جرس ز کاروان است

حضور آصفجاه نے بہی اسی زمین مین ایک غزل لکہی تہی اُسکا مطلع و مقطع یہہ ہے

یادت همه دم انیس جان است — چون بو که به برگ گل نهان است

از درد دلم مپرس آصف — رنگ رخ زرد ترجمان است

وله — دیده میداند چها شب بر سر می او گذشت — همچو سیل از پل سرشک چشم ز ابرو گذشت

دل آزاری ندارد حاصل غیر از پشیمانی — ز تیر انگشت افسوسے بلب دائم کمان دارد

از کوه گران سنگ مکافات بترسید — با شیشهٔ ناموس کسے کار ندارید

وله — تعجب نیست بد طینت اگر حاجت روا گردد — که زخم کهنه را خاکستر عقرب دوا گردد

ز روزن کی بخود در ماندگان را کار بگشاید — گره امکان ندارد باز از انگشت پا گردد

وله — نگه از صحبت رشته گلدسته را مانم — که عمرم جمله صرف اجتماع دوستان گردد

وله — چه البته زود زود فتد ایام — که خود بخود ورق این کتاب میگردد

سفیدی بازبینان را بهر صورت که هست — کاش چون این آئینه من هم جوهری سپید اشتم

نہ دل از من خبر دارد نہ من از دل خبر دارم
دل از من کی جدا گشت و من از دل کی جدا گشتم

بسان شیشۂ ساعت رفیق کار پیدا کن
بیک ساعت زمین و آسمان زیر و بالا کن

باشد دو جہان قائم ازان ذات یگانہ
بر پا چو کمانست بیک تیر دو خانہ

بیک صورت بود با نیک و بد طرز سلوک من
مثال صفحۂ آئینہ دارم وضع ہمواری

چو مجنون کے توانم کرد جولان در بیابانی
مرا ہمچو نگین باید بقدر نام میدانی

متین - میر مہدی برہانپوری

متین تخلص - میر مہدی نام آپکا مولد و منشا برہانپور ہے - آپ کے جد منصب داران بادشاہی کے فرزند ہیں آپکے والد صاحب سخن تھے - میرزا بیدل کے شاگرد - متین نے برہانپور میں والد یا جد کے سایۂ عاطفت میں پرورش پائی - اور بقدر ضرورت تعلیم پا کر استعداد حاصل کی - مستعد طالب علم تھا خوش خلق و کم سخن - شعر گوئی و سخن سنجی میں فکر رسا رکھتا تھا - شاہ سراج اورنگ آبادی سے سخن کی اصلاح لیتا تھا - اسوقت میں شاہ سراج برہانپور میں تھے - جس وقت شاہ صاحب اورنگ آباد واپس آئے متین بھی اورنگ آباد میں وارد ہوا چند مدت استاد کے پاس رہا - پھر وطن مالوف روانہ ہوا - پھر آخر سنہ ۱۱۹۰ ہجری میں عالم بالا کی طرف رحلت کی - حسن ۲ اشعار ۲۸ الہندی

روز ازل سے مجھے ورد زبان ہے شیشہ
بات شیشہ ہے سخن شیشہ فغاں ہے شیشہ

ولہ
اس بستی پوش قاتل پہ چڑھا لہو کا رنگ
عاشقو لازم ہے اب بیگو بکا سر وا کیجیے

ولہ
عرس کو مجنون کے سب یاروں نے کیا ہے اتفاق
جستجو لازم ہے تم بھی اپنے سامان سے چلو

جان جاتا ہے مرا افسوس کوئی کہتا نہیں
آنسو ٹھہر گیا انکھونکی ایوان سے چلو

گل شاخ پر صبا سے ہلتی نہین چمن مین	گلرو کی تبسم نے بسمل تلملاتے ہین

مقصود ۔ میر مقصود علی اورنگ آبادی

مقصود تخلص ۔ میر مقصود علی نام اورنگ آبادی المولد ہے ۔ فارسی مین عمدہ لیاقت ومہارت رکھتا تہا ۔ خوش الحان تہا اکثر قصائد نعتیہ میلاد شریف مین خوب پڑہتا تہا سامعین کے دلون پر بڑا اثر ہوتا تہا ۔ اکثر وجد مین پھڑکتے تہے ۔ شعر گوئی مین مشق کرتا تہا جو کچھ کہتا تہا خوب مرغوب ہوتا تہا شفیق اورنگ آبادی تذکرہ چمنستان مین رقم فرماتے ہین کہ مقصود فقیر سے ربط رکہتا ہے اکثر اوقات میرے غریب خانہ پر تشریف لاتا ہے ۔ خوش مزاج وخوش وضع تہا ہر ایک کے ساتھہ حسن سلوک کرتا تہا آخر سنہ ۱۱۹۰ ہجری مین فوت ہوا ۔

من اشعارہ الھندی

دیکھنے سے چشم یار مین یون کیف کی بہار	رہتا نہین ہے ہوش کسی ہوشیار کا

ہمکو آپکے اشعار مین سے صرف یہی ایک شعر ملا ۔ اس لئے اسی پر اکتفا کیا گیا ۔

میر ۔ سید شاہ میر برہانپوری

میر تخلص ۔ سید شاہ میر نام ۔ باشندہ برہانپور مین ۔ مشائخ برہانپور سے تہے ۔ سید صحیح النسب والحسب تہے کتب درسیہ سے فارغ التحصیل تہے توحید و تصوف کے دریا مین ڈوبے ہوئے تہے محبت وشوق الہی کے شرارون سے ہمہ تن سوختہ تہے ۔ دل کے سوز وگداز سے سینہ بریان و دیدہ گریان تہے ۔ اسی جوش وولولہ مین حقانی خیالات وربانی مشاہدات کو موزون کرتے تہے آپکی غزلین ودوہرے اور رباعیات ودوہرے نہایت ہی بامزہ وشور انگیز

ہوتے ہین اور کتب و قطعات دلکش و دلاویز۔ آپ علم موسیقی مین کامل و ماہر تھے۔ اقسام سرود و ترانہ سے خوب واقف اس فن کے عالم با عمل تھے۔ لچھمی نرائن چمنستان شعرا مین لکھتے ہین کہ مجکو سلطان الدین شوریدہ کی زبانی معلوم ہوا کہ آپنے فی الحال یعنی ۱۱۷۵ ہجری مین و مہر پتہ سچار نام کی ایک کتاب تالیف کی ہے اُس کتاب مین موسیقی کے مطالب عمدہ طرح سے بیان کئے ہین انتہی کلامہ۔ آپکی وفات ۱۱۹۷ ہجری مین واقع ہوئی۔

من اشعارہ الہندی

درخت انبہ پہ کویل پکاری	نین پیو جا پی پی ہانک ماری
شکل محراب مین پی کہین	سرنگون ہوا دل دوگانہ کر
پنگھٹ پہ چل دیکھ بہار ہجوم حسن	چنچل چلی ہے گہر کو لے سر پر گہڑا اُٹھا

منعم۔ محمد منعم برہانپوری

منعم تخلص۔ محمد منعم نام۔ آپکا اصلی وطن برہانپور ہے کتب درسیہ سے فارغ التحصیل نہین ہوئے تھے مگر بقدر ضرورت لائق و ہوشیار تھے۔ اچھے کارپرداز تھے۔ فن سیاق مین اچھی مہارت رکھتے تھے۔ خوش نویسی مین ہفت قلم تھے۔ ہر قلم مین علم تھے نستعلیق مین آپکو جواہر رقم عطارد رقم کہتے تھے۔ فارسی مین خوب مہارت رکھتے تھے۔ برہانپور سے نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کے زمانہ مین اورنگ آباد گئے۔ دار الانشا مین مقرر ہوئے ناصر جنگ کی شہادت کے بعد آصفجاہ ثانی کے زمانہ تک خانہ نشین رہے۔ پہر بندگان عالی نے آپکو منصب دو صدی مقرر فرمایا۔ مدت تک نہایت آرام و راحت سے بسر کئے آخر ۱۲۰۳ ہجری مین فوت ہوئے خوش اخلاق و خوش اطوار تھے۔ خندہ رو و شگفتہ جبین تھے۔ دوست نواز و محبت پرور تھے

لچھمی نرائن شفیق کے معاصر تھے۔ اکثر اوقات شفیق سے ملتے تھے باہم شعر و شاعری کے چرچے رہتے تھے۔ من اشعار الہندی

تجہ حسن کے ہین قربان یوسف جمال والے	مہتاب گال والے ابرو ہلال والے
گردش سے تجہ نین کے ہین حیران	خورشید ڈہال والے جاہ و جلال والے

مہتاب۔ لالہ موہن لال اورنگ آبادی

مہتاب تخلص۔ موہن لال نام۔ قوم کہتری اورنگ آبادی المولد تھا۔ منشی خوشنویس و انشا پردازی مین مشہور تھا۔ لچھمی نرائن کے سررشتہ مین منشیون مین ملازم تھا۔ خوش خلق و خوش گفتار و پسندیدہ کردار و برگزیدہ رفتار تھا۔ مزاج مین خاکساری عاجزی بہت تھی دوستون سے خوش صحبت تھا۔ ہر ایک سے موافق تھا شعر گوئی مین خوش فکر و نازک خیال تھا بہ نسبت فارسی ریختہ ہندی کے طرف زیادہ مائل تھا۔ خوب کہتا تھا۔ آپکا کلام مرغوب ہے آپکی وفات سنہ ۱۲۰۲ ہجری مین واقع ہوئی۔ ہمکو آپکا فارسی کلام نہین ملا صرف چند اشعار ریختہ حاصل ہوئے ہین وہ ہدیہ ناظرین کرتا ہون۔ من اشعار الہندی

آب آنکھون سے کم ہوا رو رو	چشمۂ آفتاب کی سوگند
دل سے وسواس دور کر آ مل	تجکو تیرے جناب کی سوگند

لچھمی نرائن نے بھی اسی طرح مین ایک غزل لکھی ہے ہم غزل مین سے چند اشعار بطور نمونہ لکھتے ہین تاکہ ناظرین مستفید ہون۔ ؎

تشنہ لب ہون شراب کی سوگند	جل گیا جی کباب کی سوگند
ہر گہڑی تو قسم نکہا جہوٹی	تجکو دل کی کتاب کی سوگند

کیا جھلک ہے سجن کے چہرہ پہ / زر زری کے جناب کی سوگند
بے سخن ہوں تیرا دہن دیکھے / یار حاضر جواب کی سوگند
دور کر اب حجاب کو اپنے / چادر ماہتاب کی سوگند
دل صاحب ہے کیا پریشان آج / زلف کے پیچ و تاب کی سوگند

منصور۔ میر منصور آسیری

منصور تخلص۔ میر منصور نام۔ آپکے بزرگ آسیر کی قلعداری پر مامور تھے آپ بھی چند مدت اُسی آبائی موروثی خدمت پر بحال رہے پھر تارک الدنیا ہوئے۔ قلعداری کو ترک کرکے برہانپور میں آئے فقرا و مشائخ کی صحبت اختیار کی صحبت نے ایسا اثر کیا چند ہی روز میں درویش کامل و فقیر واصل ہوئے۔ مدت تک برہانپور میں زندہ رہے۔ توکل قناعت پر زندگی بسر کرتے رہے کسی پیر و فقیر سے ملتجی نہیں ہوئے۔ نہایت آزادی بے پروائی سے رہے۔ آپ اشفاق اورنگ آبادی کے ہمعصر تھے آپکے دو شعر مشہور ہیں۔ باقی اشعار کا پتا نہیں شاید اختیار نا سے تلف ہوئے واللہ اعلم بحقیقت الحال۔ آپکا انتقال ۱۲۰۰ھ ہجری میں ہوا

من اشعارہ الہندی

ہم نے جانے تھے کہ دلدار ہمارا ہوئیگا / یہ نہ جانے تھے کہ جا غیر کا پیارا ہوئیگا
رمز کرتے ہیں رقیباں مجھے معلوم ہوا / اُسکی قدرت نہیں دلبر کا اشارا ہوئیگا

مبتلا۔ الفت خان اورنگ آبادی

مبتلا تخلص۔ الفت خان نام۔ اصلی وطن اورنگ آباد ہے۔ عالم شباب میں ضروری استعداد

استعداد حاصل کرنیکے بعد شعرگوئی کا شوق دل مین پیدا ہوا۔ آہستہ آہستہ اس راستہ مین چلنے لگا رفتہ رفتہ سخن سنجی کے میدان مین سبک خرام ہوا۔ مضامین رنگین وخیالات نگارین کو آراستہ کرنے لگا۔ شاہد سخن کو معانی تازہ کے زیور سے پیراستہ کرنے لگا۔ جوان صالح سپاہی وضع خوش طبع تھا بلاغت معانی و فصاحت بیانی سے بلند آوازہ۔ اسکے رنگین ابیات تازہ سے مثل گل تازہ۔ شاہی منصبدارون مین منسلک آصفجاہی جان نثارون مین مشہور تھا۔ لچھمی نرائن چمنستان شعرا مین لکھتے ہین کہ خانصاحب فقیر سے بتوسط غلام محمد خان انور ملے اور رسم اخلاص و محبت کو قائم کیا کبھی کبھی بغریبخانہ پر قدم رنجہ فرماتے تھے نیک مرد و عزیز دل ہین حق تعالی اُن کو سلامت رکھے انتہی کلامہ۔ لچھمی نرائن کے کلام سے ثابت ہوا کہ آپ سنہ ۱۱۷۵ ہجری مین زندہ تھے۔ شعراء اورنگ آباد مثلاً عارف الدین خان عاجز و شاہ سراج الدین سراج و غلام قادر ساحی و میر آزاد بلگرامی وغیرہ کے معاصر تھا۔ آخر سنہ ۱۲ ہجری مین عالم قدس کا مسافر ہوا۔ من اشعارہ الہندی

دل بدن کیون زرد روا و ناتوان ہوتی ہے یہہ
کچھہ دوا کر باغبان اس نرگس بیمار کی

وله
لٹ پٹا جاتی ہے اُسکی صف مین میری جان
شوخ جب آتا ہے سج سج کے پچیرا لٹ پٹا

وله
ظاہر مین عشق و حسن مین اتنا ہی فرق ہے
تمنے جفا و جور کئے ہم نے دعا دیا

وله
نہین آرام تم بن ہمسری کے دل شکستون کو
کبھو تو یاد کرنا شوخ اپنے خوار خستون کو

وله
کنارہ کر عتاب سمجھے ہے جنگ کر غضب
ذلت ہے ان دونون مین دل آزار ہر طرح

وله
دلکو خوش آتین ہین یہہ دلبر کی ادائین بھولیان
غیر کو دشنام سے کرتا ہے ہمپر یہہ لیان

وله
غنچہ و گل خون مین آغشتہ ہوئی گلشن مین صبح
فندقین ہیں کی انگشتون سے جب ہم لیان

وله
داغ دل یکہ یہہ بلبل کی نہ عرضین بیان
شوخ لالہ کس سے سنکے ہوبہا فرمانیان

کوئی اگر پر درد تیرے پاس آزاری کرے — تجہسے غمخواری نہووے بن اور آزاری کیے

مہر۔ مہر علی اورنگ آبادی

مہر تخلص۔ مہر علی نام آپکا اصلی وطن اورنگ آباد ہے۔ شاعر رنگین خیال و خوش فکر و شیرین مقال تہا صغر سنی مین شعرگوئی کا مرض لاحق ہوا تہا۔ روز بروز بڑہتا گیا۔ آپ شعر و سخن کے فریفتہ تہے۔ مرزا مہدی بیگ مرزا تخلص سے اصلاح لیتا تہا۔ لچہمی نراین کا دوست و عنایت فرما تہا۔ سنہ ۱۱۷۸ ہجری مین فوت ہوا۔ من شعراء الہندی

خسرو ہمین عشق کی بیداد ہے — جان شیرین جو و یا فرہاد ہے
قید سے کیا کم ہے پابند چمن — سرو کو کیونکر کہو آزاد ہے
حشر تک ہرگز نہو وین گے کبہو — ظلم تیرا ہم کو ظالم یاد ہے

ولہ

خاک ہونا کیمیائی عشق کی تدبیر ہے — پارہ بیتابی دل مارنا اکسیر ہے
آبرو پائی شجاعت نے عطائے فقر سے — موج نقش بوریائے جوہر شمشیر ہے
جون صبا یکدم خراشی کر کہ تجہبن باغ مین — ہے گریبان چاک گل غنچہ نپٹ دلگیر ہے

ولہ

دیکہہ چشم مہر سے اے باغبان وقت خزان — عندلیبان پہر کہان اور یہ بہار اپہر کہان

ولہ

سوز دل سے آہ کی بہڑکے اٹہا دون تو سہی — خرقہ پشمینہ زاہد کا جلا دون تو سہی
ریش قاضی افسر مینا ہے جیون بال ہما — ریش زاہد تخت طاؤسی بنا دون تو سہی
ترش روئی سے ہوئی زاہد کو کیا نسبی آخرش — اس بہانے اسکو مین وارد پلا دون تو سہی

ولہ

پڑہ نماز بار با ہر وقت رندون کو نہ چہیڑ — تجکو اے زاہد پرائی کیا پڑی اپنی نبہیڑ
میکدہ کی راہ اے زاہد نجا جائے خضاب — رند واڑہی تیرے ویوین لائے ہی لبہیڑ

یہ دل دیوانہ آہوں کے تڑپتے جب جڑے	ہوئے زمین کا شق جگر اور آسمان لرزا پڑے
قید میں جو کوئی سو ہیں آزاد اور آزاد قید	قربان پروانہ ہیں اور سر کچھ چھٹ میں گرے

مرزا - مرزا محمدی بیگ

مرزا تخلص - مرزا محمدی بیگ نام - اورنگ آباد اصلی وطن ہے منصبداروں میں ملازم تھے فن شعرگوئی میں سحر پرداز تہا اور سخن گوئی میں یکتا و بے انباز تہا سلیم الطبع و فہیم المزاج تہا سخن رنگین کی شیرازہ بندی کرتا تہا - تازہ بیانی و پاکیزہ معانی سے دلوں کو تسخیر کر لیتا تہا - کلام ہندی میں صاحب دیوان ہے فارسی میں کہتے تھے مگر بہت ہی کم ہمکو آپکا فارسی کلام نہیں ملا - آخر سنہ [illegible] ہجری میں فوت ہوا - من ۲ اشعار ۱۲ الہندی

سپرد نامہ کیا قاصد سخن کے ہات پر دیجیو	یہی مضمون ہے اسکا کہ انجہو آنسو بہکو دیکھو
مرزا کو آج حاجت قاصد نہیں رہی	پیغام پہنچتا ہے نگاہ رسا کے ہات

مقدس - محمد جان خلدآبادی

مقدس تخلص - محمد جان نام - روضۂ مقدس خلدآباد کے رہنے والے - شاہ برہان الدین غریب کے مجاوروں میں سے تھے مستعد طالب العلم تھے فارغ التحصیل نہیں تھے مگر ذی استعداد صاحب سواد تھے شعر ہندی و فارسی میں مشق کرتے تھے - میر عبدالقادر مہربان قاضی دولت آباد کے شاگرد تھے - ذکی الطبع و ذہین تہا شعر خوب کہتا تہا ہم عمروں میں بڑا ہوا تہا سنہ [illegible] ہجری میں زندہ تہا سنہ [illegible] ہجری کے اندر ہی فوت ہوا - سنجیدہ مزاج و خوش طبع تہا - من ۲ اشعار ۲۷ الہندی

دلمین عزلت مین محی خلوت کو پیدا کیجیے
خم مین رکھیے بیٹہ انگور صہبا کیجیے

تجہ قدم کی خاک ہو دلمین یہی ہے آرزو
دیدہ عالم مین سرمے کی طرح جا کیجیے

مضطر - شیخ احمد اورنگ آبادی

مضطر تخلص - شیخ احمد نام - اورنگ آبادی المولد ہے - کتب درسیہ علم سے فارغ التحصیل و مستعد تہا - پیشہ تجارت مین مشغول تہا روزی کی کسب مین سعی کرتا تہا - زور بازو و محنت سے پیدا کرتا تہا - آپکی گذر اوقات تجارت پر تہی - شعر گوئی کا شوق تہا اکثر اوقات مشق سخن مین صرف کرتا تہا - خوش کلام و شیرین سخن تہا - آپکا کلام نزاکت و لطافت سے خالی نہین ہوتا تہا - آپکا انتقال سنہ ۱۱۹۰ ہجری مین ہوا - من اشعار الہندی

عبث ہمکو سجن وعدہ قیامت کا بتاتا ہے
اسی دنیا مین کوئی کسیکے کام آتا ہے

جو عرض حال کرتا ہون جواب تلخ ہے تب تب
تمہین یارو کہین اس بات کا کچہہ بہت پاتا ہے

محرم - محمد ماہ اورنگ آبادی

محرم تخلص - محمد ماہ نام - آپ نواب شجاعت خان بہادر صوبہ دار برار کے فرزند ہین اور نوابصاحب حضرت شاہ نظام الدین بلگرامی کے نواسہ تہے - شاہ صاحب مشاہیر مشائخ دکن سے ہین - نوابصاحب حضور آصفجاہ کے زمانہ مین پنجہزاری منصب و صوبہ داری برار سے ممتاز تہے - مدت تک برار مین بہادری و شجاعت سے کام کرتے رہے آخر کو غنیم کے جنگ مین صوبہ ناندیر سنہ ۱۱۵۰ ہجری مین شہید ہوئے - محرم کے بڑے بہائی باپکے خطاب سے سرفراز ہوئے حضوری خدمات کا انجام کرتے رہے - محرم منصبدار تہے - جوان صالح خوش سلیقہ

فہیم و ذہین تہا۔ فراست و متانت سے موصوف تہا۔ تہوڑی مدت مین شعرگوئی مین رتبۂ کمال کو پہنچا۔ کم گو تہا جو کچہہ کہتا تہا خوب کہتا تہا فارسی شعر کی نسبت ہندی شعر مین مشق کم کرتا تہا۔ اکثر فارسی شعر کہتا تہا سنہ ۱۱۶۶ ہجری مین فوت ہوا۔

من اشعارہ الہندی

نزاکت بسکہ رکہتا ہے وہ دلدار جہان آرا
صفائی آئینہ ہے بار اُسکے عکس عالی کا

بجا ہیگا کہ کوئی فرش راہ گلرخان ہوئے
سلے جیون خار اُسکو ہر گل نازک نہالی کا

ولہ

شاخ کی مینا کو کس شوخی سے لاتی ہے بہار
گل پہ شبنم نہین ہے اسکو مے پلاتی ہے بہا

مہار آوے تو بلبل کو قفس مین قید مت کرنا
تو ایسا ظلم اس بیکس پہ صیاد مت کیجو

مراد۔ میر منور برہانپوری

مراد تخلص۔ محمد منور نام۔ آپکی ولادت برہانپور مین ہوئی۔ آپکے والد یا جد محمد فخر الدین نصیر آباد خاندیس کے قاضی تہے۔ آپنے تعلیم و تربیت کے بعد شعرگوئی شروع کی موزون الطبع و خوش فکر تہے۔ کبہی کبہی کلام موزون کرتے تہے۔ تقدیر ایزدی آپکے والد یا جد کا انتقال ہوگیا آپ پراگندہ حال و پریشان ہوئے نواب نجف علی خان بہادر کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ نوابصاحب اُسوقت برہانپور مین تہے آپکے والد سے شناسا تہے۔ مراد کے حال پہ مہربانی کی اور اپنی رفاقت مین رکہا۔ مراد آپکی بدولت بامراد ہوا۔ آخر سنہ ۱۲۰۸ ہجری مین اس جہان فانی سے رحلت کی۔ من اشعارہ الہندی

اپنا دامن اشک پرخون سیتی افشان کیجیے
بیٹہئے صحرا مین اور سیر گلستان کیجیے

خوب نہین دیوانگی مین شہرت کا بود و باش
مصلحت یون ہے کہ اب مسکن بیابان کیجیے

کیجیے پیدا اگر رتبہ نسیم صبح کا
بے تکلف سیر باغ کوے جانان کیجیے

آخرش ملک عدم کو یہان سے جانا ہے ضرور
بیٹھے بیٹھے کیا چلنے کا سامان کیجیے

مہندی - میر مرتضیٰ اورنگ آبادی

مہندی تخلص - میر مرتضیٰ نام - سید صحیح النسب ہے - اورنگ آبادی المولد ہے حیدرآباد مین نشو و نما پایا - ابتدائے جوانی مین بقدر ضرورت فارسی عربی مین استعداد پیدا کر لی - اور شعر گوئی بھی شروع کی - مضامین تازہ کو خوب تلاش کرتا تھا نقاش فکر کی سعی و کوشش سے نوادر صورتین پیدا کرتا تھا - سرکار بندگانعالی کے منصبدارون مین تھا - لچھمی نراین لکھتے ہین کہ مجھکو میر دولت کی زبانی معلوم ہوا کہ میر مہندی [illegible] ہجری مین مرہٹہ کی لڑائی مین فوت ہوا راقم نے اسکی وفات کی تاریخ لکھی - (مہندی شہید شد) اب یہہ چند اشعار جو مولف کے حاصل ہوے گزارش کرتا ہون انتہی کلامہ من اشعار الہندی

جب سے تیرے حسن نے گلشن مین پیدائی کی
گل نے اپنا اشتیاق چاک گریبان نہین سیا

ولہ
خار داغون سے جلی ہے لالہ ایسا آگ مین
مین ہزار اپنا [illegible] ہے پہ سیا

ولہ
تجھ نگیلے لب کے بوسے کی خواہش ہیچ دل
رات دن جلتا ہی رہتا ہے بغل مین جیسے دیا

ولہ
نان داغ دل ہمارا آب آنکھون کا سرشک
عشق کی دولت سے ہم نے خوب کچھ کھایا پیا

ولہ
بوجھتے ہین پشم کر فرش تجمل خاکسار
نقش قالین سے نہین کمتر ہے موج بوریا

ولہ
چارون پہر انجمن مین قیامت آگئی
مہندی حیرت ہے تنہا خضر اتنک کیون جیا

ولہ
ہے کسی کا تاب دیدہ ہوا
یون جو آئینہ آب دیدہ ہوا

ولہ
گرم جوشی ستی خورشید لقا گھر سے نکل
ہو گئی صبح دم سرد کے بھرتے بھرتے

کرے ہے آج چشم عندلیبان روشن آئینہ   ولہ   ہوا ہے اُسکے عکس رخ سے رشک گلشن آئینہ
کدہر جاویگا وہ تیر نگہ سینے سنی اُسکے   پہر آیا ہے گرچہ جوہرون سے جوشن آئینہ
ان گلرخون سے یارو ہم نباہ کیون نباہین   ولہ   بانکی بہوان چڑھا کر ترچھی کرین نگاہین

مستعد۔ آقا صائبا

مستعد تخلص۔ آقا صائبا نام۔ آپکا اصلی وطن رےی تہا۔ آپ وطن مالوفہ سے عالمگیری زمانہ مین ہند مین آئے۔ نواب میر غازی الدینخان بہادر فیروز جنگ کی خدمت مین باریاب ہوئے۔ نواب مہمان نواز وغریب پرور تہے۔ آپکی بڑی تعظیم و توقیر کی۔ آپ مدت تک نواب کی خدمت مین رہے۔ نواب کے انتقال کے بعد بندگانعالی آصفجاہ کی خدمت مین رہے۔ آپکی زندگی کا مدار نوابصاحب کی عنایت و مرحمت پر تہا۔ پریشانی سے گذرتی تہی جسوقت بندگانعالی آصفجاہ دلّی روانہ ہوئے۔ اُسوقت آپ نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید سے روشناس ہوئے۔ شہید آپکے حال پر بڑی مہربانی کرتے تہے۔ نواب شہید کی توجہ وعنایت سے مستعد خان کے خطاب سے ممتاز ہوئے۔ آپ خوش اخلاق تہے پاکیزہ رو وپسندیدہ خو تہے۔ عضد الدولہ بہادر کے فرزند سید جمال خان بہادر سے ربط خاص رکہتے تہے بدیہہ گوئی مین مشہور تہے۔ باجے راو کی لڑائی مین سر سواری نواب شہید کے سامنے یہہ بیت پڑہی سہ

بہر مدد نمودن تو مرتضی علی   شمشیر خویش را وبسید جمال خان

نواب شہید نے یہہ بیت سنی اور فرمایا آپکو سرداران بالادست کی تعریف کرنا لازم ہے ورنہ آپسے ناخوش ہون گے۔ آپنے نواب شہید کی ترغیب سے ایک مبسوط قصیدہ لکہا

نواب شہید کی خدمت مین پیش کیا مقبول ہوا۔ آپ خوش سیرت پاکیزہ صورت جوانمرد صاحب ہمت تھے۔ خوگرفتہ بزرگان صحبت یافتہ صاحب کمالان تھے۔ فن شعرگوئی مین درست کلام کی شیرازہ بندی مین چست تھے۔ شعر و سخن کے شیفتہ لطائف و ظرائف کے فریفتہ تھے۔ علم و فضل مین مستعد تھے۔ آخر آپکو ۱۱۶۳ھ ہجری مین عارضہ جنون لاحق ہوا۔ دو تین مہینہ اسی مرض مین مبتلا رہے معالجہ بہت کچھہ ہوا مگر مفید نہین ہوا۔ اسی مرض مین اس عالم سے رخصت ہوئے۔ ہمکو آپکے کلام سے صرف یہہ ایک غزل ملی۔ باقی نادر الوجود ہے۔ شاید تلف ہوگیا ہے۔ من الشعراء الفارسی

اسیر دام ہجرم زندگانی را تماشا کن
نمردم از فراقت سخت جانی را تماشا کن

بگلشن بے رخت گر سایۂ گل بر سرم افتد
زپا چون سایہ افتم ناتوانی را تماشا کن

بیادت عالمی دارد دلم در کنج تنہائی
ز در در غافل در آغوش نہانی را تماشا کن

ز رنگ اشک گلگونی رخ زردم ز ہجران گل
بہار زندگی بنگر جوانی را تماشا کن

گذاری کن بمن اے ابر نیسان کرم انگہ
ز ہجرین دو چشم درفشانی را تماشا کن

بیا یکدم ببزمم مستعد اے غنچۂ خندان
رخ زرد و سرشک ارغوانی را تماشا کن

مبارک ۔ مبارک خان نیازی

مبارک تخلص ۔ مبارک خان نام ۔ آپ مبارک خان نیازی کے صاحبزادے ہین آپ عالمگیری زمانہ مین تربیت خان کے مصاحب مقرب تھے بدزبانی و سخت مزاجی کیوجہ سے ایک مغل کاشغری کے ہاتھ سے زخم تلوار آبدار زخمی ہوئے تھے۔ زخم کاری نہ تھا صحیح و سلامت رہے ۔ آخر عالمگیر کے فوت ہونیکے بعد سخت پریشانی و حیرانی مین مبتلا ہوئے ۔ آخر بیاگانگا

نظام الملک آصفجاہ نے قدردانی و جوہر شناسی سے منصب مقرر کردیا۔ عمر دراز کو پہنچکر عالم بقا کو پہنچے۔ آپکے صاحبزادہ میان مبارک بھی سرکار آصفجاہی کے منصبدار و جاگیردار تھے۔ آپکی جاگیر ضلع آشتی متعلقہ برار مین تہی۔ اور آشتی مین نیازی کے عمدہ عمدہ مکانات و منازل تھے۔ اب کہنڈر و نشان تک بھی باقی نہین ہے اور نہ اُن کی اولاد مین کوئی باقی ہے۔ ماثر الامرا کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مبارک خان اول ہی کے زمانہ مین اس خاندان کا خاتمہ ہوگیا۔ مگر تحفۃ الشعرا مین میر افضل ثابت نے مبارک خان ثانی کا حال لکہا۔ اور ثانی کو شعرا کے زمرہ مین بیان کیا ہے۔ شاعر خوش فکر و خوش خیال تھے۔ کبھی غزل و رباعی موزون کرتے تھے۔ طبع متین و مزاج رنگین تہے۔ آپکی وفات تقریباً ۱۱۹۰ھ ہجری مین واقع ہوئی آشتی مین مدفون ہوئے من اشعارہ

بلبل آسا زدہ ام نالہ و فریاد بسے	ہمچو گل بر تن جامہ و ریدن باقیست
شب تار فراقت زدہ ام پہلوئے	لیک آن صبح وصال تو دمیدن باقیست
گرچہ کردیم تہی سیکدہا از سر شوق	می ازان نرگس چشم چشیدن باقیست

موزون۔ رائے مدن سنگہ

موزون تخلص۔ رائے مدن سنگہ نام۔ آپ قوم کایتہ سے ہین۔ آپکے بزرگون کا اصلی وطن قصبہ چکولی متعلقہ اٹاوہ صوبہ اکبرآباد تہا آپکے اجداد مین سے وطن سے برداشتہ خاطر ہوکر دلی مین آئے۔ اور دلی مین سکونت اختیار کی۔ راجہ جگت سنگہ مدن سنگہ کے والد نواب غازالدینخان بہادر فیروزجنگ کی سرکار مین تہے۔ اولاً دارالانشا مین میرمنشی تہے۔ پہر نواب صاحب کی مرحمت سے سہ ہزار منصب و راجگی کے خطاب سے سرفراز ہوئے۔ اور نواب ممدوح کے دیوان ہو

اور رائے مدن سنگھ نواب آصفجاہ کی سرکار مین مستوفی الملکی کی خدمت پر مامور تھا۔ نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کے زمانہ مین دو ہزاری منصب اور علم و نقارہ و خطاب راجگی سے سرفراز و ممتاز ہوا۔ قلعہ مصطفی نگر متعلقہ حیدر آباد دکن کی حراست آپکے متعلق ہوئی۔ آپ مدۃ العمر قلعہ کی حراست مین مشغول رہے یہانتک کہ فوج انگریزی نے قلعہ مذکور کا محاصرہ کیا اور اُسپر حملہ کیا راجہ انگریزی فوج یعنی فرانسیسی فوج کے مقابلہ مین ہمت و جوانمردی سے ثابت قدم و مستعد رہا آخر کئی زخم بندوقون کے اٹھائے قلعہ سے باہر نکلے انہین زخمون کے صدمہ سے پچاس برس کی عمر مین ۱۱۹۹ھ ہجری مین اس جہان ناپائدار سے دار القرار کا سفر اختیار کیا۔ ذی استعداد و صاحب سواد تھا سخن سنجی و تاریخ گوئی مین یگانہ ظرافت و لطافت مین مشہور زمانہ تھا۔ انشا پردازی مین بے نظیر و سخن دانی مین روشن ضمیر تھا جناب میر غلام علی آزاد بلگرامی کا صحبت یافتہ و دست گرفتہ تھا۔ نواب ناصر جنگ شہید کے دربار مین معزز و مکرم تھا آپنے ایک قصیدہ نواب شہید کی مدح مین لکھا تھا ہم وہ قصیدہ ذیل مین گزارش کرتے ہین۔ آپ صاحب دیوان تھے افسوس مولف فقیر کو آپکا دیوان نہین ملا ان اشعار منتخبہ ملے ہین وہ بھی ہدیہ ناظرین کیجاتے ہین

من اشعارہ الفارسیہ

کرد گلشن جلوہ رنگین یار آئینہ را — مہر سیما عرض قدم بوس از بہار آئینہ را

روش قد تو دیدند کہ وارند ز سرو — دایم انگشت ندامت بلب خود بچہ ہا

شب کہ یاد تا بروشے در دل مین راہ داشت — چشم گریان از خیالش یوسفی در چاہ داشت

بجا کنند غمزدگان شکوہ فلک — ہم ندیدن چہ فتنہاست کہ در چشم یار نیست

لب اگر در مین محفل تبسم آشنا گردد — دل از ربا بود گل مستی ز می آب از گہر گیرد

ازا جگر و سینہ تپیدن خریدہ ایم — ازا بتار و آب چکیدن خریدہ ایم

حسن او بی نقاب می بینم / روکش آفتاب می بینم
بسکه من شیفتهٔ چشم سیاهی شده ام / سرمه گون پرتو مهتاب شود در باصرم
سخت حیرانم چسان بر من گوارا کرده / حال عاشق را چو زلف خود پریشان داشتن
ز سر کوی تو رفت آئینه ترسان ترسان / چید گل از چمن حسن تو دامان دامان
میکند صید خود این کج کلهان را آسان / آفریده ست خدا آئینه دام عجبی

قصیده

قلم بمدح یگانه خسرو نموده رنگین قصیده سر / که حسن هر حرف اوست روشن ز آب خود همچو شمع گوهر
نوید نصرت ز حرف هاتف رسید وقت سحر بگوشم / که زخم رنگین چو گل نماید نثار سلطان فیض گستر
برای تحریر متن وصف جهان خداوند مهر سیما / گرفته ام ز بیاض نسرین ورق چو صبح سعادت انور
ز زلف سنبل کشیده مسطر قلم گرفتم چو شاخ نرگس / ز مشک اذفر مداد کردم ولی سحر ز آب کوثر
وسپهر گردون اگر ببیند عروج فکر فلک خرامم / بذوق خواهد قصیدهٔ من گرفتنا ز عقد اختر
زهی جوان بخت بادشاهی که هست قایم بنصر یزدان / جهان ستان و ظفر نصیب و فلک شکوه و زمانه داور
بعهد گستری بقدر دارا بزور رستم بجود حاتم / بتخت سرور بعزم برتر بعقل قیصر بدل سکندر
برای نظم امور گیتی بود موافق بفکر و دانش / هر آنچه آرد قضا بمنظر هر آنچه دارد قدر مقدر
زرش چو قارون سخا چو حاتم چو اسکندر ست عهدش / لبش چو عیسی یدش چو موسی خوشش چو یوسف دلش چو حیدر
چرا نبالد جهان بدورش که حرف عدلست همت او / چرا ننازد جهان بعهدش که جرم بخشش بنده پرور
چرا نباشد غنی و مسکین بلذت عیش محفل آرا / که مروری بهر سپهرست فزا بهر جم چو دور ساغر
کجا سلیمان کجا سکندر کجا ارسطو کجا فلاطون / که سپهر گردون پیش رایش بود سبق خوان چو طفل اصغر
ز ذات والا صفات تا هر بود جهان را بهار خوبی / بمهر و اقبال و فتح و دولت چو خضر سازد خدا معمر

مسرت - شیخ وزیر علی دہلوی

مسرت تخلص۔ شیخ وزیر علی نام شہر فار دلی سے تہا مستعد طالب العلم تہا شعر گوئی مین لائق و فائق تہا۔ حکیم عزت اللہ خان عشق دہلوی کا شاگرد ۱۲۲۹ہجری مین شہر حیدر آباد دکن مین آیا۔ مہاراجہ چندو لال بہادر کے دربار مین باریاب ہوا۔ بہادر موصوف نے آپکا دو روپیہ یومیہ مقرر کردیا آپ شعرا کے زمرہ مین شریک ہوئے۔ چند سال عیش و عشرت کے ساتہہ زندگی بسر کئے آخر ۱۲۵۷ہجری مین فوت ہوئے خوش مزاج و خوش کلام تہے شگفتہ جبین و خندان رو تہے۔ محبت و دوستی کے لائق تہے صاحب مروت و ہمت تہے آپکا کلام لطیف و صاف ہوتا ہے۔ من اشعارہ

اگرچہ روتے روتے کہو ئیں آنکہین	نرکہا دیدۂ خونبار پر ہاتہہ

مرہون - مرزا علی رضا دہلوی

مرہون تخلص۔ مرزا علی رضا نام مشہدی الاصل ہے۔ آپکے والد مشہد مقدس سے ہند مین وارد ہوے۔ شہر دلی مین سکونت اختیار کی آپکی ولادت دلی مین ہوئی۔ نشو و نما کے بعد سن شعور کے وقت کتب درسیہ علما و فضلا سے تحصیل کین سخن گوئی و سخن سنجی کا شوق ہوا۔ میر ممنون دہلوی کے شاگرد ہوئے۔ جو کچہہ کہتے تہے میر کی خدمت مین پیش کرتے تہے۔ میر کی اصلاح کی بدولت چند روز مین شاعر بنگئے۔ خوب کہنے لگے کلام مین پختگی و شستگی آگئی۔ مضامین تازہ تازہ و خیالات پاکیزہ پاکیزہ ایجاد کرنے لگے معاصرین پر بڑہ گئے پہر آپ ۱۲۳۰ہجری مین دلی سے شہر حیدر آباد دکن مین آئے

راجہ چندو لال بہادر مہاراجہ کے شعرا مین ملازم ہوئے سو روپئے ماہوار مقرر ہوئے
خوش خرم رہے۔ خوش خلق و نیک سیرت تہے۔ اہل دکن کے ساتھہ مثل شیر و شکر تہے
یہان کے تمام امرا آپکی عزت و آبرو کرتے تہے آخر آپ تقریباً ۱۲۵۲ ہجری مین
فوت ہوئے۔ منہ ۲ اشعار

پہر آرزوئے دلکو حریان خون کیا ہے جز ایک نگاہِ خشم کبہی اسکی خو نہین	گردن پہ یاس کے ہے خون اپنی آرزو کا قسمت تو دیکہہ یہہ بہی کبہو ہے کبہو نہین

مشتاق۔ حافظ محمد تاج الدین دہلوی

مشتاق تخلص۔ محمد تاج الدین نام۔ آپکا اصلی وطن میرٹھہ ہند ہے۔ آپکی ولادت میرٹھہ مین ہوئی۔ نشو و نما بہی وہین کی سرزمین مین ہوا۔ آپ عالم شباب مین وطن مالوفہ سے دلی مین وارد ہوئے۔ وہان کے علما و فضلا کی خدمت مین کتب درسیہ حاصل کی بقدر ضرورت استعداد و لیاقت پیدا کرکے شعر و شاعری شروع کی طبیعت تیز و چالاک تہی۔ صفائی طبیعت و روشنی فکر سے کلام موزون کرنے لگے۔ کلام شستہ و سنجیدہ ہونے لگا۔ رفتہ رفتہ درجہ استادی کو پہنچے۔ آپ دلی سے لکہنو گئے۔ وہان مشاعرے مین داخل ہونے لگے۔ شعراء لکہنو کو طبیعت کے جوہر دکہانے لگے۔ سب شعرا آپکے کلام کو وقعت کی نگاہ سے دیکہتے تہے۔ کہتے ہین کہ آپکو ناسخ سے تلمذ تہا۔ ناسخ آپکی شاگردی پر فخر کرتا تہا۔ آپ مدت تک لکہنو مین رہے۔ پہر وہان سے حیدرآباد دکن مین آئے۔ ماہ لقا بائی عرف چنداجی کی خانقاہ مین فروکش ہوئے چند روز کے بعد حیدر آباد مین آپکی شہرت ہوئی حیدرآباد کے شعرا آپسے ملے بہت خوش ہوئے۔ رفتہ رفتہ آپکا تذکرہ

راجہ چندو لال مہاراجہ بہادر کے دربار مین ہوا اُسوقت پالکی بہیجکر آپکو بلوایا۔ آپ دربار مین رونق افروز ہوئے۔ مہاراجہ نے آپکی بڑی تعظیم و توقیر کی اُسوقت خلعت عطا کرکے دوسو روپیہ ماہوار منصب مقرر کردیا۔ آپ نہایت ہی خوش خرم ہوئے۔ عیش و عشرت کے ساتہہ زندگی بسر کرتے رہے۔ شہر مین اکثر امرا و شرفا آپکے شاگرد ہوئے۔ جناب مولوی شمس الدین فیض جو دکن کے ملک الشعرا و جگت استاد تہے وہ بہی آپکے شاگرد تہے آپکی عمر قریب سو برس کی تہی۔ آخر اسی شہر مین ــــــ ہجری مین خلد برین کو روانہ ہوئے۔ آپ میانہ قد۔ گندم رنگ۔ ریش مختصر چہرہ کشادہ کوچک چشم تہے۔ من اشعارہ الہندی

جسکو چتون تیری بیکل نظر آئی ہوگی	بے اجل اُسنے کنی ہیرکے کہائی ہوگی
کوہکن و پرویز کو قصہ اپنا سنائی وہ	ہے یہہ بہی فسانہ شیرین ایک پری دیوانے دو

محسن ـ ملا محسن ہمدانی

محسن تخلص۔ ملا محسن نام۔ ہمدانی الاصل ہے۔ ملا شعری کا فرزند ہے۔ علم و فضل مین ہوشیار و لائق تہا۔ اور شعرگوئی مین بہی فائق تہا۔ کلام لطیف و پاکیزہ شیرین و بامزہ ہے خوش صورت و نیک سیرت تہا۔ صاحب مروت و الفت تہا۔ یاران ہم مشرب سے نہایت خندہ روئی و شگفتہ پیشانی کے ساتہہ ملتا تہا۔ ہمدان سے ہند مین وارد ہوا۔ اولاً احمد آباد گجرات مین پہنچا۔ تقی اوحدی اپنے تذکرہ مین لکہتا ہے کہ مین نے محسن کو احمد آباد مین دیکہا چندروز قیام کرکے حیدرآباد دکن شاہان قطب شاہیہ کی خدمت مین پہنچا۔ سلاطین قطب شاہیہ محسن کے ہم وطن تہے۔ اُسوقت سلطان محمد قلی قطب شاہ تخت نشین تہا۔ بادشاہ نے مہمان کی بڑی خاطرداری و مدارا کی۔ اور بہت کچہہ سلوک فرمایا۔ مدت تک محسن دکن مین

خوش خرم رہا آخر بوقت موعود سنہ ہجری میں فوت ہوا۔ من اشعارہ الفارسی

غرور حسن نگذارد کہ یاد دوستان آری
الٰہی تیرگی بخشد کسوفی آفتاب را

میرک ۔ میرک معین سبزواری

میرک تخلص۔ میرک معین نام۔ آپکا اصلی وطن سبزوار ہے۔ وطن کی آب و ہوا میں آپکا نشو و نما ہوا۔ سن شعور کے بعد آپنے علماء سبزوار سے کتب درسیہ علوم و فنون تحصیل کیں۔ علم و فضل کے زیور سے آراستہ استعداد و لیاقت کے لباس سے پیراستہ ہوئے عالی فطرت و نیک طینت تھے۔ طبیعت میں فراست و متانت تھی شعرگوئی میں مشہور و معروف تھے۔ آپکا کلام تازہ تازہ مضامین سے گلزار معلوم ہوتا ہے اور شگفتہ معانی سے سبزہ زار نظر آتا ہے آپ اکبری زمانہ میں زمین ہند میں وارد ہوئے۔ خدمت میں سلاطین قطب شاہیہ کے حیدرآباد دکن میں پہنچے اسوقت محمد ابراہیم قطب شاہ تخت نشین تھا بادشاہ کی خدمت میں ملازمت حاصل کی۔ بادشاہ موصوف علما و شعرا سے زیادہ صحبت رکھتا تھا آپکی بڑی عزت و آبرو کی منصب عمدہ مقرر کر دیا آپ عمدہ طرح سے زندگی بسر کرنے لگے مدت تک خوش حال و فارغ البال رہے آخر سنہ ہجری میں بعارضہ بخار گولکنڈہ حیدرآباد میں فوت ہوئے۔ من اشعارہ الفارسی

خضر گاہے خود نمائیہا بجز وہم می کند
یافت سر کیں درستی خود را چرا گم میکند

ولہ

در ظلمت فراق چنان گم شدم کہ وصل
تا شمع روئے دوست نیابد نشان من

ولہ

با کسے یکدم آشنا نشدیم
کہ چو مژگان ز ہم جدا نشدیم
جز رفیقی نبود تنہائی
با غمت با خود آشنا نشدیم

محسن - ملا محسن لاری

محسن تخلص - ملا محسن نام - لار کا رہنے والا تھا - صاحب علم و فضل تھا - انشا پردازی و عبارت نویسی میں بے نظیر تھا - منشی و شاعر ناظم و ناثر تھا - شعر خوب کہتا تھا - اسکا کلام رنگین و نمکین ہوتا تھا ہر ایک شعر شستہ اور ہر ایک مصرع برجستہ ہوتا تھا - کلام کے دیکھنے سے مزہ و لطف آتا ہے وطن سے احمد نگر دکن میں آیا - ملا نجفی کے توسل سے نظام شاہ بحری کے نبیرہ کے دربار میں باریاب ہو منصب مناسب پر ممتاز ہوا مدت تک خوشی و خرمی سے بسر کرتا تھا آخر ۹۷۲ھ ہجری میں فوت ہوا - احمد نگر میں مدفون ہوا

من اشعارہ الفارسی

برہنہ پائی منہ بر زمین کہ از ہر سو	بہ گلزار تو دلہا چو اخگر افتادست

مائل - ڈاکٹر احمد حسین مدراسی

مائل تخلص - احمد حسین نام - آپ مولداً مدراسی مسکناً حیدرآبادی ہیں - فن ڈاکٹری میں سند یافتہ ہیں - بہونگیر علاقہ سرکار عالی کے شفا خانہ میں ڈاکٹری خدمت پر مامور ہیں خدمت مفوضہ کا کام عمدہ طرح سے انجام دیتے ہیں - امیر و فقیر کے حال پر برابر توجہ فرماتے ہیں - خلائق آپکی ممنون و مشکور ہے آپکی تشخیص نہایت درست ہے اکثر لوگ آپکے معالجہ میں شفا پاتے ہیں منت ہوتے کہ آپکے ہاتھ میں شفا خداداد ہے - آپ فارسی میں [illegible]

[illegible]

آپ خوش گفتار و نیک کردار ہین۔ آشنا پرور و دوست نواز ہین آپکی عمر فی الحال قیاساً چالیس برس کی ہوگی۔ ادام اللہ بقاہ۔ **من اشعارہ الھندی**

تھام کر دل وہ بھی رو دیتیں اکبار اتنا تو ہو
میرے نالون مین اثر پروردگار اتنا تو ہو

لامکان پر جیت بنے اونچا غبار اتنا تو ہو
خاک ہوتی ہے عروج خاکسار اتنا تو ہو

ہنس پڑے وہ دیکھکر پروردگار اتنا تو ہو
آنکھ سے ٹپکی محبت لبین پیار اتنا تو ہو

نالہ آتش فشان کبتک یہہ تپش گرم دنیا
جل بجھے کون و مکان تو شعلہ بار اتنا تو ہو

اے خدا مجھکو بتا دے اب تصور یار کا
ان کے دل مین جا کے آؤن اختیار اتنا تو ہو

معنی لا تقنطوا سمجھا دو آکر خواب مین
بھر تسکین دل امیدوار اتنا تو ہو

وہ ادہر مجبور ہے اور مین ادہر مجبور ہون
لطف اے اہل ہوس کنار اتنا تو ہو

معلی۔ محمد مظفر الدین حیدر آبادی

معلی تخلص۔ محمد مظفر الدین نام آپکے بزرگون کا اصلی وطن راجودہ ضلع میدک علاقہ حیدر آباد ہے آپکے جد بزرگوار وطن سے حیدر آباد مین آئے۔ اور اسی شہر مین کسی محکمہ مین ملازم ہوگئے۔ ملازمت کی وجہ سے یہین سکونت اختیار کرلی۔ معلی کی ولادت خاص حیدر آباد مین ہوئی۔ عالم شباب مین فارسی عربی مین بقدر ضرورت لیاقت و استعداد پیدا کرکے کسی سررشتہ مین نوکر ہو گئے۔ فی الحال آپکی عمر قریب ساٹھ برس کی ہے سخن سنجی مین صاحب مذاق ہین فارسی اردو دونون زبانون مین کہتے ہین۔ کلام درست و صاف ہے۔ اب آپ استادی کے مرتبہ پر ہین اکثر طلبہ اس فن کے آپکے شاگرد ہین۔ ہمکو یہہ نہین معلوم ہوا کہ آپکو تلمذ کس بزرگ سے حاصل ہے۔ **من اشعارہ الھندی**

دل سے وہ دھیان اُس شوخ کا جاتا نہیں
غیر کا ہرگز خیال آتا نہیں

ہر طرف اُس شوخ یکتا کے سوا
دوسرا کوئی نظر آتا نہیں

ہے جہنم گنہگاری کا خوف
ورنہ مین مرنے سے گہبراتا نہیں

اسقدر محو جمال یار ہون
مجکو اپنا بہی خیال آتا نہیں

ولہ

چال کچہ غیر نے چلکر ہے بچہائی شطرنج
آج بدلا ہوا آتا ہے نظر یار کا رخ

موزون۔ خواجم قلیخان

موزون تخلص۔ خواجم قلیخان نام۔ ذوالفقار الدولہ قائم جنگ خطاب۔ آپکے والد نذر بی ترکمان شرفاء توران سے تہے۔ سبحان قلی خان والی بخارا کے ملازم تہے۔ سنہ مین عالمگیر بادشاہ کی خدمت مین والی مذکور کیطرف سے بتقریب سفارت آئے۔ اور بادشاہی عنایت و نوازش سے سرفراز ہوئے۔ مراجعت کے بعد اپنے بڑے بیٹے بولبارس خان کو نوکری کے لئے ہندوستان مین بہیجا۔ اور آپ بخارا مین حاسدین کی عداوت سے مقتول ہوا۔ قتل کے بعد آپکا دوسرا لڑکا بیگلربیگی خان مع تمام لواحق و توابع اپنے بڑے بہائی کے پاس آیا۔ خواجم قلی خان مذکور اسوقت ایکسال کی عمر رکہتا تہا۔ بچہ شیرخوارہ تہا بگلربیگی خان سادات بارہ کی توجہ سے مانڈو کی قلعداری و فوجداری پر رحمت خان کی جگہ پر مقرر ہوا خواجم قلیخان بہی بہائی کے ہمراہ تہا۔ چند سال کے بعد آپکا بہائی عارضہ جنون سے فوت ہوا۔ نہایت پریشان و غمگین ہوا تمام خاندان کی پرورش کا بوجہ سر آیا عالم شباب مین تہا سنہ ۱۱۳۶ ہجری مین نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر خدمت خلعت وزارت کے تقرر ہوکے بعد حضور سے اجازت لیکر دکن کی طرف روانہ ہوئے۔ آپنے راستہ مین خواجم قلیخان کو

ہمراہ لیا۔ مبارز خان صوبہ حیدرآباد کے معرکہ کے بعد برہانپور مین جاگیر عطا کر کے حسن سلوک
سے ممتاز فرمایا۔ پہر اُنکو ضلع خاندیس کی فوجداری کی خدمت پر مقرر فرمایا۔ خواجہ کت
اسی خدمت پر زندگی بسر کرتا رہا۔ ناصر جنگ شہید کے زمانہ مین صوبہ برار ہوا چند ہی مہینے
نہین گذرنے کہ معزول ہوگیا۔ بعد ازان کبہی بگلانہ کی فوجداری کبہی برہانپور کی صوبہ داری
پر دورہ کرتا رہا۔ آخر نواب صلابت جنگ بہادر کے زمانہ مین بڑی عزت و عظمت پائی
امراء نامی مین ناموری حاصل کی۔ ذوالفقار الدولہ قائم جنگ کا خطاب پایا۔ ہمعصرون
مین معزز و مکرم ہوا۔ جب خاندیس کا ملک مرہٹون کے قبضہ مین گیا۔ اسوقت آپ صوبہ داری
سے علیحدہ ہوگئے۔ حیدرآباد دکن مین نواب صلابت جنگ کی خدمت مین پریشان حال
وخستہ بال آئے نواب صاحب نے بڑی خاطر و مدارات کی اور پرگنہ جاگانون ضلع آکولہ برار جاگیر
مین عطا فرمایا آپ جاگیر کی سند لیکر قصبہ مذکور مین پہنچے چند روز عیش و عشرت مین گذارے
آخر سنہ ۱۱۸۰ ہجری مین عالم فانی سے عالم جاودانی کو رحلت کی۔ آصفجاہ مرحوم آپکے حال پر
نہایت عنایت و مہربانی فرماتے تہے۔ سلام کے وقت صحبت سے سپر ہاتہ لیتے تہے۔
قاقشالی تحفۃ الشعرا مین لکہتا ہے کہ خواجہ قلیخان موزون تخلص جوان صالح خوش خلقی و خوش
وضع عالی دماغ نازک مزاج تہا۔ شعر گوئی مین بہی لیاقت و سلیقہ رکہتا تہا۔ ہندی و فارسی
دونون زبانون مین شعر و ریختہ کہتا تہا۔ آپکے اشعار صاف صاف ہوتے ہین۔

من اشعار الفارسی

الہی بر فروز از برق وحدت شمع جانم را
برنگ شعلہ گرم سیر شوقت کن روانم را

بسان لالہ کن داغ دلم را رونق گلشن
ز آب رحمت خود سبز گردان بوستانم را

تنم چون موی نازک شد ز ضعف خود پیرستیہا
توانا کن بعشق خویش جسم ناتوانم را

بتن از شوق خود چون شمع سرگرم تجلی گشتم
ز سوز سینه روشن شد بیاض [illegible]

ز بس شمع [illegible] دست از جوش رنگ گلبن [illegible]
تماشا زد ورق گلبن برنگ گل برنگ غنچه را

دلم [illegible] قطره [illegible] است
گهر افشان [illegible] خود [illegible] را

ز پیمان خودی یار [illegible]
چو [illegible] ساز کن [illegible] پروازی [illegible] را

وله

[illegible] غنچه [illegible] ز اینجا
چو شمع آتش [illegible] اینجا

[illegible] چو گل خندان [illegible] غنچه دل [illegible]
که [illegible] چاک گریبان [illegible] ساز اینجا

[illegible]
[illegible] اینجا

بیاد [illegible] از خود رفته [illegible]
بچشم سرمه [illegible] اینجا

ز سوز شمع [illegible] خفتن [illegible]
اگر گوید [illegible] اینجا

ز بیکر [illegible] عشق [illegible]
میان مسجد و میخانه [illegible] اینجا

برای عشق [illegible] چشم [illegible]
چو شمع از کف [illegible] سر رشته [illegible] اینجا

وله

زبس دارد صفا از جوش حسنش بسترم امشب
بجای اشک بیرون گوهر از چشم ترم امشب

بیاد چشم مخمورش زبس از خویشتن رفتم
چو نرگس مست حیرت گشت بر کف ساغرم امشب

خیال شمع رخسار که دارد گرم پروازم
که چون پروانه ریزد آتش از بال و پرم امشب

بسان شمع سرگرم است بهر سوختن آهم
نمیدانم هوای کیست یارب در سرم امشب

نمیدانم ز سینه آتش روی که شد داغم
که موج لاله دارد دامن خاکسترم امشب

زبس یاد بنا گوشش بهم آغوش خیالم شد
توان چیدن گل نسرین سحر از بسترم امشب

بسان ذره دارد جلوه هر موج نگاه من
زبس تابید از خورشید رویش اخترم امشب

زبس دل شد خموش از ناله کردن پیش لعل او
برنگ غنچه می ماند قبای اخگرم امشب

ندارم بر رخ آرائے نگہ موزون | طپیدن می برد دل را بہ رنگ دیگر...

ملا عبد القیوم

ملا تخلص - عبد القیوم نام - تاریخ مشائخ برہانپور سے معلوم ہوا کہ آپکے بزرگان سلف
شادی آباد عرف مانڈو میں محمود شاہ خلجی بادشاہ مانڈو کے دربار میں معزز و مکرم تھے
ہوشنگ شاہ خلجی معاصر احمد شاہ بہمنی کے زمانہ تک آپکے بزرگان سلف کا سلسلہ مانڈو میں
جاری رہا - ہوشنگ کے بعد آپکے اجداد اعلیٰ میں ایک بزرگ شیخ سلطان نصیر خان فاروقی
کے عہد میں بلدہ برہانپور میں آئے - اور وہاں سکونت اختیار کی عالم فاضل تھے - طلبہ کے
درس تدریس میں مصروف رہتے تھے - گوشہ عزلت میں گوشہ نشین تھے - ملک قناعت میں
حکمرانی کرتے تھے - قانع و صابر تھے - باشندگان برہانپور کیا امیر کیا امیر فقیر حضرت شیخ
کی تعظیم و تکریم کو اپنا فخر سمجھتے تھے - اور آپکی خدمت کو غنیمت جانتے تھے - آپ بروز
جمعہ جامع مسجد میں وعظ فرماتے تھے - فصیح اللسان و بلیغ البیان تھے - تفسیر قرآن و تشریح
احادیث کو ایسی خوبی و خوش اسلوبی سے بیان فرماتے تھے کہ شیخ کے نصائح و پند حاضرین
کے دلوں پر موثر ہوتی تھیں - اور بزرگ شیخ کے کلام میں وہ اثر تھا کہ سامعین وعظ و عید
کے بیان سے کبھی روتے تھے - اور کبھی ہنستے تھے - آپ مدۃ العمر برہانپور میں رہے آخر وہیں
فوت ہوئے شیخ کے اولاد میں شیخ عارف مولد برہانپوری تھے - یہہ بزرگ بھی بزرگان
سلف کے قائم بقدم تھے - علم و فضل کی صفت سے موصوف و بزرگی اور شیخیت میں معروف
[illegible]

مدراس مین وارد ہوے کہ سکونت اختیار کی حفظ قرآن مجید و تلاوت کلام مجید مین اوقات
شریف بسر کرتے رہے۔ اہل مدراس آپکے ساتھ حسن ارادت رکھتے تھے۔ آپکی تعظیم و تکریم
کرتے تھے انتہی کلامہ۔ اور گلزار اعظم کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ والا جاہ کی سرکار مین ملازم
تھے انتہی کلامہ۔ آپکے صاحبزادے عارف الدین خان رونق تخلص کی ولادت مدراس مین
واقع ہوئی۔ چنانچہ آپکا حال صاد مین لکھا گیا ہے۔ رونق کے فرزند مولوی محمد مہدی واصف
مین آپکا حال بھی ردیف واو مین مذکور ہے۔ واصف کے لخت جگر مولوی عبدالباسط عشق
تخلص مین آپکا ذکر خیر بھی ردیف عین مین لکھا گیا ہے۔ ملا عبدالقیوم صاحب ترجمہ حضرت
عشق کے فرزند دلبند ہین حضرت عشق نواب ناصر الدولہ بہادر کے آخر عہد مین مدراس سے
مع عیال و اطفال حیدرآباد دکن مین آئے منصب مناسب پر مقرر ہوئے کسی محکمہ مین چند
مدت ملازم رہے آخر وظیفہ و منصب مناسب پاکے خانہ نشین ہوئے۔ آپ حکیم حاذق و طبیب
فائق تھے طب یونانی کے ساتھ ڈاکٹری مین بھی مہارت کامل رکھتے تھے شبانہ روز آپ
بنی آدم کے علاج مین بسر کرتے تھے۔ آپکا مشرب صلح کل تھا۔ ہندو و مسلمان سے حسن سلوک
برابر فرماتے تھے خوش اخلاق و پسندیدہ سیر تھے۔ فن شاعری مین استاد مانے جاتے تھے۔ مدراس
و حیدرآباد دکن مین آپ مشہور و معروف تھے۔ مریضون کا معالجہ نہایت توجہ و ہمدردی
کے ساتھ فرماتے تھے۔ مدراسی و حیدرآبادی آپکے دست شفا سے صحت و شفا پاتے تھے
آخر آپنے شہر حیدرآباد مین رحلت کی۔ ملا صاحب ترجمہ مدراسی المولد والمنشا ہین باپکے
ہمراہ مدراس سے حیدرآباد مین وارد ہوئے۔ ابتدا مین والد ماجد کی خدمت مین تربیت
و تعلیم پائی اور کتب متداولہ عربی و فارسی علمائے ہندو دکن سے ختم کین۔ علم و فضل کے
لباس سے آراستہ اور فنون متفرقہ کے پیرایہ سے پیراستہ ہوئے۔ تحصیل تمام ہونے کے بعد

آپ ہندوستان روانہ ہوئے مولانا معین الدین کرڑوی سے تحصیل کی تکمیل کی۔ اور
آپ موزون الطبع تھے۔ شعروشاعری سے نہایت ہی دلچسپی رکھتے تھے۔ جناب مولانا سید علی رضا صاحب
شوستری بنادر الملک طوبی کی خدمت مین مدت دراز تک مشق کلام کرتے رہے۔ آپکا
کلام شستہ وپاکیزہ ہوتا ہے۔ آپکے اور اہل زبان کے کلام مین ما بہ الامتیاز نہین ہوتا ہے
جو کچھہ موزون فرماتے ہین مرغوب ہوتا ہے۔ آپ خوش اخلاق وپسندیدہ سیر تھے سیاست نواز
وغریب پرور تھے امیر وفقیر آپکی نظر مین مساوی معلوم ہوتے تھے۔ ہر ایک کے ساتھہ حسن سلوک
فرماتے تھے۔ مہمان دوست تھے واردین وصادرین کی نہایت ہی خاطر داری مدارا کرتے
تھے۔ آپکا دولتخانہ مسافرخانہ تھا۔ اور آپکا دسترخوان گویا خوان یغما تھا۔ صبح وشام
آپکے دسترخوان پر دس بیس اشخاص شریک طعام ہوتے تھے۔ آپنے تا مرگ مہمانداری
وغربا پروری کی رسم قائم رکھی۔ آپ ہمدردئی قوم مین بے نظیر تھے۔ درمے قدمے قلم سے
زبان سے جسقدر ممکن ہوتا تھا دریغ نہین فرماتے تھے۔ ہر ایک کے معین مددگار رہتے تھے
اور ہر ایک کے لئے سعی وکوشش مین کوتاہی نہین جائز رکھتے تھے۔ باشندگان حیدرآباد
آپکی سفارش وسعی کی قدر کرتے تھے اور آپکو قوم کا سچا خیرخواہ جانتے تھے۔ اور آپ
شبانہ روز قوم کی خدمت وسرپرستی مین کمربستہ رہتے تھے۔ غربا کی ہمدردی وغمخواری
قاعدۃً آپکا خمیر تھی۔ کبھی آپ غربا کی ہمدردی سے کوتاہی نہین کرتے تھے۔ آپنے حجاز ریلوے
کی تعمیر کے لئے چندہ فراہم کرنے مین جسقدر محنت وجانکاہی کی ہے اظہر من الشمس ہے
ہزار ہا روپیہ جمع کرکے سلطان روم کی خدمت مین بھیجا۔ سلطان کے جانب سے تمغہ مجیدیہ
اعزازاً آیا۔ آپ چندہ فراہم کرنے کے لئے دکن سے ہند گئے ہند سے سندہ سندہ سے گجرات
وغیرہ ممالک مین سفر کیا۔ تا مرگ چندہ جمع کرنے مین مصروف رہے۔ افسوس کہ ملا صاحب کے بعد

کوئی بزرگ اس خدمت کے لئے قائم نہین ہوا مجلس خیدہ حجاز ریلوی برخاست ہوگئی۔
آپ ابتداءً محکمہ گزیٹیر مین ملازم ہوئے۔ دو تین سال تک محکمہ مین رہے۔ جب محکمہ برخاست
ہوا تب آپ ڈپٹی کمشنر انعام ہوئے۔ پھر اس محکمہ سے تعلقداری پر مستقل ہوئے چند مدت کے
بعد ایسے اسباب پیدا ہوگئے کہ آپ تعلقداری سے علیحدہ کئے گئے اور آپکو سرکار عالی سے
چار سو روپیہ ماہانہ وظیفہ مقرر ہوا۔ آپ چند سال وظیفہ یاب رہے۔ قناعت و صبر کے ساتھ
وظیفہ کی آمدنی پر گذر اوقات کرتے رہے۔ آخر ماہ رمضان ۲۳ سنہ ۱۳۳۱ ہجری مین فوت ہوئے
حسب وصیت آپکی نعش مبارک کو تغسیل و تکفین کرکے گلبرگہ مین حضرت سید محمد الحسینی
بندہ نواز کے روضہ مین دفن کئے۔ آپکے باقیات الصالحات مولوی عبد النعیم و مولوی
عبد الباسط وغیرہ یادگار باقی ہین بمصداق الولد سر لابیہ ہر ایک علم و فضل کے زیور سے
آراستہ ہے۔ خدا تعالی انکو خوش خرم رکھے اور دنیوی ترقیات سے کامیاب کرے
اب مین آپکے کلام سے متفرق چند اشعار غزلیات اور ایک قصیدہ جو آپنے اعلیحضرت
خلد منزل میر محبوب علیخان نظام الملک آصفجاہ ششم مرحوم کی تہنیت سالگرہ مین
موزون کیا تھا ذیل مین گزارش کرتا ہون۔

من اشعاره الفارسی

بیاد زلف و رخ آن نگار گریہ و خندہ — مریض عشق بلبل و بہار گریہ و خندہ
چنان بعشق تو رسوا شدم کہ دشمن و دوست — مرا بہ بیند و بے اختیار گریہ و خندہ
نشان گریہ خونیست خندہ عاشق را — ببین صراحی مے آشکار گریہ و خندہ
چو شمع آنکہ درین بزم یک شبے گذرانید — عبث بزندگی مستعار گریہ و خندہ

دہان خندہ بگو بہم یا کہ دیدہ خونبار
جراحت نظر دل فگار گریہ و خندہ

در حریم وصل او دامان اگر پیچیده ام	وله	دامن حشر نیست پنداری که بر پیچیده ام
گو سیه روزم ولی چون شام سے خورشید رو		آفتاب داغ عشقت در جگر پیچیده ام
جعد او پیچون سیه مارے که باشد شعله دم		می نماید چون بران موباف زر پیچیده ام
بر برش طلا بشکل حلقه بیرون در		سر بسر تا بپا پا تا بسر پیچیده ام

آنکه را زست نگردد با ز تقدیر ست و من	وله	وانکه با زست نه بیند چشم تصویر ست من
از سر جان بگذرم خود را رسانم تا به دوست		گر ازین تدبیر نا ید کار تقدیر ست و من
ذره ذره محو دیدار رخ پر نور او		نے همین خورشید و مه حیران تنویر ست و بس

افتادگی مقابل خصم زبون مدام	وله	چون شیر در کمین و بیم سینه بر زمین
گران رقیب کرده جدا یم از و چه باک		شیطان و آرمند پے کینه بر زمین
ملا حکایت دل و جان داوشته بیاد		ماند بیادگاری دیرینه بر زمین

رباعیات

جواب رباعی عمر خیام که گفته (مادر بجلال به که دختر بجلال)

غافل ز سرائر شعار اسلام		جاهل ز شرایع و نصوص احکام
مادر چو بکار برده اے خیام		دختر البته بر تو گردیده حرام

از آتش فرقت تو اے سیمین تن	وله	سرتا قدم شده ست رشک گلشن
یعنی که چو طاوس بباغ حسرت		صد دیده انتظار واگشته ز تن

مینا آسا ز سر بلندان باشی	وله	چون باده بکام مستمندان باشی
اے گلبن امید بباغ جاوید		چون گل بفشانی زر خندان باشی

قصیده غرا بجواب طوبی بتقریب سالگره بندگان عالی طاب ثراه

شود چو زلف گره‌گیر تو بجنال گره | مسلسل است ز خال تو در خیال گره
بروی خال چو از موی میزنی گرهی | فتد بسلسلهٔ مویم از خال گره
خیال خال گره میزند بهر دل صاف | چنانکه بلبله بسته است بر زلال گره
چو دام زلف بچینی بگرد دانهٔ خال | کبوتر دل ما را زنی ببال گره
تو شحنهٔ عسسی دزد خال را بجبین | که برزنی همه بر گردن رجال گره
گره بزلف دهی تا که تاب نگشاید | چنانکه بسته شود بر سر عقال گره
بکار و بار دل خلق تا گره زدهٔ | فتد تبار تو از صنع لایزال گره
دو چشم تو دو غزال‌اند و زلف تو دو رسن | ازین جهان بندی بر آن غزال گره
ازانکه آهوی چشمت چرد نه سبزهٔ خط | نهاده همه از خوف انتقال گره
گره فتد بدلم زان دو زلف پرچینت | چنان بر آب زند جنبش شمال گره
رخ تو گنج صفت زلف پرشکن بر خست | چو اژدری که همی بر زند ببال گره
چو آفتاب جمال تو سر نهد با فول | زنی بزلف گره‌گیر بر جمال گره
بهر گره که ببندی کشوده عقدهٔ دل | بلی به بست و کشاد دل است دال گره
ز بستن تو کشاید درِ بخسته دلان | جز این که بسته بر هیچگونه محال گره
ز مشک‌سائی هر عقده‌ات گر این زلف | بنحوان خشک زند نافهٔ غزال گره
بسان سلک درّ آری بهم بود بنظم | چگونه بسته این زلف از اعتدال گره
ولی بهر گرهٔ زلف تو بدان ماند | که غنچه بر سر شاخ و بر نهال گره
ز بسکه بر سر مویت گره زنی بگره | هماره روز و شبت هست اشتغال گره
گره زده بگره از برای آنکه دلی | نپرد از گره و زد باحتمال گره

ازانکه وعده فراموش میکنی ز لعنت
همیشه بند همه بر ز عدهٔ وصال گره

ازانکه دور و تسلسل محال میداند
عقول فلسفیان زن باعتقال گره

سرین تو دو جبال و میان تو یک موی
چه معجز است بیک موی بر جبال گره

کمند زلف و خدنگ نظر بدل بندد
چنانکه در دل اعدای شه نبال گره

چو رشته گره سال شد بسی ای سرو
زنی بکاکل خود هم علی الطوال گره

چو عمر شاه درازی و پر گره ای زلف
مگر که میشود امروز جشن سالگره

چه جشن جشن شهی کز کمال محبوبی
ملک ز بوسه زند بر سر لغال گره

بدین خیال که شاید رسد بتکمهٔ شاه
ز لعل سنگ به بندد چو غنچه آل گره

برشتهٔ چو گره میفتد شود کوتاه
مگر چو صفر عدد برفزوده سال گره

باتصال بیفتد گره برشتهٔ سال
ابر شماره هر ریزهٔ رمال گره

بقلب تست چو آدم لآلی بسیار
ببد سگال تو افتد در انفصال گره

شها بابرو تو کان ذو قوس او ادنی است
مباد هیچ گه از غصه و ملال گره

برشتهٔ امل دشمنت کمند مثال
همی فتد بتو امالی و اتصال گره

چو رشتهٔ املش خواستی شود کوته
سر عدوی تو گردیده برمفصال گره

ازانکه سفتهٔ سنان تو بند بند عدو
پدید گشته ز سر تا بپای نال گره

حباب لجهٔ هیجا مفارق اعدا
سمند تست نهنگش بیال و بال گره

ز سهم رمح تو دشمن اگر گسسته شود
چه سود گر بکمر بسته بر جدال گره

اگر کمند تو بسته است دست و پای عدو
دیا که بسته باطراف و خبال گره

اگر عدوی گره بر همی برد گرهی
ز لانه لعل نیفتد بلا زوال گره

هلال تا که رکاب تو گردد از سر شوق بزیر آید و گردید بدر دوال گره

هلال آید و گردد نعال شبرنگت چو میخ خورده تو بست بران نعال گره

ز رشک خنجر شه چونکه ناتوان بین است ز بهر برزده خود را بدل هلال گره

ز بسکه شاد بود با کشاده پیشانی نزد ز چین بجبین یا به پرده لال گره

گشوده نافه و بشکفته غنچه از خلقت بهیچ شئ نه پسندی بهیچ حال گره

گره نماند بجای بغیر قلب عدو ازانکه هست همه دال بر ملال گره

بسی باطل او بین که بر جبین عدو ز قطرهای عرق بسته انفعال گره

نسیم حلم تو زلف بتان پریشان کرد ازانکه بسته بدلها باشتغال گره

بحضرت اش نپسندی گره ازان ابتدا که عاذلان نه پسندند بر خال گره

ز بسکه صیت نوال تو رفته در عالم بار سجال ز دست نه بر رحال گره

رحال را همه پشت جمال می بندند چنان بهیچ حرم بهر ارتحال گره

همین نطاق ز ر دطوق گوهرش بخشی بدو ز پوز نه بسته هست بر نعال گره

بصره های زر و سیم چون گره بزند گشاده ز سر شان نوا ز نوال گره

که نوال تو ملاح هیچ با زرگان نموده پیر ز گوهر بسته بر جوال گره

ز هشت هشت بجا هر که میدهی دینار قبا و برد همین سائل سوال گره

چنان براق دهی با عراقیان براق ز تنگهای زرین بسته بر جلال گره

منظم بدیح تو در رکن ثنا ها همیشه داد و مگر را با متثال گره

چو نیست هیچ کسی تا که قدر من داند زدم بدامن عزلت با عتزال گره

رسد بخاک نشینان رشحات از فیض ز قطرهای سحابت بر طلال گره

شکستہ حالی من از زبان حال شنو
نہ از مقال کہ گرد و لب سوال گرہ

چنان رہم ز گرہ ہائے کار خود بتو عرض
فتد چو در گرہ ہم بے منال و مال گرہ

مرا ز چشم وفا نیز این اشارہ رسد
کہ در وجود و عدم ہر دو شان مآل گرہ

شہا منم کہ بسے عقدہ ہائے لاینحل
کشودہ ام بمقالات انفصال گرہ

چو نیست مارحشۂ عجمی لال زبان
چرا علاج بعقد گہ مقال گرہ

مرا کہ طبع روانست چون فرات نشد
چسان قافیہ ہا ہم بقیل و قال گرہ

نہم چو نیل بکہسار نغز روئے سخن
روان کنم و نیابد دران مجال گرہ

ز تیز زبانی من ہین درین چکامۂ نغز
ہمہ بسلک سخن گشتہ چون لآل گرہ

سخن گرہ بزبان سخنوران کردم
چنانکہ گشتہ سخن بر زبان لال گرہ

سخنوران زمانہ گرہ بسے زدہ اند
نیافتہ ست بدینگونہ انحلال گرہ

مرا بعرض ہنر ہا کشایشے دگر ست
اگرچہ طبع ملولم شد از ملال گرہ

اگرچہ بستہ و بکشادہ ام گرہ صد بار
ولے نہ بستہ یکے ہم با بتذال گرہ

صبا بگو بغزال غزل سرا از من
کہ نافۂ تو نہ بستہ بدین کمال گرہ

گرہ ز بستہ ام و بستہ ام گہر ز انصاف
ہمین بعرض رسانیدہ از زبان حال گرہ

من اشعارہ الہندی

کیا نمایاں چشم شوخ تیغ زن آہن میں ہے
ہے تماشا دیدنی دیکھو ہرن آہن میں ہے

یہ دہان قفل ہے یا قفل دہان یار ہے
کہئے آہن میں دہن ہے یا دہن آہن میں ہے

ہے یہ رستے خون کے کیا آپکی تلوار پر
یا کہ آب تیغ سے پھولا چمن آہن میں ہے

آب تیغ ناز کی چادر سے سلتا ہے کفن
تیرے کشتوں کے لیئے قاتل کفن آہن میں ہے

جھنجھناہٹ ہے تری شمشیر جوہردار کی — یازبان تیغ کافر کا بھجن آہن مین ہے
زندہ جاوید ہے کشتہ تری شمشیر کا — دیکھئے آب بقا کیا سوجھن آہن مین ہے
سلسلہ ٹوٹا نہ ملا آپکی تقریر کا — گو زمین ایسی کڑی ہے کہ سخت آہن مین ہے

ولہ

چھت آسمان کی توڑکے چھپر بنائین گے — سامان ملے کہان سے جو ہم گھر بنائین گے
یہہ دل ہمارا خانۂ کعبہ نہین کہ آپ — توڑین گے بار بار مکرر بنائین گے
تار نظر سے ہم ورق گل پہ عندلیب — ان گلرخون کیواسطے مسطر بنائین گے
تصویر ہم نے کھینچی ہے اسواسطے تری — عاشق تجھی کو تجھپہ ستمگر بنائین گے

رباعی

ہے بیچ سے وہ دور اور ہے دمساز رقیب — یہہ اپنے ہین تقدیر وہ اسکے ہین نصیب
کہتے ہین قیامت تجھے عالم مین تمام — حیران ہون کہ پھر کیون نہین تو مجھسے قریب

غزل

گرچہ پامال ہین پر تجھکو دعا دیتے ہین — ترے پازیب کے گھنگرو یہہ صدا دیتے ہین
نہ سہین ہم تو بھلا کون سہے انکا ظلم — ہم وفا کرتے ہین وہ داد جفا دیتے ہین
سچ بتا دعوی مسیحائی کا پہنتا ہے کسے — تری بیداد کو ہم مرکے جلادیتے ہین
لاکھہ لاکھہ اپنا اگر خون جگر کھائے حنا — سرد مہرون کو وہ اپنا کف پا دیتے ہین
کسطرح کہا گئے ان سینتون سے دہوکا — نقد دل آپکو للہ یہہ بہلا دیتے ہین

محمود - حافظ غلام محمود

محمود تخلص - غلام محمود نام - ابو المعین کنیت - آپکی ولادت باسعادت با نگر عرف ادہونی مین واقع ہوئی - اور آپکا نشوونما وہان کی آب ہوا مین ہوا - آپ عالم شباب مین تقریبا پندرہ سولہ برس کی عمر مین علم قرأت و تجوید مین عالم باعمل تھے - حافظ قرآن تھے - آپکا حافظہ

آپکا حافظہ ایسا قوی تہا کہ کبہی تلاوت قرآن مین سہو خطا نہین فرماتے تہے۔ جب تراویح مین قرآن سناتے تہے آپکی اقتدا مین سولہ سترہ حفاظ ہوتے تہے۔ تراویح کی نماز مین کسی حافظ سے لقمہ لینے کی نوبت نہین آتی تہی۔ صاف صاف مثل دریائے روان کے پڑہتے جاتے تہے۔ نہایت ہی خوش الحان تہے۔ سامعین کو سننے سے لطف و مزہ آتا تہا۔ عین عالم شباب مین آپکے دل مین یہہ شوق پیدا ہوا کہ اپنی قوت بازو سے معاش پیدا کرنا چاہیئے۔ بناءً علیہ وطن مالوفہ سے برآمد ہوکے حیدرآباد دکن مین آئے۔ دو سال تک شہر مین بسر کرکے وطن مالوفہ مراجعت کی۔ اور جسقدر مال کسب ہمراہ لیگئے تہے والدین کی خدمت مین بطور نذرانہ پیش کردئے۔ والدین کے فرمانے سے شادی کرلی۔ جو کچہہ والدین نے شادی مین خرچ کیا تہا۔ آپنے تمام صرفہ شادی جیب خاص سے ادا فرمایا۔ شادی کے صرفہ سے والدین کو زیربار نہین کیا اور آپ تا بزندگی جو کچہہ پیدا کرتے تہے اپنے ذاتی اخراجات کے لئے رکہکے باقی تمام والدین کی خدمت مین گذرانتے تہے۔ والدین کی زندگی تک وطن مین سکونت پذیر رہے۔ والدین کے فوت ہونے کے بعد دوبارہ حیدرآباد مین آئے محلہ بہادر پنچی مین فروکش ہوئے۔ آپکو علم تصوف سے زیادہ دلچسپی تہی اور اہل اللہ سے حسن ارادت تہی مولوی حافظ شجاع الدین صاحب مولوی صدر الدین صاحب و حضرت مولانا شاہ سعد اللہ وغیرہم کی خدمت مین مستفید ہوتے رہے۔ اور مولوی حافظ شجاع الدین صاحب کے مرید و خلیفہ ہوئے اور سلسلۂ قادریہ وغیرہ سلاسل کی اجازت پائی۔ اور حسن اتفاق سے باصرار احباب ماہ رمضان مین نواب صمصام الدولہ کے جلوخانہ کی مسجد مین نماز تراویح مین ایک شب مین قرآن ختم کیا۔ نہایت خوش الحانی سے سنایا سامعین نے توجہ سے سنا۔ نوابصاحب آپکے حالات سے واقف ہوئے فوراً آپکو حضور مین

بلایا۔ آپ ایک قصیدہ مدح مین موزون کر کے دربار مین حاضر ہوئے۔ نواب نے تیس روپیہ ماہوار وطعام خاصہ مقرر فرمایا۔ اور صاحبزادون کی تعلیم آپکے تفویض کی۔ حافظ صاحب ترجمہ مدت تک نواب موصوف کی خدمت مین رہے۔ نواب سراج الملک کی دیوانی مین فریزر صاحب رزیڈنٹ حیدرآباد کو مثنوی مولوی معنوی کے پڑہنے کا شوق ہوا۔ دیوان صاحب کی خدمت مین لکہا کہ کوئی لائق منشی بہیجئے۔ دیوانصاحب نے میر مہدی حسین منشی کو تجویز کیا۔ منشی موصوف نے عرض کیا کہ حافظ محمود صاحب ترجمہ اس خدمت کے لئے لائق وفائق ہے مثنوی کے رموز و اسرار کو خوبی کے ساتہہ بیان کرتا ہے۔ پس دیوان نے صمصام الدولہ بہادر کے پاس رقعہ بہیجا۔ اور حافظ صاحب کو طلب کیا نواب صاحب نے حافظ صاحب کو بہیجدیا۔ دیوان نے حافظ صاحب کو ماہوار پچاس روپیہ دار الانشا مین مقرر کیا۔ اور نواب مختار الملک سالارجنگ و رزیڈنٹ صاحب کی تعلیم و تدریس بہی معین کیا۔ رفتہ رفتہ حافظ صاحب کی تنخواہ پچاس سے سو روپیہ ہوئی۔ جب نواب مختار الملک نواب ناصر الدولہ غفران منزل کے عہد مین خلعت دیوانی سے سرفراز ہوئے تب مدار المہام موصوف نے حافظ صاحب کی ایکسو پچاس روپئے ماہوار کردی۔ اور آپسے متعدد خدمات کے کام لینے لگے۔ آپ ہر ایک خدمت کے کام کو عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے چند روز کے بعد اور پچاس روپیہ اضافہ کر کے دوسو ماہوار مقرر کئے گئے۔ اور آپکو خدمت وکالت فیمابین دیوان و حضور نواب افضل الدولہ بہادر و خدمت عرضی خانہ و خدمت تقسیم یومیہ داران و خدمت اہتمام اعراس و تقسیم تنخواہ و یومیہ متعلقان والاجاہی وغیرہا سے سرفراز فرمایا جب مدار المہام نے دیکہا کہ آپ خدمات مفوضہ کا کام نہایت دیانت و امانت کے ساتہہ ادا کرتے ہین اور اپنے فرض منصبی کے ادا کرنے مین سرمو کوتاہی نہین جائز رکہتے ہین اس حسن خدمات کے صلہ مین آپکو ایکسو پچاس روپئے اضافہ کر کے

تین سو روپیہ ماہوار سے معزز فرمایا۔ اور کمال بندہ نوازی سے آپکو منصبداروں کے زمرہ مین شریک کیا۔ حافظ صاحب تا بزندگی عیش و آرام کے ساتھہ زندگی بسر کرتے رہے اور منصبداروں کے زمرہ مین شریک ہونیکے بعد منجملہ خدمات مفوضہ سے خدمت اہتمام دفتر اس و تقسیم تنخواہ و یومیہ متعلقان والا جاہی من ابتدائے ۱۲۷۳ ہجری تا بزندگی حافظ صاحب ممدوح کے تفویض ہا حافظ صاحب ممدوح نے جب بارہ حرمین شریفین کا عزم جزم کیا تب خدمات مذکورہ کا اہتمام اپنے فرزند مسمی محمد حسن علی کے نام منتقل فرمایا۔ حافظ صاحب نے کامل چالیس برس تک سرکاری خدمات کو عمدہ طرح سے انجام با حسب مرضی آقائے ولی نعمت خدمات مفوضہ کا فرض ادا کیا کبھی مالک و آقا کے خلاف نہین کیا۔ آخر آپنے بمصداق کل من علیها فان ویبقی وجه ربك ذوالجلال والاکرام بتاریخ نہم ماہ جمادی الاول ۱۲۸۶ ہجری دنیائے ناپائیدار سے عالم بقا کی طرف رحلت کی انا لله وانا الیه راجعون اور آپکا فرزند دلبند حافظ محمد حسین علی جو علم فارسی عربی و انگریزی مین لائق و فائق تھا ۱۳۱۵ ہجری مین فوت ہوگیا۔ حافظ ممدوح صاحب ترجمہ جامع العلوم والفنون تھے۔ فارسی و عربی مین دستگاہ کامل تھے۔ ناظم و ناثر تھے۔ شعر و شاعری سے رغبت رکھتے تھے۔ آقا جواد حاجب تخلص شیرازی سے مشق کلام فرماتے تھے آپکا کلام فصاحت و بلاغت سے بھرا ہوا ہے۔ ہر ایک شعر و مصرع لطافت و نزاکت سے خالی نہین ہے۔ کلام کی صفائی و طبیعت کی رسائی آپکے اشعار آبدار سے عیان ہے۔ آپ صاحب دیوان ہین لیکن آپکا کلام پراگندہ حالت مین گمنامی کے گوشہ مین پڑا ہوا تھا۔ فی زماننا آپکے ہمشیرہ زادے سیرۃً فرشتہ صورۃً انسان کامل جناب ابوالقدر حاجی عبدالقادر محی الدین قادری منصبدار سرکار عالی نے دیوان پراگندہ کے اشعار متفرقہ کا شیرازہ باندہ کے مطبع نظام دکن مین

مطبوع کرایا۔ اور احباب و اعزہ کی خدمت مین ہدیۃً تقسیم فرمایا۔ چنانچہ فقیر مولف ہذا کو بھی ایک نسخہ عطا کیا ہے۔ حافظ صاحب فارسی و ریختہ مین کلام موزون فرماتے تھے۔ ریختہ کا کلام نادر الوجود ہے صرف چند ہی غزلین دستیاب ہوئی ہین۔ بترتیب ردیف فارسی غزلیات مین شریک کئے ہین۔ اب مین آپکے نتائج طبع کو بطور نمونہ گزارش کرتا ہون۔

من اشعارہ الفارسی

مرا عشق به صبر بست و آن نبود دل ما را — خداوندا تو آسان کن درین رہ مشکل ما را
کجا مہر تو بیرون از وجود ما رود ہرگز — کہ با عشق تو آمیزش بود آب و گل ما را

وله
بیر ز ابروے آن مہ تیغ پنہانی مرا — میکشد ظاہر ز عقد چین پیشانی مرا

وله
بسکہ جو یاست دلم ناوک مژگان ترا — جاے سازد بجگر نشتر پیکان ترا

وله
بیان سوز دل آمد چو بر زبان ما — زبان چو شمع بسوزد گہ بیان ما

وله
اسیر زلف گرہ گیر کردہ اند مرا — مقیم حلقۂ زنجیر کردہ اند مرا

وله
عزم مدینہ باز بود در وکن مرا — ہر دم بشوق ہست سفر در وطن مرا

وله
بود بگرد رخ یار طرۂ پیرتاب — چنانکہ گرد گل تازہ سنبل سیراب

وله
بیاد آن گل رخسار بسکہ می گریم — بجاے اشک بریزد مرا ز دیدہ گلاب

وله
مرا بہ ہجر تو باشد مکان در آتش و آب — کہ میکشند ز دل و دیدہ ام بہم آتش و آب
بفرق داغ جنون سیل اشک تا زانو — ز بیم پاے مرا ہست بر بہم آتش و آب

وله
تا در دلم خیال لب نوش دلبرست — مستغنی از تصور تسنیم و کوثرست
تا چشمہ حیات لب جانفزاے او — خضر خطش باین دل لب تشنہ ہمرہست

وله
کسے گدائی کوے تو اختیار کند — کہ ناز بر ہمہ شاہان تاجدار کند

دل را خیال زلف تو دیوانہ میکند	وله	آئینہ را رخ تو پریخانہ میکند
در چمن آن گل نورستہ اگر می آید	وله	غنچہ در جیب خود انداختہ سر می آید
عشق احمد کا گلے جبکہ مین ڈالا تعویذ	وله	وحشت و حزن و جنون میرا بڑھایا تعویذ
نہ ثلاثی و رباعی کی مجھے خواہش ہے	وله	رکھتا ہون نام محمد کا مین ستھرا تعویذ
خط بر خسار تو دارد شوکت و شان دگر	وله	گشت ہر مورے بعہد تو سلیمان دگر
ہر خم زلفت بپائے دل نہد بندے دگر	وله	میشود دیوانہ ز حسنت خرد مندے دگر
چو حسن جلوہ کند بارخ جہان افروز	وله	بجلوہ آئینہ سازد ز عشق عالم سوز
بیروئے تو گر سوئے چمن بنگرم امروز	وله	در دیدہ زند ہر رگ گل نشترم امروز
درد تو مرا انیس جان بس	وله	دل را غم چون تو دلستان بس
مرا بود بدل و دیدہ و جگر آتش	وله	ز دست عشق تو از پائے تا بسر آتش
نور محمدی بہ قدم چون شد اختصاص	وله	عشقش نگشت از پئے تجدید وجہ خاص
از ہوا ہائے چمن روئے تو ام باشد غرض	وله	از ہوا ہائے چمن بوئے تو ام باشد غرض
ہرگز نشد بگلشن و گلزار انبساط	وله	چون شد مرا بہ سید ابرار ارتباط
الست بندہ کو جب رب کہا خدا حافظ	وله	جواب قالو بلےٰ کا دیا خدا حافظ
تا دیدہ تاب طلعت رخسار یار شمع	وله	از تاب رشک سوختہ پروانہ وار شمع
تا کہ شد از نور مہرش در دلم روشن چراغ	وله	مردمان دیدہ ام دارند در روغن چراغ
اے کردہ ناوکت دل عشاق را ہدف	وله	پیوستہ غمزۂ تو ز ابرو کمان ہدف
سر و را ایجاد و تکوین است عشق	وله	مظہر پیدایش دین است عشق
مرا کہ افعی زلفت بزہر کردہ ہلاک	وله	ز مہرۂ لب نوش تو بایدم تریاک

ساقیا گر چمن ریختہ گل بر سر گل | وله | خوش بود موسم گل ساغر مل بر سر گل

زنا لقئے کہ بند بزنجیر زلف او دارم | وله | هزار طوق تو گوئی کہ در گلو دارم

گرد اطفال سرشک من وطن در آستین | وله | موج طوفان نما پیر شکن در آستین

شاهی بود بدل گدایان کرم او | وله | عادل است بجا هر چہ رود از ستم او

اے از فروغ نور رخت نور آئینہ | وله | باز زیب طلعت تو صفا پرور آئینہ

غنچہ دهان من بگو سرو روان کیستی | وله | سرو روان من بگو غنچہ دهان کیستی

غنچہ ز لعل تو خجل گل ز رخ تو منفعل | در چمن مراد دل سرو چمان کیستی

زلف کج تو دام دل لعل لبت کام دل | چون نشوی تو رام دل بهر چہ جان کیستی

صورت رشتہ در نظر شکل تو هست جلوہ گر | ایدل زار گو کہ در فکر میان کیستی

در شب تیرہ من ز غم نالہ و آہ میکنم | تو بر رخ چو صبحدم شمع مکان کیستی

نمودی رخ دل عشاق حیران ساختی رفتی | وله | نشاندی زلف خاطرها پریشان ساختی رفتی

دل من چون تنور از سوز هجران ساختی رفتی | روان از چشم نم سیلاب طوفان ساختی رفتی

ربودی صید دل عشاق از یک جنبش مژگان | زگوهر گوهرا جذب نمایان ساختی رفتی

ز مردم پردہ چشمان تو دل را طرفة العینی | بجا دو شیر را صید غزالان ساختی رفتی

من اشعار الهندی

خال پیدا رخ پہ تیرے سے بہت پر فن ہوا | کیا تماشا ہے کہ گلشن زاغ کا مسکن ہوا

جیسے عریانی کا خلعت مجھکو زیب تن ہوا | پھر نہ یار دوش تیرا کوئی پیراہن ہوا

جائے سبزہ پنجۂ مرجان نکل آتے ہیں وہان | کشتۂ دست نگارین کا جہان مدفن ہوا

دلمین اپنے رات دن روئے بتان کا ہے خیال | سینہ چرخ و برہمن بتکدہ مین روشن ہوا

ہو جس کے دلکو حضرت خیر الوریٰ سے ربط
کیونکر نہووے اسکو ورا الوریٰ سے ربط

مقصد ہو جسکا حق کی رضا پر چلے مدام
رکھے وہ بس حبیب خدا کی رضا سے ربط

حشر و نشر کا ہول نہوگا مجھے کبھی
رکھتا ہون دل سے شافع روز جزا سے ربط

وله

کہا سکیگا کب ہما اس خستہ تن کے ہڈیان
آتش فرقت سے جلتے ہین بدن کے ہڈیان

ہون سگان کوچہ محبوب کے یارب نصیب
تا نہ طعمہ ہو ہما کا میرے تن کے ہڈیان

دام مین گر دم نکلجائے تو لے صیاد تو
تا چمن پہنچائیو مرغ چمن کے ہڈیان

وله

ہم دل و جان سے وفا کرتے ہین
کیا ہوا اگر وہ جفا کرتے ہین

سیر گلشن جو کیا کرتے ہین
گل سے بلبل کو جدا کرتے ہین

عارض و زلف پہ چہڑکتے ہین نمک
ہم سے مت پوچہہ کیا کرتے ہین

دن کو والشمس کا کرتے ہین حفظ
رات واللیل پڑہا کرتے ہین

وله

وہ قامت بالا ہے ترا یا کہ بلا ہے
اے سرو خرامان تو بتا مجکو کہ کیا ہے

دل کیون نہ کرے تیرے لب لعل کی تعریف
یہہ مخزن اسرار کو سو بار پڑہا ہے

کب ہے وہ ترا خال تہ ابروئے خمدار
محراب حرم مین یہہ سیہ مست پڑا ہے

دولت ہے ترے خاک نشینون کو میسر
یہ سایۂ دیوار ترا ظل ہما ہے

جون نقش قدم اے دل گمراہ جو کوئی
پامال خلایق ہے وہی راہ نما ہے

حرف نون

نظام ۔ عماد الملک غازی الدینخان بہادر

نظام تخلص ۔ میر شہاب الدین نام ۔ غازی الدین خان عماد الملک خطاب

آپ میر محمد پناہ غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ ثانی بن نواب آصفجاہ مرحوم کے فرزند و نواب عماد الدولہ وزیر الممالک قمر الدین خان کے نواسہ تھے۔ آپکے والد ماجد نواب ناصر جنگ شہید کے بعد دلی سے صوبہ داری دکن پر سرفراز ہوکر عین موسم بارش مین ہولکر مرہٹہ کو ہمراہ لیکر اورنگ آباد دکن مین آئے۔ بتاریخ سوم ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۱۶۵ ہجری مین شہر مین داخل ہوئے امیر الممالک صلابت جنگ بہادر کے لشکر مین تھے کہ یکایک ساتھہ تاریخ ذیحجہ سنہ مذکور بعارضہ قے دوست جان بحق ہوئے۔ نقشبندی خان مصاحب نے آپکی نعش مبارک کو دار الخلافہ دلی مین لیجا کر آپکے مدرسہ و باغ مین دفن کیا۔ عماد الملک صاحب ترجمہ کی ولادت باسعادت سنہ ۱۱۵۰ ہجری مین شہر دلی مین واقع ہوئی نشو ونما بھی اسی شہر فیض اثر کی آب و ہوا مین ہوا۔ جب آپکے والد ماجد دکن مین آئے اسوقت آپکی عمر آٹھہ برس کی تھی۔ والد ماجد آپ کو تعلیم و تربیت کی غرض سے ابو المنصور خان صفدر جنگ احمد شاہ بادشاہ کے وزیر کے تفویض کر گئے تھے۔ وزیر موصوف آپکو نہایت محبت و الفت سے فرزندون کی طرح رکھتا تھا۔ ایک روز آپنے مدار المہام سے عرض کی کہ مجھکو بادشاہی دربار دکھلائیے مدار المہام نے فرمایا کہ اے فرزند آپ ابھی بسبب صغر سنی دربار دیکھنے کے لائق نہین ہو۔ انشاء اللہ تعالی مین آپکو موقع دیکھکر لیجاؤنگا۔ پھر آپنے کئی مرتبہ مدار المہام کی خدمت مین دربار کی درخواست کی ایکروز تو بہت اصرار کیا۔ اوس روز نواب صفدر جنگ وزیر کی بیوی نے بھی آپکی سفارش کی کہ بچہ مدت سے دربار کی آرزو کرتا ہے آج ہمراہ لیجاؤ بچہ کی دلداری کرو۔ صفدر جنگ راضی ہوئے۔ اور آپکو تاکید کی اگر بادشاہ آپ سے کوئی سوال کرے تو جواب مین سبقت نہین کرنا۔ مین سوچ سمجھکر بادشاہ کی طبیعت کے موافق جواب دونگا۔ آپنے قبول کیا۔ نواب صفدر جنگ اور آپ دربار مین پہنچے اسوقت

احمد شاہ بادشاہ حاضرین دربار سے پوچھ رہے تھے کہ یہہ تین لفظ ہندی جو مشہور ہیں
ان کے معانی پورے طور سے معلوم نہیں ہوتے ہیں عرض کرو ایک لفظ پوت دوسرا
سپوت - تیسرا کپوت ہے تمام امرا سوچ رہے تھے کہ ایسے معانی عرض کرنا چاہئے
کہ بادشاہ کے مرغوب ہوں - بادشاہ نے صفدر جنگ سے مسئلہ مذکور کے معانی کا سوال کیا
صفدر جنگ بھی فکر کرنے لگے - مگر آپکی طبیعت چستی و چالاکی میں موجزن تھی آپنے اسیوقت
صفدر جنگ کی نصیحت کو بالائے طاق رکھا آگے بڑھ کے عرض کی اگر خانہ زاد کو حکم ہو تو
تینوں الفاظ کے معانی عرض کرے - بادشاہ آپکی تیزی فراست کو دیکھکر متعجب ہوا فرمایا
بیان کرو نواب صفدر جنگ بہادر نے ہر چند اشارہ سے ممانعت کی مگر آپ باز نہیں رہے
عرض کیا خداوند لفظ اول کہ پوت ہے اوسکا مفہوم و مصداق ذات ہمایوں ظل الٰہی ہے
آپ بادشاہ اور آپکے آبا و اجداد بھی بادشاہ تھے - اور لفظ ثانی اُسکا مفہوم و مصداق عموی
بزرگوار بندہ یعنی نواب صفدر جنگ ہیں ان کے آبا و اجداد میں سے کوئی وزیر نہیں ہوا ہے
عم بزرگوار خود بیک پاپوش و چاک ہند میں وارد ہوئے تدبیر و تقدیر کے اتفاق سے شاہ ہند
کے وزیر ہو گئے - اور لفظ ثالث اُسکا مفہوم و مصداق خانہ زاد ہے کہ غلام کے آبا و اجداد
وزارت کی کرسی پر معزز و ممتاز رہے - کمترین غلام باوجود لیاقت خدمت سے روٹی بعم بزرگوار
کے ہاتھ میں گرفتار رہے اور کوئی امیر و اہل دربار میری کیفیت بادشاہ کے گوش گذار نہیں کرتا
بادشاہ و اہل دربار آپ کی تقریر سے حیران و متعجب ہو گئے - بادشاہ نے صفدر جنگ وزیر سے
فرمایا ابتک آپنے اس ہماری موروثی خانہ زاد کی تربیت و پرورش کی اب ہم کریں گے
یہہ کہکر بادشاہ آپکو محل مبارک میں لیگیا - آپ چند مدت تک بادشاہی ظل عاطفت میں رہے
پھر آپنے صفدر جنگ کو وزارت سے علیحدہ کر دیا اور اپنے ماموں انتظام الدولہ کو وزیر اولہ

آپ بدستور امیرالامرائی پر رہے۔ چنانچہ صفدر جنگ نے وزارت سے معزول ہونیکے بعد ایک شعر کہا وہ شعر خاص و عام مین ضرب المثل تہا ؎

رفتہ رفتہ اشک چشم در گلو زنجیر شد   طفل دامنگیر آخر گریبان گیر شد

بعد مین تو آپنے عاقبت محمود خان کشمیری جو آپکا استاد اور آپکی سرکار کا مہتمم و مدارالمہام تہا اُس کے ورغلانے سے تیموریہ خاندان مین بڑی درہمی خرابی پیدا کر دی۔ ہولکر کو مقام خواجہ پر بادشاہ اور وزیر اور امیر آتش کے فرار ہونے کی خبر معلوم ہوئی۔ بہیجا باعلی الصباح ہولکر کی فوج نے بادشاہی لشکر و اثاث البیت سلطنت کو غارت کیا۔ اُسروز تیموریہ خاندان کی بڑی ذلت ہوئی۔ اُسوقت سورج مل جاٹ کا محاصرہ ترک کرکے دارالخلافہ دلّی مین پہنچے ہولکر ملہار کی اعانت سے انتظام الدولہ وزیر کو تغیر کرا کے خود وزیر ہوا اور صمصام الدولہ کو امیرالامرائی دلائی۔ وزارت ہوتے ہی اُسیروز۔ اتاریخ شعبان سنہ ۱۱۶۷ ہجری احمد شاہ بادشاہ کو مع والدہ شاہ مقید کر لیا۔ اور معزالدین بن جہاندار شاہ کے بیٹے عزیزالدین کو تخت نشین کیا اور اُسکو عالمگیر ثانی کا خطاب دیا۔ پھر ایک ہفتہ کے بعد احمد شاہ اور اُسکی والدہ کی آنکھون مین سلائی کہنچوائی ۸ ربیع الآخر سنہ ۱۱۶۷ ہجری مین۔ پہر چند مدت کے بعد عزیزالدین عالمگیر ثانی کو بہی قتل کرایا۔ اور محی السنہ بن کام بخش بن عالمگیر کے بیٹے کو تخت نشین کیا اُسکا لقب شاہجہان ثانی رکہا۔ آخر ازان تمام معرکون اور محاربون سے فارغ ہوکر چند مدت بندر سورت مین رہے۔ اور پہر حرمین شریفین کی زیارت و حج کو گئے۔ حرمین سے مراجعت کرکے کالپی مین جو آپکی جاگیر تہی بسر کیئے آخر سنہ ۱۱۸۹ ہجری مین بہشت برین کو روانہ ہوئے۔ آپکی اولاد مین نصیرالملک تہے وہ بہی اپنی جاگیر مین فوت ہوئے اُن کی اولاد مین معلی جاہ۔ قطب الملک۔ حبیب الدولہ۔ مجیدالدولہ۔ مع والدہ خود مسماۃ

عمدة النسا بیگم حضرت غفران مآب کے زمانہ مین حیدرآباد دکن مین آئے۔ بندگانعالی نے
تمام کو جاگیرین حاصل عنایت کی خوشحال وفارغبال رہے اونکی بنائرین ایک بزرگ
حاضر دربار نواب ناصرالدولہ بہادر کے زمانہ مین نصف جاگیر پر بحال برقرار تھے۔ مجید الدولہ
بہادر و حمید الدولہ بہادر کے فرزند بدستور جاگیرات موروثی پر بحال تھے۔
گل رعنا مین لکہا ہے کہ آپ علم و فضل مین بے نظیر تھے۔ اور متعدد زبانون مین مہارت رکہتے تھے
اور ہر ایک زبان مین تحریر و تقریر کر سکتے۔ عربی۔ فارسی۔ ترکی کشمیری۔ افغانی۔ مرہٹی
اور عربی و فارسی مین خط نہایت خوب عمدہ لکہتے تھے۔ علما و فضلا و شعرا کی صحبت کو
پسند کرتے تھے۔ مدت تک شمس الدین فقیر کو اپنے ساتھ رکہا۔ آپ شعر گوئی سے
نہایت ہی دلچسپی رکہتے تھے۔ سخن فہمی و سخن سنجی مین بے مثل تھے تحریر و تقریر و حاضر جوابی
مین بے بدل تھے مرزا قتیل سے کلام کی اصلاح لیتے تھے۔ جو کچہہ موزون فرماتے تھے
مرغوب دل پسند ہوتا تہا۔ آپ زیرک و تجربہ کار و ہوشمند و ہوشیار تھے۔ آپ
صاحب دیوان ہین۔ آپکا دیوان مطبوع ہوچکا ہے فقیر مولف کے پاس موجود تہا موسنی ندی
کی طغیانی مین غرق آب ہوگیا۔ اب مختلف تذکرون سے آپکے نتائج طبع انتخاب
کرکے گزارش کرتا ہون۔ من اشعاره الفارسی

بحرف مدعی گفتم عزیزا ے سنگدل خونم
زخط گر حسن جبارت فزون تر شد عجب نبود
ابکه از روز قیامت خبرے می گوئی
دوستان نیست عجب گر بدل آرامم نیست
تیر نگاه مست تو دانی کجا نشست

وله

که ابد از کشتنم سوے ندارد لب گزیدنها
صفائی تازه دارد سبزه گردد و میدنها
گوئیا از شب ہجران خبرے نیست ترا
که بکام دل ناکام دل آرامم نیست
بر دل نشست و خوب نشست و بجا نشست

بجاست عهد وفا گر بپا نیست درست — وله — که هست لف تو در شیوهٔ شکست درست
بگو چه چاره کنم از پی تو ای سر فکر — نماند جیب من از دست برد و سمت درست
زباغ رخت سفر در بهار نتوان بست — وله — شگوفه بر سر شاخ است بار نتوان بست
کفر از زلفش خرید و پیش چشمش دین فروخت — وله — بنده ام سودای دل را کان خرید و این فروخت
رو لئے ست نصیب تو اگر دیده تر است — وله — چشم گر اشک ندارد صدف بی گهر است
تا چسان آگهی از حال منش دست دهد — وله — یار من بیخبر و نالهٔ من بی اثر است
غمزهٔ چشم فزون سازیت مرا از خویش برد — وله — آنچه عشقت با دلم میگفت آخر پیش برد
یار برداشت نقاب آئینهٔ صاف بیار — وله — جلوهٔ مفت است اگر دیدهٔ بینا داری
بادشاه کشور دین حضرت مرسل که هست — قصیده در استغاثه — جمله موجودات از نور وجودش آشکار
گر بخاک تیره اندازد نگاه فیض بخش — ور بسنگ خارا بکشاید لب اعجاز بار
سنگ خارا گردد از اعجاز او در ثمین — خاک تیره گردد از فیضش زر کامل عیار

نصرت ۔ میر محمد نعیم

نصرت تخلص ۔ محمد نعیم نام ۔ دلاور خان خطاب ۔ وطن سیالکوٹ ہے ۔ آپکے والد میر عبد العزیز دارا شکوہ کی خدمت مین ملازم تھے ۔ دارا شکوہ کے درہم برہم ہونیکے بعد خلد مکان عالمگیر کی خدمت مین حاضر ہوے منصب دو ہزاری و دلاور خان خطاب سے سرفراز ۔ میر محمد نعیم صاحب جمد عنایت اللہ خان کشمیری کی دختر نیک اختر سے منسوب ہوا اور شاہ عالم کے زمانہ مین والد ماجد کے خطاب سے ممتاز ہوا ۔ جب محمد فرخ سیر کے ابتداء جلوس مین ممالک دکن آصفجاہ کے تفویض ہوئے تب میر محمد نعیم آصفجاہ کے ہمراہ دکن مین آیا

بعد ازان امیر الامرا حسین علیخان دکن کا صوبہ دار ہوا۔ میر محمد نعیم کو رائچور ضلع بیجاپور کی فوجداری پر مامور فرمایا۔ پہر امیر الامرا کے زوال کے بعد نواب آصفجاہ صوبجات دکن پر متصرف ہوئے۔ پہر محمد نعیم آصفجاہ کے سایۂ عاطفت مین آیا۔ آصفجاہ کی خدمت مین تا ہمہ زندگی بسر کرتا رہا۔ آخر سنہ ۱۱۳۹ ہجری مین فوت ہوا۔ وصیت کے موافق پائین قبر شاہ ابراہیم جو قریب حصار روضۂ شاہ برہان الدین غریب قدس سرہ ہے مدفون ہوا۔ نصرت نے اپنے مرشد کے حق مین کہا تہا ؎

آن شاہ کہ بادشاہ ہفت اقلیم / نصرت پیرش ز جان و دل تسلیم است
عیسی ست بزندہ کردن مردہ دلان / ہر چند کہ نام پاکش ابراہیم است

اور دلاور خان ثانی بن محمد نعیم خان آصفجاہ اول کے زمانہ سے آصفجاہ ثانی کے زمانہ تک صوبہ سرا توابع بیجاپور پر حاکم تہا۔ سنہ ۱۱۸۵ ہجری مین گلبرگہ کے قلعہ کی قلعداری پر مقرر تہا۔ شاعر لائق و نازک خیال تہا اور علم موسیقی مین فائق تہا۔ آخر سنہ ۱۱۹ ہجری مین اس دار ناپائدار سے کوچ کیا۔ من اشعارہ الفارسی

می کشم بے وعدہ نابے کہ میسوزد مرا / آتش افتد در چنین آبے کہ می سوزد مرا
ولہ
پست فطرت را بود معراج روز ہا فتن / مور را تخت سلیمان است سنگ آسیا
ولہ
می دہد از شام غربت صبح وطن / بیکسی انداخت آخر کار ما را با خدا
ولہ
بسکہ دارد داغ حسرتہا دل پرورد ما / جلوۂ طاوس خواہد کرد آخر گرد ما
ولہ
صبح محشر شد و از شب باقی است / سخن از زلف ایاز است امشب
ولہ
رہروے را بخرد کار است / ہست کو رنگ بروبش بار است
ولہ
از لب قمری بگوشم خورد این حرف بلند / سرو ہم در پیش بالایت کمر بستہ است

وله
هر کف خاکی که می بینی برنگ دیگرست ... آرزوی عالی از بسکه اینجا رنگ ریخت

وله
اینقدر بر خود منازای چرخ صبحت شام شد ... در دیار ما که حیرت نام دارد شام نیست
چشم نعمت داشتن از سفره گردون غلط ... نان خشکی دارد آن هم صبح هست شام نیست

وله
فراموشی می پیمانه رکیست ... زخود رفتن ره میخانه رکیست

وله
کسی بدگهر ز صحبت نیکان رسد بفیض ... گر سنگ حجر و کعبه بشود بی شرار نیست

وله
بصرت هلاک مشرب پروانه میشدم ... ور نه بند شمع بزم و چراغ مزار نیست

وله
آئینه پیش تبش ولیل ست ... از ما دل یار بی خبر نیست

وله
سوی و لدار میروم نصرت ... سفر رو بآفتاب این است

وله
ذره با خورشید چشمک می زند ... جام هستی اینقدر با لنگ در بشت

وله
ناله کردن بر امید چرخ کار هوش نیست ... آسمانرا صورت گوش است نا گوش نیست

دامن از گل کشیده می آید ... مگر آئینه دیده می آید
رنگ می بازد از نزاکت طبع ... گر ز دل تا بدیده می آید
دست دعا بدامن نازش نمیرسد ... دست ز کار رفته ما را کجا رسد
وصل تو وحشت دل من بیتاب میبرد ... آئینه بیقراری سیماب می برد
هرزه گردی مرا در کعبه تنها نه برد ... گر بدل و امیرسیدم یار من درخانه بود
نامه را امروز از دستم شراب ناب برد ... زاهد از فردا بفریسان دفترم در آب برد
بجا طرح منی گر نزانز دل افتد ... بغیر سجده که دارم اگر قبول افتد
نمی افتد بزمین همچو سایه اش هرگز ... کسی که در ره حق پیرو رسول افتد
رنگین ز خون خود کف پای ترا که کرد ... این کار بسته بغیر از حنا که کرد

بی آبروئی تو از نظرم نور میرود — وله — این تیر بی کمان چه قدر دور می رود

دارد شکست رنگم امشب بهار دیگر — وله — می آید آن چمن ره شاید که بار دیگر

من چه خونها خورده ام در کار دل — وله — دل نمی آید بکار من هنوز

صفحهٔ ساده فلک هفت است — وله — سخن چند یادگار نویس

تا ابد زندگی کرامت کن — وله — بسمل ماست بر مزار نویس

دامن کشیده از من چون آفتاب در شب — میرفت و میدویدم چون سایه از قفائش

حق ناشناس بخت فریدون اگر دهد — در کشورش مباش بقید فرنگ باش

هوس عشق به پیری چه قدر نادانی است — شمع گیر آمدن ماست شب ماه غلط

هستی شمع فنا در هستی معشوق اوست — ماتم پروانه باید داشت در انجام شمع

خوشدلی را گر بود لازم فراغ — بیدماغی نیز می خواهد دماغ

نورسی بهم آسان کرده پرتو تخلق — روشن نه یک چراغ توان کرد صد چراغ

جان بحسرت داده زلف ترا در روز حشر — نامهٔ اعمال باشد دستهٔ سنبل بکف

گر تو دامن ناز می فشانده بهوا — نداشت شوخی رنگ اینقدر بهار شفق

دل چو شد آب نمی گردد خشک — چاه سیماب نمی گردد خشک

آب زمزم هم کجا سنگ ترا تواند کرد پاک — نیست زاهد را بیشتر شست و شو از آب تاک

گلشن زیاد رفت از بسکه می بالد بخود — نتوان امروز چیدن از سر دیوار گل

چرا امروز خود را تلخ دارم در غم فردا — نگردد روز محشر نامه وا از شرم اعمالم

از دو فارنگی ندارد نوبهار روزگار — برگ این گلستان را چو بو گردیده ام

مارا که تواند ز دل سخت تو بر داشت — چون نقش برین سنگ نشستیم نشستیم

صبح وصال چون بود رخ بنما که همچنین | وله | شام فراق چون رسد از زلف کشا که همچنین
جان عزیز چون رود طرز خرام جلوه ده | | عمر دوباره چون رسد باز بیا که همچنین
هر کرا دوست گفته نصرت | وله | گله او نمی توان کردن
چو هرش همچون سپند از روی مجمر می برد | | آتشے تا در دل آئینه زد تمثال او
بے حجابانه کجا تنگ ببر می آید | | تو که از جلوه که آئینه تر می آئی
زلفش بپائے تو صد رنگ گل توان چیدن | | بگل که می نگرد چون تو در چمن باشی

نیر۔ مہدیعلیخان حیدرآبادی

نیر تخلص۔ مہدیعلیخان نام حیدرآبادی المولد ہے۔ آپ نقیعلیخان ایجاد کے خلف الصدق ہین۔ آپکی ولادت شہر حیدرآباد مین ہوئی۔ اور نشو و نما بہی شہر کی آب و ہوا مین پایا۔ سن شعور کے بعد شہر کے علما و فضلا اور والد با جاہ سے کتب درسیہ عربی و فارسی تحصیل کین۔ عالم شباب مین فارغ التحصیل ہوا طبیعت سنجیدہ و مزاج پسندیدہ تہا اور ہر ایک قسم کی لیاقت و استعداد موجود تہی۔ شعرگوئی کا شوق ہوا۔ طبیعت کے زور سے موزون کرنے لگا والد ماجد سے اصلاح لینے لگا۔ چند ہی روز مین کلام برجستہ و شستہ کہنے لگا۔ لچھمی نرائن نے گل رعنا مین لکہا کہ مین جب سنہ ۱۱۸۵ ہجری مین حیدرآباد مین آیا تب نیر میرے غریبخانہ پر مکرر ملاقات کیلئے آئے باہم مشاعرہ رہا۔ نیر پسندیدہ سیرت خوش اخلاق ہین انتہی آخر سنہ ۱۱۵ ہجری مین فوت ہوا من اشعارہ الفارسی

روزے ترا میان چمن دیدن آرزوست | | اے نو بہار گرد تو گردیدن آرزوست
طپش دل مرا خبر کردہ است | | نیر امروز یار مے آید ◆

بوسه از گلعذار می خواهم
غنچهٔ یادگار می خواهم

ولہ

بهر از مرتضی علی به نجف
گوشهٔ قبر وار می خواهم

سینه چاکم بگلعذار رفتم
داغدارم بلاله زار رفتم

نگہت محمد یوسف برہانپوری

نگہت تخلص۔ محمد یوسف نام سخنور علیخان خطاب ہے۔ آپکے نسب کا سلسلہ طائفہ سلاطین کشمیر سے پہنچتا ہے۔ شاعر خوش فکر و خوش کلام تھا۔ مضامین تازہ و معانی شگفتہ کا شیرازہ باندھتا تھا۔ گلہائے صنایع و بدایع کا گلدستہ بناتا تھا۔ آپکی طبیعت شور انگیز و ملاحت آمیز تھی۔ جو کچھ طبع موزون سے برآمد ہوتا تھا۔ ملاحت و فصاحت سے بھرا ہوا۔ لطافت و ظرافت مین ڈوبا ہوا ہوتا تھا۔ سامعین کو سننے سے لذت بے اندازہ و فرحت تازہ حاصل ہوتی تھی۔ اوائل مین امیرالامرا کی خدمت مین تھا بعد ازان شاہزادہ محمد اعظم شاہ کی ملازمت مین رہا۔ جب اعظم شاہ باپکی طرف سے احمد آباد گجرات کی صوبہ داری پر گیا۔ نگہت بھی ہمرکاب تھا۔ فرخ سیر بادشاہ کے زمانہ مین دار الخلافہ دلی مین پہنچا اور سخنور علی خان کے خطاب سے سرفراز اور سخنورون کے زمرہ مین ممتاز ہوا امرا کے مدائح مین قصائد لکھتا تھا بیشمار صلے و جائزے پاتا تھا۔ فردوس آرامگاہ محمد شاہ کے آخر زمانہ تک روشن الدولہ ظفر خان بخشی دوم کی رفاقت و ملازمت مین رہا۔ مزاج مین شوخی و آزادی تھی ہجو کرنے مین بھی استاد تھا۔ اگر کوئی ممدوح صلہ نہین دیتا تھا تو اسکی ہجو کرتا تھا۔ چنانچہ اسد علیخان جو ایک ٹانگ نہین رکھتا تھا۔ اور [illegible] بنوا کے چلاتا تھا اسکی ہجو مین کہتا ہے ؎ بیستون تازہ از سنگین پی ایجاد کردہ

تاختنے در بدہ ترا زتیشۂ فرہاد کرد * در مقام رشوہ از بس سخت گیری میکند
از برائے زر گرفتن پنجۂ فولاد کرد * واشعار ہر ایک قسم قصیدہ و غزل و مثنوی رباعی
سے رکھتا ہے۔ نیز ایک کتاب بعبارت نثر اعتماد الدولہ قمر الدین خان وزیر محمد شاہ
کے احوال میں لکھا ہے۔ کتاب معانی تازہ و مضامین شگفتہ سے خالی نہیں ہے خوش
صحبت و دوست پرست تہا۔ آخر ۱۱۷۵ہجری میں فوت ہوا۔ جب سادات بارہ کا زوال
ہوا اور محمد شاہ بادشاہ کو پورا استقلال حاصل ہوا۔ تب نکہت نے ایک تاریخی قطعہ بادشاہ
کے ملاحظہ میں پیش کیا۔ ہزار روپیہ خلعت و صلہ پایا۔ مادۂ تاریخ یہ ہے سے
آفتاب ملک اقبال از کسوف آمد برون * من اشعارہ الفارسی

نصیب گشت شبے پایبوس مرا — زکف چو رنگ حنا رفت اختیار مرا
زپائے تا بسرم محو انتظار کسی است — کہ ہمچو چشم چہ بادام نیست یار مرا
وله
اگر در رفعت دنیا ئیم بے کشمکش حاصل — بگردون خیمہ را چندین تناب از قد کہ برخیزد
وله
نگاہ ہے جواب خط مرا اے دلربا بنویس — فرہاد نامہ بہ بت شیرین را نویس
وله
ہمت نقد دل این خاک نشین پیش تو قرض — آنچہ در کیسہ من بود ہمین پیش تو قرض
من سپردم دل خود را تو ندادی بوسہ — آن بود پیشکش ناز تو این پیش تو قرض
لبہا یا بیا بوسہ بدہ باز بگیر — نکہت امروز طلب کرد چنین پیش تو قرض
وله
بہ بین کہ بتن نقش بوریا دارم — اگر کشیدہ کہ دارد لباس عریانی

نصیر شاہ نصیر الدین دہلوی

نصیر تخلص۔ نصیر الدین نام۔ چونکہ آپ سیاہ فام تھے اسلئے عزیز و اقارب میں میاں کلو معروف تھے

آپکا اصلی وطن شہر دہلی تہا۔ آپ شاہ غریب کے فرزند ہین۔ آپکے والد صوفی المشرب حنفی المذہب تہے۔ فقیر تہے مگر زندگی امیرانہ بسر کرتے تہے شہر کے امرا و شرفا آپکی تعظیم و توقیر کرتے تہے۔ آپ عزلت نشین تہے۔ گوشۂ عافیت سے قدم باہر نہین رکہتے تہے۔ ہزارہا معتقد ہین گہر پر جاکر مستفید ہوتے تہے۔ آپکے بزرگون کے نام سے چند گائون بادشاہ کی طرف سے آل تمغا معاف تہے۔ مثلاً۔ ماجرا ہرسانہ علاقہ سونی پت۔ سنگیم پور علاقہ غازی آباد۔ وزیر آباد دہلی کے قریب مین اب تک ۸ جمادی الاول کو آپکے بزرگونکا عرس ہوتا ہے۔ آبحیات مین لکہا ہے کہ فی الحال موکرین ایک گائون بلبگڈہ کے علاقہ مین عبداللہ شاہ سجادہ نشین کے نام پر بحال ہے۔ آپکی ولادت شہر دہلی مین ہوئی۔ تربیت و پرورش بہی اُسی شہر مین پائی۔ والد علیہ نے آپکو ناز و نعمت سے پالا تہا۔ استاد و ادیب موزون کرکے تعلیم کیا تہا۔ آپنے فارسی عربی مین بقدر ضرورت استعداد حاصل کی۔ پورے طور سے کتب درسیہ مین کامیابی نہین حاصل کی تہی۔ مگر فن شاعری مین ایسے کامل ہوئے تہے کہ بڑے بڑے فاضل مستعد و شاعر بہی آپکے کلام کے دیکہنے سے حیران ہوتے تہے۔ آپ شاہ محمدی مائل کے شاگرد تہے۔ آپ بے روزی معاش بڑی تنگی سے بسر کرتے رہے۔ آخر شاہ عالم کے زمانہ مین آپکی شاعری چمکنے لگی۔ اور جوہر دکہانے لگے۔ دربار شاہی مین پہنچ گئے۔ عیدین و جشنون مین انعام و صلے پاتے رہتے ایک وقت آپنے جاڑے کے موسم مین ایک قطعہ بطور حسن طلب پیش کیا تہا اور دوشالہ پایا تہا وہ قطعہ یہ ہے ؎

بچائیگا تو ہی اے میرے اللہ	کہ جاڑے سے پڑا بیحد ہے پالا
پناہ آفتاب مجکو بس ہے	کہ وہ مجکو عطا دیگا دوشالا

اس قطعہ مین لطف یہہ ہے کہ آفتاب شاہ عالم کا تخلص تہا۔ آپ دہلی سے دو مرتبہ لکہنؤ گئے

وہان آپکی کچھہ قدر و منزلت نہین ہوئی بعض شعرا و حاضرین نے حسد و رشک سے
آپکے کلام کی داد نہین دی - آپنے مشاعرہ مین آٹھہ غزلین فرمایشی سنگلاخ زمین مین
پڑہی تہین اور ایک غزل اسی طرح کی ہوی پڑہی جسکی ردیف و قافیہ غسل کی لکہی ۔
محل کی لکہی تہا - اسپر بعض نے مشاعرہ مین طعن کیا اور کسی شعر پر کہا سبحان اللہ کیا خوب
لکہی بیٹہی ہے - کسی نے کہا کہ قبلہ یہ لکہی تو نہ بیٹہی - آپنے کہا غزل تو خوب ہے مگر ردیف سے
جی متلانے لگا - شاہ صاحب نے فرمایا جو صاحب مذاق ہے وہ لطف اوٹہاتا ہے جو صفراوی
حسد مین مبتلا ہے وہ متلائیگا - آپ لکہنو سے دل برداشتہ ہوکر دلی آئے پیشتر حیدر آباد
مین تین مرتبہ آئے تہے انعام صلے لیکر دلی چلے گئے - اب چوتہے بار اسطرف آنے کو
تہے کہ راجہ چندو لال مہاراجہ بہادر نے سنہ ۱۲۵۴ ہجری مین سات ہزار روپیہ خرچ راہ بہیجکر
بلایا - آپ راجہ صاحب کے حسب الطلب شہر حیدر آباد مین وارد ہوئے مہاراجہ نے
آپکی بڑی تعظیم و توقیر کی پچیس روپیہ روزانہ مقرر کردیا یعنی ساڑہے سات سو روپئے ماہوار
کردی - علاوہ ماہوار انعام و صلہ بہی مرحمت کرتا تہا حیدر آباد مین تمام امرا و علما آپکی
عزت و آبرو کرتے تہے - اکثر شعرا آپکی شاگردی کے سلسلہ مین شریک ہوتے تہے آپکے مرتبہ
آپ حیدر آباد مین ایسے جمے کہ پہر تا عمر دلی کا ارادہ نہین کیا آخر آپ سنہ ۱۲۵۴ ہجری
مین جہان فانی سے رحلت کی - حضرت شاہ موسی صاحب قادری کے روضہ مین دفن
ہوئے - آپکے شاگرد نے چراغ گل کے الفاظ مین تاریخ نکالی - آپنے مدت العمر اپنا دیوان
مرتب نہین کیا غزلین کہتے تہے اور ایک تہیلی مین جمع کرتے تہے اور گہر مین رکہتے تہے
اور فرماتے تہے کہ اسکی حفاظت کرو آپکے اکثر غزلین متفرق و قصائد مختلف ضایع
ہوئے - مولف فقیر نے شہر حیدر آباد مین آپکا کلام اکثر کتبخانون مین ڈہونڈہا مگر کہین

نہین پایا نادر الوجود ہے۔ بیاضون مین متفرق غزلین ملجاتی ہین۔ آپکا کلام تشبیہون اور
استعارون مین ڈوبا ہوا ہوتا ہے سنگلاخ زمینون مین کہتے ہین مگر ایسے ڈہب سے کہتے ہین کہ
خوشنما معلوم ہوتے ہین۔ مشکل مشکل الفاظ کو آسانی سے باندہتے ہین۔ اکثر بے سمجھے لوگ
غلطی سے اعتراض کرتے ہین کہ آپ کم استعداد تہے۔ کلام کی شیرازہ بندی بہی درست نہین کرسکتے
رطب یابس مین تمیز نہین فرماتے۔ یہہ معترضین کی غلط فہمی ہے۔ اکثر ہمعاصرین آپکی
سنگلاخ زمین مین غزل دیکہکر پہڑک جاتے تہے اور مشاعرہ بہی چمک جاتا تہا۔

آپ بدیہہ گوئی اور حاضر جوابی مین بے نظیر تہے۔ طبیعت مین چستی و چالاکی تہی عین
مشاعرہ مین کسیکا شعر سنتے اور اسیوقت کہتے کہ یہہ درست نہین اسطرح کہنا چاہیئے
شاعر چپ ہو جاتا تہا۔ مشاعرہ مین غزل پڑہنے کا ڈہنگ بہی سب سے نرالا تہا۔ نہایت
بلند آواز سے پڑہتے تہے کہ مکان گونج اوٹہتا تہا۔ تیز مزاج تہے ضعیف تہے مگر جوانی کا ولولہ
وجوش موجود تہا۔ آپ سنی المذہب خوش اعتقاد تہے آپکی مزاج مین تعصب نہین تہا
اولیاؤن کو مانتے تہے اور اہل بیت کی تعریف مین بہی قصائد مدحیہ لکہتے تہے۔ اور اصحاب
کبار کو بہی نہین بہولتے تہے۔ خوش اعتقاد و وضعدار تہے۔ جہان کہین راستہ مین کسی قبر
یا جگہ پر پہول پڑے ہوے پاتے وہین جوتی اوتار کے فاتحہ پڑہنے لگتے تہے۔ ایکروز تمام شاگرد
ساتہہ تہے ایک طاق مین پہولون کا سہرا لٹکا ہوا نظر پڑا آپ کہڑے ہوگئے اور فاتحہ
پڑہ دیئے۔ شاگرد نے کہا کہ حضرت یہ بہٹیارنی کا گہر ہے اُس نے اپنے پیر لال بیگ کا طاق
بنا رکہا ہے اُسوقت آپ ہنس پڑے اور کہا کہ مین نے خدا کا کلام پڑہا اُسکا ثواب
کہین نہین جائیگا۔ جہان اُسکا موقع ہے وہان پہنچیگا۔ آپ خوش مزاج و خوش طبع تہے
خوش پوشاک و خوش خوراک تہے۔ مزاج مین لطافت و نزاکت تہی وضع کے پابند تہے

نیک سیرت پسندیدہ خصلت تھے مشک فام کشیدہ قامت ریش مختصر وجاہت ظاہری کم تھی۔ مگر معنوی بزرگی و عظمت نے آپکی شان و شوکت دوبالا کر دی تھی مجلس میں لطائف و غرائب کو اس خوبی و حسن سے ادا کرتے تھے کہ ہزاروں خوبیاں آپ پر صدقے ہوتی تھیں۔ ہر طرف سے واہ واہ کی آواز سنائی دیتی تھی۔ خوش مزاج و زندہ دل تھے جوانوں میں جوان بڈھوں میں بوڑھے بچوں میں بچے بن جاتے تھے۔ ہر ایک دنگل و میلے میں شریک ہوتے تھے اب ہم آپکے چند لطائف تذکرۂ آبحیات سے نقل کرتے ہیں۔

لطیفہ۔ آپ ایک دفعہ دلی میں بھولو شاہ کی بسنت میں گئے اور چند شاگرد بھی ہمراہ تھے تیس ہزاری باغ کی دیوار پر بیٹھے اور تماشا دیکھ رہے تھے۔ کسی رنڈی نے بہت سا روپیہ خرچ کرکے ایک نہایت رنگین کارچوبی بنوائی تھی اور اسمیں بیٹھکر چھم چھم کرتے ہوئے سامنے سے نکلی۔ ایک شاگرد نے کہا استاد اسپر کچھ کہنا چاہیے آپنے اسیوقت فرمایا ؎

اُس کی رنگت کا کلس بھری دیکھ
پھر پرواز بھی نکالی ہے
شب کہا ماہ سے یہ پروین نے
چونچ بیضہ سے مرغ زریں نے

لطیفہ۔ کسی ایسے موقع پر کوئی رنڈی گذری اُس کے سرپر اودی رضائی تھی اور وسمہ کی چمک عجب لطف دکھاتی تھی۔ ایک شاگرد نے پھر فرمائش کی آپنے فرمایا ؎

اودی وسمہ کی نہیں تیری رضائی سرپر
مہ جبین رات نے تاروں بھری چھائی سرپر

لطیفہ۔ دلی میں ایک ہندو بنجیا نامی رنڈی پر عاشق ہوکر مسلمان ہوگیا آپنے فرمایا

جس طرف تو نے کیا ایک اشارا نہ جیا
نہ جیا آہ تیری چشم کا مارا نہ جیا

لطیفہ۔ موسیٰ خان اور عیسیٰ خان دو بھائی دلی میں تھے۔ مال و دولت کی بابت آپسمیں جھگڑا ہوا۔ عیسیٰ خان ناکام ہوا۔ اور موسیٰ خان نے عدالت کے زور سے کامیابی

حاصل کی تمام مال لے لیا - آپنے بطور ظرافت فرمایا اُسمین کا ایک مصرع ؎

ہوئی آفاق مین شہرت کہ عیسی خان کا گہر موسا + لطف یہہ ہے کہ دونون بہائی شاعر تہے ایک کا تخلص وفاق اور دوسرے کا شہرت تہا اور یہہ دونون شاعر حیدرآباد دکن آئے تہے اور نواب شمس الامرا بہادر کی خدمت مین دو دو سو روپئے ماہوار پر نوکر ہوئے تہے اور یہین فوت ہوئے ۔

لطیفہ - دکن مین راجہ چندولال مہاراجہ بہادر مشاعرہ ومناظرہ رات پچہلی پہر کرتے تہے ایک رات نہایت عظمت وشان کا جلسہ تہا تمام دکن کے اور ایران کے شعرا جمع ہوئے سب اپنے اپنے طبیعتون کے جوہر دکہانے لگے - علی الخصوص ایرانیون نے خوب قصائد سنائے ہر طرف سے واہ وا فرین پائے - شاہ نصیر کی نوبت آئی - سب شاہ صاحب کے طرف متوجہ ہوئے اُسوقت آپسے ایک چوبدار نے آہستہ سے کان مین کہا کہ آپ غزل نہ پڑہین تو مناسب ہوگا - آپ مین بگڑے فرمایا کیون ؟ اُس نے کہا ہوا تیز ہے لطف نہین ہوگا آپ خفگی سے منہ پر ہاتہہ پہیر کر بولے کہ ایسا تو مین خوبصورت بہی نہین کہ کوئی صورت دیکہنے کو نوکر رکہے گا یہہ نہین تو پہر مین کس مرض کی دوا ہون اسی گفتگو مین شمع آگئی آپنے غزل سنائی تو سب کو لٹا دیا -

لطیفہ - آپ حاضر جوابی مین برق تہے چنانچہ ایک دن سلطان جی کی ستروین مین گئے اور باؤلی مین جاکر ایک طاق مین بیٹہہ گئے حقہ پی رہے تہے اتفاقاً ایک نواب صاحب آنکلے آپسے صاحب سلامت ہوئی وہین بہت سی ارباب نشاط حاضر تہین اور رقص سرود ہورہا تہا - نواب صاحب نے آپسے فرمایا کہ اُستاد آج آپ بہی بالائے طاق ہین - آپنے فرمایا جی ہان جفت ہونیکو بیٹہا ہون آئے تشریف لائے ۔

لطیفہ - ایک دفعہ دکن جاتے ہوئے نواب جھجر کی خدمت مین اترے کئی دن رہے رخصت کے وقت نواب سے ملے - نواب نے کہا گرمی سخت ہے - دکن کا سفر دور و دراز کا سفر ہے - خدا پھر خیر و عافیت سے لاوے - وعدہ فرمایئے کہ اب جھجر مین کب آئیگا ہنس کر بولے کہ جھجر کی چاہ تو وہی گرمیون مین -

لطیفہ - دیہات جاگیر کے تعلق سے ایک دفعہ تحصیلدار سونی پت کے پاس ملاقات کو گئے اور کچھ رنگترے دلی سے بطور سوغات ساتھ لیگئے - تحصیلدار نے کہا کہ جناب رنگترون کی تکلیف کیا ضرور تھی - آپکی طرف سے بڑا تحفہ آپکا کلام ہے - ان رنگترون کی حسن تشبیہ مین کوئی شعر ارشاد فرمایئے اسیوقت رباعی کہی اور سنائی ؎

اے مہر برج آسمان اقبال
یہ نذر حقیر ہو قبول خاطر
ان رنگترون پہ غور سے کیجئے کا خیال
پردہ مین شفق کی ہین گرہ بند ہلال

من اشعارہ الھندی

زیب تن گرچہ ہے گل پیرہن سرخ ترا
لیکن انجام یہہ ہوگا کفن سرخ ترا

مجھکو کہتا ہے وہ نکلا ہے شفق مین یہ ہلال
یا نمودار ہے زخم کہن سرخ ترا

دسترس پاؤن تک آتش رخ سے مجھکو ہے یہان
کیونکہ رتبہ نہوا سے گلبدن سرخ ترا

ہے مری آہ یہان نخل گلستان خلیل
رخ گلنار وہان ہے چمن سرخ ترا

شیشہ بادۂ گلرنگ ٹپکتے ساقی
جامہ سبز مین دیکھے جو تن سرخ ترا

آستین سے یہہ لگا کہنے وہ تلوار کو پونچھ
بن گیا موج یم خون شکن سرخ ترا

رشک نیلم ہی نہین رنگ مسی کی یہ نمود
لب بہی ہے غیرت لعل یمن سرخ ترا

سچ بتا تو مجھے سوفار خدنگ قاتل
لہو کس کس کا پئے گا دہن سرخ ترا

خاک باہم ہو شرارت سے ہم آغوش نصیر
لو لگ رہی ہے جس سے وہ شمع رو نہ آیا
ہوا صحن چمن سے روکش بیلی صبا کی کیا ہے
دندان دکہا کے ست ہنس اسے بخیہ گریبان
کیا جلانے پہ گیا تہا کس منہ سے روکشی کو
برگشتہ بخت ہیں ہم ہاتہ رہین ہین ساقی
موج سرشک سے ہے رونق قبائے تن کی
آخر کو کہکشان ہے کشیدہ تاگ نکلی
کشتی دل تو وائیم موج خطر مین ڈوبی
کیونکر یہ ہاتہ اپنا پہنچیگا تا گریبان
اپنے بہی بعد مجنون یارو ہوا بنا ہی ہے
تا صبح مون سے تم نے کہلوائے بند محرم
ہر دم نصیر رہ تو امیدوار رحمت

وله

اے اشک روان ساتہ لئے آہ جگر ہی کو
سقف فلک کہنہ مین کیا خاک لگاؤن
سر معرکہ عشق مین آسان نہین دینا
ہے جنبش مژگان کا کسی کے جو تصور
دل پر ہے مرے خیمہ ہر آبلہ استاد
ہر جا تجلی ہے وہی پردہ غفلت

وله

صاف ہے شعلہ آتش بدن شوخ ترا
بل بے تری شرارت یہانتک کبہو نہ آیا
غنچے کے آہ منہ سے کسدن لہو نہ آیا
چاک جگر کا ہمکو طور رفو نہ آیا
آئینہ وہان سے لیکر خاک آبرو نہ آیا
لب تک کبہو ہمارے جام و سبو نہ آیا
کیونکر کہون کہ اسکو کار اتو نہ آیا
اسبات مین ہمارے فرق ایک مو نہ آیا
چین بر جبین ہو کسدن وہ روبرو نہ آیا
دست خیال جسکے دامن کو چہو نہ آیا
لے گردباد خیمہ کب کو بکو نہ آیا
مین تو ہی آہ لیکر کچہ آرزو نہ آیا
تیری زبان پہ کسدن لاتقنطوا نہ آیا

وله

عاشق کہین بے فوج و علم اٹہہ نہین سکتا
اے ضعف لئے آہ کا تہم اٹہہ نہین سکتا
گاڑی ہے جہان شمع قدم اٹہہ نہین سکتا
دل سے خلش خار الم اٹہہ نہین سکتا
کیا کیجے کہ یہ سنگ ستم اٹہہ نہین سکتا
اے معتکف دیر و حرم اٹہہ نہین سکتا

یون اشک ہین پر ہین کہ منزل کو پہنچکر — جون قافلہ ملک عدم اٹھ نہین سکتا

ولہ

شب کو کیونکر تجکو ہے پھبتا سر پر طرہ ہار گلیمین — جون پروین ہالہ مہ تہا سر پر طرہ ہار گلیمین

رخنوں سر پہ داغ جنون ہے اشک مسلسل زیب گلو ہے — چاہیئے تجکو غیرت لیلی سر پر طرہ ہار گلیمین

شعلہ کہان آنسو مین کہ شب شمع کہی ہی تجہکو مین — تاج زر اور ہو تیہو نگا سا سر پر طرہ ہار گلیمین

بال پریشان ہین کاکل کے پیچ گلیمین ہین پگڑی کے — یون رکہتا ہے وہ مست والا سر پر طرہ ہار گلیمین

حق مین ہے میرے طائر دل کی باز کا چنگل دام کا حلقا — اے بت کافر مجہکو دکہلا سر پر طرہ ہار گلیمین

شعلے اور تیرے کیے بدلے شمع جی حسب صابر کہنے لگے ہین — کیونکر نہ دیکہین یہ تماشا سر پر طرہ ہار گلیمین

رشک چمن تو سیر کریگا جبکہ کنار حوض و لب جو — فوارہ اوپر ہوا کہیگا سر پر طرہ ہار گلیمین

عکس شعاع مہر نہین یہ بیل چنبیلی لپٹی ہے — سرو چمن نے کیا ہے پیدا سر پر طرہ ہار گلیمین

کیفیت کیا ہو بن ساقی سوے چمن طاؤس اور قمری — ابر ہوا مین کہ ہین ہین تنہا سر پر طرہ ہار گلیمین

ہے یہ تمنا میری جی مین تو تجہے دیکہو بادہ کشی مین — ہاتہ مین ساغر بر مین مینا سر پر طرہ ہار گلیمین

اور بدلکے ردیف تو اپنی لکہئے غزل اس بحر مین جلدی — تمنے نصیر اب خوب نبہایا سر پر طرہ ہار گلیمین

ولہ

وقت نماز ہے انکا تماشا گاہ خدنگ و گاہ کمان — بن جاتے ہین اہل عبادت گاہ خدنگ و گاہ کمان

مرد جوانی مین تو ہے سیدہا پیری مین جہکتا ہے — قوت ضعف کی ہے یہ علامت گاہ خدنگ و گاہ کمان

ولہ

بادہ کشی کے سکہلاتے ہین کیا ہی قرینے ساون بہادون — کیفیت کے سینے جو دیکہا دو ہین مہینے ساون بہادون

چہوٹتے ہین فوارہ مژگان ہجر و شب آنکہون سے — یون نہ برستے دیکہے ہونگے ملکے کبہی ساون بہادون

ٹاکنے کو پہرتی ہے بجلی آسمین گوٹ تمامی کے — دامن ابر کے ٹکڑون کو جب لگتے ہین سینے ساون بہادون

جہولے کی ہم کی آمد و شد ہم یاد کرین جو لیکی پینگین — سوجہے ہے بے یار نہ ہینگے او یہ جینے ساون بہادون

کیونکہ نہ یہہ در ہائے تگرگ اے بادہ پرستو سر پائین — کان گہر چہٹ کرکے کہتے ہین گنجینے ساون بہادون

کان جواہر کیونکہ نہ سمجھے کھیت کو دہقان ادبون سے ‏ ‏ برساتے ہین موتیون مین پھر کے نگینے ساون بھادون

ابر سیہ مین کبھی نہی بجلون کی قطار اس شکل سے ہے ‏ ‏ یاد دلائے پھر کے تری دندان مسی ساون بھادون

وله

سدا ہے اس آہ چشم تر سے فلک پہ بجلی ہین یہ باران ‏ ‏ نکل کے دیکھو ٹک اپنے گھر سے فلک پہ بجلی ہین یہ باران

وہ شعلہ رو ہے سوار توسن اور اسکا توسن عرق فشان ہے ‏ ‏ عجب ہے اک سیر دیکھو پھر سے فلک پہ بجلی ہین یہ باران

ہنسے ہے کوٹھے پہ یوسف اپنا مین زیر دیوار رو رہا ہون ‏ ‏ عزیزو دیکھو مری نظر سے فلک پہ بجلی ہین یہ باران

پتنگ کیونکر نہ ہووے حیران کہ شمع سبکو دکھا رہی ہے ‏ ‏ بچشم گریان و تاج زر سے فلک پہ بجلی ہین یہ باران

نہا کے افشان چنو جبین پر نچوڑ زلفونکو بعد اسکے ‏ ‏ دکھاؤ عاشق کو اس ہنر سے فلک پہ بجلی ہین یہ باران

کہان ہے جون شعلہ شاخ پر گل کدہر ہے فصل بہار شبنم ‏ ‏ نیا ہے اعجاز طرفہ تر سے فلک پہ بجلی رہین یہ باران

کرو نہ دریا پہ میکشی ہم او پھر کو آؤ تو مین دکھادون ‏ ‏ سرشک ہے نالہ و جگر سے فلک پہ بجلی رہین یہ باران

کدہر کو جاؤن نکل کے یارب کہ گرم شہر زمانہ مجھکو ‏ ‏ دکھائی ہے شام تک سحر سے فلک پہ بجلی ہین یہ باران

وہ تیغ کھینچے ہوے پھرے ہین سر جھکائے ہین شہادت پذیران ‏ ‏ دکھاؤن آ دل تجھے کدہر سے فلک پہ بجلی ہین یہ باران

غضب ہے چین جبین پہ کیا ہے بدن پہ ٹپکے ہے یہ پسینا ‏ ‏ عیان ہے یارو نئے ہنر سے فلک پہ بجلی رہین یہ باران

نصیر لکھی ہے کیا غزل یہ کہ دل تڑپتا ہے سنکے جسکو ‏ ‏ نہان تھی کب کسی نظر سے فلک پہ بجلی ہین یہ باران

وله

نہان ہے کب چشم پرشرر سے فلک پہ بجلی ہین یہ باران ‏ ‏ ہے اس نگہ سے اشک تر سے فلک پہ بجلی ہین یہ باران

دکھا کے ہم تشنہ مشربی چلو جہ دیکھو فوارہ کا تماشا ‏ ‏ تو پھر صدا آئی بام و در سے فلک پہ بجلی ہین یہ باران

وہ مہوش پشت فیل پر ہے اور اسکی عمر طوق آب افشان ‏ ‏ عجب ہے تشبیہ جلوہ گر سے فلک پہ بجلی ہین یہ باران

وہ طفل تھا جبیں قشقہ جو کھینچ سو سچ کو دیکھو پانی ‏ ‏ تو کیون نہ دل دیکھنے کو ترسے فلک پہ بجلی ہین یہ باران

دوپٹہ سر پر ہے بادلے کا گلاب پاش اسکے ہاتھ مین ہے ‏ ‏ نگہ کو چمکے نہ کیونکہ برسے فلک پہ بجلی رہین یہ باران

تو اپنی پگڑی پہ کھیلے طرہ جو کھیلے پچکاریون سے ہولی ‏ ‏ عیان ہو پھر کی دگر سے فلک پہ بجلی ہین یہ باران

وہاں وہ غرفہ میں تابرخ ہے بہار یہ فقرہ پہ ہم ہے | یہ حسن لفت کے ہے شر سے فلک پہ بجلی ہیں بہاران
عجب ہے کچھ یہ ماجرا یہ ساقی کہ غل مچایا ہے میکشوں نے | مدام پینا و دیکھ ابر تر سے فلک پہ بجلی ہیں بہاران
وہ شوخ چہرے کی سیر کرکے پسلے پتھر پہ جا کے بیٹھا | پکاری خلقت ادھر ادھر سے فلک پہ بجلی ہیں بہاران
نصیر صد آفریں ہے تجھکو کہ اہل معنی پکارتے ہیں | عجب ہے مضمون تازہ تر سے فلک پہ بجلی ہیں بہاران

وله

خال پشت لب شیریں ہے عسل کی مکھی | روح فرہاد لپٹ نکلے جبل کی مکھی
سنگ و خشت در و دیوار فتادہ کو دیکھ | ہاتھ ملتی ہے پتھورا کے محل کی مکھی
بنگیا ہوں میں خیال کمر یار میں مور | نہ ترے زور کی طاقت ہے نہ بل کی مکھی
تیرہ بختان ازل کا کبھی دیکھا نہ فروغ | شبکو جگنوں کی طرح اڑسکے نہ جہل کی مکھی
بیٹھنے سے ترے ہم سمجھے لب یار کو قند | بات مشکل تھی مگر تو نے یہ حل کی مکھی
ان کو کیا کام توکل سے جو بن جاتے ہیں | قاب بریانی پہ ہر اہل دول کی مکھی
ہو گیا ہے یہہ تری چشم کا بیمار نحیف | نہ اڑا سکتا ہے منہ کی نہ بغل کی مکھی
ربس پروانہ جانسوز کی گرتی تو ہے پر | نگہ شمع میں ہو جائیگی ہلکی مکھی
صنعت صنعت چین دیکھ پہ لا جا کر تو | دیکھنی گر تجھے منظور ہے کل کی مکھی
دلربا تھہر فسوں ساز ہے بنگالہ کے | آدمی کو وہ بناتے ہیں عمل کی مکھی
سخن اپنا جو شکر ریز معانی ہے نصیر | ہے ردیف اسلئے اس شعر و غزل کی مکھی

نثار۔ مرزا محمد جان اورنگ آبادی

نثار تخلص۔ مرزا محمد جان نام۔ وزارت خان خطاب۔ آپ ابابیت خان مرحوم خوانی کے بنائر میں سے ہیں۔ آپکی ولادت شہر اورنگ آباد میں ہوئی۔ سن شعور کے بعد

لیاقت و استعداد حاصل کرکے شعرگوئی کی طرف مائل ہوئے۔ فارسی ہندی دونون زبانون مین موزون کرنے لگے۔ آپکو شاہ سراج اورنگ آبادی سے تلمذ تہا آپنے بہی مثنوی مین شاہ سراج کی مثنوی بوستان خیال کے دو ایک شعر داخل کرکے استادی سراج کا اقرار کیا ہے ؎

مجھے بیت استاد کی یاد تہی	نہ یہہ بیت تہی بلکہ فریاد تہی
میرے پر عجب طرح کے درد مین	کرے سب وداس درد کے گرد مین

آپ انجمن سخن دانی کے صدر۔ امراء اورنگ آباد مین جلیل القدر تہے۔ سخن سنجی مین امرا مین کوئی ایک فرد بہی اس ذہن و فکر کا نہین تہا آپ ہم عصرون مین بے نظیر انشا پردازی مین خوش تقریر و تحریر تہے۔ حسن اخلاق و اشفاق مین عدیم المثال نازک خیال و شیرین مقال تہے۔ آپکے دولت خانہ پر مہینہ مین دو مرتبہ مشاعرہ ہوتا تہا۔ چند مدت تک مشاعرہ کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ پہر کسی وجہ سے درہم و برہم ہوگیا۔ آپ سخن شناس شعرا دوست تہے۔ شعرا و علما کے ساتہہ حسن سلوک و مساعدت فرماتے تہے۔ سخاوت و شجاعت آپکی موروثی صفت تہی شرافت و نجابت خاندانی وراثت تہی۔ ہر ایک قریب و غریب کے غمخوار و مددگار رہتے تہے۔ سرکار آصفجاہ ثانی کے منصبدار و جان نثار تہے۔ منصبداری کی علاوہ عہدہائے جلیلہ پر بہی وقتاً فوقتاً مامور رہے ہین۔ سرکاری خدمات کا فرض پورے طور سے ادا کرتے رہے ہین۔ ولی نعمت کی تابعداری مین ثابت قدم و خیرخواہی مین مستقل و راسخ دم تہے۔ ہر وقت آقا کی دلجوئی و رضامندی مطلوب آپکی تہی ماشاء اللہ کیا فرمان برداری و کیا اطاعت گذاری تہی۔ انہین کارگزارون کی اطاعت گذاری و فرمان برداری کی بدولت ملک مین امن امان تہا۔ دولت و حکومت کا ستارہ تابان تہا

روز بروز حکومت کی طاقت بڑہتی جاتی تہی افسوس صد افسوس وہ امانت داری کہان ہے اور وہ غریبان پروری کہان ہے۔ آجکل امانت ہے نہ اطاعت۔ ہان تن پروری خود پسندی ہے۔ اللہ تعالی ان باتون کو مسلمانون کے فرقہ سے دور کرے۔ اور ہماری اصلی عادتین پہر ہماری طرف رجوع کرے۔ جناب ثنا سنہ ۱۲۳۱ ہجری کے قریب اس دار فانی سے دار القرار کو روانہ ہوئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

من اشعارہ الہندی

اگر اول نہ آدم دانہ گندم کے تئین کہاتا … تو دل ان گندمی رنگون کے ایتہین پہنس جاتا

وله نہوتے شور نالے سے مرے آنسو اگر جاری … نہ صحرا سبز ہوجاتا نہ دریا جوش مین آتا

وله بلبل سات میکش رات وہ گلفام تہا … سبزہ مینا باس سے مجلس چمن گل جام تہا

وله تم ہوئے گلرو کے ہاتون ہم ہوئے گلشن کی بات … روح بلبل سے ہماری روح کا پیغام تہا

وله کیا ہے مجکو محبت نے دلربا کے اسیر … پڑے ہے دل کی گلے بیچ زلف کی زنجیر

وله ظلم ہے اس وبن جنبش بار نسیم … اس جلے دل کو مرے بہڑکی لگاتی ہے بہار

وله غم کی قمری سرو پر آہ کی کرتی ہے شور … آ بچو لو ہو کے میرے چشم مین جاری ہے زور

وله ہماری جانکا دفتر ہوا سابق سے ابتر ہو … نکر نامی کو آنسو سے دوبارہ اے کبوتر تر

وله مین پوچہا شوخ سے کس ہم کا بہتر دل آہیرا … کہا اس سنگدل نے سخت رو ہو کر مجہے مرمر

وله بہار آنے سے گلشن مین کیا اچہی ہے دہوم … کیا ہے قمری و بلبل نے سر گل پہ ہجوم

وله دام مین کرنے بیچ جلدی تا نہو وین آزاد ہم … آرزو رکہتے ہین گلشن مین مرین صیاد ہم

وله ہم اگر ہوتے تو لے آنکہو نسین آتی جو شمشیر … اسطرح تشنہ نہ لیتے ہاتہین فرہاد ہم

وله سنتے ہو طفل کیہہ عبث ہو سفید پر … گر پیر مین ہوا تو میرا عشق ہے جوان

وله گہٹا غم ہے بجلی ہے ہر آہ میری … برستا ہے آنکہون سے یہہ ہر زمان

وله
اشک دریا سے میرے اے ناخدا ڈرتا لہ ہے
ہے تباہی نوح کی کشتی کو اس طوفان میں

وله
دل کہیں اور پہیرتی ہے دانہ تسبیح کو
ہے خلل ان زاہدوں کی سر بسر ایمان میں

وله
مانند گل چمن میں گریبان دریدہ ہوں
جیوں عندلیب درد جدائی کشیدہ ہوں

وله
بغیر جام و ساقی اس ہوا میں کیا قیامت ہے
ترشح ابر کا ہو سبزہ ہووے اور بجلیاں کڑکیں

وله
جان جاناں آملا ہم سیں جدا ہوا نہیں
جان آیا ہے ہماری اس دل بیجان میں

وله
کیا آستیں چڑہا کر آتا ہے شوخ ہم پر
یہ بانکپن کی طرزیں کس نے سکھائیاں ہیں

وله
یرقان ہوا ہے پیدا نرگس کو ہر چمن میں
آنکھوں سے جبیں تیرے آنکھیں ملائیاں ہیں

وله
جی کا نثار کرنا نہیں کام ہر کسی کا
یہہ کوہکن کی باتیں ہم نے نبھائیاں ہیں

وله
ہے جی میں وصف اسکا کس منہ سے کہیے
جس لب کا نام لیتے شیریں دہن ہوا ہے

وله
ہاتوں اوپر کیا ہوں اسکے نثار جی کو
اسواسطے حنائی میرا کفن ہوا ہے

وله
اگر شہرہ تمہارے حسن کا جا مصر میں پہنچے
زلیخا چاہ میں یوسف کے شاید باز آجاوے

وله
شب تاریک میں گر عزم ہووے سیر کا تمکو
تعجب میں ہے لیکر چاند مشعل ہاتہ میں آوے

وله
تیرے زلفوں کی سایہ میں دوانا کر دیا سکو
گریبان چاک کرتا ہات میں شانہ آتا ہے

وله
رات کو دیکھا تھا میں نے خواب میں مار سیاہ
صبح تیری زلف دیکھا اسکی یہہ تعبیر ہے

مصحف رخ پر نہیں ہے خط سبز کا نمود
متن اوپر حسن کے یہہ حاشیۂ تفسیر ہے

مسکرا خنجر کو لے چھاتی چڑہائے پر جفا
عاشقوں کے ذبح کرنیکی یہی تکبیر ہے

موسم ہجر میں یہہ تازہ بہار آئی ہے
دل میرا داغ گلشن کا تماشائی ہے

بسکہ روتا ہوں تیری یاد میں اے گوہر حسن
مردم چشم میرا مردم دریائی ہے

نہ خبر ہے دلکو جہان کی عجم بیخودی سے وہ مست ہے
کہ خیال چشم صنم اسے قدح شراب الست ہے

نیاز۔ نیاز مند خان اورنگ آبادی

نیاز تخلص۔ نیاز مند خان نام۔ آپ میر فقیر اللہ خان کے صاحبزادہ ہین۔ آپ بادشاہی منصبدارون مین تہے۔ آپکا تولد اورنگ آباد مین ہوا۔ والد ماجد کے سایۂ حمیت مین تربیت و پرورش پائی۔ اور کتب درسیہ فارسیہ کو بہی الد سے تمام کیں۔ ذہین و فہیم تہا موزون الطبع و خوش فکر تہا۔ سخن کی صلاح مرزا صحبدی بیگ مرزا تخلص سے لیتا تہا۔ خوش اخلاق اسم با مسمی تہے سراپا سے خاکساری و نیاز مندی کے ساتہہ ملتے تہے۔ طبیعت مین ظرافت زیادہ تہی سراپا سے زندگی و مزاحت فرماتے تہے۔ جلسہ مین یاران ہم مشرب کو ہنساتے تہے آپکے چند لطائف اس قسم کے تہے کہ آجکل کے تہذیب اُن کو غیر تہذیب مین شمار کرتے اس لئے ہم نے ان کو ترک کیا اور اس تذکرہ مین نہین لکہا۔ کیونکہ ہم نے عہد کیا ہے کہ اس تذکرہ مین کوئی حکایت یا لطیفہ جو غیر مہذب ہو درج نہین کرینگے۔ آپ فارسی و اردو دونون زبان مین شعر موزون کرتے تہے۔ دونون زبان مین آپکا کلام خوش مزہ ہوتا تہا۔ ہمکو آپکے کلام سے چند اشعار اردو ملے ہین۔ ہم ہدیۂ ناظرین کرتے ہین۔
آپکا انتقال سنہ ۱۱۲۰ ہجری مین ہوا۔ ص ۲۰ شعرالہندی

اگر وہ شوخ اپنے ہات کی مہندی دکھلاتا	وله	تو گل کا رنگ خون ہوتا نہ مرجان سرخ ہو جاتا
سراپا جل گیا گلشن مین نافرمان کی فرقت مین	وله	مرے سینے کے داغونکو گل لالہ سے کیا نسبت
رنگ آنسو خامۂ مژگان سے تیرے دیکھے صفحہ پہ	وله	کہینچ کر تصویر تیری ہو گئی بہزاد ہم
یک نگہ بہی آسمان نا کیا اے سنگدل		جیون بگولہ اُڑ گئی تجہہ یاد مین برباد ہم
مست چشم دلربا کس طرح آئے ہوش مین	وله	کیا گذرتی ہے ناصحون کو بزم نوشانوش مین

پہول کو مت توڑ گلچین رحم کر بہر خدا   فرقت گل کا الم تو بلبل محزون سے پوچھ
میرا دل ہجر سے صد چاک ہو کر   تمہاری زلف کا شانہ ہوا ہے
باغ مین جب آئے وہ خوش خرام اے غنچہ لب   گل پیالہ بادہ شبنم سر مینا کیجئے
کیا ہوا گر مہر خاموشی کئے ہین لب پہ ہم   گر فغان کیجے تو اک دم حشر برپا کیجئے

ندرت میر نجف علیخان اورنگ آبادی

ندرت تخلص۔ میر نجف علیخان نام۔ اورنگ آبادی الاصل ہے۔ میر جلال الدین علیخان بن فدوی خان کے صاحبزادے ہین۔ آپکے بزرگ عالمگیری زمانہ مین مناصب مناسب پر سرفراز و خدمات لائقہ پر ممتاز تھے۔ آپکے والد یا جد آصفجاہی منصبدارون مین تھے آپنے سن شعور کے بعد عالم شباب مین کتب فارسیہ مین خوب استعداد و مہارت پیدا کی بقدر ضرورت و انشا و املا مین ملکہ حاصل کیا۔ موروثی منصب کے سوا ضلع بیٹر مین تحصیلدار تھے۔ ہوشیار و معاملہ فہم تھے۔ سرکاری کام امانت داری سے انجام دیتے تھے منصف مزاج و حق پسند تھے ناراستی سے نہایت ہی ناخوش ہوتے تھے۔ جودت فہمن و رسائی طبع مین یگانہ تھے میر عارف الدینخان عاجز سے مشق سخن کرتے تھے۔ وزارت خان نثار کے ہم سبق تھے۔ وزارت خان نے آپکے ایک مصرع کو تضمین کیا ؎

کئے ہم گوہر غلطان نثار مصرع ندرت   خجل ہے ابر نیسان ہماری گریان سین

آپکا کلام صاف و شستہ ہے۔ لطافت و نزاکت سے خالی نہین۔ آخر آپ ۱۲۱۳ھ ہجری مین فوت ہوئے۔ من اشعارہ الہندی

جلایا ہے برق کا سینہ ہماری آہ سوزان نے   خجل کی ابر نیسان کو ہماری چشم گریان نے

اشک کے پانی سے اپنے منہ کتین دہو کر اٹھے | | ہم وضو کہیاروں پاس جو بیٹھ رو کر اٹھے

ناطق - میر محمد ماہ نندرباری

ناطق تخلص - میر محمد ماہ نام - مولد و منشا نندربار خاندیس ہے - اولاد میں حضرت محبوب سبحانی قدس سرہ کے ہیں میر اکبر علی راجی تخلص بالا فرخ آبادی کے شاگرد ہیں - جوان صالح رنگین گفتار و پسندیدہ کردار تہا - صوفی المشرب فقیر دوست - آبائی طریقہ پیرگران طریق کی ہدایت کرتا تہا - خاندیس برار میں اکثر آپ کے مرید تہے - گذر اوقات مریدوں کی نذر و نیاز پر تہی - متوکل و قانع تہے کسی سے سائل نہیں ہوتے تہے سنہ ۱۱۷۳ ہجری میں بطریق سیر اورنگ آباد گئے تہے - وہاں کے مشائخ و شعرا سے ملے تہے - آخر سنہ ۱۱۸۲ ہجری میں فوت ہوئے - من ۲ اشعار ۲۵ الهندی

آیا تہا مست رات کو وو بھی پیا ہوا		آنچل زری کا ناز سیں کہہ پر لیا ہوا
رات ساری درد و غم کا سب اسباب تہا		ہجر تہا میں تہا الم اور دل بیتاب تہا
نہ پوچھو حال کچھ ہم نے زد پائے سن نشہ ان کے	ولہ	یہہ سلطان جبش پیاسا ہوا آیا چاہ زمزم پہ
سبحان شعر کی ناطق جو ہم پیدا کہتے ہیں		بہروسا سب طرح سے ہے جناب غوث الاعظم پہ
بس اسے مشاطہ کہاں لگ سخن شرط و شرط		عیش و عشرت کے گہڑے قول و قسم میں گذری
کچھ بھی سو نہوا ہے بید کمر کا معلوم		خوب تہا خوب یہہ بات بہرم میں گذری

نادر - شیخ نور الدین اورنگ آبادی

نادر تخلص - شیخ نور الدین نام - مشائخ اورنگ آباد سے تہا - ذکی الطبع و سریع الفہم تہا

زبان بہاکا و محاورۂ فارسی کا عالم و فاضل تہا - دوہے وکبت کے مطالب خوب سمجہتا تہا
ہزارہا دوہے وکبت اسکی نوک زبان تہے - میر آزاد و میرزا کا شفیق کا معاصر تہا -
لچھمی نرائن چمنستان شعرا مین لکھتے ہین کہ فقیر سے اکثر ملتا تہا نہایت محبت و خلوص سے
پیش آتا تہا - فارسی شعر خوب کہتا تہا - ہندی مین نہایت ہی کم - ہمکو آپکے فارسی
اشعار نہین ملے اور ہندی مین صرف ایک شعر ملا ہے ہدیۂ ناظرین ہے - آپ ۱۲۰۱ سنہ ہجری
مین فوت ہوئے **من ۲ اشعار ۵ الھندی**

ہوا اس شمع روسے آشنا دل	لگی آتش اٹھا شعلہ جلا دل

یہہ ایک شعر برابر ایک دیوان ہے صاحبان ذوق و مذاق خوب جانتے ہین -

نجات - مرزا عتیق اللہ اورنگ آبادی

نجات تخلص - مرزا عتیق اللہ نام - حاجی محمد ساقی کے فرزند سادات حسینی سے تہے
حاجی صاحب حج و زیارت سے فارغ ہوکر اورنگ آباد آئے - حضرت شاہ برہان الدین
غریب کے روضہ مین متوطن ہوئے - مقبرہ خلد مکان مین صلوٰۃ خوانی کرتے رہے - سرکار سے
حضرت شاہ جلال گنج رواں کی درگاہ جو روضہ مین ہے اسکے متولی ہوئے - قانع و صابر تہے
درگاہ مین زندگی تا مرگ بسر کرتے رہے - نجات کا عالم شباب تہا - دلمین تحصیل علوم کا
شوق موجزن تہا بمصداق - اطلبوا العلم و لو کان بالصین وطن سے سفر اختیار کیا
اولاً سورت مین آیا کتب درسی پڑہتا رہا ثانیاً احمد آباد گجرات مین جو اسوقت مجمع علما تہا
گیا - وہان کتب درسیہ سے فراغت حاصل کی - تحصیل کے بعد خواجہ نعمت اللہ خان وحید جنگ
کی رفاقت مین رہا - دونون امیر علم و فضل کی وجہ آپکی بڑی تعظیم و توقیر کرتے تہے - پہر

احمد آباد نذرباد خاندیس مین وارد ہوا۔ وہان اسوقت حضرت شاہ یسین صاحب قادری بڑے بزرگ کامل و روشندل تہے اُن کی خدمت مین پہنچا حسن ارادت و صدق عقیدت سے حضرت کا مرید ہوا اُسی روز دنیا و مافیہا کو ترک کیا۔ فقیرانہ رنگین لباس زیب بدن فرمایا۔ آخر آپ ۱۱۶۳ ہجری مین عالم بقا کیطرف مسافر ہوئے۔ میر اولاد محمد زکا بلگرامی نے رحلت کی تاریخ کہی ہے

نقیر شاعر خوش میرزا عتیق اللہ — کہ بود مسکنا و در دکن بنجلد آباد
نمود رحلت جانگاہ از جہان فنا — بگلستان ارم چشم خویش را بکشاد
بحسن تعمیہ بہر چنین سخن سنجی — کہ شد سیاہ ز فوت عتیق جہان بداد
شکست کلک دل خویش و زد رقم تاریخ — نجات یافت ز دام زمانہ صیاد

اور بہیمی نرائن شفیق اورنگ آبادی نے بہی لکہی ہے

قانون شناس شعر و سخن بیدل — از دار بے بقا شدہ در گلشن جنان
تاریخ فوت او بصد آہ و فغان دلم — گفتا نجات یافتہ زین بیوفا جہان

شاعر ذکی الطبع و خوش فکر تہا۔ فارسی و ہندی دونون مین کلام موزون کرتا تہا۔ فارسی مین تہا بہت مشکل و مغلق الفاظ استعمال کرتا تہا۔ اور اکثر مضامین خود تراشتا تہا اور ریختہ مین بہی خوب فکر کرتا تہا۔ بہ نسبت فارسی ہندی کلام سلیس و بامحاورہ ہوتا ہے

من اشعارہ الہندی

سینہ برلے عشق ہوسے ملک ہے
پرو پیکان تیر آہ کرے ہے
گہر بسے تیرے ہات سین مین گیا

چرخ الیسن کو مال دیتا ہے
دل پہنا بسکہ آب ہوا
خانہ آئینہ خراب ہوا

منعم آخر جگہا یہ دنیا پہیر	ہجر بمائل شراب ہوا

نیاز ۔ محمد علی حیدرآبادی

نیاز تخلص ۔ مرزا محمد علی نام ۔ یہہ بزرگ حیدرآبادی ہین ۔ کسی تذکرہ نویس نے آپکے کچہہ حالات نہین لکہے سنہ ولادت ووفات کا بہی پتا نہین ۔ ہان لچہمی نرائن شفیق کی تحریر سے اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ وہ ۱۲۰۵ سنہ ہجری مین حیدرآباد مین زندہ تہے شاعر خوش تقریر وصاف تحریر تہے ۔ شعر فہمی مین نہایت ہی صحیح الفہم تہے ۔ دیوان صائب وقصائد انوری طلبہ کو پڑہاتے تہے ۔ ہر ایک شعر کی خوب شرح بیان کرتے تہے ۔ محاورات فارسی سے ماہر فارسی وہندی دونون زبان مین شعر موزون کرتے تہے ۔ من اشعارہ

عنقا بہی اُس نگاہ ہما گیر کا ہے صید	ہفت آسمان جسکے مین جاے نکالکے

نیاز کا یہ ایک شعر بجاے کل دیوان ہے ۔ اور اشعار ہمکو نہین ملے اس لئے ہم نے اسی ایک شعر پر اکتفا کیا ۔

نشاء ۔ فقیر اللہ خان اورنگ آبادی

نشاء تخلص ۔ میر فقیر اللہ خان نام ۔ آپ راوتمند خان دیوان بیوتات کے فرزند ہین اور دیانت خان دیوان دکن کے ہمشیرہ زادے ۔ آپکی ولادت اورنگ آباد دکن مین ہوئی اسی شہر مین تربیت وتعلیم بہی پائی ۔ نواب آصفجاہ مرحوم شرافت خاندانی کے لحاظ سے آپکے ساتہہ حسن سلوک ومراعات فرماتے تہے ۔ ہمیشہ خدمات لائقہ پر مقرر کرتے تہے آخر نواب صاحب موصوف نے آپکو والد ماجد کے خطاب سے سرفراز فرماکر قلعہ پانکل یعنی

گولکنڈہ علاقہ حیدرآباد کی قلعداری مرحمت کی تا بمرگ فراخی عیش و عشرت سے زندگی بسر کرتے رہے۔ خوش خلق و صاحب مروت تھے صحبت پرور و دوست پرست تھے سنجیدہ طبع و پسندیدہ فکر تھے۔ کبھی کبھی شعر موزون کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ صاحب دیوان ہو گئے۔ علم موسیقی مین کامل مہارت رکھتے تھے۔ گانے بجانے کے بھی شائق تھے حریفان ہمشرب سے خوب ملتے تھے۔ لطائف و مزے کے جلسے فرماتے تھے۔ ظریف المزاج لطائف پسند تھے۔ ایکروز حضور بندگانعالی نواب آصفجاہ کی خدمت مین حاضر تھے۔ آپکے سامنے نادر شاہ کے شاہنامہ سے وہ بیت پڑہی کہ جسمین نادر کا روم سے شکست کہا کر لوٹ جانا اور دوسرے مرتبہ چڑہائی کرکے روم مین آنا۔ آپ بہت محظوظ ہوئے فرمایا فرار کی کیفیت خوب بیان کی ہے۔ بیت مذکور یہ ہے ؎

ازین رفتن و آمدن عار نیست — کہ سیلے ز جزر و مد موج بحار نیست

من اشعارہ الفارسی

بدیدہ باز نیاید سرشک افتادہ — خدا کند کہ نیفتد کسے ز چشم کسے

وله

بسکہ بیدار بود دیدہ پر آب مرا — جوہر آئینہ کہ دید رگ خواب مرا

وله

ہر کشتہ می زند مژہ ات تیر از نگاہ — این فتح در گریز نصیب سپاہ کیست

وله

عریان تن است اگرچہ لباسش بود حریر — بر قد ہر کہ راست نیاید قبائے فیض

از دم سرد لئیمان شمع دل افسردہ وار — بے فانوس در بزم ہوا ایمن چراغ نیست

گمان دارم بخاطر دارد استقبال مجنونی — مگر از دامن کہسار دیدم بستہ صحرا را

شب ببزم خندہ مائل بالب آن حور بود — از تبسم چون سحر کاشانہ ام پر نور بود

تا نہ بندد تہمت بیدادی ہم دور فلک — از جہان چون نبض بسمل یک طپش منظور بود

ای آرزو اگر هوس روشنی تراست	از مهر چشم خاک ره بو تراب گیر
بعرض مدعا جوشیدنم صورت نمی بندد	زبان چون شمع گیر و شعله در هنگام تقریرم
نظاره ز داغ جگر از بسکه خوش افتاد	بر روی گل امسال نکردیم نظر هم
بجز گردش ندیدم از تلاش نارسائی خود	برای مدعا هر چند همچو آسیا گشتم
ز بس نالیده ام از لطف صیاد	نگنجد در قفس بال و پر من

آپکا انتقال سنہ ۹۲ ہجری میں ہوا - حیدرآباد میں مدفون ہوئے -

ناجی - شاہ قاسم مشہدی

ناجی تخلص - شاہ قاسم نام - مشہدی الاصل ہے - اولاً وطن سے ملک دکن میں وارد ہوا تیس برس اسی ملک میں سیر و سیاحت کرتا رہا - کبھی بیجاپور میں جاتا تھا کبھی احمدنگر میں - پھر دکن سے دلی میں گیا - نواب برہان الملک سید سعادت خان بہادر نے کمال قدردانی سے آپکی معاش و مقام سکونت مقرر فرما دیا - نہایت خوشی و فراغت سے زندگی بسر کرتا رہا چند مدت کے بعد نواب موصوف کی خدمت میں حاضر ہونیکا ارادہ کرکے دلی سے اودہ روانہ ہوا اکبرآباد پہنچکر وہیں ملک بقا کو رحلت کی - من اشعاره

آتشکده در سراغ ما می سوزد	پروانه ز رشک داغ ما می سوزد
شمع دل ماست روشن از مهر علی	تا صبح ابد چراغ ما می سوزد

نورس - مولانا نورس قزوینی

نورس تخلص - مولانا نورس نام - آپکا اصلی وطن قزوین ہے - آپ قزوین کے مشاہیر سے تھے

سن شعور کے بعد علماء شہر سے کتب درسیہ علوم و فنون کی تحصیل کین اور فن شاعری مین بھی کمال حاصل کیا۔ خوش فکر و تازہ دم تھے۔ پسندیدہ سیرت حمیدہ خصلت ۱۰۴۸ سنہ ہجری مین وطن سے شہر بیجاپور دکن مین پہنچا۔ شہنواز خان کے توسل سے علی عادلشاہ کے دربار مین باریاب ہوئے بادشاہ کی عنایت سے سیرت شاداب بمنصب مناسب ممتاز ہوئے۔ پھر یکایک عین عالم شباب مین اس سرائے فانی سے عالم باقی کو روانہ ہوئے

من اشعارہ الفارسی

زمن دو چیز بمیراث ماند چون رفتم — تنم بآتش و خاکسترم بباد رسید

ولہ

نہ چون گلم ہوس جوش عندلیبان است — چو غنچہ ام سر تسلیم در گریبان است

ولہ

آن ہم کہ طرہ بر دوش سپہر بود — از ضعف این زمان قطرۂ شبنم سوزن است

ولہ

دل چون نشود خانہ زنبور از ان چشم — آئینہ فولاد زرہ شد ز نگاہش

ولہ

سگش را کباب از جگر می برم — قدر از دیدہ از چہرۂ زر می برم

بجذب محبت ز کنعان بمصر — پسر در کنار پدر می برم

نوعی۔ مولانا محمد رضا خبوشانی

نوعی تخلص۔ مولانا محمد رضا خبوشانی المولد ہے عالم فاضل تھا تحریر و تقریر مین بے نظیر تھا شعر گوئی مین عدیم المثال شعراء جہان مین مشہور تھا۔ اکبری زمانہ مین ہند مین آیا اور اول شاہزادہ دانیال کے مصاحبت مین رہا شاہزادہ کے انتقال کے بعد خانخانان کی ملازمت مین آیا۔ خانخانان نے اسکی بڑی تعظیم توقیر کی۔ اپنے ساتھ حضر و سفر مین رکھا۔ خانخانان کی تعریف و مدح مین اکثر قصیدے لکھے۔ بہت انعام صلے لئے۔ اور ایک وقت سونے مین تولا گیا

میر غلام علی آزاد ید بیضا مین لکہتے ہین کہ نوعی شاہزادہ دانیال کے ہمراہ تہا اسوقت لاہور مین کہ ایک نوجوان ہندو عین عالم جوانی مین فوت ہوا اسکی عورت نہایت خوبصورت تہی ۔ پروانہ کی طرح شوہر کے ساتہہ آگ مین گری اور اپنے وجود کو نابود و خاک کی (یعنی ستی) ہوگئی اسوقت نوعی نے شاہزادہ کے فرمانے سے ستی کے حال مین ایک مثنوی مسمی سوز و گداز لکہی مشہور ہے ۔ اور ایک ساقی نامہ بہی لکہا وہ بہی معروف ہے ۔ ہم آپکے ساقی نامہ کا ایک قطعہ اور اشعار مین سے چند شعر ہدیۂ ناظرین کرتے ہین ۔ آخر سنہ ۱۰۱۹ ہجری مین شہر برہانپور مین فوت ہوئے خانخانان کو سخت رنج و الم ہوا ۔ صحف الشعراء الفارسی

قطعہ ساقی نامہ

بدہ ساقی آن ارغوانی نبید ۔ کہ روز خزانان بپایان رسید
بگردان ز رہ عمر بگذشتہ را ۔ چو شاہ نجف روز برگشتہ را

ولہ
بشکن دلم کہ رہ بحجرہ درویشی ۔ کسی ز بیرون شیشہ نبوید گلاب را

ولہ
وجد و منع بادہ صوفی اینچہ کافر نعمتی است ۔ منکر می بودن و ہمرنگ مستان زیستن

ولہ
باغبان در شہر دیدم خار پشتم شکست ۔ زین خلاف سعی دانستم کہ گل در بار نیست

ولہ
دستی کہ بوی محبت ازو نمی آید ۔ سبوئی چون گل کاغذ کہ بو نمی آید
سبوئی بادہ بدوش کسی کہ سایہ نکند ۔ بآفتاب سرا و فرو نمی آید
ہمین خمارتم از بادہ بس کہ چون شبنم ۔ شکستہ رنگی عشقم برو نمی آید

ولہ
ما عاشقیم و جز خانہ خرابی فن ما نیست ۔ خصم است بخود ہر کہ بجان دشمن ما نیست

ولہ
بخور مجمرہ سوز آہ شعلہ بار منست ۔ شراب شیشہ شکن اشک بیقرار منست
زان پیش کہ صبح از شب امید برآید ۔ بکشا در ہر شیشہ کہ خورشید برآید

چون مرا حسن خیال تو در آغوش آید	وله	طفل اشکم بتماشائے بر دوش آید
تا رُوئے تو ببینم مژه ام پاک کن از اشک	وله	کز گریه نگاهم چو نقش در ته آب است
بقدر وسع نظر جلوه می کند لالا	وله	چو آئینه همه تن دیده شو تماشا کن
باشک تازه ز مژگان چکیده پا منه	وله	حذر که گوهر نو سفته بگیز مان گرم است
قانع به تجلی نشود تشنهٔ دیدار	وله	پروانه بمهتاب تسلی نتوان کرد
ناخوش بود از ساغر بیگانه آب خضر	وله	زهر لال از قدح آشنا خوش است

نصرتی - محمد نصرت دکنی

نصرتی تخلص - محمد نصرت نام - دکنی المولد ہے - حاکم کرناٹک کے قرابتداروں سے تہا ریختہ مین شاعر خوش بیان وشیرین زبان تہا - سخن سنجی وشعر فہمی مین بیمثل تہا - معانی والفاظ کی شیرازہ بندی مین بے بدل تہا - آپکے کلام سے تازہ تازہ مضامین نمایان ہین لطائف وظرائف عیان - آپکی گذر اوقات توکل وقناعت پرتہی اکثر امرا وشرفا حسن سلوک سے مساعدت کرتے تہے مگر آپ کشادہ دست وفیاض دل تہے جو کچہہ ملتا یا آتا تہا اُسکا نصف حصہ خود صرف کرتا تہا اور دوسرا نصف فقرا وغربا پر تقسیم کرتا تہا - مدت تک کرناٹک مین با بہر سیر کرتے ہوئے بیجاپور مین آیا - اُسوقت علی عادل شاہ کا زمانہ شباب پر تہا باریاب ہوا منصب عمدہ سے سرفراز ہوا ۱۰۷۷ھ ہجری مین دکنی زبان مین علی نامہ لکہا - علی نامہ کی ٹہیٹ دکنی زبان ہے - آج کل خود دکنی بہی اُس زبان کو سخت جانتے ہین - مگر اُس زمانہ مین یہی زبان درست وٹہیک تہی - علی نامہ مین علی عادلشاہ کے فتوحات وسیر وحالات کو نظم مین لکہا ہے - اور نصرتی کا یہہ علی نامہ جس زمانہ مین لکہا گیا

اُس زمانہ مین اس کتاب سے پہلے کوئی کتاب ہندی مین کسی بادشاہ کی مدح و تعریف مین نہین لکھی گئی تہی - اور یہہ علی نامہ بہی ولی کے دیوان و وجہ مجلس کی طرح کتب مدایح مین اولیت کا مستحق ہے - علی نامہ ختم کرنے کے بعد نصرتی کو علی عادلشاہ نے خلعت و ملک الشعرائی کا خطاب عطا فرمایا تہا - نصرتی تمام ریختہ گویان دکن مین ملک الشعرا تہا آخر سنہ ۱۰۹۵ ہجری مین فوت ہوا - ہم اُسکے علی نامہ سے چند اشعار بطور نمونہ گزارش کرتے ہین - جناب نواب عماد الملک مولوی سید حسین صاحب کے کتبخانہ مین علی نامہ قلمی موجود ہے

نقل ہے کہ ایکروز شاہ میراجی فقیر نصرتی کے پاس آیا اور سوال کیا - نصرتی نے اُسکو کچھہ دیا - فقیر نے کہا اپنے اشعار سے کوئی شعر سنائیے - نصرتی نے ایک تازہ بیت جو اسیوقت موزون کی تہی سنائی ؎

نہ بولا ہے نہ بولے کوئی گدہی کو　　زمین کے زلف مین بولا نہ بکو

فقیر نے فی البدیہہ یہہ جواب دیا ؎

نہین ظاہر کسی جیتے موسے کو　　زمین کے کانہ بولا ہون کوسے کو

نصرتی فقیر کا شعر سنتے ہی درہم برہم ہوا - شاہ میر کو بین مین آویزان کیا -

من اشعار الہندی

نادان سے نصیحت کی بچن بول نکو　　پانی منی کہاری تو شکر گھول نکو
تجہ عشق کے دریا سے جن تیر گیا ہے　　وہ گوہر مقصود دکہان کر سولیا ہے

من علی نامہ حمد باری

ہرا ناسری آن سکت دار کون　　کہ اوتہا سکے آن نراد ہار کون
دیا اور رستم کے پنجہ مین زور　　پڑیا اڑن جس دل مین دریا کے شور

کرنہار ہر کش کو مغلوب دے ۔ طلب کا چہ طالب کی مطلوب دے

بزرگی جسے دیکہہ پستی دیا ۔ ظفر ہین پیش دستی دیا

جسے تون دیا زور شمشیر کا ۔ نہ سر پنچ ہوئے تسکی سم شیر کا

دیا تو تجہ پنجی کی شہباز کون ۔ کہڑک شاہ پر تیز پرواز کون

ذہنی تو تجہ ہے سپہر و دیر کا ۔ نہین ہے سبب صلح ہور بیر کا

تیرا دہیان دائم دہری دلمین پور ۔ جتا جن و انسان و وحش و طیور

کہتی کہہ سکے حمد تجہ بے شمار ۔ کہ دریا کون کوئی تیر جاتا ہے پار

کہ تجہ لکہ صفت تی نہوئی یک رتی ۔ اپنا کر منا جات اے نصرتی

تو ہین اے شہنشاہ دنیا و دین ۔ شجاعت کی ہی صف کا کرسی نشین

شرف کون دلیری کی تجہ سینہ صدر ۔ دیا ہت پکڑ تیغ کون تو تجہ قدر

تیری کاج حق نے پیدا کیا ۔ عزا کا شرف تون ہویدا کیا

تیرا دبدبہ دیکہہ خوش دہا تکا ۔ زمین پر نہ تہا پا قدم لات کا

تیرا نور ہے مثل گوہر کا آب ۔ تیرا روح ہے شبنم گل کا گلاب

منقبت شاہ ولایت علیہ السلام

زہے بلبشہ لامکان کا دبیر ۔ علی ولی او خدا کا ہے شیر

ولایت کا اور کہہ ہے تون بار دار ۔ کہ ہر شاخ پر ہے نبوت کی بار

محبان کے دلمین تیرا حب یقین ۔ جنم جک ہی ایمان کون حصن حصین

تو ایک کوٹ ہے برج جسکے تمام ۔ او بارہ اماماں علیہ السلام

ہوا جب سون حصار استوار ۔ زمین پائیدار ہی سون ہوئی برقرار

علی عادلشاہ کی مدح مین

لکھوں نیا مدح شاہ زمان
کہ ثانی سکندر ہے صاحبقران

قلم آج جو تجہ جہانگیر ہے
صفت شہ کی لکھنے کی تاثیر ہے

زہے شاہ عادل سمی ولی
علی بن سلطان محمد علی

جو مین ورد تجہ اسم اعظم کیا
تجہ سون مسخر یو عالم کیا

دکن نت ہے اس فخر سون باغ باغ
کہ تسنی گہر ہے تجہ سا گہر شب چراغ

ہر یک دیپ تجہ دیپ آنا ضرور
کہ سب ملک اندہار دکن پر ہے نور

تیرا چتر خورشید کا سائبان
منگی تجہ علم کا پناہ آسمان

دکہن اتہی کیا بلند آج بخت
کہ جان تون ہوا شہ خداوند تخت

تاریخ فتح پنالہ

وہین لو فتح کی تاریخ نصرتی بولیا
علی نے پلہین پنالا لئے صلابت سون
١٠٧٥

قصیدہ مدحیہ

اے شہ تون ہمنام علی شاہا ہے تیری سروری
دلدل فلک کا رام تجہ کرنا زمانہ قنبری

مذمت طمع

طمع اہل عزت کون کرتی ہے خوار
کرے جگ مین بے قول و بے اعتبار

طمع نام و ناموس کا کال ہے
طمع جیون کو سکہ کے ہون جنجال ہے

طمع مرد آزادہ بند جان
طمع تجہ ہوی دین و دنیا کون ہان

طمع بخت لے چہین ہونداکرے
طمع سائو کون نت کلو نداکرے

طمع یار سون ناموافق دس آئے
مسلمان کون ناموافق دس آئے

وہ اشعار علی نامہ کے خاتمہ میں کہتا ہے

سخن کا بڑا قدر ہے شہ کے پاس
کہ جو ہر پرکھتا ہے جوہر شناس

کہتا ہوں سخن مختصر بے گمان
کہ یہ شاہ نامہ دکن کا ہے جان

نصرتی سنی المذہب تھا بندہ نواز گیسو دراز کے خاندان کا مرید و معتقد تھا۔ چنانچہ اسکے شعر سے جو حضرت کی مدح میں لکھا ہے عیان ہے ؎

جسے ناؤن عالم میں بندہ نواز
محمد حسینی ہے گیسو دراز

نفیس بھوانی پرشاد ایلچپوری

نفیس تخلص۔ بھوانی پرشاد نام۔ آپ چینی لال ایلچپوری برار کے فرزند ہین۔ آپ قوم کے کائستھ ہین۔ آپکا مولد و منشا بلدۂ ایلچپور صوبہ برار ہے۔ مدت سے حیدر آباد دکن مین رونق افروز ہین۔ فارسی اور حساب سیاق مین منشی بیبدل ہین۔ اور قانون دانی مین بے مثل مشہور ہین وکالت کرتے ہین۔ وکلا ناسی مین شمار کئے جاتے ہین۔ خوشحال و فارغبال ہین مولف فقیر کے ہم وطن ہین کبھی ملاقات کا اتفاق نہین ہوا خیر وقت سینہ بہ سینہ جائیگی۔ اللہ تعالی آپکو خوش و خرم رکھے۔ آپ موزون الطبع و سنجیدہ فکر ہین کبھی کبھی شعر موزون فرماتے ہین آپکو میر سرفراز علی الہ آبادی المتوفی ۱۲۹۵ھ ہجری سے تلمذ تھا۔ ابتدا مین مولانا تہد صاحب سے مشق کرتے رہے ہین۔ کلام درست ہے شستہ و پختہ معلوم ہوتا ہے۔ من اشعارہ الہندی

بتون کو سنگدل حق نے بنایا
فقط نفرت ہے جیسے رنہ بیجان

بچاؤن شیشۂ دل مین کہان سے
محبت ہے تمہین ساری جہان سے

تیرے ایوان کا اللہ رے رتبہ — وہ باتین کرتا ہے آسمان سے
دوا سمجھا ہون اپنے درد سر کی — مین سر گھستا ہون اُنکی آستان سے
ہوا اچھا جو سر قاتل نے کاٹا — سبک مین ہو گیا بار گران سے
نفیس اب تجھسے وہ گویا نہوگا — کیا ہے لال منہ کو اُس نے پان سے

نفیس۔ محمد رفیع الدین حسین حیدر آبادی

نفیس تخلص۔ محمد رفیع الدین حسین نام۔ آپ محمد حامد حسین منصبدار سرکار عالی نظام کے فرزند ہین۔ آپ حیدر آبادی المولد ہین۔ آپنے ضروری لیاقت حاصل کرنے کے بعد شعر و شاعری کی تحصیل کا ارادہ کیا۔ محمد مظفر الدین متخلص بہ معلی کی خدمت مین اس فن کو حاصل کیا۔ فارسی و اردو دونون زبانون مین کہتے ہین خوش طبع و خوش فکر کلام سلیس و نفیس ہے۔ فی الحال قیاساً آپکی عمر پینتیس ۳۵ برس کی ہوگی سلمہ اللہ تعالےٰ۔ من شعراء الہند ہے

بے مثل بے نظیر ہے تیرا وجود پاک — کیونکر نہ چوم لے تجھے خالق بنا کے ہاتھ
مثل حباب غرق ہون دریائے عشق مین — ہے میرا فیصلہ کسی نا آشنا کے ہاتھ
کر لیجئے گا قوت بازو کا امتحان — باقی رہین نہ آپکے جور و جفا کے ہاتھ
حامی ہین تیرے شافع روز جزا نفیس — ہے کشتی نجات اُسی نا خدا کے ہاتھ

من اشعارہ الفارسی

پری رویان مرا دیوانہ کردند — بشمع حسن خود پروانہ کردند
بوقت انعقاد بزم کونین — مہیا ساغر و پیمانہ کردند
ستمہائے بتان ہند بینند — حریم کعبہ بتخانہ کردند

ناقص ۔ قاضی محمد صاحب ملکاپوری

ناقص تخلص ۔ خواجہ محمد صاحب نام ۔ خواجہ مظفر عرف نہنے صاحب کے فرزند ۔ آپکے نسب کا سلسلہ محمد بن فضل اللہ برہانپوری صاحب تحفہ مرسلہ سے ملتا ہے ۔ آپکی ولادت باسعادت سنہ ۱۲۱۸ ہجری مین قصبہ ملکاپور ضلع بلدانہ برار مین واقع ہوئی ۔ نشو و نما بھی قصبہ مذکور کی آب و ہوا مین ہوا ۔ و تعلیم و تربیت بھی اُسی قصبہ مین ہوئی ۔ ابتدائی تعلیم حضرت شیخ گلاب صاحب مرید مولوی جلال الدین عرف بندہ والے صاحب برہانپوری سے جو مولف فقیر کے جد فاسد تھے ہوئی ۔ ابتدائی تعلیم کے بعد متفرق استادون سے کتب درسیہ فارسیہ تحصیل کین ۔ اور بقدر عربی مختصرات نحو و صرف مین بھی استعداد حاصل کی تھی ۔ فارسی انشا پردازی و عبارت نویسی مین عمدہ مہارت و لیاقت رکھتے تھے ۔ سید عبد[illegible] صاحب جو ملکاپور تعلقہ کے قاضی تھے اُن کی دختر نیک اختر سے شادی کی ۔ قاضی صاحب کے اولاد مین صرف یہی ایک دختر تھی ۔ بوجہ لاولد ہونیکے اُنہون نے داماد کو اپنی معاش و قضات کا مختار کر دیا ۔ اور کل جائداد منقولہ و غیر منقولہ داماد کے نام پر سرکاری طور سے ہبہ کر دی ۔ خواجہ صاحب اُسی روز سے ملقب بقاضی ہوئے ۔ خواجہ صاحب اجداد سلف کی طرف سے بھی صاحب انعام و جاگیردار موضع پہگنہ تعلقہ ملکاپور تھے ۔ اور اب سسرال کی طرف سے بھی صاحب معاش ہوئے ۔ آسودہ حال و فارغ البال ہوگئے ۔ عمدہ طرح سے زندگی بسر کرنے لگے ۔ قاضی صاحب باوجود جاہ و حشمت نہایت ہی متواضع و خاکسار تھے ۔ خوش خلق و خوش گفتار تھے ۔ ہر کس و ناکس سے خندہ پیشانی و شگفتہ روئی کیساتھ ملتے جلتے تھے ۔ فقرا دوست و غربا پرور ۔ نامور و فیض گستر تھے ۔ برار مین آپکی مہمان نوازی اور آشنا پروری مشہور و معروف ہے ۔ ہمیشہ آپکے گھر پر ایک دو مسافر مہمان رہتے تھے

ملکاپور مین آپکا دولتخانہ کیا تہا مسافرون کے لئیے مسافر خانہ تہا۔ اگر اتفاقا کسی روز
مہمان نہین ہوتا تہا تو آپ بیچین و بیقرار ہوتے تہے۔ اسروز انتظار کرتے تہے۔ کہانا
وقت پر تناول نہین فرماتے تہے۔ ملازمین سے کہتے تہے دیکہو مسجد مین کوئی مسافر
تو نہین ہے۔ ملازم دیکہکر آتے اور کہتے کہ ابتک کوئی نہین آیا ہے۔ آپ مجبور ہوکر اسوقت
کسیقدر نہایت ناخوشی سے بقدر سدرمق نوش فرماتے۔ آپنے قصبہ کے لوگون کو
اپنے اخلاق سے تسخیر کرلیا تہا۔ ایک عالم آپکا مطیع و تابعدار تہا کوئی آپکی حکومت کے
دائرہ سے باہر قدم نہین رکہتا تہا۔ آپکی انتظامی قوت بہی نہایت درست تہی۔ ہر امر مین
حکمت عملی کو مدنظر رکہتے تہے آپ جو کچہہ کرتے تہے وہ حکمت و فراست کے موافق ہوتا تہا
آپکے بہائی خواجہ احمد صاحب ۱۲۵۲ھ ہجری مین نواب میر قادر علیخان تعلقدار برار کی طرف سے
نواب ناصر الدولہ کے زمانہ مین بناتبا برار کے تعلقدار ہوئے وہ مدت تک کام کرتے رہے
آپ نواب صاحب کے غیبت مین بہائی کو تعلقہ کے کام مین بڑی مدد و اعانت فرماتے تہے
آپکی توجہ سے جناب خواجہ احمد صاحب نے تعلقہ کا کام اس خوبی سے چلایا کہ تمام رعایا
و عہدہ داران کے کام سے خوش تہے۔ کوئی کسی غریب پر ظلم و تعدی نہین کرنے پاتا تہا
آپکی سرشت کا خمیر اتفاق و محبت کا تہا اسی وجہ سے آپ ہمیشہ عام و خاص خلائق مین
اتفاق کراتے تہے۔ آپکی مجلس سے اختلاف کوسون دور رہتا تہا۔ قصبہ کے ہندو آپکو اوتار
اور مسلمان ولی کہتے تہے کس درجہ مقبول عام و عزیز خلائق تہے۔ علما و فضلا و مشائخ
و فقرا کی بڑی تعظیم و توقیر کرتے تہے۔ اور ان بزرگون سے نہایت کسر نفسی و خاکساری
سے ملتے تہے۔ ان بزرگون کی محفل مین نہایت ادب سے گفتار و رفتار فرماتے تہے وضعداری
مین نہایت ہی مستقل مزاج و ثابت قدم تہے جس سے ایکدفعہ ملاقات کرتے اسکا

لحاظ ہمیشہ رکھتے تھے۔ کبھی آپکی استقلالی میں تزلزل نہیں ہوتا تھا متانت وحلم میں
گویا ایک پہاڑ تھے۔ ایسے بردبار و مستحکم تھے کہ جگہ سے نہیں ہلتے تھے کسیکے برا کہنے
سے نہ رنجیدہ ہوتے تھے نہ بھلا کہنے سے خوش۔ آپ ہر حال میں ایک حال پر تھے۔ آپ ظاہر میں
امیر تھے مگر باطن میں فقیر متشرع ومتدین تھے صوم وصلوٰۃ کے پابند۔ صلوٰۃ خمسہ جماعت
سے ادا کرتے تھے مدۃ العمر آپکی نماز قضا نہیں ہوئی۔ سنت نبوی پر قائم۔ خدا ورسول
کے حکم کے کاربند تھے۔ بزرگان دین واولیاء کرام کے معتقد تھے۔ محمدی حنفی المذہب
چشتی الطریقہ تھے۔ آپکو میر تقی علی صاحب کاکوروی سے حسن ارادت وخلافت تھی
آپ سنہ ١٢٨٧ ہجری میں ملکاپور سے کاکوری میر موصوف کی خدمت میں گئے وہاں چند روز
رہے بیعت وخلافت سے مشرف ہوکر وطن مالوفہ کو واپس آئے۔ آپ عزیز و اقارب
سے اصلاح سلوک فرماتے تھے کہ کوئی عزیز آپکا شاکی نہیں تھا۔ یہ خوبی جناب قاضی صاحب
ہی کو مخصوص تھی کیونکہ انعامدار وجاگیردار جو قرابتدار ہوتے ہیں اونکی نسبت عرب کی
مثل مشہور ہے۔ الاقارب کالعقارب۔ بلکہ دشمن جانی ہوتے ہیں۔ باہم ایک
دوسرے کی تباہی وہلاکی کی فکر کرتے ہیں۔ ہمارے جناب قاضی صاحب نے عرب کی ضرب المثل
کے مفہوم کو باطل کردیا۔ انسانیت وآدمیت اسی صفت کا نام ہے جو قاضی صاحب
میں تھی۔ ہم ناخلفوں کو ان کی پیروی کرنا چاہئیے۔ اور ان کے قدم بقدم چلنا چاہئیے
مولف فقیر کو جناب قاضی صاحب سے نیاز تھا۔ نہایت محبت ورحمت فرماتے تھے۔ میرا
عالم شباب تھا حضرت مجکو نہایت تعظیم وعظمت سے یاد فرماتے تھے۔ کبھی حقارت سے
نہیں دیکھا۔ یہانتک کہ ایک وقت قاضی صاحب کے حرم محترم اس فقیر سے نہایت ہی
ناخوش وکشیدہ ہوگئیں محل مبارک میں میرا نام لینا مکروہ ونامبارک سمجھتی تھیں میں

اُس زمانہ مین احتیاطاً حضرت قاضی صاحب سے ملنے مین حجاب کرتا تہا اتفاقاً کبہی کبہی ملاقات ہوجاتی تہی اُسوقت مین دلمین خیال کرتا تہا کہ حضرت مجہسے ناخوش و رنجیدہ ہون گے۔ مگر مین نے حضرت کو اپنے گمان کے خلاف پایا۔ خود غلط بود انچہ ماپنداشتیم آپ مجہسے نہایت خندہ پیشانی سے ملتے تہے کبہی بہولکربہی رنج کا حرف زبان پر نہین لایا پاک طینت و صاف طبیعت تہے۔ اللہ تعالی اُنکو غریق رحمت کرے۔

حضرت قاضی صاحب موزون الطبع و خوش فکر تہے کبہی کبہی شعر موزون کرتے تہے۔ آپکا کلام فارسی اردو دونون زبان مین درست و بامحاورہ ہوتا تہا افسوس کہ ہمکو آپ کا کلام دستیاب نہین ہوا۔ آپ ۱۲۹۳ھ ہجری مین بعمر ہفتاد و پنج اس عالم فانی سے بہشت برین کو روانہ ہوئے۔ قصبۂ ملکاپور مین جامع مسجد کے دروازہ کے سامنے مدفون کئے گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپنے باقیات الصالحات اولاد مین تین لڑکے۔ اور تین لڑکیان یادگار چہوڑے۔ آپکے اول فرزند مسمی خواجہ بدیع الدین خان بہادر المتوفی ۱۳۲۲ھ ہجری دوسرے فرزند خواجہ اکرام الدین صاحب المتوفی ۱۳۱۷ھ ہجری تیسرے فرزند خواجہ منیرالدین صاحب سلمہ اللہ تعالی تینون فرزند بمصداق الولد سر لابیہ لائق و خوش اخلاق ہین۔ صاحب عزت و جاہ ہین۔ خوشحال و فارغبال ہین والد ماجد مرحوم کی رفتار و گفتار کے پیرو ہین یہی تینون بزرگ قصبۂ ملکاپور کے پیشوا و سرپرست ہین۔ برادر مہین نیکو معروف جناب خواجہ بدیع الدین صاحب مسند قضا پر جلوہ افروز تہے۔ خواجہ صاحب ہوشیار و تجربہ کار سنجیدہ مزاج و شگفتہ طبع۔ عاقبت اندیش و پسندیدہ کیش تہے و نیز ہر امور کا انتظام عمدہ طرح سے کرتے تہے۔ سرکار گورنمنٹ سے آپکو خان بہادری کا خطاب ملا تہا۔ قصبۂ مذکور مین آنریری مجسٹریٹی کی خدمت پر مقرر تہے۔ مدت سے

کام کرتے رہے تھے۔ نہایت امانت دار و دیانت دار تھے واقعی یہ بزرگ بھی پدر بزرگوار
کی طرح پاک طینت و نیک سیرت تھے دوست پرور مہمان نواز علما و فقرا سے صحبت رکھتے تھے
طلبہ کو اپنے بچون سے زیادہ عزیز سمجھتے تھے۔ آپنے قصبۂ مذکورہ مین ایک دینی مدرسہ مسمی
فیاضیہ قائم کیا تھا اُسمین پچیس تیس طلبہ رہتے تھے طلبہ کو کھانا کپڑا خود دیتے تھے مدرسہ
کے لئے ایک کتب خانہ بھی قائم کیا تھا اکثر کتب درسیہ فقہ و حدیث جمع کی تھین اللہ تعالی
آپکی حسن نیت کی برکت سے مدرسہ کو رونق دیوے طلبہ اور آپکے دو صاحبزادے بلند اقبال
جو اسمان سیادت و نجابت کے فرقدین ہین کامیاب و فائز المرام کرے۔
ایک صاحبزادہ خواجہ فیاض الدین المخاطب بہ خانصاحب۔ دوسرا خواجہ قطب الدین کمیل درجۂ اول
سلمہما اللہ تعالے صاحب جمعہ کے اور دوسرے صاحبزادے یعنی جناب خواجہ اکرام الدین صاحب
سراپا اشفاق و حسن اخلاق سلیم الطبع و مستقیم الوضع تھے طبیعت مین خاکساری تھی
فقرا و غربا کے حال پر نظر کرم رکھتے تھے ہمت و جرأت مین بے مثل مہمانداری غربا نوازی
مین بے بدل تھے مولف فقیر کے حال پر نہایت ہی عنایت و کرم فرماتے تھے سنہ ۱۳۱۷ ہجری
مین فوت ہوئے اُن کے صاحبزادے خواجہ معین الدین صاحب و خواجہ فصیح الدین صاحب
جوان سعادتمند و نیک محضر ہین خدا اُنکو سلامت رکھے۔ تیسرے صاحبزادے مسمی خواجہ
منیر الدین صاحب جوان صالح و لائق ہین انگریزی مرہٹی و فارسی مین عمدہ لیاقت رکھتے ہین
اکثر بیمار رہتے ہین مگر فی الحال حاذق و تندرست ہین وہ بھی خلیق و لئیق ہین مہمان نوازی انکی
موروثی عادت ہے۔ جناب نانا صاحب کے تینون صاحبزادے اخلاف صدق تھے انمین سے ایک زندہ ہین سلمہ اللہ تعالے

ناصر نواب نظام الدولہ بہادر ناصر جنگ شہید والی دکن

ناصر تخلص۔ میر احمد خان نام۔ نظام الدولہ بہادر ناصر جنگ خطاب ہے آپ حضور آصفجاہ مرحوم

والی دکن کے صاحبزادے ہین۔ آپکی ولادت باسعادت سنہ ہجری مین ہوئی حضور
بندگانعالی نے فرزند دلبند کی خوشی مین ایک جشن شاہانہ منعقد فرمایا۔ تمام ارکین دولت
کو انعام واکرام سے سرفراز فرمایا مولود مسعود کی پرورش کا عمدہ اہتمام کیا۔ جب چار برس
اور چار مہینے چار دن کی عمر ہوئی تب حضور نے اس ملک کے رسم ورواج کے موافق تسمیہ خوانی
کا جشن نہایت تکلف وعظمت سے ترتیب دیا۔ تسمیہ خوانی کے بعد فرزند دلبند کو استاد
دانشمند کی خدمت مین بھیجا۔ چشم بددور صاحبزادہ بلند اقبال ہوشیار وہونہار تھے
تحصیل علم وکسب فضل مین مشغول ہوئے۔ پھر آپ سن شعور کو پہنچے علوم وفنون مین لائق ہوئے
جب حضور بندگانعالی حسب طلب محمد شاہ بادشاہ ہند سنہ ۱۱۵۰ ہجری مین دلی متوجہ ہوئے
اسوقت آپنے تمام صوبجات دکن کا انتظام واہتمام نیابتاً فرزند دلبند کے تفویض فرمایا
نواب نظام الدولہ نے حضور کے بعد ریاست کے نظم ونسق مین بڑی جانفشانی وعرقریزی
کی خوب انتظام فرمایا اور ملک مین امن وامان قائم کردیا۔ ادنی واعلی کو انعام واکرام و
جاگیر وخطاب سے سرفراز کیا۔ نواب صمصام الدولہ شاہنواز خان آپکے وزیر اعظم تھے
جب حضور بندگانعالی دار الخلافہ دلی سے دکن کی طرف متوجہ ہوئے اسوقت مفسدین
نے نظام الدولہ کو مخالفت پر آمادہ کیا۔ فرزند وپدر کے درمیان محاربہ واقع ہوا۔ نظام الدولہ
صحیح سلامت والد ماجد کی خدمت مین پہنچ گئے۔ چندروز معتوب رہے۔ پھر حضور نے
سنہ ۱۱۵۵ ہجری مین فرزند کا قصور معاف فرمایا اور عتاب سے نکالا اور سایہ عنایت ورحمت
مین لے لیا۔ سنہ ۱۱۵۸ ہجری مین اورنگ آباد کی صوبہ داری عنایت کی۔ اور آپکو اورنگ آباد
روانہ کردیا پھر سنہ ۱۱۵۹ ہجری مین حضور حیدرآباد کو پہنچے۔ آپکو اورنگ آباد سے بلایا۔ آپ
فی الفور خدمت مین حاضر ہوئے۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی سرو آزاد مین لکھتے ہین کہ فقیر بھی

اس سفر مین نواب شہید کا رفیق تہا۔ انتہی کلامہ۔ فرزند و پدر واکنگیرہ و میسور گئے
حضور نے نظام الدولہ کو سرینگ پٹن راجہ کے پاس نذرانہ وصول کرنیکے لئے رخصت
کیا اور آپ اورنگ آباد آئے۔ پھر نظام الدولہ میسور کے راجہ سے نذرانہ لیکر والد کی خدمت مین
بمقام اورنگ آباد پہنچے۔ پھر چند روز کے بعد فرزند و پدر دارالسرور برہانپور روانہ ہوئے
نواب آصفجاہ برہانپور مین متوجہ جنت برین ہوئے۔ نواب نظام الدولہ صاحب ترجمہ
مسند نشین ہوئے۔ برہانپور سے صوبہ اورنگ آباد مین جو دکن کا دارالخلافہ تہا آئے بارش کی
موسم تہی انہین دنون مین احمد شاہ بادشاہ ہند نے آپکو بلایا۔ آپ فی الفور عازم ہند ہوئے
نربدا تک پہنچے تہے کہ دوسرا حکم آیا کہ دکن مین واپس چلے جائے۔ آپ اورنگ آباد واپس
آئے۔ ہدایت محی الدین ہمشیرزادہ نواب شہید نے جو رائچور و ادہونی کی حکومت پر
مامور تہا سرکشی و بغاوت شروع کی۔ آپ بسبب موسم بارش اورنگ آباد مین قیام پذیر رہے
کہ اسی عرصہ مین حسین دوست خان عرف چندا صاحب بواسطہ ہدایت محی الدین سے ملگیا
اور تسخیر ارکاٹ کی تحریص کی۔ ہدایت محی الدینخان نے فرانسیسی فوج ہمراہ لیکر انورالدینخان
ناظم ارکاٹ پر حملہ کیا۔ ۱۶ شعبان سنہ ۱۱۶۲ ہجری مین سخت مقابلہ و مقاتلہ ہوا بحسب تقدیر
انورالدینخان شہامت جنگ شہید ہوئے۔ نواب نظام الدولہ ستر ہزار سوار و توپخانہ بیشمار
و ایک لاکھ پیادہ لیکر باغی کی تنبیہ کے لئے روانہ ہوئے۔ بندر پہلچری جو اورنگ آباد سے
پانسو کوس ہے وہانتک کا ارادہ مصمم فرمایا۔ ہدایت محی الدین فرانسیسی لشکر کے ہمراہ
قریب پہلچری کے قیام پذیر تہا۔ ۲۶ ربیع الآخر سنہ ۱۱۶۳ ہجری مین فرانسیسی فوج سے
مقابلہ شروع ہوا ۲۷ ربیع الآخر کو محمدی فوج سے فرانسیسی فوج نے شکست کہائی
ہدایت محی الدین گرفتار ہوا آپنے حکم دیا کہ باغی کو حفاظت مین رکہو۔ اور باغی کی فوج کو

جان و مال سے امان دیا۔ خیرخواہون نے رائے دی کہ باغی کا زندہ رکہنا مناسب نہین
مگر نواب بمقتضائے رحم قتل پر راضی نہین ہوئے۔ بدخواہون نے احسان فراموشی کی
اور دوبارہ مستعد جنگ ہوئے۔ اور فرانسیسی بہی باوجود ہزیمت شورش و فساد پر آمادہ
ہوئے۔ آپ وہان سے سرزمین ارکاٹ مین آئے۔ خیرخواہون نے علی الخصوص نواب
صمصام الدولہ نے ارکاٹ مین قیام کرنے سے ممانعت کی مگر منظور نہین فرمایا۔ اسی
اثنا مین چنچی کا قلعہ فرانسیسی فوج کے قبضہ مین آگیا۔ پہر آپ ۱۱ شوال ۱۱۶۳ہجری
ارکاٹ سے برآمد ہوئے۔ ۱۷ ماہ مذکور کو ایک ردہ وبتش کا ل سے ملے اور اُسکے ہاتہہ پر
منہیات سے توبہ کی۔ سرداران افاغنہ کرنا ٹک ہمرکاب تہے۔ آپکے نمکخوار و پرورش یافتہ تہے
مگر باطن مین بہ ناحق شناس مالک قدیم و محسن کریم کا پاس نمک نکر کے نصاری فرانسیس سے
ملگئے تہے۔ ۱۷ محرم ۱۱۶۴ہجری مین زیر قلعہ چنچی لڑائی شروع ہوی اگر افاغنہ نصاری
کے شریک نہوتے تو نصاری مین اسقدر قدرت نہ تہی کہ لشکر اسلام کے مقابل ہوتے
معرکہ کے وقت خیرخواہون نے عرض کی کہ افاغنہ فساد و غدر پر آمادہ ہین۔ نواب نے
اعتبار نہین فرمایا۔ آپ سمجہتے تہے کہ افاغنہ میرے نمک خوار و جان نثار ہین۔ یہانتک
کہ آپ عین معرکہ مین فیل سوار ہمت خان افغان کے طرف متوجہ ہوئے۔ اور تواضعا
سلام کے لئے ہاتہہ اُٹہایا مگر اُس نمک حرام نے سلام کا جواب نہین دیا پہر نواب نے گمان کیا
کہ شاید مجکو نہین پہچانا۔ آپنے عماری سے سر بلند کیا اُسوقت ہمت خان نے بندوق
چلائی وہ بندوق کی گولی نواب کے سینہ پر پہنچی اُسیوقت کام تمام کردی۔ پہر افاغنہ نے
نواب کا سرتن سے جدا کرکے نیزہ کی نوک پر آویزان کیا۔ امت محمدی نے ماہ محرم
امام الشہدا رضی اللہ عنہ کے سات جو سلوک کیا تہا وہ نواب کے نوکرون نمکخوارون نے

نوابکے ساتھہ کیا - انا للہ و انا الیہ راجعون - دوسری اہل فوج نے سرکو نیزہ سے علیحدہ کرکے اورنگ آباد روانہ کیا - شاہ برہان الدین کے مرقدکے پائین قریب قبر نواب آصفجاہ مرحوم دفن کیا - شہادت قریب قلعہ پنچی واقع ہوی - میر غلام علی آزاد نے تاریخ شہادت کہی ؎

نواب عدل گستر عالیجناب رفت   فرصت نداد تیغ حوادث شتاب رفت
در ہفدہم ز ماہ محرم شہید شد   تاریخ گفت نوحہ گرے آفتاب رفت

نواب شہید امیر دین پرور و عدالت گستر تھے - بندہ نواز و غریب پرور - اولوالعزم عالیہمت ذی مروت و جرأت تھے - فصاحت و بلاغت مین وحید عصر سخن گوئے و سخن فہمی مین فرید دہر تھے - مشق سخن مین مرزا صائب کا تتبع کرتے تھے - کلام کو ایسے درجہ پر پہنچایا تہا کہ سخنوران نازک خیال حیران ہوتے تھے - نواب شہید کا ہر ایک شعر صاف و شستہ و ہر ایک مصرع شائستہ و برجستہ ہے معاصرین شعرا کو آپکے ہمطرح کہنا محال ہوتا تہا کلام مین صائب کی طرح تمثیل و نظائر کو خوبی کے ساتھہ لاتے ہین اجنبی شخص یکبارگی صائب اور آپکے کلام مین تمیز نہین کرسکتا ہے - آپ صاحب الدیوان ہین آپکے تین دیوان اعلیحضرت غفران منزل میر محبوب علیخان نظام الملک آصفجاہ بہادر ششم کے حکم سے تینون دیوان سرکاری مطبع مین آقا نصر اللہ المخاطب نواب دولت یار جنگ بہادر کے اہتمام سے مطبوع ہو چکے ہین - فقیر مولف کے پاس تینون نسخے موجود ہین ان مین سے اشعار انتخاب کرکے ذیل مین لکھتا ہون -

من اشعارہ الفارسی

سایۂ لطف خداوند بود بر سر ما   ہست اقبال خداداد مقیم در ما
طالع ماست ز انوار جلالت روشن   فخر بر مہر جہانتاب کند اختر ما

وله

شرف آدمی از یمن ارادت باشد — دست تسلیم او نگاه بود افسر ما

ناصر از یاوری همت شاه مردان — شاهد فتح و ظفر جلوه کند در بر ما

وله

بدست تا ز افشاندی چو زلف عنبرافشان را — بروی خاک افکندی چه کلهای پریشان را

ز قدر و منزلت هرگز نگردد ذره کمتر — زند مور ضعیفی بوسه گر دست سلیمان را

ارسطو شد ز فطرت باریاب بزم اسکندر — بحکمت میتوان گشتن مقرب پادشاهان را

وله

گر تو خواهی بقای دولت را — به ادب بند بنای دولت را

از کرم هر که دام گسترده است — صید سازد همای دولت را

گل خلق است خوشنما ناصر — چمن دلگشای دولت را

وله

امید ها ز وصال تو در دل است مرا — ازین خیال بهاری مقابل است مرا

ز حال من نگذر غافل است شکار افگن — که از طپیدن دل قصد بسمل است مرا

وله

هر که رنجی میکشد آخر بگنجی میرسد — میکند آخر عزیزی محنت زندان مرا

میدهد یاد از زلف خط و رخسار کسی — گر درایم در گلستان سنبل و ریحان مرا

وله

فشانده ایم ز دامن چو گرد دنیا را — فکنده ایم چو اشک از نگاه عقبی را

شمار شوق تو از وسع خامه بیرون است — که در سبو نتوان کرد آب دریا را

وله

از تبسم تا نمک پاشید بر چاک جگر — سینه خود تشنه‌تر آب میدانیم ما

صبر دوری از رخ او گرچه باشد تلخی — بیشتر از محنت توبه میدانیم ما

وله

دل ز زخم تیغ جانان بوستانی شد مرا — جوش خون از نظر جوی روانی شد مرا

همسفر در راه عشق او مرا در کار نیست — حرف با هر کوه کردم همزبانی شد مرا

وله

کهنه رندیم و نظر بازیم ما — باده نوشیم و کعبه پردازیم ما

طائر صحرای غربت بوده ایم		از پر خود خانه می سازیم ما
سیرهای بی بال و بی پر بوده است		همچو بوی گل بپروازیم ما
تشنه ام با وجود سیرابی	وله	آب شمشیر کرده اند مرا
بت پرستی نمیگذارم من		گرچه تکفیر کرده اند مرا
هر بهاری را خزانی لازم است	وله	گه برنگ گل گهی خاریم ما
گل گریبان می درد گر در چمن بیند ترا	وله	میگدازد شمع گر در انجمن بیند مرا
میزند از جوش خجلت مهر خاموشی بلب		گر بمحفل طوطی رنگین سخن بیند مرا
نگاهش وا دار شوخی سبق وحشی غزالان را	وله	قدش آموخت آئین نزاکت نونهالان را
مده آن زلف نازک را بدست شانه هر ساعت		پریشان می کنی خاطر چرا آشفته حالان را
خداوندا الها کردگارا	وله	رحیما جرم بخشا بردبارا
بده امن و امان و تندرستی		نظام الملک آصفجاه مارا
غمی دارم که پایان نیست او را	وله	چه پرسی از دلم جان نیست او را
دلی دارم بدرد و غم سرشته		که هرگز فکر درمان نیست او را
شد از فروغ چهره او ساغر آفتاب	وله	آئینه دار از رخ او در بر آفتاب
شاه و گدا بدیده روشن گهر یکیست	وله	یکسان کند نگاه بخاک و زر آفتاب
وصف روی کیست یارب بر زبان عندلیب	وله	چشمه خورشید رخشان شد دهان عندلیب
از پر و بالش چمن یکسر چراغان گشته است		پرتو حسن که زد آتش بجان عندلیب
جام می از عکس او شد آفتاب	وله	ساقی امشب طرفه نقشی زد بر آب
می کشد عاشق ز خون دل شراب		باشد از لخت جگر بهرش کباب

نام احمد گر رسد در سمع او
کرده ام چون نام احمد را رقم

شمع جانسوز کہ یارا در جگر آتش زده
هر کہ در لخت دل خود جا کجا انداخته است

آفتاب صبح محشر در کنار زلف کیست
خاکساریها بجز دلازم عروجی داشته است

نوبهار آمد جهانرا پر گل عشرت نمود
تا کہ روی آتشین او بر آمد از نقاب

دیده مور من از فیض قناعت سیر است
در خور حوصله هر کس ثمری می چینند

ما را هجوم واقع بشکر ابر است
دریا دلان تمیز به بخشش نمی کنند

ابرها امسال بر بستانه رفتار آمده است
دامن هر زرد و پیشه زگوهر چون صدف

کعبه صدق و صفا خلوت درویشان است
سنگ را آنکه کند لعل بیک چشم زدن

خادم خواجه شیراز بجا نجم ناصر
بی نیاز نیست روانی کہ نظیرش نبود
قیمت حسن فزون از شرف تربیت است

وله
آتش رو زیح نشیند ز التهاب
از گل حمر قم و ید بوی گلاب

وله
بهر خود فانوس از بال پر پروانه ساخت
بی تکلف همچو با زلف سخن را شانه ساخت

وله
سینه شب از کواکب داغدار زلف کیست
بر سر پا اوفتادن افعی ز زلف کیست

وله
در گلستان غنچه لب خندیدن گرفت
شبنم از خورشید عالمتاب بالیدن گرفت

وله
ورنه در خندان سلیمان شکری نیست که نیست
ورنه در باغ سخاوت ثمری نیست که هست

وله
اقلیم دل بملک سکندر برابر است
کف در کف محیط به عنبر برابر است

وله
از شگوفه شاخها آشفته دستار آمده است
ابر دریا دل ببخششهای بسیار آمده است

وله
سجده گاه دو جهان حضرت درویشانست
کیمیای نظر رحمت درویشانست
مایه محتشمی خدمت درویشانست

وله
شکر اسباب جهان مایه صد درد سر است
سهل خوان میوه خود رو پسر بی پدر است

هیچکس با رهی نمی پرسد حال یکدگر ‏ ‏ دوستدار بهار طبع دوستان برخاسته است
جلوهٔ یوسف بچشم اهل عرفان میرسد ‏ ‏ هرکجا گردی ز راه کاروان برخاسته است

وله

نوبهار خجسته بنیاد است ‏ ‏ روزگار خجسته بنیاد است
سلسبیلی اگر بعالم هست ‏ ‏ جویبار خجسته بنیاد است
هر متاعی که هست در عالم ‏ ‏ در دیار خجسته بنیاد است
دولت آباد قاعده بمثل ‏ ‏ در جوار خجسته بنیاد است

وله

قیمتش جوهری نمی داند ‏ ‏ آب هر قطره بی بها گهر است
در صدف نیست قیمت گوهر ‏ ‏ در وطن خوار صاحب هنر است

وله

هر زمین عشق را آب و هوای دیگر است ‏ ‏ سبزهٔ این خاک نشو و نمای دیگر است
هر بیابان وادگان عالم تجرید را ‏ ‏ کاروان دیگر و بانگ درای دیگر است
دردمندان را علاجی نیست غیر از سوز عشق ‏ ‏ داغ درد بی دوا را کیمیای دیگر است

وله

پیرو دیر و حرم هر که ز حق بیخبر است ‏ ‏ بت پرستی دگر و یار پرستی دگر است
گرچه رنگین سخنان مشق مضامین کردند ‏ ‏ آب و رنگ سخن از فکر تو ناصر دگر است

وله

نخل بار آور خورد سنگ و عوض بخشد ثمر ‏ ‏ در تلافی بدیها ز شخص احسان خوشنماست
میرساند فیض خدمت آدمی را تا بعرش ‏ ‏ خدمت پیران شما را ای جوانان خوشنماست

وله

سیر عشرتکدهٔ گبر و مسلمان کردیم ‏ ‏ جای آسایش دل محفل درویشانست
نیست ربطی بهم مرو ز بدرویشانش ‏ ‏ نسبت ناصر اشتغال درویشانست

وله

در معرض تلف همه اسباب دنیوی است ‏ ‏ می بین که مه بعین کمالش زوال داشت
بوی ثبات نیست درین تیره خاکدان ‏ ‏ هر گل که دیده شد بچمن انتقال داشت

وله
تخت شد دست سلیمان مور را آن ضعف
نا توانان را ز فیض عجز زور دیگر ست
پاسبانان زمان را خواب غفلت برده است
انتظام ملک را زان رو فتور دیگر ست

وله
روشن جهان ز مهر جمال محمد ست
بیحد و حصر وصف کمال محمد ست
ناصر جواب آن غزل ست اینکه گفته اند
صلوة بر محمد و آل محمد ست

وله
افضل ترین امت صدیق اکبر ست
شائسته خلافت صدیق اکبر ست
اول کسیکه بیعت محبوب حق نمود
از حب از صداقت صدیق اکبر ست

وله
در دوستان نشان محبت نمانده است
فرقی کنون میان قیامت نمانده است
از اهل دهر شکوهٔ احسان نمی کنم
افسوس شرم چشم مروت نمانده است

وله
می کشید بهار گلستان رخ جانان عبث
بی خط و زلفش نگه بر سنبل و ریحان عبث
بلبل پر بسته در کنج قفس افتاده ام
میروم پرواز برای دیدن بستان عبث

وله
از دعای خیر محتاجان بر آید کارها
هست تیر بی روی ترکش آه دعای محتاج
نخل را تا شاخ یکسر زرد می سازد چو برگ
باشد از برد خزان هم تشنه بر وحدیات

وله
همچو رخش آفتاب صبح ندیدست صبح
بلکه بگوش کجا صبح شنیده است صبح
مصرع مهبائی ست سهیلی ناصر صبح
دیدهٔ غفلت کشا صبح دمیده است صبح

وله
اگر بهار کند چهرهٔ گلستان سرخ
نمو در نگس رخ ما خیال جانان سرخ
ز خون دیدهٔ من لعل بار شد رگ ابر
درین بهار بود قطره های باران سرخ

وله
نگاه شوق من از روی او گل چیدنی دارد
ز روی لطف و هم جانب من دیدنی دارد
کمال عشق را ناز هم اثر کرد ست در طبعش
بحق دوستی از دشمنان رنجیدنی دارد

وله
دلم از سیل غم نرفت ز جا
کوه صبر و شکیب باید دید

وله
آتش گل چه داغها که نکرد — جگر عندلیب باید دید

وله
فقرا پادشاهان می باشند — افتخار دو جهان می باشند
عاشقان سوخته جان می باشند — شمع شان شعله زبان می باشند

وله
کسی ز آهوی وحشی شنیده است وفا — هلاک چشم تو گشتن سرای دل باشد
سعادت دو جهان رو بسوی او آرد — کسی که بهر دولت سرای دل باشد

وله
تا که در معرکه عریان نشود — جوهر تیغ نمایان نشود
جوهر ذاتی هر کس دگر است — مور از تخت سلیمان نشود

وله
ابر دریا دل بدست گوهر افشان می رسد — گنجها در دامن امیدواران می رسد
خاکساریها ترا بر اوج رفعت می برد — تا بدامن هر کرا چاک گریبان میرسد
فیضها از روح پاک حضرت صائب بمن — در دکن هر لحظه از شهر صفاهان میرسد

وله
رنگ و بوئی ز وفا نیست درین گلرویان — عاشق حسن کسی شو که وفائی دارد
معنی مصرع پیچیده ز زلفش فهمید — ناصر ما چه قدر فکر رسائی دارد

وله
رشتهٔ عمر ابد شاید بدست آورده است — هر کسی بر مرگ دشمن شادمانی میکند
همچو نازم که دارد این بزرگیها بخود — مور بر دست سلیمان کامرانی میکند
خاکساری سرفرازی عاقبت بار آورد — ذره بتاج پادشاهان کامرانی میکند
[illegible] هر کسی با گوشهٔ دل ساخته است — در بهشت جاودانی زندگانی میکند
گوهر شاهوار آخر از صدف آید برون — راز عاشق عاقبت در کوچها گل میکند
خوشنما باشد بزرگان را گران حلمی بحر — سبزه گر در بهای کشتی را تحمل میکند
خسروا عشرت جاوید مبارک باشد — بزم آرائی جمشید مبارک باشد

آسمان جام هلالی ز پی عید نمود	وله	اختر عیش ز خورشید مبارک باشد
ز فیض بی‌ثمریهاست سرو در چمن آزاد	وله	فراغتست کسی را که او عیال ندارد
بزیر چرخ نشستن به تیرباران زیبد		قفس خوش است بمرغی که پر و بال ندارد
محو کن نقش غیر را از دل	وله	عارف نقشبند می گوید
هر که ناصر ز عشق گفت سخن		سخن ارجمند می گوید
رافت و عدل هر که پیشه کند	وله	صاحب چتر و تاج زر گردد
گرم و سرد زمانه میداند		همچو با هر که بحر و بر گردد
قیمت و قدر فزون میشود از فیض سفر	وله	روشنان همچو گهر کی بوطن پردازند
بتان که چهرهٔ خود بی نقاب می سازند	وله	ز برق چهرهٔ دل ما کباب می سازند
رسد بوصل گهر رشته که تاب خورد		خوش آن گروه که با پیچ و تاب می سازند
خواهی که ترا گرد جهان نام برآید	وله	این نام چو خورشید ز انعام برآید
آرایش ظاهر نشو و زینت باطن		از قند کجا تلخی بادام آید
بما یک رشتهٔ زنار موی یار بس باشد	وله	بکار زاهدان این سبحهٔ صد دانه می آید
چون گل شگفته روی درین باغ میشود		کسب سعادت آنکه بوقت سحر کند
مانند برق زود فلک تاز می شود		از خود سفر کسی که ببال شرر کند
یوسف عزیز مصر نمیگردد ای عزیز	وله	تا چاشنی محنت زندان نمی کشد
گوهر بجای قطره بدریا فشاند ابر		طبع کریم منت احسان نمی کشد
نیست اکسیر دیگری به ازین	وله	خویش را خاکسار باید کرد
اعتباری ندارد این دنیا		حرف با اعتبار باید کرد

مس خود را ز خاکساریها	وله	زر کامل عیار باید کرد
گر رضای خدا بود مطلب		راستی را شعار باید کرد
گمنام چنان شدم که عنقا	وله	راهی بسرای ما ندارد
دامان و دست آرزویش پر گهر شود	وله	دریوزه هر که از در شاه دکن شود
عیسی بصفت بطارم خورشید جا کنند	وله	آنها که ترک خلق برای خدا کنند
حدوثش زین قصور می توانی کرد ای عاقل	وله	که اوضاع جهان گاهی چنین گاهی چنان باشد
کرم گستر بفرق بنده تا حضرت آصف		الهی در جهان باشد سلامت در جهان باشد
زهر آب داده ناوک مژگان خویش را	وله	زخمی زند بسینه و ناسور می کند
آنها که دل بحلقهٔ زنجیر بسته اند	وله	تار نگه بزلف گره گیر بسته اند
مطعون خاص و عام همه مسلمین شوند		جمعی که دل بطعنه و تکفیر بسته اند
بخاکساری او رتبهٔ فلک نبود	وله	کسی که بر در او پادمی گدائی کرد
شمار درد من خاکسار ممکن نیست	وله	حساب ریگ بیابان که می تواند کرد
از طپیدنها دلم تا تیر دیگر میدهد	وله	طائر جان را زشوق وصل و پر میدهد
یادش بود ز شربت حیات در دهان لذیذ	وله	نامش بود ز شهد و شکر بر زبان لذیذ
آن شربت فنا که ز تیغ تو می چکد	وله	ما را بود ز آب خضر بیگمان لذیذ
الهی شرمهای من نگهدار	وله	مکن رسوا حیای من نگهدار
چه دیروز و چه امروز و چه فردا		مرا باشد خدای من نگهدار

ازینکه لازم سرداریست هشیاری
مرو بخواب بنوای میر کاروان زنهار

بنای خانهٔ دل استوار کن ناصر — وله — مکن عمارت این تیره خاکدان زنهار

هرچند من ز هردو جهان دست شسته ام — وله — هرگز نمیرود ز دلم آرزوی یار

از خاکساری است بدل روشنی نصیب — وله — آئینه صاف میشود از صیقل غبار

گذشته ایم ز نیروی بازوی تدبیر — وله — سپرده ایم عنان را بقبضهٔ تقدیر

ترا صفائی دل از مطلب است پاک بسوز — وله — برای آئینه خاکستر است چون اکسیر

با وجود پخته مغزی همچو طفل نوسبق — وله — میکنم مشق جنونی در دبستان بهار

نیست غیر از کشتی می امن ناصر در جهان — ابرها امسال آورده است طوفان بهار

قرب آتش خانمان پنبه سوخت — وله — الحذر از قرب سلطان الحذر

خرمن پروانه یکسر سوخته است — الحذر از شمع خندان الحذر

زیر فلک نباشد چون من نگاه کردم — وله — در کوی خاکساری یک خاکسار دیگر

هر درختی که شود خشک ز تأثیر هوا — وله — غیر آتش بهر او ثمری نیست دگر

به بند سلسلهٔ عشق مقیدست عمر — وله — از آن ز بند تعلق مجردست عمر

رفیق همدم و یار محمدست عمر — ز ما سوای محبت مجردست عمر

منکه از آدم با انم چه کار — وله — با شراب و بزم و یارانم چه کار

هرچه باشد عاقبت دارد باصل خود رجوع — وله — میرسد آخر بدریا از ره سیلاب ابر

موج پر زور سر شکم تا سر کیوان رسید — از خجالت پیش چشمم غرق شد در آب ابر

مرا که هست دلم گرم با نوا دمساز — وله — کباب شعلهٔ حسن است و شعلهٔ آواز

بیا ناصر از راه صدق و یقین — وله — بشو بندهٔ شاه گیسو دراز

هر خسیسی بسرش دعوی شیخی باشد — وله — حرمت جبه و دستار نمانده است امروز

هر کرا می نگرم هست بدنیا مشغول	وله	دل وارستهٔ بیکار نمانده ست امروز
ز راه ورسم محبت اگر خبر داری	وله	ز خویش بگذر و با یار آشنا می ساز
بهر بسر وحشت جنون دیوانها بیهوده اند	وله	عاقل پابند را از سیر آن صحرا بپرس
هیچا نها کشاده و شرابے ندید کس	وله	بر خواست ابر با دم آبے ندید کس
گذشت عمر بسودائے زلف یار افسوس	وله	ز سر گذشت سیه بختیم هزار افسوس
بود چو شام غریبان سحر صبح وطن		بغیر یار بود ماندن دیار افسوس
اخلاق نیک حاصل کن بشنو ز کسب	وله	در سعی حسن نیکی اطوار خویش باش
شاد کردی تو خاطرها را	وله	اے پری رو همیشه شادان باش
کار عالم از دمی آید	وله	هر که باشد بفکر راحت خویش
چاک نمود سینه ام بند قبا کشادنش	وله	راست ربود تاب دل بدن کج نشادنش
بزم بے غرضان سرنگون توانی شد	وله	خط نوشته اگر میدهی بخون غرض
ساغر بدست نغمه بلب شیشه در بغل	وله	ساقی رسید طرفه بسامان انبساط
پروانه وار ساغری رقص می کند	وله	افروخت شیشه شمع شبستان انبساط
چهره گلگون او را شد خط اخضر محیط	وله	گشت این دریای حسن و ناز را عنبر محیط
خاک و ریگستان بود در دست صاحب همتان		سکندر از خویش بیرون همچو کف عنبر محیط
شبنم نه همین آل نگرانست درین باغ	وله	گل نیز زغم جامه درانست درین باغ
لب بسته سیه پوش ز ماتم شده سوسن		با آنکه سراپائے زبانست درین باغ
تیر باران حوادث بسکه دیده گشت سر	وله	صورت پیکان همه سبزه چون برگ خلاف
گردن تسلیم کج پیچم من از شمشیر او		گر زند بر فرق و شگافد ز سینه تا بناف

تا گشته‌ایم از سر لفت فنائے عشق	ولہ	در بسته‌ایم عمر ابد در بقائے عشق
دل را ز ما گرفته بجائے سپرده است	ولہ	زین بیشتر بما چه بود مدعائے عشق
تا گل شگفت گلشن بر بلبلان مبارک	ولہ	در جلوه گلعذاران بر عاشقان مبارک
آتش رخسار او بسازد دل ما را کباب	ولہ	لعل شیرینش فشاند بر کباب نمک

شد مسخر دیار کرناٹک	نظم گشت کار کرناٹک
میکشد دل دیار کرناٹک	میتوان گشت یار کرناٹک
بشکند قیمت زمرد را	جلوهٔ سبزه زار کرناٹک
خاک او حکم کیمیا دارد	حبذا اغبار کرناٹک
زر و سیم است همچو ریگ روان	جا بجا در دیار کرناٹک
طعنه زن بر طلائے خالص هر	زر کامل عیار کرناٹک
در خور تاج پادشاهان است	گوهر شاهوار کرناٹک
از حساب مساحت بیرون	شجر میوه دار کرناٹک
هست در ظرف آبهائے لذیذ	شربت خوشگوار کرناٹک
دشت در دشت مشکبار است	دیده‌ام گشت و کار کرناٹک
خال رخسار هفت اقلیم است	حسن سبز دیار کرناٹک
برده فوقیت از جلال آباد	در حلاوت انار کرناٹک
مقدم فتح تو ام ناصر	باعث افتخار کرناٹک
بادشاها همائے همت تو	زیر بر کرد فتح کرناٹک
بال بکشاد تا به تسخیرش	سهل سر کرد فتح کرناٹک

نامهٔ فتح بادشاهی را — تاج سر کرد فتح کرناتک

نونهال مراد را ناصر — پرثمر کرد فتح کرناتک

وله

بباغ جهان من گلی را ندیدم — که از نکهت مهر و الفت شمیدم

وله

رمد هر که از من ز او من رمیدم — ز دامان او دست خود در کشیدم

وله

عشق بازی ز ازل کار من است — من کجا در کار دیگر مانده ام

گرچه گشتم خاک سوزم باقیست — زیر خاکستر چو اخگر مانده ام

وله

بسکه سیر کردم بهار و خزان را — زبان گل و خار را می شناسم

وله

داغ عشقم کباب را مانم — تلخ کامم شراب را مانم

وله

بسکه آئینه دار او گشتم — صفحهٔ آفتاب را مانم

وله

هر قدر رنگ خودی باخته ام — خویش را محرم او ساخته ام

وله

ناصر از فضل الهی فتح است — هر کجا من علم افروخته ام

وله

نوبهار ملک میسور است ما و باده ایم — بر بساط کامرانی داد عشرت داده ایم

تا کمر در خدمت بنت العنب بربسته ایم — بر در میخانه شب تا سحر استاده ایم

وله

نوبهار آمد بصحرا میروم — از میان شهر رسوا میروم

خاکساری عاقبت آید بکار — تا بچشمش سرمه آسا میروم

هر کس شهید ناز تو گردید زنده شد — شمشیر تو ز آب بقا کرد فارغم

این سایهٔ عنایت آصف که بر سر است — ناصر ز ظل بال هما کرد فارغم

چو درد هجر آزاری ندیدم — از این دشوار تر کاری ندیدم

بود هر خوب را زشتی مقارن — گلی در باغ بیخاری ندیدم

مثال آصف جم جاه ناصر	وله	امیر تازه گفتاری ندیدم
گر ندارم هنری شکر خدا را عجبی نیست	وله	مجلس انس با رباب هنر آراسته ام
بال پروازی اگر زین شهر رسید اشتم	وله	پای خود زین وادی خونخوار رسید اشتم
فدای آن نونهال را نازم	وله	پایهٔ اعتدال را نازم
بخشش جان تازه می بخشد		اثر این مقال را نازم
ارتفاع جاه دنیا پست تر باشد ز چاه	وله	در تلاش منصب سنجر نمی باید شدن
افراشت هر طرف که لوا لشکر دکن	وله	منصور شد بفضل خدا لشکر دکن
از بهر دفع سحر سیه مار کفر و شرک		دارد بکف ز نیزه عصا لشکر دکن
عندلیب آسا بیک منقار نالان نیستم	وله	با نوا چون بند بندنی بود اعضای من
زانکه در راه طلب نگذاشتم هرگز قدم		توتیا شد بندگی دارد ز خاکپای من
خون بدست غنچه ز رشک دهان تو	وله	گردید سرو بندهٔ سرو روان تو
چنانکه آب بطوفان گذشت از سر پل	وله	گذشت از سر من اشک آنچنان بی تو
ای کائنات جمله نظر بر رضای تو	وله	تا مهر و ماه ارض و سما در ثنای تو
ای که خورشید صفت جلوه طراز آمده	وله	چشم بد دور که خوش ذره نواز آمده
بنوازش سر من بر سر افلاک رسان		بر سر لطف چو ای بنده نواز آمده
از لعل لبت بر سر گفتار رسیده	وله	از جیب صدف گوهر شهوار رسیده
دل را اسیر زلف سیه فام کرده	وله	این آهوی رمیده چسان رام کرده
ز دنیا گر دولت بر کنده باشی		چو دل مردم دل زنده باشی
بهار زندگانی گل کند گل		برنگ ابر گر با زنده باشی

بسوئے او اگر چہ بندہ باشی	ولہ	بمطلب برسی روزے یقین است
قربان شدم بناز خرامیدن کسے	ولہ	گشتم فدائے طرز کمربستن کسے
خندیدن و شگفتن و بالیدن کسے		شرمندہ کرد سرو و گل و غنچہ را بباغ
جوہر شناس گوہر لبہا نمی شوی		تا نہ نشین چو خاک بدر پا نمی شوی

من رباعیاتہ

مشتاق تو اے بندہ نواز آمدہ ام		در بزم تو اے مایۂ ناز آمدہ ام
در سایۂ گیسوئے دراز آمدہ ام		از تابش خورشید قیامت چہ غم است
ز صدق و صفا وقت نماز آمدہ ام	ولہ	من در حرم بندہ نواز آمدہ ام
از روئے ارادت بہ نیاز آمدہ ام		از صبح بود کلام من روشن تر

نامی۔ مولوی حاجی تراب علی خیرآبادی

نامی تخلص۔ تراب علی نام۔ عباسی الاصل ہیں آپکا وطن خیرآباد ہے۔ سن شعور کے بعد آپنے کتب معقول و منقول مولانا عبدالواحد و مولوی غلام امام کی خدمت میں ختم کیں۔ اور کلام کی مشق میرزا قتیل کی خدمت میں کیں تحصیل سے فارغ ہونے کے بعد تلاش معاش میں کلکتہ گئے۔ حکام برطانیہ کے ہمراہ ایران و عراق عجم کی خوب سیر کی سیر و سیاحت سے مراجعت کرکے مدراس میں آئے۔ کمپنی کے مدرسہ میں مدرس ہوئے چند مدت بسر کرکے حرمین شریفین کی زیارت کو گئے۔ مراجعت کے وقت مقام پٹنہ میں ۱۲۴۱ھ ہجری میں فردوس بریں روانہ ہوئے۔ آپ عالم فاضل جامع العلوم تھے نیک محضر و نیک سیرت تھے۔ خوش تقریر خوش تحریر تھے۔ شعر و شاعری سے

دلچسپی رکھتے تھے - جو کچھ موزون فرماتے تھے خوب مرغوب ہوتا تہا

من اشعارہ الفارسی

سحر از جنبش نسیم شاد گلگشت چمن
ہر زبان دست کشان می بردم جاذبہ عشق
ہنیست از بخت بدم چشم امیدم آنکہ بود

یاد م آمد روش قامت دلجوئی کسے
از پئے سجدہ بطاق خم ابروئے کسے
دست وردست وسرم بر سر زانوے کسے

ناجی - سید اصغر حسین

ناجی تخلص - سید اصغر حسین نام - آپ میر صلابت علی کے صاحبزادے ہین آپکی نسب کا سلسلہ دیانت خان مرحوم عالمگیری سے منتہی ہوتا ہے آپکے بزرگان سلف تیموریہ سلاطین کی ملازمت مین خدمات بزرگ پر مامور رہے ہین - جاگیرات و خطابات و صلات سے سرفراز - آپکے والد ماجد میر صلابت علی صاحب علم وفضل تھے اور خاص علم محاسبہ مین کمال مہارت رکھتے تھے - اور انتظام مہمات ملکی سے خوب ماہر تھے ریاست حیدرآباد مین امرائے دولت کے نزدیک امانت گزار و دیانت دار مانے جاتے تھے - منیر الملک بہادر و سعید الملک بہادر و راجہ اور نہا جیونت بہادر وغیرہ نے اپنے جاگیرات کا انتظام انہین کے تفویض کیا تھا اور خاص نواب خانخانان بہادر کے جاگیرات کا انتظام بہی انہین کے اہتمام مین زمانہ دراز تک رہا - خوش اخلاق و نیک نیت تھے - اقربا و احباب کے ساتھ حسن سلوک فرماتے تھے - سادات و زائرین کی بہی خدمت کرتے تھے - آپنے ایک مسجد چادر گہاٹ مین موسی ندی کے کنارے بنائی اور اسکے تحت مین ایک دوکان بہی تعمیر کرادی تاکہ اسکا کرایہ مسجد کے ضروری مصارف مین آئے - آخر عمر مین حج

و زیارت سے مشرف ہو کر کربلائے معلی مین اقامت اختیار کی تہی سنہ ۱۳۱۱ ہجری مین
وہین فوت ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون حضرت ناجی صاحب ترجمہ مصداق
الولد سر لابیہ والد مرحوم کے قدم بقدم ہین بلکہ بہ از پدر۔ اہل ہنا صب کے زمرہ
مین شریک ہین۔ اور نواب فخر الملک بہادر معین المہام عدالت و کوتوالی کے معتمد
خانگی ہین۔ نواب صاحب کی جاگیرات کا انتظام اپنے جد و پدر کی طرح سے کرتے ہین
دیانت و امانت کو اپنا رفیق کہتے ہین۔ نواب صاحب آپکی بہت عزت و آبرو کرتے
ہین۔ اور وقتاً صلات و کرم سے بہی سرفراز فرماتے ہین آپکو ابتدائے عمر سے شاعری
کا شوق رہا ہے۔ آپکا کلام اردو فارسی دونون زبان مین سنجیدہ و پسندیدہ ہوتا ہے
آپکی طبیعت قدرتاً شعر و شاعری کے مناسب تہی۔ میدان سخن سنجی مین خوب جولانی
کرتی ہے۔ خاص اس فن مین آپکی مہارت اس درجہ بڑہ گئی کہ معاصرین و اقران
آپکو استاد سمجھتے ہین آپکے کلام مین میر کا انداز معلوم ہوتا ہے آپکے تلامذہ شہر مین
اکثر ہین۔ آپکی اصلاح سے کلام کو درست کرتے ہین۔ ابتدا مین غزلیات کا شوق
تہا آخر غزلیات کو ترک کیا۔ قصائد مدحیہ و مراثی کہنے لگے۔ اور تواریخ گوئی مین
ید بیضا رکہتے ہین۔ تہنیت و تعزیت مین فی البدیہہ موزون فرماتے ہین۔ بعض احباب
کی زبانی معلوم ہوا کہ صاحب دیوان ہین۔ فی زماننا بسبب ضعف بدن و ناتوانی تن
صاحب فرش ہین۔ خانہ نشین و عزلت گزین ہین عالیجناب نواب فخر الملک
بہادر بدستور قدیم ماہوار معتمدی عطا فرماتے ہین۔ اب مین آپکے کلام سے چند
قطعات تاریخیہ گزارش کرتا ہون تاکہ شائقین کو مطالعہ سے لطف حاصل ہو جائے
فقیر مولف کو بجز قطعات تاریخیہ کے کلام بدست نہین ہوا۔ لہذا صرف قطعات پر ہی

تاریخ انتقال نواب مختار الملک اول

خسرو خاور برآمد سہ بہ سر فلک ۔ کرد چون سفر سوئے عدم سالار جنگ
گفت ناجی عیسوی سال وفات غم فزا ۔ شد سوئے خلد روح پاک سپہ سالار جنگ

تاریخ کدخدائی میر قربان حسین

نوشاہ بحمد اللہ قربان حسینم شد ۔ از لطف ولی اللہ وز امداد رسول اللہ
بنمود رقم ناجی این مصرع تاریخش ۔ قربان حسینم شد نوشاہ بحمد اللہ

قطعۂ تاریخ تسمیہ فرزندان نواب فخر الملک بہادر

رہے تقریب بسم اللہ خوشا عشرت تجھی محفل ۔ قبا پہنے کوئی زرین ہے اور کوئی ستارونکی
بصد حسرت فلک دیکھے نہ کیونکر چشم انجم سے ۔ کہ بزم عیش امیرونکی ہے محفل نامدارونکی
ہوا کرتے ہین عشرت مین بسر عیش ہین اپنین ۔ کبھی مجمع عزیزونکا کبھی صحبت ہے یارونکی
خدا نواب فخر الملک کو قائم رکھے دائم ۔ فزون ہو خضر کے بھی عمر سے عمر انکے پیارونکی
یہ ہر دو نو نہال گلشن زہرا و حیدر ہین ۔ رہین خرم ہر آئین انسے امیدین ہزارونکی
بنے ہر ایک والا دودمان کو بیاہ کر لائین ۔ رہے سہرون مین چہرے چاند سے چھاؤن ہو تارونکی
خیال سال تاریخ آیا جب اس سنہ کو کا ۔ کہا ناجی نے ۔ بسم اللہ ہوئی دو گلعذارونکی
۱۳۰۴

نعمانی ۔ محمد عبد الجلیل رامپوری

نعمانی تخلص ۔ محمد عبد الجلیل نام ۔ آپکے نسب کا سلسلہ حضرت امیر المومنین ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے منتہی ہوتا ہے ۔ آپکے بزرگان سلف مشاہیر علما سے گذرے ہین آپکا مولد و مسقط الراس دار الریاست مصطفی آباد عرف رامپور ہے ۔ آپنے

بتاریخ ۲۷ ربیع الاول روز دوشنبہ ۱۲۷۹ھ ہجری مین ابتدائی تعلیم اپنے ماموں مولوی عبدالرزاق ناصر خوشنویس ریاست سے پائی - اور فارسی کی تکمیل مولانا احمد علی استاد والی ریاست سے کی اور کتب درسیہ علوم معقول و منقول متعدد اساتذہ کی خدمت مین تحصیل کین - اور آخر مین تحصیل کی تکمیل مولانا حافظ مفتی محمد ارشاد حسین صاحب مجددی نقشبندی فاروقی رامپوری سے کی تحصیل و تکمیل کے بعد آپکو سیر و سیاحت و درس و تدریس کا شوق ہوا - وطن سے برآمد ہوکے دہلی مین چند مدت رہے اور دہلی سے ضلع پیلی بہیت اور وہان سے بنگلور تک میسور مین آئے - ہر ایک مقام مین آپکے پاس طلبہ کا مجمع رہتا تہا - آپ صبح سے شام تک اسی شغل مین مصروف رہتے تہے اور عامہ خلائق کو وعظ و نصائح سے فائدہ پہنچاتے تہے - ۱۳۰۸ھ ہجری مین بلدہ حیدرآباد مین وارد ہوئے یہان بہی آپکا وہی کام درس طلبہ رہا چنانچہ ۱۳۰۹ھ ہجری مین ڈاکٹر غلام دستگیر صاحب چشتی قادری خلیفہ شاہ سلیمان صاحب تونسوی کے مکان پر واقع روبرو بنگلہ بسنتی حلہ آیات احکام قرانی کا وعظ شروع کیا - شائقین و سامعین کا مجمع کثیر ہوتا تہا - تمام آپکے بیان سے مستفید ہوتے تہے - اور ڈاکٹر صاحب آپکی بہت خاطر و مدارات کرتے تہے اور آپسے تصوف کے رسائل بہی ملاحظہ فرماتے رہے چند روز اسی شغل مین گذر گئے بعد ازان مولانا محدث محمد سعید صاحب مفتی ہائیکورٹ نظام نے صاحب ترجمہ کو اپنے پاس بلایا - اور تفسیر قرآن مسمی بہ فیض الکریم کی تالیف مین شریک فرمایا - مولانا نعمانی صاحب نہایت خوشی سے تفسیر کی تالیف مین مفتی صاحب کے معین و مددگار ہوئے - یہہ تفسیر اردو زبان مین تیار ہو رہی تہی - دہم پارہ سے بست و سوم پارہ تک تیار ہو چکی - مگر ختم ہونے سے اول ہی مفتی صاحب نے اس عالم فانی سے ملک جاودانی کیطرف

رحلت کی تفسیر ناتمام رہگئی ۔ سنہ ۱۳۱۳ ہجری میں صاحب ترجمہ نے امداد تکمیل کیلئے
بذریعۂ نواب افسر الملک بہادر اعلیحضرت قدر قدرت میر محبوب علیخان نظام الملک
آصفجاہ ششم کی ملاحظہ میں پیش کیا تہا اعلیحضرت نے ارشاد فرمایا کہ یہہ تفسیر کا تکمیل
ہونا ضروری ہے ۔ لیکن پہر کسیکی جرأت نہوئی کہ یاددہانی کرے ۔ سنہ مذکورہ میں
نواب افسر الملک بہادر نے آپسے بعض کتب عربیہ ملاحظہ کیں ۔ پہر تہوڑی ہی مدت کے بعد
مدرسۂ آصفیہ واقع ملک پیٹھ میں دینیات کے پڑہانے کے لئے متقرر ہوئے ۔ مدرسہ میں
دس سال تک تعلیم میں مشغول رہے ۔ طلبہ آپکی تعلیم کی بدولت مسائل دینیہ سے خوب
واقف ہوئے ۔ پس ازاں ایسے اسباب پیش آئے کہ آپ مدرسہ سے مستعفی ہوئے
گوشہ نشین متوکل تہے ۔ پہر آپ نواب غلام محمد غوث خان کی عنایت و قدردانی سے
سمستان نارائن پور میں امور مذہبی کے انجام و اہتمام کے لئے مامور ہوئے ۔ چند سال
سے مفوضہ کام کو عمدہ طرح سے انجام دے رہے ہیں ۔ مولانا مغتنمات سے ہیں ۔ آپکو
درس و تدریس کے علاوہ تالیف و تصنیف کا نہایت شوق ہے ۔ علوم و فنون میں
متفرق رسائل و کتب تالیف کر چکے ہیں ۔ اکثر آپکے رسائل مطبوع ہوکے شایع
ہو چکے ہیں ۔ آپکے مولفات کی تعداد اسی سے زائد ہے ۔ فی زماننا بہی تالیف کا
سلسلہ جاری ہے ۔ باوجود تعلق ملازمت و شغل درس و تدریس و تالیفات شعر و
شاعری سے بہی رغبت رکہتے ہیں ۔ آپ قدرۃً موزون الطبع ہیں ۔ اپنی موزونی طبع
سے کلام کے اقسام قصائد و غزلیات و قطعات و رباعیات و مثنویات و معمیات
وغیرہ موزون فرماتے ہیں ۔ اور تاریخ گوئی میں بے نظیر ۔ بداہتہً موقع و محل پر واقعات
کے مطابق کہتے ہیں ۔ طرفہ یہہ بات ہے آپکو تلمذ بجز اپنی طبیعت کے کسی استاد سے

نہین ہے۔ آپ جو کچھہ موزون فرماتے ہین مرغوب خاص و عام ہوتا ہے۔ فقیر مولف نے آپکے بعض رسائل دیکھے ہے۔ واقع ہین قابل قدر و تحسین ہین۔ چونکہ آپکی تالیفات کی تفصیل مع شرح لکہنا طوالت سے خالی نہین تہا اسوجہہ سے فقیر مولف نے صرف انکی تعداد پر اکتفا کیا۔ میرے نزدیک فہرست اسماے رسائل بدون شرح ہر ایک کا لکہنا بیکار ہے۔ لہذا قلم انداز کیا۔ جناب نعمانی صاحب معذور سمجھکے معاف فرمائینگے منجملہ اسی کتب کے ۲۵۴ کتب شایع ہوچکی ہین انہین ۱۳۲ رسائل منظوم ہین۔ اب ہین آپکے اشعار سے بطور نمونہ ایک رباعی اور چند فقرے تاریخی ذیل مین گذارش کرتا ہون

ہے میری بدی اگرچہ سب سے زائد	جو سب سے ہو بد ہین ایسے بد سے زائد
مانا کہ یہہ سب سہی مگر سچہ بہی نہین	بخشائش رحمت ہے حد سے زائد

اور آپنے اعلیحضرت بندگان عالی خلد اللہ ملکہ کی مراجعت دربار قیصری دہلی سے خیر مقدم مین ایک رباعی لکہی مقبول خاص و عام ہوی۔ ھو ھذا

سرکار سفر کرکے وطن مین آئے	اس طرح کہ جیسے روح تن مین آئے
جان کرکے نثار خود دعا نے کہا	دہلی سے حضور اب دکن مین آئے

تاریخی فقرات

دربار قیصری دہلی خسروی۔ شد۔ پندرہوان جلسہ سالانہ محمڈن ایجوکیشنل [illegible] مولوی مہدی علیخان محسن الملک نے کانفرنس کی رپورٹ مین اسی فقرہ کو درج کیا۔ ہمیشہ کے لئے یادگار ٹہرایا۔

نصرت۔ عباس قلیخان

نصرت تخلص۔ عباس قلیخان نام۔ مجمع الفصحا کے مولف نے لکہا کہ انکی اصلی

خاقان زمان کے عہد مین ایران مین آیا۔ اور زیارت کے لیئے گیا۔ خطاط تہا۔ خط نسخ مین متوسط الطبع تہا۔ شعر و شاعری مین دلچسپی رکہتا تہا۔ من اشعارہ ہذا انتہی کلامہ

ز بیم آنکہ دوران شناسدم از وی جدا سازد — بروش ہر نگاہ من نگاہ آخرین باشد
عقدہ در کار من از آبلہ پا افتادہ — سخت وا ماندہ ام ای خار بیابان مددی

نوائے ۔ سید عزیز

نوائے تخلص۔ سید عزیز نام۔ مجمع الفصحا نے لکہا کہ سنہ ۱۲۲۹ ہجری مین ہند سے ایران بغرض زیارت آیا۔ من اشعارہ ہذہ انتہی کلامہ۔

دستے بدوش غیر نہاد از سر وفا — مارا چو دید سستی پا را بہانہ ساخت

واصف ۔ مولوی محمد مہدی

واصف تخلص۔ محمد مہدی نام۔ آپ محمد عارف الدین خان رونق کے فرزند ہین تذکرہ گلزار اعظم کے مولف نے لکہا کہ آپکی ولادت سنہ ۱۲۱۷ ہجری مین مدراس مین واقع ہوئی۔ آپنے نشو و نما بہی وہان کی آب و ہوا مین پایا جب آپ سن شعور کو پہنچے تب آپنے اوائل کتب درسیہ فارسیہ والد ماجد کی خدمت مین ختم کین۔ اور آپکو علوم عربی کے تحصیل کا شوق پیدا ہوا۔ علمائے مدراس کی خدمت مین کتب درسیہ عربیہ سے بہی فراغت حاصل کی۔ عربی و فارسی سے فارغ ہونے کے بعد آپکے لیئے زبان انگریزی سیکہنے کا بہی شوق ہوا۔ انگریزی شروع کی تہوڑے ہی مدت مین ایسی لیاقت و استعداد حاصل کی کہ انگریزی مین اہل زبان کے ساتہہ باہم مکالمہ مکاتبہ کرنے لگے رفتہ رفتہ

انگریزی میں مستعد بنائے گئے اور ایام خوردسالی میں والد ماجد کے ساتھ وطن سے برآمد ہوئے
اضلاع مدراس میں سیر و سیاحت کرتے رہے پھر ستره برس کی عمر میں وطن مالوف میں
آگئے - بذریعہ مولوی تراب علی صاحب نامی مدرسہ کمپنی میں نوجوانان اہل فرنگ کی تعلیم
کے لئے ملازم ہوئے - ورزش تدریس میں تخمیناً ستره برس تک مصروف ملازمت رہے
آخر نوکری سے دست بردار ہوئے گذر اوقات کے لئے معاش معتدبہ حاصل کر لی تھی
پس معاش محصلہ پر قانع و صابر ہو کے تدریس طلبہ تالیف و ترجمہ رسائل میں ہمہ تن
مصروف ہوئے - اسی اثنا میں ترچناپلی جانیکا اتفاق ہوا - وہاں مولوی سید جام
عالم واعظ سے ملاقات بہ دست ہوئی حسن عقیدت و ارادت سے آپکے مرید و خلیفہ
ہوئے - قادریہ طریقہ کی اجازت و خلافت حاصل کی سنہ ۱۲۶۲ ہجری میں صاحب مجلس شعرا
کے توسل سے مشاعرہ اعظم میں شریک ہوتے اور سرکار اعظم جاہی میں معزز و مکرم رہے
آخر محکمہ عالیہ میں مترجمی کی خدمت پر مامور ہوئے آپ صاحب التالیف و التصنیف
تھے - من تالیفاته - دلیل ساطع - دلیل الشعرا - گلزار عجم - مختصر برہان قاطع
املا نامہ واصفی - تذکرہ معدن الجواہر - ترجمہ اول جلد در مختار - ترجمہ زاد الصالحین
خلاصۃ التکمیل در عقائد - تحسین اخلاق مطلوب الطلبا ترجمہ موجز -
آپ نہایت ذکی الطبع و ذہین تھے سخن گو و سخن فہم - کلام کے نقاد و جوہری تھے شعرائے
قدیم و جدید کے اشعار پر رد و قدح فرماتے تھے آپکے بعض اعتراضات بجا و درست
ہوتے ہیں اور بعض بیجا و نادرست - من اشعاره الفارسی

یک گام پیاده شو و مانند خارے تو مرا	تا شود خاک رہ آن یار پیراہن مرا
کشتی جان تا در آب تیغ او افگندہ ام	بادبانے گشتہ موج چو پیراہن مرا

گردش چشم سیاہش سرمہ آواز شد	وله	چون ستمہائے رقیبان گرد فریادی مرا
تا ہمایم زاکر آب چشم من گردیدہ تر		یاد کن غیر از جواب خشک کے دادی مرا
چو آن سرو چراغان کرد ہوائے شعلہ‌ای باشد	وله	نہال قامتم بالیدہ شد از گرمی تب ہا
دیدم چو صبح تیغ جگر گون آفتاب	وله	دریافتم علامت شبخون آفتاب
عاشق کہ شکر بین ہنت راپیچ گفت	وله	تشبیہ تازہ بزبان شکستہ گفت
حیف باشد چارۂ عریانی مجنون نکرد	وله	آمدہ با این فراخی دامن صحرا عبث
خدایہ عشق فکر کن کہ پس از تن من	وله	خاکم آویختہ با دامن جانان گستاخ
تا گنج روانی ہمین آید ۔۔۔ ہوس شد	وله	ذکر تو بیاپا کی گہر تار نفس شد
جواب بخت من نخواہد دید روئے انقطاع	وله	رشتۂ آمال صرف پردہائے خواب شد
در شوق بوسۂ لب او خوردن دلم	وله	باشد برنگ شیر و شکر در جہان لذیذ
سیکہ از تو سپردہ رہ عدم برتیغ	وله	نہاد اساس حیات خود اے صنم برتیغ

حرف واو

ولی ۔ محمد شمس الدین اورنگ آبادی دکنی

ولی تخلص ۔ محمد شمس الدین نام ۔ خاندان مشائخ قادریہ سے تہا ۔ اُسکی تخمیناً ولادت سنہ ۱۰۷۹ ہجری کے آخر شہر اورنگ آباد دکن مین واقع ہوئی نشو و نما بہی اسی مین کی تب وہیدا مین ہوا ۔ ابتدائی تعلیم کے بعد بیس برس کی عمر مین تحصیل علوم کا شوق دلمین پیدا ہوا خاندان و خانمان و وطن سے جدا ہوکے سفر اختیار کیا ۔ اُس زمانہ مین احمد آباد گجرات دار العلم تہا ۔ وہان مولانا وجیہ الدین العلوی الگجراتی المتوفی سنہ ۹۹۹ کا مدرسہ مشہور تہا

ہند مین بغداد کے مدرسۂ نظامیہ کا ہم پلہ تہا۔ دور دور سے طلبہ جوق جوق آتے تہے
مدرسہ مین داخل ہو کے علم و فضل سے کامیاب ہوتے تہے۔ ولی بہی دکن سے احمد آباد
گجرات مین آیا۔ اور مدرسہ مین فروکش ہوا۔ طلبہ کے زمرہ مین شریک ہوا۔ مدت تک
علوم ظاہری و باطنی کی تحصیل مین مشغول رہا۔ چند سال کے بعد بقدر ضرورت استعداد
ولیاقت حاصل کرکے علوی خاندان خانقاہ کے سجادہ نشین سے طریقہ قادریہ شطاریہ
مین بیعت کی پہر اپنے اصلی وطن یا اورنگ آباد دکن مین مراجعت کی اعزہ و احبا کی ملاقات
سے محظوظ ہوا۔ آزادانہ مشرب و درویشانہ مذہب رکہتا تہا۔ صلحا کے طریقہ پر چلتا تہا
قناعت پسند و متوکل مزاج تہا۔ دنیا و مافیہا سے متنفر تہا۔ گوشہ نشینی و تنہائی کو
پسند کرتا تہا۔ صوفی المشرب ہونیکی وجہ سے ہمیشہ کتب تصوف مطالعہ مین رکہتا تہا
شعرا کے دواوین و مثنویات کو اوراد و وظائف کی طرح حفظ کرتا تہا۔ طبیعت مین موزونی
خداداد تہی۔ زور طبیعت و قوت فطرت سے ریختہ گوئی کا فن ایجاد کیا۔ اور ریختہ مین
ایسے ایسے استعارے اور کنائے لائے کہ سننے والے حیران ہوئے۔ اور ایسی ایسی تشبیہین
اور نظیرین لکہین کہ دیکہنے والے تصویر بنگئے۔ اکثر تذکرہ نویسون کا اتفاق اسبات پہ
ہے کہ ولی عالم ریختہ گوئی کا آدم اور اس فن جدید کا استاد مقدم ہے۔ اور اہل زبان نے
اس ایجاد کی وجہ سے دکن کا نام ہند کے صوبون مین بڑی عظمت و عزت سے لیا ہے
اور مورخین نے دکن کے شعرا کا نام طبقۂ اول مین لکہا ہے۔ ہم دکنیون کو ولی کے نام پہ
فخر کرنا چاہئے یہ ولی ہی کی کرامت ہے کہ اہل ہند دکن کا لوہا مانتے ہین اور دکن کی
استادی کا اقرار کرتے ہین۔ بعضون نے کدورت نفسانی کی وجہ سے اہل دکن کو حقارت کی
نظر سے دیکہا ہے اور دکنی زبان پر منہ چڑایا ہے مگر جو منصف مزاج تہے انہون نے لکہا ہے کہ

اوائل مین ہند مین دلّی اور دکن دو ہی مقام کی زبان ریختہ درست تہی۔ ہان تلفظ ولہجہ مین مابہ الامتیاز تہا۔ دلّی کی زبان ہمیشہ خراط پہ چڑہتی رہی اور اہل زبان اُسکی درستی کی فکر کرتے رہے رفتہ رفتہ نہایت ہی صاف و درست ہوگئی۔ اور دکن مین کسی نے اس زبان کی درستی کے طرف توجہ نہین کی اس وجہ سے دکن کی زبان صاف و درست نہین ہوئی۔ ابتک دکن کے قصبات و بلاد مین دلی کی زبان مستعمل ہے دکن کی استادی دلّی کے نام لکہی گئی۔ دلّی والے دکنیون پر بڑہ گئے جیسا کہ ابتدا مین اہل اسلام نے یونان کے علوم و فنون کو زندہ کیا۔ یورپ و افریقہ مین علوم و فنون کی نہرین جاری کین۔ اور مدارس و کتبخانے دیار و امصار مین قائم کئے۔ مدارس مین طلبہ اہل اسلام و غیر اسلام مساوی درجہ مین ہوتے تہے مابہ الامتیاز نہ تہا۔ تعلیم و تربیت مین بخل نہ تہا اکثر اہل یورپ مدارس اسلام سے مستفید و فیضیاب ہوئے ہین۔ اور اہل اسلام کی فیض بخشی سے سیراب و شاداب ہوئے ہین۔ اور اہل اسلام کو استاد مانتے ہین۔ یہ اُن کی اولوالعزمی اور عالی ہمتی ہے کہ ہماری استادی کا اقرار کرتے ہین۔ نہین تو ہم ننگ خاندان فی زمانا اس خطاب کے لائق نہین ہین۔ واقعہ مین جو شاگرد تہے رفتہ رفتہ استاد ہوئے اور جو استاد تہے شاگردی کے بہی لائق نہین ہے۔ زمانہ مین اسیطرح کے انقلاب ہوتے ہین اور آیندہ بہی ہوتے رہین گے یہ انقلاب تقدیری ہے تغیر و تبدل فطری ہے بمصداق تلک الایام نداولہا۔ تو ایسی حالت مین کسی پر بغض و طعن نہین کرنا چاہیے۔

دلی شاعر پُرگو تہا۔ ہمیشہ کلام کی شیرازہ بندی کرتا کبہی قصیدہ لکہتا اور کبہی غزل و مثنوی موزون کرتا۔ کبہی مستزاد و مخمس مین طبع آزمائی کرتا کبہی رباعیات و قطعات مین جولانی طبیعت دکہلاتا کبہی مثنوی و ترجیع بند مین رجوع ہوتا تہا متواتر اسی شغل مین

مشغول رہا۔ رفتہ رفتہ ان تمام طبع زاد کا ایک ذخیرہ ہو گیا۔ پہر اسکو اس بات کا خیال ہوا کہ کل مجموعہ کو حروف تہجی پر ترتیب دینا چاہیے۔ گلہائے متفرقہ کا گلدستہ بنانا چاہیے اوراق متفرقہ کا شیرازہ باندہنا چاہیے۔ ترتیب دیوان کی طرف متوجہ ہوا۔ تہوڑے ہی عرصہ مین دیوان مرتب کیا۔ ارباب جلسہ معاصرین کی خدمت مین پیش کیا۔ سب نے دیوان کو بڑی عظمت و بزرگی کی نظر سے دیکہا۔ تاج مرصع کی طرح سر پر رکہا۔ پہر ولی دوسری مرتبہ اورنگ آباد سے احمد آباد گجرات آیا۔ اور دیوان مرتبہ کو بہی ہمراہ لایا۔ گجراتی شعرا دیوان کو دیکہکر نہایت ہی خوش ہوئے عظمت سے آنکہون پر رکہنے لگے۔ معاصرین مین ولی کی شہرت اعلی درجہ کو پہنچی۔ اکثر ولی کی کرامت کے قائل ہوئے ہند کے اطراف و جوانب مین ولی کے شعر و سخن کے چرچے ہونے لگے غزلین قوال و گوئے گانے لگے بعض نے لکہا کہ بیشک ولی کی جسقدر تعریف و تحسین کیجائے بجا ہے۔ ہند مین یہی پہلا شاعر ہے جس نے ریختہ مین دیوان کامل مرتب کیا۔ یہی پہلا موجد ہے جس نے رنگین مضامین لکہے۔ سب معاصرین نے اسکو استاد سخن مانا۔ موجدین کی فہرست مین اسکا نام اول لکہا۔ فقیر مولف کہتا ہے کہ ولی کو ریختہ مین پہلا شاعر و موجد قرار دینا درست نہین اس لئے کہ دکن مین ولی سے ایکصدی قبل ریختہ مین سلطان قلی قطب شاہ بانی سلطنت قطب شاہیہ کا دیوان اور اسکے برادرزادے محمد قطب شاہ کا بہی دیوان مرتب ہو چکا ہے دونون دیوان فقیر مولف کے پاس موجود تہے افسوس ہے موسی ندی کی طغیانی مین غرق آب ہو گئے۔ دیگر فی زماننا مین نے نواب مختار الملک مرحوم کے کتبخانہ مین وہی دو دیوان خوشخط دیکہے موجود ہین۔ اِنْ کُنْتَ شَائِقًا فَارْجِعْ اِلَیْہِ

ولی احمد آباد گجرات مین ایک سید زادہ مسمی ابو المعالی سے نہایت محبت رکہتا تہا

لوگ اُسکی محبت کو عشق سے تعبیر کرتے تھے۔ ہمیشہ سید صاحب کی رضا کا جویا اور اُنکی مدح و تعریف مین گویا رہتا تہا۔ ہر وقت اُنکی خدمت مین سایہ کی طرح ہمراہ۔ ایک لحظہ جدائی کو گوارا نہین کرتا تہا اتفاقاً انہین دنون مین سید صاحب نے بزرگان دلّی و سرہند کی زیارت کا ارادہ کیا۔ ولی بہی ہمرکاب ہوا۔ اُسوقت محمد شاہی زمانہ عروج پر تہا ترقی و عیش کا ستارہ اوج پر تہا۔ ولی سید صاحب کے ہمراہ دلّی مین پہنچا۔ دیوان مرتبہ بہی ہمراہ تہا۔ ولی کی شہرت ہوئی شعرائے معاصر نے بہی ولی کی خبر پائی جوق جوق ملنے کو آئے نہایت محبت و اخلاق سے ملے مہمان کی بڑی خاطر و تواضع کی۔ سب نے شعر و سخن کی داد دی منصف مزاج و حق پسند تہے کلام سے مستفید ہوئے۔ دیوان مرتبہ کو بڑی عظمت و شان سے دیکہا۔ کثرت محبت سے سر و آنکہون پر رکہا۔ پہر دلّی مین ولی کے دیوان کی شہرت ہوئی۔ شعرائے معاصرین موجودہ نے بڑی قدردانی کی۔ سب نے کمال شوق سے عزت کے ہاتہون پر لیا۔ اور نہایت ہی عظمت سے آنکہون پر رکہا۔ دلّی کے ہر کوچہ و بازار مین ولی کی غزلون کے چرچے ہونے لگے قوال صوفیون کی مجلسون مین گانے بجانے لگے مشائخ و صوفی سُننے سے لذت اُٹہانے لگے۔ ارباب نشاط کی زبان پر بہی انہین کی غزلین جاری ہوئین سُننے والون پر وجد و حال کی کیفیتین طاری ہوئین شعرائے موجودہ کے دلون مین دیوان بنانیکا جوش و ولولہ پیدا ہوا۔ ہر ایک ولی کی طرز پر غزلین مرتب کرنے لگا تہوڑے ہی عرصہ مین اکثر دواوین مرتب ہو گئے۔

اُسی زمانہ مین دلّی مین سید سعد اللہ گلشن تخلص مشائخ نقشبندیہ مین ایک بڑے بزرگ تہے۔ ولی آپکی خدمت مین مستفید ہوا ہے کسب قدر آپکے فیض باطنی بہی پایا اور آپکے فرمانے سے اپنے کلام کو دلّی کی بول چال مین ترمیم کیا۔ یہی وجہ ہے کہ ہمکو ولی کے کئی دیوان

قلمی دستیاب ہوئے ۔ انمین اکثر اشعار بالکل مختلف معلوم ہوتے ہین ۔ بعض مین ٹھیٹ دکنی رنگ و بو ہے اور بعض مین ہندی خوشبو ہے معلوم ہوتا ہے کہ پورا دیوان دلّی کے محاورہ مین نہین لکھا متفرق غزلین لکھی ہین ۔ اُسوقت ہندوستان مین دو ہی مقام تھے یعنی دلّی و دکن کی زبان مستند و معتبر سمجھی جاتی تھی ۔ دکن کی زبان کو دلّی کی زبان سے مقابل ہونا تغلق شاہ و عالمگیر بادشاہ کی بدولت نصیب ہوا تھا ۔

دکن سلاطین بہمنیون کے زمانہ مین علما و شعرا و مشائخ کا مورد تھا ۔ اکثر علما توران و ایران سے و اکثر شعرا دیار و امصار سے و اکثر مشائخ عرب و عجم سے دکن مین آئے ہین سلاطین بہمنیان بزرگون کی بڑی قدر و منزلت کرتے تھے ۔ علما و شعرا کو معزز عہدے عطا کرتے تھے بیجاپور و احمدنگر و حیدرآباد و بیدر و برار مین بڑے بڑے مدرسے تھے اکثر طلبہ فارغ التحصیل نکلتے تھے ۔ ابتک ہماری تصدیق کے لئے مدارس کے کھنڈر باقی ہین ۔ بیدر کا مدرسہ موجود ہے اسمین تعلقدار کی کچہری ہوتی ہے حیدرآباد کا مدرسہ جو قلعہ کے باہر لنگر حوض کے قریب تھا مسمار ہوگیا ۔ مدرسہ کا باغ و مسجد موجود ہے اور احمدنگر کا مدرسہ بھی ابتک قائم ہے ۔ اب اسمین محرم مین علم ٹھہایا کرتے ہین اور وہ کوٹلہ کے نام سے مشہور ہے علی ہذا القیاس ہر ایک مقام مین آثار و رسوم باقی ہین کہ از در و دیوار شکستہ آثار پدیدست صنادید دکن را کہ یہ بزرگ کیا عرب و کیا عجم دکن مین ایسے جمے کہ مر کر اٹھے متوطن ہوگئے تھے ۔ اور دکنیون کے ساتھ شیر و شکر کی طرح مل گئے تھے اور ایسے تعلقات پیدا کئے تھے کہ سب اُنکو دکنی الاصل کا اطلاق کرتے تھے ۔ اُن کی اولاد اسی ملک مین پیدا ہوئے اور یہین کی آب و ہوا مین تربیت پائی علم و فضل مین بھی لائق و فائق ہوئے ہین ۔ ابتک اکثر یہان انہین خاندانون کے باقیات الصالحات موجود ہین ۔ ہم ان سب کے

حالات طبقات دکن کے دوسرے حصہ مین اور عمارات دکن کی کیفیت طبقات دکن کے پانچوین حصہ مین لکھی ہے مطالعہ کیجئے۔

پھر چند مدت کے بعد ولی نے دلی سے احمد آباد گجرات مین مراجعت کی۔ اور وہان چند روز رہکر اورنگ آباد مین آیا۔ اور یہان سنہ ۱۱۴۱ ہجری مین کتاب دہ مجلس شہدای کربلا کے بیان مین تالیف کی۔ کتاب ضخیم ہے نظم مین لکھا۔ تخمیناً دس جز کی کتاب ہے۔ کتاب ہذا دکنی زبان مین ہے۔ ولی کی دہ مجلس کو فضلی شاعر نے نظم سے نثر کردیا۔ ولی کی کتاب مشہور ہونے نہین پائی تھی کہ فضلی کی دہ مجلس عہد محمد شاہی زمانہ مین معروف ہوگئی اور سب نے مان لیا کہ شہدا کے بیان مین یہی پہلی کتاب ہے کہ اردو مین لکھی گئی ہے۔ واقع مین اس اولیت کی صفت کا ولی ہی مستحق ہے۔ ولی نے دہ مجلس کے خاتمہ مین لکھا ہے ؎

ہوا ہے ختم جب یو درد کا حال   تھا گیارہ سو پو اکتالیسوان سال

اور عدد جمل مین بھی تاریخ کہی ہے ؎

کہا ہاتف نے یو تاریخ معقول   ولی کا ہے سخن حق پاس مقبول

ہم اشعار کے بیان مین دہ مجلس کے بھی چند اشعار بطور نمونہ گزارش کرین گے۔ تاکہ شائقین مطالعہ سے لطف اٹھائین۔ دہ مجلس کی تاریخ سے معلوم ہوا کہ ولی سنہ ۱۱۴۱ ہجری مین زندہ تھا اسکے بعد ولی پھر گجرات مین آیا ولی کا یہ آخر سفر تھا۔ علوی کی خانقاہ مین ایسا بیٹھا کہ مرکر اٹھا۔ کہتے ہین کہ سنہ ۱۱۵۵ ہجری کے قریب احمد آباد گجرات مین فوت ہوا۔ دریا خان کی نیلی گنبد کے سامنے مدفون ہوا۔

اکثر تذکرہ نویسون کا اتفاق اس بات پر ہے کہ ولی دکنی الاصل اور اورنگ آباد ہی المولد ہے اور ولی بھی اکثر اشعار مین تذکرہ نویسون کی تصدیق کرتا ہے اور اسکا لب و لہجہ بھی تائید کرتا ہے

جو بزرگ احمد آباد گجرات کا رہنے والا کہتے ہین اُسکی کچھہ اصل نہین اُنکا قول اعتبار کے لائق نہین۔ کیونکہ ان بزرگون نے اپنی تحقیق مین غلطی کی غور و فکر سے کام نہین لیا۔ شاید غلطی کی یہہ وجہ ہوئی ہوگی کہ تذکرہ نویسون نے اُسکا قصیدہ جو گجرات کے فراق مین ہے اور مثنوی جو سورت کی تعریف مین ہے دیکھکر یقین کیا کہ وہ گجراتی الاصل ہے اور اُسکے نسب کا سلسلہ بہی وجیہ الدین علوی سے ملا یا۔ اس امر کی بہی کچھہ اصل نہین واقعہ یہ ہے کہ وہ مشائخ اورنگ آباد کے خاندان سے ہے اور علویہ خاندان کا مرید و معتقد تہا۔ مینے وجیہ الدین کے تمام نسب نامہ کو دیکھا مگر اُن کے کسی سلسلہ مین ولی کا نام نہین پایا۔ علویہ کے انساب کی خاص ایک کتاب میرے پاس موجود ہے۔ اور ولی کے نام مین بہی اختلاف کیا ہے۔

ولی دکنی جو عالم ریختہ کا آدم ہے اُسکا نام محمد شمس الدین اور ولی تخلص ہے اور بعض نے کہا محمد ولی نام شمس الدین لقب ولی تخلص ہے۔ یہہ دونون قول کا مطلب ایک ہی ہے مگر جرمن مین جو دیوان مطبوع ہوا ہے اُسمین ولی کی کیفیت لکہی ہے جرمنی عالم مترجم نے دونون روایتین نقل کرتا ہے۔ قوت فیصلہ سے قول فیصل نہین کہتا۔ جناب مولانا محمد حسین آزاد نے جرمنی فاضل کی ایک صورت یقیناً لکہدی کہ ولی احمد آبادی گجراتی ہے اور نسب کا سلسلہ بہی وجیہ الدین سے ملا دیا اور نام شمس ولا ولی اللہ لکہدیا۔ ہان اس نام و تخلص کا شخص احمد آباد مین تہا شاید اشتراک تخلص سے التباس ہوگیا۔ علاوہ اسکے طرفہ یہہ ہے کہ صاحب نجبات نے نام گجراتی کا لکہا اور ولی دکنی کا کلام نظیر لایا۔ حضرت آزاد نے خلط ملط کر دیا۔

وہ اشعار جو دکنیت ہونے پر گواہ ہین

یہ نکہہ کی شمع سون روشن ہے ہفت اقلیم کی مجلس	ولی پروانگی کرتا تیری الفت کہن بہتر

ولی ایران و توران مین ہے مشہور | اگرچہ شاعر ملک دکھن ہے

دکھنی زبان مین شعر سب لوگان کہتے ہین اے ولی | لیکن نہین بولا ہے کوئی یک شعر خوش شیرین نمط

لب لہجہ سے بہی خاص دکھنی ہونا معلوم ہوتا ہے ۔

عالم کو تیغ ناز سے بیجان نکو کرو | غمزے سون اپنے غارت ایمان نکو کرو

اس پوری غزل مین لفظ نکو خاص دکھنی لایا ہے ۔ اور یہہ حرف نہی ہے اسوقت سے

انتک اس ملک مین مروج ہے ۔

ایضاً مثل نکو

نکو کر آشنائی غیر سون اے سیم تن ہرگز | نہواے شمع رو ہر انجمن مین شعلہ زن ہرگز

ایضاً لفظ گھٹین بمعنی ڈالین

بجائے سرمہ اگر خاک اس قدم کی لے | نین مین دلکی گھٹین تیز رو جگت کی رنگ

ایضاً لفظ وہانچہ ۔ بمعنی وہان

شریعت کا جہان ہے شارع عام | یونتکا وہانچہ کر آغاز و انجام

لفظ سنگات ۔ بمعنی ہمراہ

تب سون اٹہیا ہے دلسون میرے غیر کا خیال | تیرا خیال جب سون ہوا ہے میرے سنگات

لفظ باتان ۔ بمعنی باتین

اے شکر لب قند سون شیرین ہے لب کی ہین باتان لذیذ | حرف تیرا اسکی ہین جیسین حلوہ سوہان لذیذ

لفظ اپس ۔ بمعنی اپنے

کیا ہون برمیں اپس کے لباس عریانی | ولی برہ دیا یو قبا مجہے تشریف

لفظ بیگی ۔ بمعنی جلدی

گر اُس کے دیکہنے کی ولی آرزو ہے تجہہ ۔ بیگی آپس کے دل کے سنوار آرسی کہتین

لفظ سٹ

عالمان دیکہہ تجہہ فصاحت کون ۔ سٹ دئے دعوی سخندانی

لفظ داغان کے گلان

مضاف و مضاف الیہ دونون کو جمع استعمال کرنا اہل دکن کا خاصہ ہے مثلاً انبان کے جہاڑان ۔ نوآان کے باغان ۔

تجہہ دل کی آ چمن مین کر یک نظر تماشا ۔ داغان کے ہے گلانسون روشن ہوا باغ ہیرا

لفظ دستا بمعنی دیکہتا

کتاب الحسن کا یو نکہہ صفحا تیرا صفا دستا ۔ تیری ابرو کی دو مصرع سون اسکا ابتدا دستا

ولی گجراتی الاصل نہین تہا بلکہ انہین بطریق سیر آیا تہا گجرات کے فراقیہ قصیدہ کے بعض اشعار سے معلوم ہوتا ہے ؎

اس سیر کی نشے سون اول ز دماغ تہا ۔ آخر کون اُس فراق مین کہنچا خمار تہا

سیر کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ ولی گجرات مین بطریق سیر آیا تہا نہ کہ وہان کا متوطن تہا اگر متوطن ہوتا تو ایسا نہ لکہتا ۔

ولی رند مشرب و حسن پرست تہا ۔ نوجوان حسین کی محبت مین مست تہا ۔ پاکیزہ دل و پاکیزہ خو تہا شگفتہ طبع خندان رو تہا ۔ صوفی زندہ دل صلح جو تہا ۔ درویش دوست جگت گرو تہا ۔ وہ عشق و محبت کی خاک کا پتلا تہا ۔ محبت کی راہ مین چلتا پڑا تہا ۔ اورنگ آباد مین لالہ امید اس سے محبت رکہتا تہا اُن کی وفات کے بعد نہایت غمگین و اُداس ہوا ۔ پہر گجرات مین ایک سید زادے مسمی ابوالمعالی سے تعلق خاطر پیدا کیا تا ہم گ سایہ کی طرح

اُن کے ہمراہ رہا اور دلّی مین امرت لال و گوہر لال و محمد یار خان کو جو حسن و خوبی کے پتلے تھے بہار نوجوانی کے نئے پودے تھے پاکیزہ نظر سے دیکھتا تھا اور حسن الٰہی نقش کو یاد کرتا تھا یعنی مصنوع سے صانع کو پہچانتا تھا۔ ان پانچون کی تعریف مین غزلین لکھی ہین دیوان مین موجود ہین ہم ہر ایک غزل سے دو ایک شعر یہان نقل کرتے ہین تاکہ ناظرین مطالعہ سے حظ و لطف اٹھائین ۔

کہیداس کی تعریف مین

ہے بسکہ آب و رنگ حیا کہیداس مین / آتا نہین کسی کے خیال و قیاس مین
ہے اسکی مکھہ سون جلوہ نما موج آفتاب / موتی کی مثل گرچہ ہے سادہ لباس مین

ابو المعالی کی تعریف مین

ہوا مجھہ دل کی جنت مین سو ہر اک آہ جیون طوبیٰ / لٹک چلنا جو دیکھا بسکہ مین سیّد معالی کا
تیرا قد دیکھہ اے سیّد معالی / سخن فہمان کی ہوئی طبع عالی

امرت لال کی تعریف مین

شمع بزم وفا ہے امرت لال / سرو باغ ادا ہے امرت لال
ماہ نو کی نمط ہے سب کو عزیز / اس سبب کم نما ہے امرت لال
لعل تیرے سے ہیرے مین امرت سون / نام تیرا بجا ہے امرت لال

گوہر لال کی تعریف مین

ہے آج خوش قدی مین کمال گوہر لال / استاد چال سرو ہے چال گوہر لال
بر جا ہے اسکی دلکو کہون گلشن بہار / آتا ہے جسکے دل مین خیال گوہر لال

محمد یار خان کی تعریف مین

کیون نہووی عشق سون آباد سب ہندوستان — حسن کی بلی کا ہو جب ہے سپہدار خان
پیچ و تاب ہے لالان اسوقت مین بیجا نہین عجب — لٹ پٹی دستار سون آتا ہے وہ نازک میان

صاحب ترجمہ آزادانہ مزاج تہا سیر و سیاحت کا مشتاق تہا۔ چندروز سورت مین رہا۔ وجد و سماع کی محفلون مین شریک ہوتا تہا۔ دنگلون اور میلون مین بہی جاتا تہا۔ اکثر وہان کے خوبرویون کی بہی تعریف کی ہے۔ سورت کی مثنوی شاہد حال ہے ملاحظہ کرین جہان رہا وہان عشق کا دم بہرتا رہا حسینان ہرجائی پر فریفتہ ہوتا رہا۔ اُن کے خط و خال کی وصف مین وقت کو صرف کرتا رہا۔ مثنوی کے چند اشعار بطور نمونہ یہان لکہتا ہون

عجب شہران مین ہے پرنور یک شہر — بلاشک وہ ہے جگ مین مقصد دہر
رہے مشہور اُسکا نام سورت — کہ جاوے جسکے دیکہے سب کدورت
بہری ہے سیرت و صورت سون سورت — ہر ایک صورت ہے وہان انمول صورت
ختم ہے امردان پر وہ صفائی — ولی ہے بیشتر حسن نمائی

ولی کا کلام ایہام سے پاک و صاف ہے۔ ہر شعر سے سادگی نمایان۔ اور ہر ایک مصرع سے بے تکلفی عیان ہے۔ بناوٹ کا نام و نشان نہین۔ خلاف واقع کوئی بیان نہین۔ ہان شاعرانہ خط و خال کی تعریف مین اور حسن و جمال کی خوبی مین مبالغہ پایا جاتا ہے اُس زمانہ کے موافق مضامین پاکیزہ و معانی تازہ کا ذخیرہ نظر آتا ہے۔ الفاظ و معانی کا باہم ربط و ضبط محاورہ کے مطابق معلوم ہوتا ہے۔ اکثر تراکیب فارسی کا رنگ چہایا ہے بعض اشعار مین بجنسہ فارسی کا ڈہنگ لایا ہے۔ سیدہا سادہا کلام ہے خیالی مضامین سے ہے۔ اسوقت ہندوستان مین دلی و دکن کی اردو زبان مساوی درجہ مین تہی اسی وہ مقام کی زبان کو مستند سمجہتے تہے مگر باہ الامتیاز چند الفاظ دکنی تہے جو ولی کے

محاورہ مین نہین تہے ہم نے چند الفاظ جو خاص دکنی ہیں تیسر بطور نمونہ مذکور کئے ہین اہل زبان تمیز کر سکتے ہین - ولی کے اشعار کے دیکہنے سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ عشق ومحبت کی دریا مین ڈوبا ہوا تہا - حسن اعتقاد مین پورا تہا سنت جماعت کے زمرہ مین تہا اہل بیت پر جان نثار تہا اکثر اُن کی محبت کا دم بہرتا تہا - اصحاب کبار کے نام پر فدا تہا اولیاء کرام کو بہی حسن ارادت سے یاد کرتا تہا مستغنی المزاج ووضعدار تہا - اہل دنیا سے غرض و تعلق نہین رکہتا تہا - مدۃ العمر کسی بادشاہ و وزیر کی مدح نہین کی اور نہ کسی سے انعام و اکرام کا خواہان ہوا - جو کچہہ کہا خدا ورسول کی حمد وثنا مین کہا - اہل بیت اصحاب کرام واولیاء عظام کو بہی نہین بہولا - جو کچہہ چاہا خدا سے اور ان بزرگون سے چاہا سبحان اللہ کیا پاکیزہ عادت تہی یہ ہر ایک کا کام نہین ہے - یہ خاصان خدا کے لئے مخصوص ہے - اور شعرا کی طرح ولی کی مزاج مین بہی شاعرانہ تعلی و تفاخر تہا - اکثر شعرا مین متقدمین ومعاصرین شعراء پر چوٹین کی ہین ہم اشعار کو شائقین کے ملاحظہ کیلئے ذیل مین گزارش کرتے ہین ملاحظہ کرین -

وہ اشعار جو شعرا متقدمین سے مفاخرہ کیا ہے

مرجا ہے اگر دیکہین ولی پہر کے دوجی بار
یون شعر تیرا اے ولی مشہور ہے آفاق مین
تجہہ حسن کی تعریف مین جب نکتہ بولے
تیری تو افصح و بلیغ کہہ کر جا ہے سبحان ولی

رکہہ شوق تیرے شعر کا مشتاق حسن آوے
مشہور ہیون کر سخن اس بلبل تبریز کا
سنے اسکون یقین اٹہہ جاوے دلسوختان عجم اگر
گر بو علی سینا لکہے دفتر ترے اخلاق مین

تیرے سخن کی نغمہ رنگین کرسن ولی
ڈوبیا عرق کے بیچ عراقی عراق مین

وہ اشعار جو شعرا معاصرین سے تفاخر کیا ہے

آزاد سے سنا ہون یہہ مصرع مناسب ۔۔۔ جس سے کہ بار ملنا ایسا ہنر نہ آیا
تیرے اشعار ایسے فراقی ۔۔۔ کہ جس پر رشک آویگا ولی کو
ولی مصرع فراقی کا پڑہون تب جبکہ وہ ظالم ۔۔۔ کمر سون کہینچا خنجر چڑہا تا آستین آوے
اشرف کا یو مصرع ولی مجکو ہے عجب ۔۔۔ الفت ہے دل و جان سون مجہے سیم گر سون
پڑے سنکر اچہل جیون مصرع برق ۔۔۔ اگر مصرع لکہون ناصر علی کون

ولی کے جواب مین افضل خان سرخوش نے ناصر علی کی تعریف مین ایک رباعی لکہی رباعی کا ایک مصرع ولی کے شعر کا جواب ہے رباعی

در ملک سخن بود جہانگیر علی ۔۔۔ در مشرب دل ولی علی پیر علی
با شعر علی نمیرسد شعر ولی ۔۔۔ زان سان کہ خط نمیرسد بخط پیر علی

بعض نسخے مین بجاے ولی کے مرقوم ہے تقدیر اول مین جواب ہوتا ہے اسی لحاظ سے یہان نقل کیا گیا ۔ اسی مصرع کے مضمون کو عزیز دکنی نے اردو مین ترجمہ کیا ۔ اور یہہ شعر ناصر علی کے طرف منسوب ہوگیا ۔ واقع مین ناصر علی کا نہین ہے ع

باعجاز سخن گر اوڑ چلے وہ ۔۔۔ ولی ہرگز نہ پہنچے گا علی کون

من اشعاره الهندی

تجہہ لب کی صفت لعل بدخشان سے کہونگا ۔۔۔ جادو ہے تیرے نین غزالان سے کہونگا
دی حق نے تجہے بادشاہی حسن نگر کی ۔۔۔ یہہ کشور ایران مین سلیمان سے کہونگا
زخمی کیا ہے مجہہ تیری پلکون کی انی نے ۔۔۔ یہہ زخم ترا خنجر بہالان سے کہونگا

ولہ

دیکہنا صبح تجہہ رخسار کا ۔۔۔ ہے مطالع مطلع انوار کا

یاد کرنا ہر گھڑی تجھ یار کا — ہے وظیفہ مجھ دل بیمار کا
آرزوئے چشمۂ کوثر نہیں — تشنہ لب ہوں شربت دیدار کا
بلبل و پروانہ کرنا دل کے تئیں — کام تھا تجھ چہرۂ گلنار کا
کیا کہے تعریف دل ہے بے نظیر — حرف حرف اس مخزن اسرار کا
گر ہوا ہے طالب آزادگی — بند مت ہو سبحہ و زنار کا
مسند گل منزل شبنم ہوئی — دیکھ رتبہ دیدۂ بیدار کا
اے ولی ہونا سریجن پر نثار — مدعا ہے چشم گوہر بار کا

وله

بے وفائی نکر خدا سوں ڈر — جگ ہنسائی نکر خدا سوں ڈر
ہے جدائی میں زندگی مشکل — آ جدائی نکر خدا سوں ڈر
اس سوں جو آشنائی ڈر کر ہی — آشنائی نکر خدا سوں ڈر
آرسی دیکھ نہو مغرور — خود نمائی نکر خدا سوں ڈر
اے ولی غیر آستانۂ یار — جبہ سائی نکر خدا سوں ڈر

وله

جب صنم کوں خیال باغ ہوا — طالب نشۂ فراغ ہوا
فوج عشاق دیکھ ہر جانب — نازنیں صاحب دماغ ہوا
پان سیں تجھ لباں کے سرخ ہوا — جگر لالہ داغ داغ ہوا
دل عشاق کیوں نہو روشن — جب خیال صنم چراغ ہوا
اے ولی گلبدن کوں باغ میں دیکھ — دل صدبرگ باغ باغ ہوا

وله

جس وقت اے سریجن تو بے حجاب ہوگا — ہر ذرہ تجھ جھلک سوں جوں آفتاب ہوگا
مت جا چمن میں لالہ بلبل پہ مت ستم کر — گرمی سوں تجھ نگہ کی گل گل گلاب ہوگا

ست آئینہ کو دکھلا اپنا جمال روشن
نکلا ہے وہ ستمگر تیغ ادا کوں لیکر
رکھتا ہے کیوں جفا کو مجھ پر روا ایلام
مجھکوں ہوا ہے معلوم الست جام جم مین
ہاتف نے یوں دیا ہے مجھکو ولی بشارت
تجھ جبین عالمتاب کا جو عاشق و شیدا ہوا
سینہ مین اب محشر تلک نین کو لبشرے وہ
پایا ہے جگ مین اسے ولی وہ لیلیٰ مقصود کون
لیا ہے جب سوں موہن نے طرز خود نمائی کا
ہیکل تجھ مکھ کے کعبہ مین مجھے سو وجہ دیسنا
کیوں کرے آلودہ زر جگ منی صیاد مرد
بلہوس کہتے ہیں دائم فکر رنگ عاشقان
بوکناری مکھ پہ تیری نے زلیخا وش نہین
خار ہجر نے جسکے دیا ہے درد دل مجھکوں
عجب نین گر گلان روشن نکلکر صورت قمری
تا حشر رہے بوئے گلاب اسکے عرق سے
سایہ ہو مرا سبز رنگ پر طوطی
کہینچین اپس انکھیان منے جون کحل الجواہر
ہرگز سخن سخن گو لاوے نہ زبان پر

ولہ
تجھ مکھ کی تاب دیکھے آئینہ آب ہوگا
سینے پہ عاشقان کے اب فتح باب ہوگا
محشر مین تجھسین آخر میرا حساب ہوگا
تجھ انگھیان کے دیکھے عالم خراب ہوگا
اسکی گلی مین جا تو مقصد شتاب ہوگا

ولہ
ہر خوبرو کے حسن کے جلوہ سوں بے پروا ہوا
جو تجھ نین کے جام سوں مے پی کے متوالا ہوا
جو عشق کے بازار مین مجنوں نمن رسوا ہوا

ولہ
چھڑیا ہے آرسی پر تیرے رنگ حیرت افزائی کا

ولہ
زنخدان مین تیرے مجھ چاہ زمزم کا اثر دستا

ولہ
ہے علم او پر مسلسل صورت شمشیر طلا
ہے ہوس کی صدا سینہ مین تدبیر طلا
سورہ یوسف کو لکھا گر و تحریر طلا

ولہ
رکھوں نشہ نمن انکھیان مین گرہ بست نا آوے
ادا سوں جب چمن بھیتر وہ سرو سرفراز آوے

ولہ
جس منے یکبارہ وہ گل پیرہن آوے
گر خواب مین وہ نوخط شیرین بچن آوے
عشاق کے گر ہاتھ وہ خاک چرن آوے
جس من مین یکبار وہ نازک بدن آوے

وحدت۔ شاہ ہدایت اللہ چارکاری اورنگ آبادی

وحدت تخلص۔ شاہ ہدایت اللہ نام وہ بندہ ی الاصل خواجہ مخدوم اعظم کی
اولاد مین تہا۔ بلدہ چارکار مین پیدا ہوا۔ صغر سنی مین والد ماجد کے ہمراہ دلی مین
آیا۔ تحصیل علوم مین مشغول ہوا۔ چند مدت مین علوم و فنون مین فارغ التحصیل ہوا
مدت تک میرزا عبد القادر بیدل کی صحبت مین رہا مرزا لیاقت و قابلیت کی وجہ سے
وحدت کی تعظیم و توقیر کرتا تہا۔ پہر دلی سے دکن مین آیا۔ اورنگ آباد مین شاہ قلندر
شہید کا مرید ہوا حضرت باباشاہ مسافر کے تکیہ مین سکونت اختیار کی۔ اسوقت
تکیہ مین باباشاہ مسافر کے سجادہ نشین شاہ محمود صاحب تہے۔ حضرت بابا مرحوم نے
تکیہ مین ہزار ہا روپیہ خرچ کرکے عمارات عالیہ تعمیر کرائے۔ اور زمین سے ایک نہر نکالی
جب زمین کو کہدوایا اسوقت زمین سے ایک دریا جوش زن ہوا اس کثرت سے پانی
نکلنے لگا کہ عقل انسانی دیکہنے سے حیران ہوتی تہی بموسم گرما اورنگ آباد مین اکثر
پانی کا قحط ہوتا تہا جب سے یہہ نہر برآمد ہوی ہے تب سے حیوانات کے لئے یہہ نہر چشمہ
آبحیات ہے ؎ تشنگان را نہر محمود آب داد ❊ مسجد اقدس خیلے باصفا
اتمام یافتہ ❊ خانقاہ مین ستون سنگ سیاہ سے تراش کے قائم کئے ہین۔ نہایت
خوشرنگ و خوش وضع معلوم ہوتے ہین۔ تکیہ کے اطراف مین حجرے مصفا و پاکیزہ
درویشون کے رہنے کے لئے تعمیر کرائے گئے۔ تکیہ کے بیرون دروازہ ایک حوض بشکل
دریا تیار کرایا گیا چشمہ کا مخزن بلندی پر ہے بلندی سے پانی نہایت خوبی کے ساتہہ
ریزش کرتا ہے۔ اور دوسرا حوض تکیہ کے اندرون واقع ہے نہایت جوش و خروش سے

اسکا فوارہ نکلتا ہے۔ تکیہ کا تمام صحن گلہاے رنگا رنگ سے سرسبز ہے اور درخت بھی فیض بہار سے کم نہیں ہیں۔ نہایت پرفضا مقام ہے اسکے دیدار کا شوق زیادہ تر ہوتا ہے اور دل اسکی سیر سے سیر نہیں ہوتا۔ تکیہ کی تعریف جسقدر کی جاے کم ہے ؎

اگر فردوس بر روے زمین است
ہمین است و ہمین است و ہمین است

شاہ ہدایت اللہ ایسے مکان پرفضا مین کمال توکل و قناعت سے زندگی بسر کرتا رہتا تھا نہایت ہی مستغنی المزاج ذکی الفہم و ذہین تھا خوش طبع و خوش وضع۔ شعر خوب کہتا تھا سنہ ۱۱۸۰ ہجری مین فوت ہوا اور اورنگ آباد مین مدفون کیا گیا۔

من اشعارہ الفارسی

دارد آسیب نزاکت دل غم پیشۂ ما
خود بخود بشکند از موج صفا شیشۂ ما

ہمت زر کا فات عمل مستغنی است
گہر آبلہ بس مزد ہنر پیشۂ ما

صاف بیرنگی ما نشئہ دیگر دارد
جام جمشید بود دُرد تہ شیشۂ ما

ما درین باغ نہال چمن تصویریم
ہست در خانۂ نقاش رگ و ریشۂ ما

وحدت از ساغر حیا نست می باقی دوام
میتراود می گلگون از رگ و ریشۂ ما

واحد میر حفیظ اللہ اورنگ آبادی

واحد تخلص۔ میر حفیظ اللہ نام آپ میر نجیب اللہ بن سید عبد اللہ کے فرزند ہین سید صحیح النسب ہین۔ آپکے جد بزرگوار عالمگیری زمانہ مین پانچہزاری منصب سے سرفراز تہے۔ امراے معززہ و کریم تہے۔ واحد کی ولادت اورنگ آباد مین ہوئی۔ اور اسی شہر کی زمین مین نشو و نما پایا۔ اور اسی ملک کی آب و ہوا مین پرورش پائی۔ یہین علما کی

خدمت میں استفادہ کیا۔ کتب درسیہ فارسیہ و قدرے عربیہ سے فراغت حاصل کی پہر شاعری کا شوق ہوا۔ کہنے لگا۔ رفتہ رفتہ کلام میں شستگی و درستگی آنے لگی شعرائے معاصرین کے زمرہ میں شمار ہونے لگا۔ لچھمی نرائن چمنستان شعرا میں لکھتے ہیں کہ موزون طبع و خوش فکر ہے اسکا کلام رنگینی و نمکینی سے بھرا ہوا ہے۔ لطف مزہ سے خالی نہیں۔ نیک سیرت و خوش خصلت تھا یاران ہم صحبت کے ساتھ اخلاق و اشفاق سے ملتا تھا۔ آسودہ حال تھا۔ سرکار سے معاش معتدبہ و منصب برقرار و بحال تھا۔ درویش پرور و فقیر نواز تھا سنہ ۱۱۸۸ ہجری میں فوت ہوا۔ من اشعارہ الہندی

آرسی کو دیکھ حوروں نے درخشان کر دیا — ذرۂ بیقدر کو خورشید تابان کر دیا
نامۂ درد جدائی لکھا دلدار کو — خون کے شنگرف سے آنکھوں نے افشان کر دیا
آفتاب طبع واحد نے زمین شعر کو — معنی رنگین لعلوں سے بدخشان کر دیا
رونق بزم نہیں شمع رخ ساقی بن — گرچہ اسباب طرب ہمکو مہیا ہیں یہیں

واضح - مرزا علی اصغر اصفہانی

واضح تخلص - مرزا علی اصغر نام۔ وطن اصفہان ہے۔ بقدر ضرورت استعداد لیاقت علمی رکھتا تھا۔ فارغ التحصیل نہیں تھا مستعد طالب العلم تھا۔ شعر گوئی میں لائق شعر خوب کہتا تھا۔ وطن میں پیشہ زرکشی کرتا تھا۔ آخر اس پیشہ سے دست بردار ہو کر بامید کامیابی ہند میں آیا۔ سیکاکول دکن میں پہنچا مگر زمانہ موافق نہیں آیا ناچار یک اس دار محنت سے دار باقی کو روانہ ہوا یہ واقعہ سنہ ۱۲۰۳ ہجری میں واقع ہوا من اشعارہ

پس از ریزش ندارد روئے ماندن ابر نیسانی — قرار سے میکند ارباب ہمت را پریشانی

روئے استادن نمیدہد بلبل بہ پرش سحاب		اہل ہمت را پریشانی قرارے میکند

وحشی - مولانا وحشی کاشانی

وحشی تخلص - مولانا وحشی نام - آپ کاشانی المولد ہین - عالم و فاضل و شاعر کامل ہین مولانا محتشم کے شاگرد ہین - آپ سنہ ۹۹۹ ہجری مین شیراز مین تھے - ابوتراب بیگ فرقتی سے نہایت محبت و الفت رکھتے تھے بعض نے آپکی الفت کو عشق سے تعبیر کی ہے - فرقتی کی جدائی مین ایک مصرع کہا ع مرا کہ نیست وصل ابوتراب ساں و غزلگوئی مین مشہور ہے تمام عمر آپکی شاعری غزل گوئی مین صرف ہوئی - کلام نمکین و شیرین ہوتا ہے - وطن سے ہند مین پہنچا - متفرق مقامات مین رہا آخر گولکنڈہ دکن مین آیا عبد اللہ قطب شاہ کے سایۂ عنایت مین رہنے لگا - ناظم تبریزی کہتا ہے کہ سنہ ۱۰۱۱ ہجری مین فوت ہوا اور دکن مین مدفون ہے انتہی کلامہ - صاحب ریاض الشعرا نے مدفن اسکا گولکنڈہ دکن لکھا - من اشعارہ الفارسی

فشاندازعرق ہرگاہ زلف عنبرافشان را	ولہ	برون آرد ز ظلمت چشمہای آبحیوان را
ندارد آسمان ہم در خور امید من کامے		ازان ہرگز ندیدم بہرہ از خویش و دوران را
ز آسیب بلعد ہم بپاے ارشانی		یارب دگر کہ بوسید آن خاک آستان را
گر سرشک آتشین بیرون دل من در رست	ولہ	شعلہ نتواند نگاہدارد شرار خویش را
دور از و چشم در نظارہ را استبار کرد	ولہ	ہرنگاہے خنجرے گردید و در دل کار کرد
از شوق سوختن دل من ہوا گرفت	ولہ	بلغے کہ چسرخ نامزد جان لالہ کرد
گشتم چنان ضعیف کہ در گلشن وصال	ولہ	ہر دم مرا نسیم بسوئے دگر برد

تا چشم نیم مست ترا دید روزگار	وله	خاک سیہ بکاسۂ چشم غزالہ کرد
شب گزار ہی بدل بی خور و خواہم کردہی	وله	آنغد نگہم گشتنی کہ کباب کردہی

واصل۔ مرزا ترک علی بیگ اورنگ آبادی

واصل تخلص۔ مرزا ترک علی بیگ نام۔ اورنگ آبادی المولد آپ شاہ نظام الدین اورنگ آبادی کے مرید صادق الاعتقاد تھے۔ باوجود استعداد علمی مصداق شعر حافظ

فلک بمردم نادان دہد زمام مراد   تو اہل فضلی و دانش ہمین گناہت بس است

دنیوی جاہ و ثروت و مال و دولت سے کچھہ نفع نہین اٹھائے۔ درویشی کے رستہ مین ثابت قدم ہوئے۔ مدۃ العمر قناعت و توکل پر زندگی بسر کرتے رہے۔ ہمیشہ ذکر و شغل مین مصروف و مشغول رہتے تھے۔ حقائق تصوف و معارف تعرف مین فرد فرید تھے۔ مسائل توحید و تجرد مین وحید تھے۔ شاہ صاحب کی خانقاہ مین سکونت پذیر تھے شاہ صاحب کے اکثر مرید آپ سے استفادہ پاتے تھے ذکر و شغل کے طریقے سیکھتے تھے۔ میان واصل کے دلمین محبت الٰہی کا جوش و خروش تھا۔ کثرت محبت و عشق مین ہوش سے بیہوش تھے جمعہ کے روز شاہ صاحب کی خانقاہ مین مجلس سماع منعقد ہوتی تھی شہر کے اکثر مشائخ شریک مجلس ہوتے تھے۔ اکثر پر وجد و حال کی کیفیت طاری ہوتی تھی۔ کثرت رقت و جوش محبت سے ہر ایک کے آنکھون سے گنگا جمنا جاری ہوتی تھی علی الخصوص آپ شاہ صاحب کے مریدان خواص سے تھے آپکی کیفیت و حالت سب سے نرالی تھی آپ عالم محویت کے دریا مین ڈوبے ہوئے تھے۔ خودی سے بیخود اور ہوش سے بیہوش ہوتے تھے شاہ صاحب کی نظر توجہ اورون کی نسبت آپ ہی پر زیادہ ہوتی تھی۔ آپکا [illegible] کامل

وصوفی واصل تھے۔ مقامات تصوف کے واقف حقائق الٰہی کے عارف تھے۔
شاعر خوش فکر موزون الطبع تھے۔ شوق و ذوق مین طبیعت کی جولانی سے اکثر اشعار آبدار موزون کرتے تھے رفتہ رفتہ اشعار کا بڑا ذخیرہ ہوگیا۔ آپکے شاگردون نے کل اشعار متفرقہ کو بترتیب حروف تہجی جمع کرکے اور گلہاے منتشرہ کا شیرازہ باندکر گلدستہ بنادیا ۔ دیوان کامل مرتب ہوگیا ہمکو آپکے دیوان کا منتخب ملا ہے۔ ترجمہ کے خاتمہ پر بطور نمونہ گزارش کرینگے تاکہ شائقین مطالعہ سے لطف اٹھائین آپکا کلام توحید و تصوف کے مضامین سے لبریز ہے۔ آپکے ہر ایک شعر کا مطلب دلپسند ودلاویز ہے۔ صاحب تحفۃ الشعرا لکھتے ہین کہ فارسی مین آپکے دو دیوان تھے۔ آپنے ایک دیوان عالم شباب مین لکھا تھا دوسرا دیوان عالم شیب مین تیار کیا ہر ایک دیوان کا رنگ نرالا ہے۔ ہر گلے را رنگ و بوے دیگر است انتہی۔ دوسرے دیوان کا انتخاب بھی ہمکو تلاش کے بعد ملا اسمین سے بھی ہم چند اشعار دیوان اول کے اشعار کے بعد لکھینگے تاکہ شائقین کو دونون کے مقابلہ سے مابہ الامتیاز ہوجائے۔

کسی تذکرہ نویس نے آپ کی نسب وولادت ووفات کی کیفیت نہین لکھی۔ مگر ہمکو تحفۃ الشعرا کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ سنہ ۱۱۶۶ ہجری مین زندہ تھے۔ اور سنہ ۱۱۸۳ ہجری مین اس دار فانی مین موجود نہین تھے۔ اپکا انتقال سنہ ۱۱۸۰ ہجری کے قریب مین ہوا ہے پیر و مرشد کے مقبرہ مین مدفون ہوئے۔ آپکے مرشد کا مرقد شریف محلہ دال منڈی اورنگ آباد مین واقع ہے۔ مرقد پر گنبد خوشنما بنا ہوا ہے۔ یزار و یتبرک۔

صاحب تالیف تھے علم صرف مین جواہر التصریف۔ اور شرح جواہر التصریف بزبان عربی اور دیگر شرح جواہر التصریف بزبان فارسی۔ اور ایک نصاب ترکی۔ اس کتاب مین

اٹھائیس قطعات ہیں ہر ایک قطعہ میں اسامی اشیاء و ما یتعلق بہا علیحدہ علیحدہ لکھے ہیں مثلاً قطعۃ البرد و ما یتعلق بہا۔ و قطعۃ الاطعمہ و ما یتعلق بہا و قطعۃ البحر و ما یتعلق بہا علیٰ ہذا القیاس

اشعار من الدیوان الاولی

از دل ما روشن چو مہ جام صفا داریم ما
یک طریق از ابتدا تا انتہا داریم ما

کارہا بگشاید از امداد پیران بیشتر
قامت خم گشتہ محراب دعا داریم ما

راست بر سرو قد ما جامہ عریانیست
ہستی خود عقدۂ بند قبا داریم ما

ولہ

زود ز ورق از سبکتری بساحل میرسد
این صدا در گوشم آمد از کف دریا مرا

تازہ گردد روح من از رشک آہ و عشق او
راحت افزای دل این آب و ہوا باشد مرا

ز جوش گریۂ شوق تو رقص من پیداست
بود حباب صفت خانہ بر آب مرا

از دُرِ گفتار تو در دل گرہ دارد صدف
معدن از لعل تو دارد در جگر خون بہا

ولہ

از رہ دل چہ عیش کند از نشاط دہر
شاخ گل شکستہ نہ بیند بہار را

پروانہ یافت خلعت رنگین ز سوز عشق
زینسان شد امتیاز ز عاشق نواز ما

بنازم از فروغ حسن آن داغ محبت را
کہ نور از مہر رخشانش بود صبح قیامت را

نباشد خوف از رنج و بلا کامل عیاران را
چہ باک از گرمی آتش طلای صاف و بیغش را

سالک از جنس نفس مقصود حاصل میکند
رہ بود بر گوہر مطلب دم غواص را

نکتہ گوہر صفت را نفس صالح لازم است
گوش باید چون صدف تا بشنود موعظ ما

واصل بیان ماست سراپا فن بدیع
پیداست از معنی ما اختراع ما

بہر فروغ دل از ضعیفان مدد طلب
امداد حسن بس است بروشن چراغ ما

در سینۂ ما گوہر ذاتی چو گرہ بست
جز گوہر یکتا نبود در صدف ما

تا ہست گرم بریخ نو اشتیاق ما — افتد بجان سرا ز بام فراق ما

دل چو آزاد از علائق شد بہ نیرنگی — شتافت شیشہ ہرگز نبینی رنگہا

صبحدم آن مہر تابان تاکہ بردارد نقاب — در تماشاگاہ جنبش سر بر آرد آفتاب

آپنے اٹھائیس دیوان مرتب کئے۔ قافیہ الف و ردیف الف۔ قافیہ الف و ردیف با علی ہذا القیاس۔ ہر حرف کا بلحاظ قافیہ ایک ایک دیوان ہے۔

وفا۔ محمد امین ایلچپوری براری

وفا تخلص۔ آقا محمد امین نام۔ آپ حکیم محمد تقی خان اصفہانی کے فرزند ہیں آپکے والد حکیم صاحب عالمگیری زمانہ میں اصفہان سے ہند میں وارد ہوئے مدت تک آصفجاہ بہادر کی رفاقت میں رہے۔ خدمات شائستہ کے بعد منصب دو ہزاری ذات اور سات سو سوار سے سرفراز و ممتاز ہوئے تھے۔ نواب آصفجاہ مرحوم آپکی بڑی عزت و آبرو کرتے تھے۔ اور آپ برار کی نظامت پر مقرر رہے۔ دلاور خان و عالم علیخان کے محاربات میں عوض خان بہادر کے ہمراہ حضور کے معین و مددگار رہے ہیں۔ آقا محمد امین سنہ ۱۱۰۰ ہجری میں بلدہ ایلچپور میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد کے سایۂ عاطفت میں پرورش و تربیت پائی۔ کتب درسیہ ملا شیخ محمد مازندرانی و مولوی شیخ مصطفی انسان سے تحصیل کیں۔ اور شعر و سخن میں بھی انہیں دو بزرگ سے اصلاح لیتے رہے مدۃ العمر شعر گوئی و انشا پردازی میں رہے۔ حدیث فقہ و معقول میں بھی کامل تھے۔ درس و تدریس میں زندگی بسر کرتے تھے والد کے فوت ہونے کے بعد آپنے جاگیر و منصب کی تلاش نہیں کی۔ توکل و قناعت کی جاگیر میں جاگزین و گوشہ نشین ہوئے۔ جو کچھ

یومیہ برار مین حکام سے ملتا تھا اسپر قانع تھے۔ زائد کے طالب نہوئے۔ درویش سیرت فانی مشرب خاک طینت صوفی مذہب تھے۔ مزاج مین تواضع و خاکساری بیشمار تھی آپ کی صحبت مین ہمنشینون کو لطف و سرور ہوتا تھا۔ بزرگ باکمال تھے فرشتہ خصال و پاکیزہ خیال تھے۔ طبیعت موزون تھی نظم کلام مین لآلی آبدار و درر شاہوار پروتے تھے معانی تازہ کا جلوہ دکھاتے تھے۔ آخر آپ ۱۱۹۳ سنہ ہجری مین اس دار فانی سے بہشت برین کو روانہ ہوئے اور بلدہ ایلچپور برار مین مدفون ہوئے۔

بلدۂ ایلچپور برار مین حضرت شاہ عبدالرحمن دولہ شہید کا روضۂ منورہ واقع ہے سالانہ ربیع الاول مین آپکا عرس بڑی عظمت و شان سے ہوتا ہے۔ آپکے عرس مین بہت خلائق جمع ہوتی ہے۔ روشنی چراغان نہایت تکلف سے ہوتی ہے وفا نے چند فقرے چراغان کی توصیف مین لکھے **هو هذا**

اگر زبان برنگ شعلہ ہمہ تن آتش شود فتیلۂ بیان روشن نمی تواند نمود۔ واگر تقریر سراپا غرق لجۂ چرب و نرمی گردد جز بر سامان خشک مغزے نتواند افزود۔ از عکس چراغان میان دریا دیدہ تماشائی شعلۂ تر بسر۔ و از فیض بے پروا خرمی بر سطح تن زلال جیب وار نیست از موج لباس زنار در بر و از حباب تاج یاقوت بر سر۔ از ہجوم بنگلہ ہائے چراغان کار روشنی چندا ارتفاع پذیرفتہ کہ آسمان باین ہمہ ستارہ و ماہ غیر از دستگاہ رنگ زردی نبیند و نخندہ

تعالی اللہ کہ از جوش چراغان	زمین تا آسمان باشد گل افشان
چہ شد گر خور بمغرب در نہفتہ است	گل خورشید ہر جانب شگفتہ است
شعاعی ہر چراغے ہست چندان	کہ چون پروانہ گردد دل پرافشان

ز سیر این چراغان پر فسون — شود پیرایهٔ نظارهٔ گلگون

ببین عکس چراغان در تہ آب — بہار آتشی در عالم آب

صفا از بس گرفت آفاق یکسر — خرامد ہر نگہ آئینہ در بر

تماشا محو انداز سرور است — کہ اینجا شش جہت لبریز نور است

ہمہ این چراغان باشد از برق — کہ روشن می کند از غرب تا شرق

شد از جوش ضیا نزدیک تا دور — بلند از ہر طرف فوارهٔ نور

مگر بحر خور آرد در تلاطم — کہ شد نظارہ ہا را دست و پا گم

ازین سیر بہار عالم آرا — کہ ہست از قدرت حق معنی انشا

بود گر بہرہ ات آگاہ بودن — چراغ دل توان روشن نمودن

ببین گر دولت شمع شعور است — چراغ دیدہ را روغن ز نور است

بہر حال اندک از ظاہر سفر کن — ز دل در معنی ہر شئے نظر کن

مرزا افضل قاقشال تحفة الشعرا مین لکہتا ہے کہ حاسدین نے نواب آصفجاہ بہادر کی خدمت مین میرے طرف سے بدگمانی پیدا کردی نواب ناخوش ہوئے اور مجکو معتوب کر کے آخر نواب سید شریف خان بہادر شجاعت جنگ صوبہ دار برار نے کمال قدردانی سے مجکو اپنی سرکار مین بخشی مقرر فرما کر ایلچپور مین ہمراہ لے آئے۔ آقا صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا۔ نہایت محبت سے ملے اور ایکروز میرے غریب خانہ پر آئے۔ سرفراز فرمائے اپنی طبعزاد سنائے اور سنے۔ دیر تک خوب لطف رہا۔ غرض کہ مرزا وفا خلیق تہے اللہ تعالی غریق رحمت کرے۔ اور لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی نے گل رعنا مین لکہا کہ جناب وفا صاحب نے جب سنہ ۱۱۸۱ ہجری مین حسب الطلب ناظم اورنگ آباد نواب معین الدولہ ایلچپور کے پاس

وله
والہ نکشد تحمل مهر منت خورشید — از شاخ سخن پخته بر آید ثمر ما

وله
صاف طینت را بود در خاکساری آبرو — منت خاکستر فزاید عقبا از آئینه را
سینه صافان را دل از فیض خموشی روشن است — جلوه آسیه نماید پر غبار آئینه را

وله
والہ شکست توبه بجا شد که چشم عیش — روی بهار در آئینه هوا

وله
تا سایه رخ حسن تو افتاد بر آفتاب — هر صبح از کفن بدر آرد سر آفتاب
والہ نداشت طاقت نظاره جمال — روشن بود حقیقت شبنم در آفتاب

وله
مریزا ای ساقی ظالم گل مستی بجیب دل — که خواب خوش بهای مهر مینا می برد ما را
قرار از والہ شیدا بود این مصرع صائب — همان بیطاقتی صحرا بصحرا می برد ما را

وله
کشته عشقم مرا شمع مزار گل کنید — پرده فانوس شمعم از پر بلبل کنید

وله
تا کند جولان بگرد چشمه کوثر بحشر — جان والہ را نثار رکب دلدل کنید

وله
طبع روشن را بس آئینه گر پوشش منست — صورت معنی دلچسپ در آغوش منست
کیست قمری و چه پروانه که نازد بر شمع — شعله قد نظر سرو زری پوش منست

وله
بسکه شوق کشد بسوی شراب — روم از خود ز گفتگوی شراب

وله
ز داغ عشق تو تا گشت شاخ گل دستم — نمود و کوچه باغ است آستین مرا

وله
بسکه شبها آهوی چشم کسی آید بخواب — می کند از خلوت آئینه رم تمثال ما

وله
رقص بسمل کند از ناله زنجیر دلم — ای پری شوخی دیوانه مبارک باشد

وله
اینچنین کز غنچه لعل لبت خواهد شگفت — بلبل تصویر از شوق تو گویا می شود
کرد دل را ابروش بیتاب از ایمای لطف — زخمی این تیغ می گردد ز هر جسته تر
تا خیالش بدلم جلوه فانوسی ریخت — چون حنا خون جگر دیده بپابوسی ریخت

دل گشت ز شوق زخم صد چاک | وله | شمشیر بدوش و دیدمش دوش
با زلف تو دل چہ کارہا داشت | | من حلقہ بگوش دیدمش دوش
بینا یہ نگہ از ضعف چشم بے تو | وله | با اشارات تو وابستہ شفائے تنم
غلطد از شوخی عشق تو بگہوارۂ چشم | وله | اشک چون کودک خو کردہ بدامن گستاخ
لالہ خونین دل گل زخمی نرگس بیمار | وله | در چمن دل بچہ تقریب شود وا بیتو
غمزہ بیباک و نگہ مست و تبسم لبریز | وله | شوخ جادو فن من طرفہ بساز آمدہ
قلم است تا صدا ز شوقش ہمہ ساز و چنان حرفی | وله | کرد دل حرفے نویسا بہ نگہ حرفے زبان حرفے
زبس از خویش رفتم در خیال نرگس مستت | وله | مرا ہشیار ہم خواب است مدہوش است پنداری

واصل - مولوی محمد واصل صاحب

واصل تخلص - محمد واصل نام - آپ سید محمد قمر کے فرزند ہیں - آپکا اصلی وطن کڑہ ضلع الہ آباد ہے - آپ سادات کاظمی المشہد ہیں - آپکی ولادت قصبہ مذکورہ مین ہوئی - اور تربیت و پرورش بھی قصبہ مذکورہ مین ہوئی آپنے سن شعور کے بعد کتب درسیہ فارسیہ علما و فضلا سے تحصیل کین - چند مدت وطن مالوفہ مین رہے پھر تلاش معاش کے ارادہ سے ۱۲۹۲ سنہ ہجری مین شہر حیدر آباد دکن مین وارد ہوئے اسوقت یہان مدرسۂ انجینیری جاری و قائم تہا - آپ علم ریاضی مین ہوشیار و چالاک تھے - اور طبیعت کا تعلق بھی قدرتاً اسی علم کے ساتھ زیادہ تہا - فن انجینیری کا کمال حاصل کرنیکی غرض سے مدرسہ مین شریک ہوئے - آپکو مدرسگی سے بیس روپیہ ماہوار وظیفہ مقرر ہوا - مدت معینہ تک تحصیل کرتے رہے جب امتحان ہوئے سب طلبہ مین

کامل الامتحان ہوئے۔ اب منتظر و امیدوار تھے کہ سرکار سے صیغۂ انجینیری مین کوئی
خدمت پر مقرر ہو جائین اُسوقت جناب نواب مکرم الدولہ بہادر معتمد مال نے
مدرسۂ اعزہ حیدرآباد مین امرا و شرفازادون کی تعلیم کے لئے قائم کیا مدرسہ مین
مدرس ریاضی کی ضرورت ہوئی۔ مدرسۂ اعزہ کی مجلس انتظامی نے اس خدمت کے لئے
آپکو انتخاب کیا اور یہہ رائے قرار پائی کہ آپ سے بہتر اس فن مین کوئی لائق آدمی
نہین ملیگا۔ آپکو مدرسۂ انجینیری کے مہتمم ولکنس صاحب سے درخواست کرکے لینا چاہیے
یہہ امر قرارداد ہونے کے بعد نوابصاحب نے صاحب موصوف کو آپکی بابت ایک رقعہ
لکھا کہ آپ محمد واصل صاحب سند یافتہ کو ہمارے مدرسہ کے لئے دیجئے ہم اُن کو وہی تنخواہ
دینگے جو محکمۂ انجینیری مین ملیگی۔ صاحب موصوف نے نوابصاحب کا رقعہ پہنچتے ہی
منظور کیا آپکو مجلس انتظامی مدرسۂ اعزہ مین بھیجدیا۔ آپ ابتدائے افتتاح مدرسہ سنہ ۱۲۹۵ ہجری
مین مدرسۂ اعزہ مین ریاضی کے صدر مدرس ہوئے۔ اور آپکی ماہوار ڈیڑھ سو روپیہ
قرار پائی۔ پھر آپ چند سال تک مدرسۂ اعزہ مین اپنا فرض منصبی امانت و دیانت کے ساتھ
ادا کرتے رہے ہر سال آپکے طلبہ کامیاب ہوتے رہے جب تک آپ مدرسہ مین رہے
اراکین مجلس آپکے کام سے خوش رہے۔ آپکو امید تھی کہ مدرسہ مین آئندہ کسقدر ترقی
ہوگی۔ مگر ایسے اتفاقات و موانع واقع ہوئے کہ آپکی امید موہومی ہوگئی۔ بڑا سبب
یہہ واقع ہوا کہ مدرسۂ اعزہ کے سرپرست و مربی مرض دائمی مین مبتلا ہوگئے۔ کوئی
مدرسہ کا سرپرست و مربی نہین تھا۔ اور مدرسہ کی مالی حالت اول ہی ضعیف تھی
مربی کے نہونے سے زیادہ ضعیف ہوگئی اور مدرسہ کی حالت شبے مانند شب دیگر
نمی ماند کے مصداق ہوگئی۔ آپکو اپنی ترقی و استقلالی نوکری کی فکر ہوئی۔ آپنے

کوشش وجستجو شروع کی بمصداق ہر جوئندہ یابندہ سنہ ۱۳۰۱ ہجری مین سرکار عالی کے محکمہ صفائی مین مساوی ہوا پر مدرسہ سے منتقل ہوئے۔ آپ محکمہ مذکورہ مین خدمت مددگاری پر مامور رہکر بہر کاری کامون کو عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے۔

جب سنہ ۱۳۰۹ ہجری مین بندگانعالی عرش آشیانے حضور پرنور میر محبوب علیخان نظام الملک فتح جنگ آصفجاہ ششم شملکنڈہ مین بتقریب شکار رونق افزا ہوئے تھے آپ بھی محکمہ صفائی کے طرف سے اہتمام و انتظام کے لئے روانہ کئے گئے تھے۔ اسوقت آپنے جو کام صفائی کے متعلق تھا اسکا خوب ہی انتظام کیا۔ بندگانعالی اور ملازمان سامی خوش ہوئے۔ آپ حضور سے ملے اور نذر گذرانے اور ایک شکارنامہ جو اردو نظم مین تصنیف کرکے مطبوع کردیا تھا وہ بھی پیش کیا۔ بندگانعالی حضور نے آپکو اجازت دی کہ اسمین سے چند اشعار پڑھو آپنے سنائے حضرت بندگانعالی سنکر محظوظ ہوئے۔

آپ موزون الطبع و صائب الفکر تھے شعرگوئی وسخن کے فریفتہ مضمون رنگین ومعانی شیرین کے آشفتہ تھے۔ روشنی طبیعت صفائی طینت سے شعر موزون فرماتے تھے آپکے کلام کے ہر ایک شعر سے حلاوت نمایان اور ہر ایک مصرع سے عذوبت عیان ہے۔ آپ ہمدردی قوم مین کچھ الحال تک دریغ نہین کرتے تھے ہمیشہ اسی فکر مین رہتے تھے کہ کوئی ایسی بات کرنا چاہئے کہ جسمین قوم کی بھلائی ہو۔ عید الضحی مین قربانی کی کھالون کا جمع کرنا دیوبند کے مدرسہ کے لئے شہر حیدرآباد مین آپ ہی کی ہمدردی کا ثمرہ تھا مدرسہ کے لئے علاوہ کھالون کے چندہ بھی سالانہ جمع کرکے بھیجتے تھے۔ آپکی توجہ وہمدردی کے وجہ دیوبند کے مدرسہ کو بڑی اعانت پہنچتی تھی۔ مدرسہ کو کیا بلکہ ہندستان کے مسلمانون کو آپ اسی ہمدردی کی تحریک سے ایک یا دو مرتبہ دیوبند کے مدرسہ کو

گئے تھے اور جہان جہان اس قسم کے مدرسے تھے وہان بہی گئے ہین ۔ غرض کہ آپ فنافی القوم تھے ۔ صفائی کی کچہری مین جو سالانہ حضور کی سالگرہ کا جشن منعقد ہوتا ہے اس جلسہ کے آپ ہی موجد ہین ۔ جلسہ مین شہر کے معززین شعرا و امرا و عہدے دار جمع ہوتے ہین ۔ شعرا حضور کے مدح وثنا و دعا مین قصائد پڑہتے ہین ۔ حاضرین سنکے تحسین و تعریف کے ساتھ داد دیتے ہین ۔ اسی جلسہ مسرت افزا کو دیکہہ کے شہر کے امرا بہی کرنے لگے ۔ شہر مین متعدد مقام مین جلسے منعقد ہوتے ہین سنہ ۱۳۰۹ ہجری مین حضور غفران منزل نے ایک مصرع موزون فرمایا ۔ ہندو دکن کے بلاد مین بطور طرح شایع ہوا مصرع یہہ ہے ع یہ چوٹی کس لئے پیچھے پڑی ہے) شعرا نے اسی طرح مین غزلین لکہین ۔ اخبارون مین مطبوع ہوئین ۔ آپ نے بہی بتاریخ ۲۰ رمضان المبارک سنہ ۱۳۱۰ ہجری کمپ شاہی واقع مانکوٹہ مین اسطرح مین غزل سنانے اور نذر پیش کرنیکا شرف حاصل کیا اب مین اس غزل کے چند اشعار ذیل مین گزارش کرتا ہون ۔ آپکا کلام خوبی و خوش اسلوبی سے خالی نہین ہے پاکیزہ و شستہ ہوتا ہے ۔ آخر آپ نے سنہ ۱۳۲۳ ہجری مین اس دار فانی سے بعالم باقی رحلت کی ۔ انا للہ و انا الیہ راجعون مولف فقیر نے آپ کی تاریخ رحلت اس فقرہ سے نکالی (واصل حق داخل جنت) بیرون دروازہ چادر گہاٹ مسجد کے صحن مین موسی ندی کے کنارے مدفون ہوئے ۔ مولف فقیر کے مخلصین سے تہے اللہم اغفر لہ آپکے باقیات الصالحات مولوی محمد علی و محمد اکرم و محمد مکرم و حشمت علی وغیرہ یادگار ہین سلمہم اللہ تعالی ۔

من اشعارہ الہندی

کہین سے شہ نے دیکھا اک پری کو
کہ پٹ پکڑے ہوئے در پہ کھڑی ہے

قریب آکر کہا اے راحت جان
یہ چوٹی کس لئے پیچھے پڑی ہے
پلٹ کر یون کہا اس دلربا نے
نگہ باہمدگر جب سے لڑی ہے

ولہ

چمن مین کسکی آمد اس گھڑی ہے
کہ خلقت پیشوائی کو کھڑی ہے
کسی جا گوش بر آواز گل ہین
کہین نرگس بھی در تکنے کھڑی ہے
کہین بلبل کی ہے نغمہ سرائی
کہین قمری کی کوکو ہر گھڑی ہے

وزیر - میر وزیر علی بادشاہ حیدرآبادی

وزیر تخلص - میر وزیر علی بادشاہ نام آپ صمصام الملک بہادر کے پوتے ہین - نواب افضل الدولہ بہادر مرحوم والی دکن کے داماد - آپ خاندان آصفی کے نور بصر دودمان نظامی کے لخت جگر ہین - ریاست کے رؤسا مین ممتاز - اور سلطنت کے عمائدین سرفراز ہین آپکی ولادت باسعادت حیدرآباد دکن مین واقع ہوئی - تربیت پرورش بھی اسی شہر کی آب ہوا مین ہوئی - نشو ونما کے بعد ابتدائے سن شعور مین آپکی تعلیم کے لئے استاد و اتالیق مقرر کئے گئے - آپ ذہین و ہوشیار تھے دو ڈھائی سال مین کتب درسیہ فارسیہ سے فراغت حاصل کی پھر آپکو شوق ہوا کہ عربی کتب درسیہ بھی پڑہنا چاہئے - چند مدۃ عربی کا بھی شغل رہا - چند رسائل نحو و صرف کے ختم کئے پھر ایسے موانع واقع ہوئے کہ آیندہ عربی کتب کے تحصیل کا موقع نہین رہا مگر شعر و شاعری کا دلمین شوق پیدا ہوا طبیعت مین موزونی و چالاکی خداداد تھی - فکر رسا و طبع والا سے شعر موزون کرنے لگے اسوقت مولوی شمس الدین فیض المتوفی ۱۲۸۳ھ ہجری کی استادی مسلم الثبوت تھی شہر مین استاد کل کے لقب سے مشہور تھے آپ بھی اپنا کلام میر صوف کو دکھلانے لگے میر صاحب

آپکا کلام دیکھکر فرماتے تھے کہ صاحبزادگان آصفی و امراء دکنی مین اس فن مین ذہانت و فطانت
کا کوئی ایک فرد بھی نظر نہین آتا ہے آپ صاحبزادون مین فرید اور امرا مین وحید ہین
مدت تک اشعار موزون کرتے رہے اور استاد موصوف سے برابر اصلاح لیتے رہے چند مدت
کی مداومت اور مشق مین شاعر کامل ہوگئے۔ استادی کے مرتبہ کو پہنچ گئے۔ آپکے کلام سے
شستگی و پختگی معلوم ہوتی ہے۔ آپکا ہر ایک شعر سنجیدہ و پسندیدہ ہے اور ہر ایک مصرع
برجستہ و شستہ ہے کلام سلیس با محاورہ ہے الفاظ کی نشست و معانی کی بندش پاکیزہ
ہے۔ آپ صاحب دیوان ہین۔ مگر ابھی تک اپنے کلام کو مرتب کرکے مطبوع نہین فرمایا ہے
آپ خوش خلق و حلیم الطبع و مستقیم الوضع ہین۔ فقرا دوست و غربا پرور ہین۔ اعزہ و احبا
کے ساتھہ ہمدردی و مساعدت فرماتے ہین علم و اہل علم کے قدردان۔ اہل کمال جوہر کے
جوہر شناس ہین۔ اعزہ و احبا کو اس بات کی ترغیب دیتے ہین کہ بچون کو تعلیم عمدہ طرح سے
دینا چاہیے۔ اور بچون کو اس لائق بنانا چاہیے کہ سرکاری عہدہاے جلیلہ کے لائق ہوجائین
آپ خوش اعتقاد ہین اپنے بزرگان سلف کے طرح اہل اللہ و اہل کمال کے خواہان۔ ولی
کامل و صاحبدل کے جویا ہین۔ بزرگون کے اعراس نہایت ہی عظمت و شان سے فرماتے
ہین مشائخ و علما کو مدعو کرتے ہین ہر ایک مدعو کی مہمانداری و خاطرداری پوری طور
سے ادا کرتے ہین۔ ہر ایک کو رخصت کے وقت عطر و پان عطا فرماتے ہین۔ اور ہر ایک کی
تشریف آوری کا شکریہ ادا کرتے ہین۔ بندگان عالی حضور پرنور بھی آپکو بہت چاہتے
ہین۔ شہر کے امرا اور صاحبزادون مین بھی آپ معزز و مکرم ہین۔ معاش لائق و جاگیر
فائق سے ممتاز و سرفراز ہین آپکی عمر تقریبًا پچاس برس کی ہوگی۔
فی الحال اخبار سے معلوم ہوا کہ آخر شوال سنہ ١٣٢٩ ہجری مین انتقال ہوا۔ انا للہ

وانا الیہ راجعون من اشعارہ الہندی

ہمسر کیا جو آپکو گیسوئے یار کا
منہ کالا اس خطا سے ہے مشک تتار کا

قاری ہوا ہے مصحف روئے بتاں نہ ہو
حافظ خدا ہے میرے دل بیقرار کا

کب ہاتھ مین ہے باگ مرے اختیار کی
ہے جب سے انتظار کسی شہسوار کا

پہنچے کنار گور کے ہم جان بلب صنم
پورا کیا قرار نہ بوس و کنار کا

واضح ۔ میرزا مبارک اللہ

واضح تخلص۔ ارادت خان خطاب ہے۔ کشمیری المولد۔ جناب میر غلام علی آزاد نے سرو آزاد مین لکھا ہے کہ واضح کا جد بزرگوار میر محمد باقر ارادتخان شرفاء ساوہ سے تھا اور میرزا محمد جعفر آصفخان کا داماد۔ اور جہانگیری زمانہ مین میر بخشی گری کی خدمت پر مامور تھا۔ شاہ جہان کے زمانہ جلوس مین وزیر ہوا۔ بعد ازان صوبہ داری دکن و خطاب خان اعظم سے سرفراز ہوا۔ اور کبھی کبھی گجرات و بنگالہ و کشمیر و الہ آباد کی صوبہ داری پر مامور رہا۔ کسی وقت بیکار نہین رہا۔ آخر بادشاہ نے اسکو اجازت دی جہان چاہے وہان کی حکومت کرے۔ اُس نے جونپور کی صوبہ داری اختیار کی وہان چند روز حکومت کرکے سنہ ۱۰۵۸ ہجری مین فوت ہوا۔ اسکی لڑکی شاہ شجاع سے منسوب تھی اُس عفیفہ سے سلطان زین الدین بن شجاع پیدا ہوا۔ اور اُسکا چھوٹا لڑکا میر اسحق ارادت خان عالمگیری زمانہ مین دارا شکوہ کی فتح کے بعد اودہ کا صوبہ دار ہوا اور اُسی سال مین اس دار فانی سے رحلت کی۔ اُسکا فرزند میرزا برکت اللہ واضح صاحب ترجمہ درگاہ عالمگیر سے بخطاب موروثی ارادتخان مامور ہوا۔ اور سنہ [illegible] ہجری مین چاکنہ کی فوجداری پر سرفراز اور

سنہ ۱۱۰۰ ہجری اورنگ آباد کی فوجداری اور بعد ازان گلبرگہ کی قلعہ داری سے ممتاز ہوا اور شاہ عالم کے زمانہ مین منصب چار ہزاری سے سربلند اور آخر فرخ سیر کے زمانہ مین دلّی مین سنہ ۱۱۲۸ ہجری مین فوت ہوا انتہی کلامہ

واضح فن شاعری مین میر محمد زمان راسخ سرہندی کا شاگرد - اور تصوف مین میر سنجر نقشبندیہ کا مرید تھا اور میر سنجر کی دختر نیک اختر سے منسوب بھی تھا - میر کی نسبت ساقی نامہ کے دیباچہ مین لکھتا ہے { رخ اعتدال بری از بدمستی افراط و خالی از خمیازہ کشی تفریط از شاہ سنجر بنیوان کشید - صراط مستقیم طریقہ وست و نعمت غیر مغضوب تحقیق و در عنفوان شباب کہ مستی جوانی و نشاء کمال و بیخودی غرور دولت در سر ہم جمع بود - آن جوش فزایے خم دیر سالہ و صاف پیمانے صراحی و پیالہ شبلانہ غسالہ شست و شوی باطن من چنان نمود کہ بوش کج فہمی مزاج و ہوا و اعوجاج اصلا نماند انتہی } اور میر سنجر کے مرثیہ مین ایک ترکیب بند لکھا ہے - ہم ایک بند ناظرین کے ملاحظہ کے لئے لکھتے ہین ؎

اے فلک اے بیوفا ای ظالم اے بیدادگر
نے گریبان بیدری نے خاک بر سر بیکنی

اے ز سوز سینۂ اہل مصیبت بیخبر
زینچنین شور قیامت اے چہ باندی بیخبر

رفتی آخر شاہ سنجر داد ہی بیداد ہی
خاک بر سر بخت و ز ہجرت دل ناشاد ہی

لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی نے گل رعنا مین لکھا ہے کہ مجکو واضح کا دیوان بخط مولف نوشتہ سنہ ۱۱۸ ہجری ملا - دیوان مین چند غزل حاشیہ پر بخط واضح ہین اور اسکی پیشانی پر بخط طغرا مرقوم ہے { فاتوا بسورۃ من مثلہ } اور دیوان مین

دو قصیدے ایک فلک المعارج جواب مین شمس المناقب معز فطرت قمی دوسرا
مسمی بفخر دارین دونو قصیدونکا کلام سرسری ہے۔ ہم فلک المعارج و فخر دارین سے
دو دو اشعار نمونہ کے طور پر لکھتے ہین ؎

نگیرد از عزیمت من سست ہنجار	نہ پنجہ فلک گسلاند اگر مہار
از موج بحر ہمتم اول قدم بود	کشتی فلک چو حبابی بند بر کنار

قصیدۂ ثانیہ فخر دارین مین اولاً تشبیب کے بعد از ان ہمت خان بن اسلام خان کی
مدح کرتا ہے۔ منہا ؎

ولیک شکر عنایات و لطف ہمت خان	کہ فخر می کند از ذات پاک و خاقانی
چگونہ شرح دہم کان ستودہ قدر شناس	کہ با دولت ہر دو سہرش ارزانی
مرا خرید بہ نرخے کہ لا اقل بودم	رہین منت اویم ز انسی و جانی

واضح نے متعدد رسائل نظم و نثر مین لکھے۔ اور ہر ایک منظوم رسالہ کے پہلے نثر مین
مستقل دیباچہ لکھا اور ہر دیباچہ کی پیشانی پر اپنی مہر کرتا تھا۔ مہر کا نقش {الحق واضح}
تھا۔ منجملہ رسائل۔ مثنوی مرآت دیدار ✤ کمند وحدت ✤ {نغمہ و شیون
مقابل مخزن اسرار ؛ مقابل سلسلۃ الذہب {مقابل ملاہین}
آئینہ راز ✤ تاب زنار ✤ ساقی نامہ ✤ {اسرار معنوی
مقابل محمود و ایاز} مقابل سبحۃ الابرار} ہم بحر سکندر نامہ} در پیروی مثنوی مولوی
یہہ ساتون مثنویات کو ۱۱۷۵ہجری مین شروع کیا اور ۱۱۷۸ہجری مین تمام کیا
یہہ تمام مثنویات مختصر ہین۔ قلیل اللفظ کثیر المعنی۔ مرآت دیدار کے پچپن اشعار ہین
نغمہ و شیون ایک جزو ✤ کمند وحدت کے ایکانوے اشعار ✤ آئینہ راز کے ۵ جزو

وتاب نے نار ایک جزو ٭ ساقی نامہ دو جزو ٭ اسرار معنوی ایک و نیم جزو۔
ان رسائل کے علاوہ ایک دیوان ہے جو غزلیات و قصائد و رباعیات و غیرہ اشعار پر
شامل ہے۔ صاحب گل رعنا نے تمام مثنویات و دواوین کے اشعار انتخاب کر کے
اپنے تذکرہ مین لکھا ہے مولف بخیال طوالت کلام صرف دیوان کے اشعار پر
اکتفا کرتا ہے۔ **من اشعارہ الفارسی**

پرواز چون کند ز چمن مرغ جانِ ما — در پای گل بخاک سپار آشیانِ ما
دل از طپش ز رفتن خود میدہد خبر — آواز پا بود جرس کاروانِ ما

وله

ز مقراض فنا نورست شمع زندگانی را — بود آبِ دم شمشیر صندل اہمر گرانی را
با اسیری چکند معجزۂ یوسف حسن — ہفت در واشد و نگشود در زندان را
بر زخم دل نمک ماہتاب مرہم نیست — سواد سرمہ شبہای تار را دریاب
گذشت صبح جوانی و گرد پیری ماند — چو رفت محمل لیلی غبار را دریاب
با سکندر داشت صحبت بزم روشنان بلد — خوش بدست خضر باشد گر خورد تنہا شراب
واضح از شور جنون صبح قیامت شده ام — اینچه انجام دو عالم بود آغاز نیست
داغ جگر بخاک نشینان غنیمت است — رنگ شفق بشام غریبان غنیمت است
تا بی حجاب بوی گل آید بزم دل — در نو بہار چاک گریبان غنیمت است
میرود دل بیخبر سوی جنون تدبیر نیست — اینقدر دانم کہ الفت میکشد زنجیر نیست
بوی خون از نفس باد صبا می آید — شاید از گلشن داغ دل ما می آید
سنگین مشو کہ زود فرو می روی بخاک — دیدم بلوح تربت قارون نوشتہ اند
راحت فرینج بود خواب پریشانی چند — یوسفی چند تراشیدن و زندان چند

دام بر دوش نگر باز کسے می آید
کہ مرا یاد ز کنج قفسے می آید

بے نوا را اے نسیم غمزدا فریاد رس
گرد غربت بست بر بال رخنہ چاک قفس

سیہ گردم گرمی ارباب دنیا سوختم
در چراغان رفتم از بہر تماشا سوختم

جنگ ہفتاد و دو ملت سپر انداختم
تیغ کین بر ما مکش اے خصم مردی مکن

برہ جنون دویدم خبرے خود ندارم
نگہم کجا فتادہ دل من کجا شکستہ

بکاغذ اخگرے پیچیدہ ام یعنی دل خود را
صبا اگر بہ بر حالم کنی اے نامہ بر رحمے

آہ زد جوش طپش زد در دل ناشاد ہی
صید ما در بیضہ دارد چشم بر صیاد ہے

ہستی ما خاکساران نقش پا ہی بیش نیست
چشم بر رہ خرابی دارد این بنیاد ہے

الہی کعبہ بتخانہ باد االقدر باقی
کہ بینا سجدہ ساغر کند من سجدہ ساقی

رباعی منہ

دنیا کہ درو دل بہوس پیچیدہ است
ریخ است مآل و راحتش فہمیدہ است
عمرو غاش تمام حسرت بیہودگی است
چون صبح عروسی و چو شام عید است

ولا - نواب عزیز جنگ بہادر

ولا تخلص - مولوی احمد عبد العزیز نام - خان بہادر - نواب عزیز جنگ سرکار نظام خلد اللہ ملکہ سے اور شمس العلما - خان بہادر سرکار انگریزی سے خطاب ہے - آپ مولوی محمد نظام الدین مرحوم کے فرزند دلبند ہیں - آپکے نسب و حسب کا سلسلہ حضرت جعفر طیارؓ سے منتہی ہوتا ہے - آپ نسباً جعفری مذہباً شافعی - قوماً ناعطی مولداً مدراسی ہیں - والد ماجد کے ہمراہ کم سنی میں حیدرآباد دکن آئے - آپکے نشو و نما و تربیت کی تکمیل

پیدا ہوئی۔ سن شعور و تمیز کے ابتدا مین فارسی عربی کی کتب متداولہ درسیہ متعدد
اساتذہ سے ختم کین۔ آپ تحصیل سے فارغ ہونے کے بعد سرکار عالی نظام
خلد اللہ ملکہ کے سررشتہ عدالت مین مقرر ہوئے۔ درجہ بدرجہ ترقی کے اوج پر عروج
کرتے گئے۔ عدالت و فنانس و مالگزاری وغیرہ محکمون مین ملازم رہے۔ ہر ایک محکمہ مین
امور مفوضہ کو دیانت و امانت کے ساتھہ انجام دیتے رہے۔ ختم ملازمت پر عہدہ تعلقداری
ضلع سے وظیفہ یاب ہوئے۔ حسن خدمات کے صلہ مین (۱۵۰) روپیہ ماہانہ وظیفہ
خزانہ شاہی سے پاتے ہین۔ چندمدت سرقار الامرا بہادر مرحوم کے پائگاہ مین معتمد
و صدر تعلقدار رہے۔ پائگاہ سے بھی ایکسو پچاس روپیہ ماہانہ وظیفہ ملتا ہے۔ آپ دو سال
تک سرکار آصفیہ کے لیجس لیٹو کونسل کے ممبر اور کئی سال تک حیدرآباد مینو سپالٹی کے
رکن اور ایک سال نائب صدر نشین۔ اور چار سال تک مجلس طبابت کے رکن فی زمانا
ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ کے ایسوشیئٹ ممبر ہین۔ آپ سرکارین یعنی سرکار نظام
و سرکار انگریزی دام اقبالہما کے نزدیک معزز و مکرم ہین۔ آپکی عزت و عظمت مسلم ہے
آپکو ریلوی بورڈ آف ڈائرکٹرس نے اعزازاً نظام ڈومنین مین سلور فری پاس دیا
اور سرکار انگریزی نے ایک تلوار عطا فرمائی۔ اور آپ سرکار انگریزی کے کل ممالک ہند
مین قانون اسلحہ سے مستثنیٰ ہین۔ آپ علم دوست و ہنر پسند ہین۔ علما و فضلا
شعرا و ظرفا کی قدر کرتے ہین آپکی طبیعت مین قدرتاً و فطرتاً موزونیت واقع تھی
بنا بر علیہ آپکو شعر و شاعری سے دلچسپی ہے اور تالیف و تصنیف کا ولولہ دل مین موجزن
ہے۔ سخن سنج و سخن فہم ہین۔ فارسی و اردو دونون زبان مین کلام موزون فرماتے ہین
جو کچھہ کہتے ہین مرغوب و دلچسپ ہوتا ہے آپکو فارسی مین مولوی وجیہ الدین خان

سعدی تخلص اور مولوی نجم الدین حسین خان افضل سے اور اردو مین جناب فصیح الملک داغ دہلوی و حافظ جلیل حسن صاحب جلیل مینائی سے تلمذ ہے۔ آپکا کلام دونون زبان مین شستہ و پاکیزہ ہوتا ہے۔ صاحب دیوان ہین۔ دیوان قصائد و غزلیات و رباعیات و قطعات تاریخیہ پر شامل ہے۔ فی زماننا مطبوع ہوکے شایع ہو چکا ہے۔ آپ اردو مین کم کہتے ہین اردو کا کلام مرتب نہین فرمایا۔ آپکو تاریخ گوئی مین ملکۂ تامہ حاصل ہے فی البدیہہ کہتے ہین۔ فن تاریخ جمل مین بے نظیر فرد ہین۔ غرائب الجمل کے دیکھنے سے آپکی لیاقت خداداد کی وسعت معلوم ہوتی ہے جو صاحب مذاق و منصف مزاج ہوگا داد دیگا تالیف و تصنیف کے شیفتہ ہین تخمینا پچیس سال سے اس کام مین ہمہ تن مصروف ہین قوانین و متعدد فنون کے رسائل و کتب تالیف کئے چنانچہ سترہ اونشش نظام فنانس و ہیولورڈس شایع ہو چکا۔ سرکار سے انعام صعـ ہزار سے زیادہ ملا۔

مندرجۂ ذیل کتب مطبوع ہوکے شائع ہو چکے ہین۔

فن فلاحت مین۔ فلاحۃ النخل۔ کاشت انگور۔ کاشت ترکاری۔

فن سیاق مین ۔ سیاق دکن

فن تاریخ مین ۔ تاریخ النوائط۔ محبوب السیر۔ عطیات سلطانی

فن جمل مین۔ غرائب الجمل۔

فن طیور مین ۔ حیوۃ الحمام

فن لغت مین۔ آصف اللغات

لغت مین نہایت شرح و بسط کے ساتھہ لکھہ رہے ہین چار جلدین شایع ہو چکی ہین اور چوبیس جلدین زیر تالیف ہین اس کتاب کی ہر ایک جلد کے لئے ویسرائے ہندنے

پانسو روپئے سکۂ کلدار انعام - اور سرکار عالی نظام نے پانسو روپئے سکۂ محبوبیہ منظور فرمایا ہے - ہر چھ مہینہ مین ایک جلد شایع ہوتی ہے مولف نے کل جلدین پبلک کے لیئے وقف کر دین - اور اسکا خالص نفع محمدن کالج علیگڈہ کو دیدیا ہے اور دیگر تالیفات کے خالص نفع سے کتب قدیم نادر الوجود خرید کے پبلک لائبریری کے نام وقف فرماتے ہین اسوقت تک مدرسۂ عالیہ کلکتہ ایشیاٹک سوسائیٹی بورڈ آف اگزامنرس کلکتہ محمدن کالج علیگڈہ کو بارہ سو جلدین قیمتی بارہ ہزار روپیہ بھیجے ہین -

آپ ملکی انتظام مین فرد فرید عقل و فراست و تدبیر مین ذات حمیدہ مین صائب الرائے و مستقل مزاج راست گفتار و نیک کردار ہین - معاملات دنیوی مین راست بازی سے کام کرتے ہین - ناجائز طور سے کسیکی عایت نہین فرماتے - جو امر واقع کے مطابق ہوتا ہے اسکے کرنے مین کوتاہی نہین کرتے عوام الناس جو اغراض نفسانی مین مبتلا ہین آپ کی راست بازی و صاف گوئی دیکھکے شاکی ہوتے ہین اور کہتے ہین کہ نواب صاحب تند مزاج و سخت گیر ہین - جو بزرگ ذی فہم و منصف مزاج ہین منصفانہ آپکی تعریف کرتے ہین - چنانچہ فقیر مولف بھی سنی سنائی باتون پر اعتماد کرکے آپسے بہت کم ملتا تھا لیکن فی زماننا مجھے آپسے ملنے کا اتفاق ہوا - نہایت محبت و اخلاص سے پیش آئے اور آتے ہین - خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم - مین دل مین بہت ہی پشیمان و نادم ہوا مین سچ کہتا ہون کہ جناب والا صاحب جمیع واقع مین عزیز الوجود ہین - مغتنمات سے ہین خدا تعالے آپکو سلامت رکھے - آپ سراپا قوم کے ہمدرد و خیر خواہ ہین - آپ کی ذات بابرکات سے قوم کو بیشمار فائدہ پہنچ رہا ہے - آپ اتدن نفع عام کی غرض سے تالیف و تصنیف کی فکر مین باوجود بیماری و ناتوانی ہمہ تن مصروف رہتے ہین - ذاتی سرمایہ کا

بڑا حصہ اسی تالیف و تصنیف مین صرف کرتے ہین اور کتب لغات طبع کر کے خلائق کو بلا قیمت ہدیۃً و تحفۃً تقسیم کرتے ہین - ایسے بزرگ فی زماننا نادر الوجود ہین اللہم سلمہم بالخیر والعافیہ ۔ فقیر مولف آپ کی تالیفات کو سو بہانہ محققانہ دیکہتا ہے - درست ولائق تحسین پایا ہے مثلاً کتاب غرائب جمل نہایت شرح و بسط کے ساتہہ لکہی ہے اس کے مطالعہ سے آپکے معلومات کی وسعت اور تحقیق کی وقعت ثابت ہوتی ہے اتبک اس فن مین جامعیت کے ساتہہ ایسی کتاب نہین دیکہی گئی - اسیطرح دیگر رسائل بہی ہین - فی الحال آصف اللغات لکہہ رہے ہین اسمین جسقدر تحقیقات کر رہے ہین ایسی تحقیق کسی نے نہین کی نہ کوئی ایسی کتاب جامع اللغات ہے ۔

اب مین آپکے دیوان سے چند اشعار بطور نمونہ گزارش کرتا ہون ناظرین مطالعہ کرین اور مولف کے کلام کی داد دین ۔ من اشعاره الفارسی

اے لوح جبین تو بسم اللہ عنوانہا		وے روے حسین تو خوش مطلع دیوانہا
آن عارض بے چون یک صفحۂ صد دیوان		یک شعر دو ابرو بیت الغزل آنہا
بہم دارد رخ چون آفتابش آب و آتش را	ولہ	کہ بر آتش نشاند آب تابش آب و آتش را
ز چشم خاست سیل خون بجوش آب آتشگون		بہم آورده در مضمون جوابش آب و آتش را
قطرهٔ اشکم اگر مثل گہر میدارد آب	ولہ	در غلاف چشم او تیغ نظر می دارد آب
آب جارو بے من از مژگان کشم در راه عشق		گر بود چشمے کہ او از دو در بر می دارد آب
پنبہ بر داغم نہد چشم پر آب او وے		ہر زبان زخم دل عشاق بر می دارد آب
دل من گر بدست دلربا نیست	ولہ	بدستم اختیار من چرا نیست
گرت سیل سر شکم رہنما نیست		چرا در دیده ام نقش پا نیست

بزیر ده چون آفتاب سر زگریبان صبح
آئینه حیرت است از رخ تو آفتاب

وله
پیش تو گردش نقاب شرمنده تابان صبح
سرکش غیرت است دیده حیران صبح

تیغ ز سر در گذشت در تن من جان نماند
عشوه زن فتنه گر دست منه بر کمر

وله
آب چو از سر گذشت بیم ز طوفان نماند
تا ز تو ایک نظر در دلم ارمان نماند

دوش با پیوسته ابرو اتفاق افتاده بود
آرزوی مرده را آمدم وصلت زنده کرد

وله
اتفاق جفت ابرویش بطاق افتاده بود
در من و جان من بجان افتراق افتاده بود

برنگ ار نشینان بخت مینا آب در ساغر
بتا نبیند نشه تف تو هشیاران غافل را

وله
زجوش باده خیزد صد دریا آب در ساغر
نماید عکس مست بهم خواهت خواب در ساغر

در چشم آبدار تو آیینه بد ندید کس
جز روی بی نقاب تو از تاب حسن او

وله
در جویبار تیغ حبابی ندید کس
عشاق را بدست حجابی ندید کس

دود آهم بر لب گلناری من همچو شمع
سوختم از آتش چنانکه خاکستر شدم

وله
سوز جانکاهم نهان در کسوت تن همچو شمع
توده خاکسترم گردید مدفن همچو شمع

دمی که همدم ابروی یار شد دم تیغ
بر آب دیده من (حایلیکه در من و تست)

وله
بجوهرش سر تسلیم کرده خم دم تیغ
پلی است بسته تیغ نگاهت از خم تیغ

پرده شگاف دل است نوک خدنگ نگاه
تشنه آیینه چشم باز در آید بچشم

وله
برون جان مشکل است جیفه چنگ نگاه
لیک نیاید بچشم تیر تفنگ نگاه

با دیده مست خواب بی خواب و نیم باز تو خواب نیمی
ز رخت چو نیمه نقاب گیرد به نیم قرص آفتاب گیرد
چو مهر و مه بانو شد مقابل بمهر و شد آفتاب حاصل

وله
بجام مست نیم مست کرشمه سازت شراب نیمی
ز رخ گر نقاب نیمی ربود ز مهر آفتاب نیمی
رسید نیمی بماه کامل تقسمت آفتاب نیمی

انتخاب رباعیات

باشد به دلم حرمت نام حافظ | در چشم من است احترام حافظ
او خواجه شیراز و ولا بندهٔ او | این نظم کجا - کجا کلام حافظ

وله

ابروی تو کرد عاشقان را ته تیغ | تیر نگهت جفا کند همره تیغ
کافی است گره برابروت بهر ولا | مشتی بمحل به بود از ضربه تیغ

وله

خون گرمی کس عیان شود از رگ و پوست | حرفی تو اگر کنی از دشمن و دوست
آید بزبان هر آنچه باشد در دل | از کوزه همان برون تراود که دروست

وله

دود دل ما که بر سما خواهد رفت | در بارگهش شکل دعا خواهد رفت
ابر کرمش چه بر زمین که ولا | آخر آبی بجوی ما خواهد رفت

وله

حاسد ز حسد هر چه خواهد نرسد | نیکوی خواه را گهی بد نرسد
فائز بمرام می شود خیر طلب | بدخواه کسان هیچ بمقصد نرسد

انتخاب قطعات تاریخ

در جشن ختان ابن سید اکبر | صد گوهر اشک ریخت از چشم پدر
از نخرجه لطیف گفتم تاریخ | این شمع شد از قطع زبان روشن

وله

۲۱۷۸ - ۳۰۰ = ۱۸۷۸ ع

پیشکار دکن کشن پرشاد | شد وزیر حضور شاه دکن
اسی و لا سال سرفرازی اوست | دل ما شاد و چشم ما روشن

۱۳۰۰

تاریخ رحلت مولوی سید علی کامل تخلص

دنیا سے گیا ملک سخن کا والی | اقلیم سخن کی ہے یہ بد اقبالی
افسوس جہاں میں فرد کامل نہ رہا | استاد سے ہو گیا زمانہ خالی

۱۲ ۱۳۰۶

تاریخ طبع دیوان حضرت جلیل بینائی

جس روز چھپا ہوا وہ مقبول جہان
کیا خوب کہی ولاؔ نے اسکی تاریخ

دیوان سخنور جلیل ذیشان
سلطان قلمرو سخن کا دیوان
۱۳۲۸ھ

ولا سید ابو سعید المخاطب سید ابو طیب خان

ولاؔ تخلص۔ سید ابو سعید نام و کنیت ہے۔ آپ سید ابو طیب خان بن سید زین العابدین خان اما می کے فرزند ہین۔ آپ پدر بزرگوار کے نام سے مخاطب تھے۔ گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپکی ولادت سنہ ۱۱۹۰ ہجری مین بمقام رحمت آباد واقع ہوی نشو و نما کے بعد سن شعور و تمیز کے عہد مین آپنے کتب متداولہ فارسیہ و مختصرات عربیہ مولوی امیر الدین علی و مولوی شاہ امین الدین علی سے ختم کین۔ اور خط نسخ کی مشق محمد صبغۃ اللہ نائطی عرف شاہ صاحب سے کی تحصیل سے فارغ ہونیکے بعد رحمت آباد سے مدراس مین آئے مولانا آگاہ کی خدمت مین کتب محصلہ کی تکمیل کی تحصیل و تکمیل سے فراغت پاکے شعر و شاعری کے طرف مائل ہوئے۔ موزون الطبع تھے مولانا موصوف کی خدمت مین مشق کلام کرنے لگے۔ درجہ کمال کو پہنچے۔ فن خطاطی مین بے نظیر تھے۔ مولانا آگاہ جب آپکی لیاقت و ذکاوت سے آگاہ ہوئے تو آپکو ولا تخلص عطا کرکے یہ بیت لکھی

خط ولائی بہار سبز چو بلبل الا   اولین جوش بہار است گلستان ترا

مولانا کی زندگی تک آپ مدراس مین رہے۔ مولانا کی رحلت کے بعد اپنے اصلی وطن مین جو ایک موضع رحمت آباد کے قریب تہا آئے۔ مدت دراز تک سکونت پذیر رہے اور آپنے مولوی شاہ رفیع الدین دکنی کی خدمت مین اولا طریقہ نقشبندیہ و ثانیاً

طریقۂ قادریہ مین بیعت کی - مدت تک دونون طریقون مین ریاضت کرتے رہے - آخر
سنہ ۱۲۵۲ ہجری مین لخت جگر کے فوت ہونے سے نہایت غمگین و دل برداشتہ ہوئے وطن سے
غربت اختیار کی - چند ایام سیر و سیاحت مین بسر کرکے واپس آئے - آپکے بنی عام سید محمد یحیی خان
بہادر اکبر جنگ نے آپکو آوارہ گردی و رہ نوردی سے باز رکہا - پہر آپ اُسی زمانہ مین جان نثار جنگ
کے توسل سے نواب اعظم جاہ کی سرکار مین باریاب ہو کے خطاب سے سرفراز ہوئے - اور
نواب کے اساتذہ کے زمرہ مین شریک کئے گئے - نواب صوف اپنے تذکرہ مین لکہتے ہین کہ
سبحان اللہ کیا شان والا ہے - اُستاد کامل دریا دل ہین - آپکے نیسان فیض سے ہزارہا طلبہ
کے دامن مانند صدف جواہر فقرات نثر سے لبریز اور آپکے آفتاب تعلیم کی شعاعون سے
ایک عالم کا جیب دل مثل کان بدخشان لعلہائے نظم سے لبالب ہے - آپکے تلامذہ درجۂ
استادی کو پہنچے - آپ خوش تقریر و تحریر تہے آپکے حسن بیان سے سامعین تازہ دل ہوتے
تہے - نظم کو ایسی ادا سے پڑہتے تہے کہ دل مسخر ہو جاتے تہے - اور نثر کو بہی ایسے لہجہ سے
ادا فرماتے تہے کہ قلوب تازہ ہوتے تہے - تاریخ دانی مین بے نظیر تہے - مثنوی معنوی و
کتاب شاہنامہ اکثر تذکرے مثلاً کلمات الشعرا و خزانۂ عامرہ وغیرہ کے حافظ تہے - اور
متقدمین شعرا کے بیشمار قصیدے آپکے خزانۂ حافظہ مین محفوظ تہے - صاحب تالیف
و تصنیف تہے - مثنوی بحر عظم - و مثنوی آیۂ رحمت و رسالہ بحر رحمت - و شرح بعض قصائد
عرفی - و چند رسالۂ نثر بطرز ظہوری وغیرہ آپکی تصنیفات سے ہین - اور ایک دیوان
ضخیم ہے - دیوان قصائد و غزلیات و قطعات و رباعیات کا مجموعہ ہے - آپکا کلام شاہ
ناصر علی کے انداز پر ہوتا ہے - جو منصف مزاج ہوگا دونون کے کلام کو امتحان کی ترازو
مین تول کے داد دیگا - بلکہ یہہ کہیگا دونون ایک ہی ہین - فرق نہین کریگا - آخر آپنے

بحکم کل من علیہا فان ہشتم ماہ صفر ۱۲۶۴ ہجری مین بعارضۂ فالج جہان فانی سے بملک جاویدانی رحلت کی۔ اور مسجد معمور کے صحن مین واقع منتیال پیٹھ دفن ہوئے خوشنود نے تاریخ رحلت کہی العاقبۃ للمتقین ۱۲۶۴ھ اور نواب اعظم جاہ نے یہی کہی ہو ھذہ

نکتہ سنج رموزدان سخن
بیدل اشناؤ گفت ہاتف غیب
سرخوش عصر ابوطیب خان
راقم از بہر خرد سالش خواست

وله

رخت بربست چون سوئے عقبیٰ
رفت بہیہات زین جہان والا
کر زین دار فنا چون رحلت
گفت ہاتف بخدا در جنت

آپ خوش خلق و نیک محضر تھے۔ باوجود کبر سنی ظریف الطبع جوان مزاج تھے۔ آپ جس محفل مین رونق افروز ہوتے تھے محفل کو روشن کردیتے تھے محفل مین اکثر اشعار ضرب المثل سناتے تھے۔ اہل مجلس آپکے کلام دلاویز شکرریز سے تازہ دل ہوتے تھے۔ ہمیشہ اوقات عزیز کو سخن سنجی مین مصروف کرتے تھے۔ چنانچہ آپنے رحلت کی صبح حالت نزع مین یہہ بیت لکھکے مولف اعظم کی خدمت مین بہیجی ھو ھذہ

دارم این امید اعظم وقت مرگ خویشتن — سرو قدت دیدہ سیر عالم بالا کنم

مولف تذکرہ گلزار اعظم نے آپکی مدح مین یہہ رباعی لکہی ؎

خارج زبیانست کمال والا
گر شمہ بخاطر زثنا یم داری
منظور زمانست مثال والا
این نظم زثنا نست رجال والا

من اشعارہ الفارسی

الٰہی ساز روشن چون ید بیضا بیانم را
کلیم طور سینائے تجلی کن زبانم را
الٰہی بعد مردن نیز رنگین کن بیانم را
کرامت کن اثر برگ حنا آساز بانم را

وله
شدم همچو کمان یک استخوان پهلوان ولا
غم ابرویش از بس کاست جسم ناتوانم را

وله
سبب پوشش است یارب غم تو حرف حسن من
کرامت کن اثر چون هست در پشت دیوان را

وله
بد زاغت و بود بسم الله عنوان ما
هست بیت ابروی مطلع دیوان ما

وله
هست دور از خلق آینه‌اش صافی گهران
نتوان ساخت جدا چونکه فتد شیر در آب
نرم خوئی سبب امن بود از ظالم
نشود زخم نمایان چو زنی تیر در آب

وله
گر پسر شد به از پدر چه عجب
لعل از سنگ می شود دُرّ نایاب

وله
اهل بصیرت از سخنی رنج می برند
مو در میان دیده کم از نوک خار نیست
مس را چو زر بروی محک کس نمی کشد
سختی بغیر قسمت کامل عیار نیست

وله
گشت حسن از پرده ظاهر شور جانانه شد
عشق از جوش خروشش بهر دل دیوانه شد
خاست دود از شعلهٔ حسنی که گیسو نام یافت
چاک زد و عشق چون آئینه در دل شانه شد

وله
صاف طینت را شود عرفان فزون بعد از فنا
این سخن از ختم عمر هنگام شغل دل رسید
جان کند تعجیل رفتن چون شود قامت دوتا
سر عشق یارب مسیحا باشد کرا و بر دل رسید

وله
دل بعشق خال او خواهد ز لعلش بوسه را
شخص تریاکیست کز بهر آن خواهد نبات شکر

وله
دائم آفت دان بکن تهمت نمای هوس
می شود زنجیر آخر شهد بر پای مگس
نمی افتد بغفلت هم نگاه چشم فتانش
مگر بخشیم ره خم کرده‌اند از برگشته مژگانش

وله
جهت ریاست بود کار ریاست جاری
نشود خامه روان تا نزنی آخرا قط
منگر از چشم بصیرت نعت والای شرع
می نهد عرش برین سر بر کف پای شرع
هست از بیت بلندی جلوه ایوان اشرف
می شود طفل نکو در خاندان چشم و چراغ
کی بود در گلشنت او هیچکس را جای حرف
دم بدم از شیرینی لعلش گهر پاشد حرف

ایکه به سائل ازلب ممسک جواب خشک	وله	از جیب خشک سائل برآید سحاب خشک
اصلا ز گرم جوشی خوبان مخور فریب	وله	گر ز جیب آفتاب برآید سحاب خشک
عشق فائز کند آخر بحقیقت ز مجاز	وله	میرسد شبنم افتاده بمعراج بر گل
چون درخت نو که بر میزند از جیب تخم	وله	هر دو دست خود ز رنگ و بو بهم سوده ایم
کرده ایم از سرمه ابروی ترا دنباله دار		حسن این بیت بلند از مصرع او افزوده ایم
دستگیر عاجز وامانده شمشیرست من	وله	خاک گشتن بهر دلگیر کار اکسیرست و من
دل من از گل داغش به بستان میزند پهلو	وله	ز جوش اشک چشم من بعمان میزند پهلو
زاهد کجا شناسد رمز سیاه چشمش	وله	هرکو کسی نگردد از بحث کحل آگاه
از رخنه دل گوهر آهسته بمن گوید		صدای من نهان باشد در گوشه تنهائی

وفائی۔ سلطان اسمعیل عادلشاه

وفائی تخلص۔ اسمعیل عادلشاہ نام۔ یوسف عادلشاہ والی بیجاپور کا فرزند دلبند ہے والد کے فوت ہونیکے بعد تخت نشین ہوا۔ بادشاہ حلیم کریم و سخی تھا۔ علم دوست تھا علما و فضلا کی بہت قدر کرتا تھا۔ اکثر اوقات علما کی صحبت مین بسر کرتا تھا۔ نہایت ہی عالی ہمت و بلند حوصلہ تھا ممالک محروسہ کی آمدنی و خرچ کی کچھہ پروا نہین کرتا تھا خیرات بیشمار کرتا تھا علما و شعرا کو خوب دیتا تھا۔ ظلم و ستم کا روادار نہین تھا۔ مجرمین کے ساتھہ عفو و اغماض کا طریقہ جاری رکھتا تھا ماکولات و مشروبات و ملبوسات مین تکلف کرتا تھا۔ نیک سیر و شیرین زبان تھا۔ زبان سے کبھی فحش نہین نکالتا تھا سخندان و سخن فہم تھا۔ اسکا کلام لطیف و متین ہوتا تھا۔ فقیر مولف نے آپکا حال

محبوب لوطن تذکرۂ سلاطین دکن کے دوم حصہ مین نہایت شرح وبسط کے ساتھ لکھا ہے۔ ان کنت مشتاقاً فارجع الیہ فرشتہ نے لکھا کہ علم موسیقی و شعر مین مہارت کامل رکھتا تھا۔ اور وفائی تخلص کرتا تھا۔ سلاطین دکن سے کوئی بادشاہ سخن گوئی مین لطیف و متین اسکا مثل نہین ہوا ہے اور کسی نے اسکے مثل کلام موزون نہین کیا۔ انتہی کلامہ۔ آخر وفائی صاحب ترجمہ معرکہ محاصرۂ قلعہ پالکنڈہ بیمار ہوا۔ بیماری کے سبب پالکی مین سوار ہوکے روانہ ہوا۔ اور چہارشنبہ بتاریخ ۱۰ صفر سنہ ۹۴۱ ہجری مین فوت ہوا قصبہ کوکی مین والد ماجد کی قبر کے قریب دفن کیا گیا **من کلامہ**

دل خوبان ز قید مہر آزاد است پنداری	مدار دلبری بر جور و بیداد است پنداری
مرا صد محنت از عشق تو بر دل میرسد ہر دم	دل ہجران عاشق محنت آباد است پنداری
ز عشق قامت سرو سہی مانند پا در گل	دلش ہمپایۂ فرہاد دل آزاد است پنداری
ز ہجرت آتشے دارم بدل کز بہر تسکینش	نصیحتہائے مشفق یاران باد است پنداری
دل ریش وفائی را چنان خو کردہ با تیرش	کہ پیکانش بجائے مرہم افتاد است پنداری

شب ہجر جز گریہ کاری ندارم	ولہ	بجز دیدہ اشکباری ندارم
شبے بگذرد کز فراق تو چون شمع		پر از اشک حسرت کناری ندارم
من و عشق و رندی کوی ملامت		براہ سلامت گذاری ندارم
ازان با غمش خو گرفتم وفائی		کہ غیر از غمش غمگساری ندارم
دل بزلفش حکایتے دارد	ولہ	از شب غم شکایتے دارد
تا کے آزار اہل دل طلبی		بیوفائی نہایتے دارد
خون دل میخورم ز غصہ یار		با رقیبان عنایتے دارد

دل شخش ز آہ من شدرم ‏ ‏ ‏ آہ عاشق سرایتی دارد
اے وفائی منال از ستمش ‏ ‏ ‏ کہ ستم نیز غایتی دارد

وحدت - محمد امان اللہ

وحدت تخلص - محمد امان اللہ نام - بہار و خزان کے مولف نے لکھا کہ آپ قاضی
سراج الدین قدس سرہ کے فرزند دلبند ہین - آپکی ولادت ۱۲۳۲ ہجری مین قلعہ قندہار
ضلع محمد آباد دہیدر مین ہوئی نشو و نما بھی وہان کی ہوا مین پایا - والد با جد و دیگر اساتذہ کی
خدمت مین کتب درسیہ سے فراغت حاصل کی - ذوی استعداد تہا - آپکے والد قندہار
کی قضا پر مقرر تہے - اور آپ پرگنہ نرل کی قضا پر مامور تہے - شعر و شاعری سے مناسبت
رکہتے تہے - کبھی کبھی موزون فرماتے تہے - صرف آپکا ایک شعر ملا - ھو ھذہ

انجام انکسار بود اوج اعتبار ‏ ‏ ‏ تخمے کہ آشنا بزمین شد دمیدنی ہست

ولا - سید حمید الدین

ولا تخلص - سید حمید الدین نام مستعد خان خطاب ہے - آپ سید ابو الطیب خان والا کے
فرزند ہین - آپکی ولادت ۱۲۱۳ ہجری مین بمقام رحمت آباد واقع ہوئی - ابتدائے شعور
مین پدر بزرگوار سے کتب درسیہ فارسی عربی شروع کی - مختصرات عربی تا کافیہ پڑہکے
مدراس مین آئے اور ملک العلما مولوی علاء الدین لکہنوی و سراج العلما مولوی محمد اسلمی
و مولوی تراب علی خیر آبادی و محمد حسین مالی کے حلقۂ درس مین شریک ہوئے تحصیل علوم
مین مصروف ہوئے - ذکی الطبع و تیز فہم تہے - تمام طلبہ سے فائق ہوئے چند روز مدرسہ کمپنی

مین بھی شریک رہے۔ علما و فضلا سے سند حاصل کرکے اپنے اُس موضع مین آئے جو رنت آباد کے قریب تھا۔ زراعت و کشتکاری مین مشغول ہوئے۔ نہایت تندمزاج و شوخ طبع تھے۔ جب مشاعرہ اعظم کی مجلس منعقد ہوئی اُسوقت آپ وطن سے یہان آئے اور والا جاہ کی سفارش سے سرکار اعظم جاہ کی خدمت مین ملازم ہوئے۔ اور خطاب سے سرفراز ہوکے مشاعرہ مین شریک ہوئے چند مدت کے بعد رخصت دائمی لیکر وطن مالوفہ مراجعت کی۔ وطن مین مدة العمر گوشہ نشین رہے۔ آخر ۱۳ تاریخ ماہ رمضان ۱۲۶۶ ہجری مین اس جہان فانی سے عالم بقا کو روانہ ہوئے۔ شعرگوئی مین والا جاہ سے اصلاح لیتے تھے۔ فصیح البیان و شیرین زبان تھے۔

من اشعارہ الفارسی

یافتم از فتنہ کاریہائے خال روئے یار ۔۔۔ عقل بالادست باشد قامت کوتاہ را

الفت مال تیرہ سازد دل ۔۔۔ دیدہ باشی خریطہ زر را

وله

چون ذرہ را کشد رخ گلگون آفتاب ۔۔۔ از خود روم چون شبنم مفتون آفتاب

وله

محفل بادہ کشان بیتو خموش است امشب ۔۔۔ قلقل شیشہ می سر زدہ ویش است امشب

وله

دست و بازوی کہ گاہے عقدہ کس وا نکرد ۔۔۔ پنجۂ مریم صفت سر تا قدم پیدا بہشت

وله

نیست مژگان کہ با طراف دو چشمش پیدا ۔۔۔ صف آراستہ بر دیدہ زندان گستاخ

وله

بہر او نقش قامت او تا جبین گشت ۔۔۔ بنید چو پیش الفے بر زمین گشت

نام آوری اگر طلبی ہمچو سجدہ باش ۔۔۔ کین خط سرنوشت جبین نگین شد

تا از سواد زلف کسے کامران شدم ۔۔۔ فرمان روائے کشور ہندوستان شدم

عمریست ہمچو جادہ براہِ فتادہ ام ۔۔۔ اے من فدائے رہ بتو گاہے گذر بکن

رباعی منه

جان زیر لبست بادشاہ آفاق ۔۔۔ بر سبزہ سرش رفت چو مصحف طاق

جبریل بہ بدرقہ یا سلیمان بر تخت	یا احمد مرسل است بر پشت براق

وفا۔ مرزا عبد الباقی

وفا تخلص۔ میرزا عبد الباقی الشریف الرضوی نام۔ گلزار اعظم کے موافق لکھا ہے آپ میرزا محمد شفیع خان وزیر سابق بلدہ گلپایگان کے فرزند ہیں۔ ملک عجم آپکے بزرگان سلف کا وطن اولاً عراق عرب ثانیاً خراسان و اصفہان تھا۔ آپکا مسقط الراس نجف اشرف ہے سنہ ۱۲۰۰ ہجری میں آپکی ولادت ہوئی بیس برس کی عمر تک والد ماجد کی خدمت میں تربیت و تعلیم پائی۔ والد کے فوت ہونے کے بعد تحصیل علم کے لئے اصفہان گئے وہان علماے عہد مثل ملا علی اکبر و میرزا محمد اسمعیل و میرزا شہشا و غیرہم سے مستفید ہو علماسے سند علوم و فنون کی حاصل کرکے محمد کاظم والہ و فتح علیخان صبا ملک الشعرا کی خدمت میں شعر و شاعری میں مشق کرتے رہے اساتذہ کی توجہ سے قصائد غرا موزون کرنے لگے۔ نو برس کے بعد سیاحت و سیر کے لئے برآمد ہوئے ممالک ایران کی سیاحت کرکے ہندوستان کے طرف متوجہ ہوئے۔ حیدرآباد دکن میں پہنچے۔ مدت دراز تک منیر الملک بہادر کی خدمت میں عزت آبرو سے رہے۔ چندے وزیر کے بعد حضور ناصر الدولہ بہادر کے دربار میں باریاب ہوئے بادشاہ کے ندیم و طبیب تھے۔ پھر آپ سنہ ۱۲۴۷ ہجری میں تقاضائے آب و خورش مدراس میں پہنچے۔ سرکار کمپنی کے ایجنٹ کے پاس منشی گری کی خدمت پر مقرر ہوئے۔ ذی استعداد و لائق تھے قصائد گوئی میں استاد تھے۔ غزل کم کہتے تھے خوشنویس تھے ہیئت علم تھے۔ فن خطاطی میں استاد مانے جاتے تھے مشاعرہ میں شریک تھے۔ آپکی رحلت کی تاریخ معلوم نہیں ہوئی۔ من اللہ ما شا

ببینمت گر با رقیبان همنشین ای بیوفا — برتن از غیرت خلد هر موی چون سوزن مرا
مسکن خوبان دل از وفا بود ولیکن — بخت واژون بین که نبود در پی مسکن مرا
خورشید را بحسن تو سنجیده ایم صبح — دیدیم چون ستاره سقرون آفتاب
هر نکته که بود نهان در دلم ز عشق — یکیک سرشک بر رخ من جسته جسته گفت
خور بے کسب فروغ بر در ما هم مدام — هست بدریوزگی همچو گدایان صبح
ز وصل یار جدا افتاده می گویم — سر نیاز بهر دو نهاده می گویم
صبح چو طغیان کند اشک جهان پیمای من — آسمان گرد و زمین از چشم انجم زائے من

وصفی۔ مولوی سرفراز علی

وصفی تخلص۔ سرفراز علی نام آپ شاہ نجیب بخش ساکن قصبہ امیٹھی ضلع لکھنؤ کے صاحبزادے ہین آپکے نسب کا سلسلہ مخدوم بہاء الحق عبد الاجیون شیخ احمد سے منتہی ہوتا ہے آپکی ولادت سنہ ۱۲۵۰ ہجری مین واقع ہوئی۔ نشو و نما کے بعد مولوی غلام امام شہید کی خدمت مین تعلیم پائی۔ موزونی طبیعت خداداد تھی۔ شعر و شاعری کے طرف متوجہ ہوئے مولانا موصوف سے کلام کی مشق کرنے لگے۔ تھوڑی ہی مدت مین مولانا کی فیض صحبت سے کامل ہوئے۔ فارسی اردو دونون زبان مین موزون فرماتے ہین۔ آپکا کلام فصاحت و بلاغت سے خالی نہین ہے شستہ و پاکیزہ ہوتا ہے۔ آپ صاحب دیوان ہین۔ ترانۂ بلبل و نغمۂ عندلیب۔ و گنج تواریخ۔ و نغمۂ عشاق آپکی تالیفات سے ہین۔ آپ سنہ ۱۲۷۹ ہجری مین حیدرآباد دکن مین وارد ہوئے۔ صدر رافعہ مین منشی گری پر مقرر ہوئے۔ مدت تک عہدہ مفوضہ پر عمدہ طرح سے کام کرتے رہے آخر رخصت لیکر وطن مالوف گئے۔ وہین

فوت ہوئے۔ یہہ واقعہ سنہ ۱۲۹۳ ہجری مین واقع ہوا۔ آپکے باقیات الصالحات سے منشی اعجاز علی شہرت تخلص یادگار حیدر آباد مین موجود ہین۔ نواب خانخاناں نظام یار جنگ بہادر کی خدمت مین ملازم ہین۔

اشعار فارسی

مرغ دل در قفس بفریاد است — داد خواه کدام صیاد است
سر شوریده را واجستم — گفت سنگ مزار فرهاد است
بیدار شو و یار روشن نرم نگر و د — در آه من خسته اثر هست و اثر نیست
بسکه دیوانهٔ آن نرگس فتان گشتم — می شدم جام شدم گردش دوران گشتم
از نرگس مخمور تو دل بیخبر افتاد — دیوانه چو بامست در افتاد بر افتاد
بیمار تو دم ساز سپند است درین بزم — بنشست چو برخاست چو استاد بر افتاد
گریم چنانکه اشک کباب جگر شوم — سر تا بپا گدازم و شمع سحر شوم
وصلی اگر بدار کشندم بجرم عشق — من هم ز کشتگان غمش نامور شدم

وصلی۔ میرزا وصلی

وصلی تخلص۔ میرزا وصلی نام ہے۔ عراقی الاصل تہا۔ خوش طبع و خوش وضع تہا علم و فضل سے آراستہ تہا۔ سخن سنجی و شعرگوئی سے زیادہ رغبت رکھتا تہا۔ پرگو تہا ولایت عراق سے حجاز گیا۔ اور وہان سے جہاز مین سوار ہوکے ہندوستان کیطرف روانہ ہوا۔ سوء اتفاق سے اہل کشتی تمام بحر فنا مین غرق ہوئے۔ صرف وصلی صاحب بحسب حکمت نجات کے کنارے پر پہنچا۔ دریا کے کنارے سے قطب شاہ والی گولکنڈہ دکن کے علاقہ مین آیا سکونت اختیار کی۔ علاوہ شاعری فن کشتی گیری و پنجہ گیری مین استاد کامل تہا

زور و قوت مین شہرہا ہوا تہا۔ وکئی کشتی گیرون سے اکثر کشتی و پنجہ گیری مین غالب ہوتا تہا۔ تمام پہلوانان کشتی گیر قابو چور ہتے تہے۔ ایکروز ایک شخص سے پنجہ گیری مین مقابلہ کیا۔ غالب ہوا تمام کے دلون مین حسد کی آگ بہڑکی۔ زہر دیکے ہلاک کیئے۔ یہہ واقعہ سنہ ۷۷۹ ہجری مین واقع ہوا۔ مرک ۱۹۵ھ

دل فریبانہ برہ میرود و می ترسم	کہ مبادا بودش دل نگرانی از پے
نگار من تو چنان تندخو بر آمدہ	کہ کس بہ تندخوئی تو بر نمی آید

واقف مولوی شاہ میران محی الدین قادری

واقف تخلص۔ میران محی الدین نام۔ گلزار اعظم کے مولف نے لکہا کہ شاہ احمد ابوتراب کے فرزند مین آپکی ولادت سنہ ۱۲۰۵ ہجری بمقام او دگیر واقع ہوئی۔ زمانہ خوردسالی مین والد کے ہمراہ مدراس آئے۔ اور وہان سکونت پذیر ہوئے۔ آپنے کتب درسیہ مولانا آگاہ و معجز سے ختم کین۔ اور شعر و شاعری مین معجز سے اصلاح لیتے تہے چنانچہ معجز کی شان مین لکہا ہے

می کند کار مسیحا شعر سحر ایجاد ما	تا غلام محی الدین معجز بود استاد ما

اور ملک العلما مولوی علاء الدین لکہنوی و مولوی سید خیر الدین فائق کی خدمت مین کتب عربیہ سے فراغت پائی۔ فضیلت و لیاقت کے پیرایہ سے آراستہ ہوئے۔ اقران و امثال مین نامور اور اپنے حقیقی ماموں حضرت شاہ منصور قادری کے مرید و خلیفہ ہوکے ریاضت و ہدایت مریدین مین مصروف ہوئے۔ مدرسۂ اعظم مین مدرسی پر مامور اکثر طلبہ آپکی خدمت مین مستفید ہوتے تہے۔ اور آپکی تعلیم و تربیت کی برکت سے

نائز المرام ہوتے تہے۔ من اللہ عالہٗ

بسکہ در عین تعلق گشت آزادی مرا	ولہ	سایہ سان کاسے نباشد با غم و شادی مرا
از سر حرف انا الحق شد بدست من عصا		حضرت منصور و اقف تا بود ہادی مرا
تا بقائے نقش سان سنے		شنوبہ مانیست اختیاری ما
کرد ما را چو نقش پا واقف		ہادی خلق خاکساری ما
چشم ہجر یار سراسر سپید شد		اشکم مگر بہ شست بصابون آفتاب
آید یاد مگر روئے زرافشان کسے		دلم از دیدن انجم بہ حرو تش است مشتاب
بندار ہستی تو حجابی ست در نظر		ورنہ بروئے یار کسے پردہ دار نیست

آپ کی وفات کی تاریخ دستیاب نہیں ہوئی۔

واقف شیخ نور العین المتوفی ۱۱۹۵ ہجری

واقف تخلص۔ شیخ نور العین نام۔ آپ قاضی امانت اللہ ساکن بٹالہ ضلع لاہور کے خلف الصدق ہیں۔ آپ کے بزرگان سلف موضع مذکور میں منصب قضا پر سلسل یکے بعد دیگرے مامور ہوتے رہے۔ واقف صاحب جملہ کتب درسیہ عربی فارسی سے فارغ التحصیل تہے۔ تحصیل و تکمیل کے بعد مدت دراز تک سخن سنجی زبان دانی میں مصروف رہے۔ شاعری سے زیادہ دلچسپی رکہتے تہے۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی لکہتے ہیں کہ واقف نے مجہہ سے بیان کیا کہ ایک رات خواب میں یہ مصرع میرے دل میں گذرا خواب سے بیدار ہوتے ہی یہ مصرع موزون کیا ع درخندہ اختیار ندارد برنگ گل۔ اور پہر ایسا ہی دوسری شب بہی ایک مصرع دلمیں آیا ع اے چراغت بکف از رنگ حنا رو دبیا۔ چہہ مہینہ تک

ثانی مصرع کے فکر مین مستغرق رہا آخر یہہ اول مصرع موزون کیا ؎

دل روستم پشبستان غمت گم گردید۔ انتہی کلامہ

واقف ور حاکم لاہوری کے درمیان باہم محبت و اتحاد روحانی تہا۔ دونون باہم اتفاق کر کے بہر دکن کے لئے پنجاب سے برآمد ہوئے۔ بتاریخ ۲۹ ماہ رجب سنہ ۱۱۷۴ ہجری مین شہر اورنگ آباد وارد ہوئے۔ میر غلام علی آزاد کے پاس فروکش ہوئے ایک ہفتہ قیام کر کے بندر سورت روانہ ہوئے۔ حاکم حرمین شریفین روانہ ہو گیا۔ اور واقف بسبب بیماری و ضعف بدن سورت مین سکونت پذیر ہو گیا۔ عذر خواہی مین کہتا ہے ؎

گرچہ جان بیتو بلب نزدیکست | دور بودن بادب نزدیکست

اکثر عوام واقف کی کم ہمتی و بزدلی پر طعن کرتے تہے۔ کہ شرف زیارت و حج سے محروم رہا لیکن اس نے نہ جانیکی وجہ ایسی خوبی سے ادا کی کہ طاعنین خاموش ہوئے۔ جب حاکم نے زیارت و حج سے فارغ ہو کے سورت مین مراجعت کی۔ دونون باہم ملکے سورت سے اورنگ آباد روانہ ہوئے۔ ۱۵ تاریخ جمادی الاول سنہ ۱۱۷۵ ہجری اورنگ آباد پہنچے۔ شاہ محمد خلیفہ بابا شاہ مسافر کے تکیہ مین فروکش ہوئے تقریباً ایک سال تک رہے۔ اسی مدت مین چند روز حیدرآباد بہی گئے۔ پہر سال مذکور یعنی سنہ ۱۱۷۶ ہجری مین اورنگ آباد سے وطن مالوفہ روانہ ہوئے۔ رستہ مین مابین بالاپور و اورنگ آباد رہزنون نے آپکا تمام سامان و اسباب لوٹ لیا۔ بے سر و سامانی مین نہایت ہی پریشان ہوئے۔ بالاپور سے میر غلام علی آزاد بلگرامی کی خدمت مین خط لکہکے بہیجا اور اپنے واقعات سے مطلع کیا۔ اور حسب حال ایک رباعی موزون کر کے لکہی ؎

ہیلنکے دیارہ سیماب با ماماندہ است | چشم بیخواب و دل بیتاب با ماندہ است

گرد ند غریب عاریتے راہزنان ۔۔ سرمایۂ و نماند ہیچ چیز از سامان
بردند ہر آنچہ بود الا عینک ۔۔ را ماندہ بما ہمین دو چشم حیران

آزاد نے اورنگ آباد سے خرچ روانہ کیا۔ دونون بالاپور سے کہولاپور گئے پہر وہان سے لکہا کہ خرچ کافی نہین ہے پہر آزاد نے دوبارہ اعانتہً خرچ بہیجا۔ آخر دونون بزرگ ناگپور ہوتے ہوئے پنجاب مین داخل ہوئے۔ وطن مالوفہ مین اعزہ و اقارب کے دیدار سے خوش ہوئے۔

من اشعارہ الفارسی

میان چشم او در بند دارد جان محزون را ۔۔ پے پائے غزالان بس بود زنجیر مجنون را
نبست می در کار رنگ آن رخ پرنور را ۔۔ حاجت روغن نباشد چراغ طور را
حسن چون شاہانہ بر کرسی ناز آرد نشست ۔۔ عشق گرم دار بازی میکند منصور را
در دیار عاشقی ہنگامۂ داغ است گرم ۔۔ سرو بازار است اینجا ہم کافور را
چون نے نساختند ہمدمے ہیچکس مرا ۔۔ نالم اگر بتیغ شود ہمنفس مرا
گفتم کہ از ہمہ دل ازین دلبران شہر ۔۔ خندید زیر لب کہ ارادت مقدم است
قربان آن لبم کہ بخشش نکرد بسیل ۔۔ با آنکہ ہر سوال مرا صد جواب داد
ایزد آن عیسیٰ نفس را ہر چہ ممکن بود داد ۔۔ با وجود حسن یوسف نغمۂ داؤد داد
چشمت گرانی از می چون ارغوان کند ۔۔ بیمار را زیادتی خواب گران کند
حسن در پردہ محال ست کہ ماند پنہان ۔۔ غنچہ گل گردد و گل نیز ببازار آید
مقبول نیست جز بہ تیمم نماز عشق ۔۔ ماییم و خاک کوئے گو آبرو مباش
بسیار دلبرانہ نگہ میکنی مگر ۔۔ دانستہ کہ دل ز تو ای یار میکنم
شب فراق چراغی ز دل فروزم و گریم ۔۔ چون شعلہ فتم و خیزم چو شمع سوزم و گریم

گلشن بوصف رویت گر وصف گل را خجل کردم — جا دیدہ گفتم از موی سنبل را خجل کردم

زشرح پریشانی حالی شب کیسوئے زلف — بنوعی شد دراز کان زلف کاکل را خجل کردم

نہ یکی بدے کا زخم کاری ہیں — بگو کہ جمع کند دل ز من شکاری ہیں

بصد ہزار جفا از تو نا امید نیم — کہ از جفائے تو بیش است امیدواری ہیں

در جفا کس نہد دست باین رنگ کہ تو — پنجہ در خون جوانان زدہ پیر شوی

ایک پیوستہ زنی تیر و نداری سپرے — نخوری تیر دعائے سحری از جگری

سزاواری بزندان قفس بلبل چہ بینائی — تو خود کردی جدا از گل و گلشن بدستی

قفس شد قطع از بسے ہمہ بہار و بکوہ آرم — مگر آنجا کنم پیوند فریادی بفریادی

دم قتل است اے تیغ با ابروئے یار از ہمسری — بحدت کج باشد ابلیس قاطع تیغ ہمسری

وازع۔ حکیم شاہ زین العابدین قادری

وازع تخلص۔ شاہ زین العابدین نام نسباً ولقباً وقوماً قادری مائل با عطائی تھا
گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپ غلام محمد مائل با عطائی المخاطب بہ رضا حسین خان کے
فرزند ارجمند ہیں آپکے والد و جد حافظ محمد نواب سعادت مند خان بہادر کے
ہمراہ دہلی سے محمد پور میں آئے۔ سکونت پذیر ہوئے۔ وازع صاحب کی ولادت
سنہ ۱۲۱۴ ہجری میں واقع ہوئی۔ عقل و شعور کے عہد میں کتب درسیہ اپنے برادر بزرگ
شاہ حسن علی قادری مائل محمد سلیم خان شایاں سے ختم کیں۔ اور شعر و سخن کی مشق بھی
بزرگان مذکور کی خدمت میں کی اور حکیم غلام مرتضی کی خدمت میں کتب طب کی سند حاصل
کرکے مطب میں مشغول ہوئے۔ اور علوم عربیہ کی طرف متوجہ ہوئے حکیم موصوف کی خدمت میں

بڑہ کے مولانا سراج العلما محمد شہاب الدین مدرس سے تفسیر و حدیث کی سند پائی۔ اور علم جفر و رمل و نجوم و تکسیر میں بھی لیاقت و استعداد حاصل کی۔ علوم و فنون کی تحصیل و تکمیل سے فارغ ہونے کے بعد حضرت عطاء اللہ قادری کے مرید اور حضرت سید شاہ احمد قادری کے خلیفہ ہوئے اور علم سلوک و طریقت کے طرف مصروف ہوئے۔ اکثر اوقات طالبین و مریدین کے درس و تدریس و تالیف و تصنیف میں مشغول رہتے تھے۔ تحریر و تقریر میں بے نظیر تھے۔ اور اخلاق و عادات پسندیدہ میں بے مثل۔ جامع علوم و فضائل تھے۔ ہر فن کے طلبا آپ کے دولتخانہ پر مجتمع رہتے تھے اور مستفید ہوتے تھے۔ آپ نے اپنی ذات مبارک کو عام و خاص کے لئے وقف کر دیا تھا۔ افادہ و افاضہ میں کوتاہی نہیں فرماتے تھے شعر و شاعری سے دلچسپی رکھتے تھے بشرط فرصت موزون کرتے تھے آپنے چند رسائل مفیدہ تالیف کئے تھے مثلاً قادری جمعہ۔ رسالہ لیلۃ القدر۔ و صدقۃ الفطر۔ و تکمیل المہام فی الصیام۔ و تبصرۃ الواہب۔ و تکمیل الحجہ فی بیان السنۃ البدعۃ۔ و کشف الیقین فی رد شبہات الملحدین۔ و مراۃ الحق وغیرہا چند روز مشاعرہ اعظم کی محفل میں باریاب ہے۔ ملازمت سرکار سے فائز المرام ہوئے۔ آخر مقام ملور میں عزلت نشین و سکونت پذیر ہوئے۔ آپکے وفات کی تاریخ و سنہ معلوم نہیں ہوا بعض احباب سے سنا گیا۔ کہ سنہ ۱۳[illegible] ہجری میں فوت ہوئے ہیں واللہ اعلم بالصواب۔

من اشعارہ

سادہ لوحان را تجمل از جفا خلق نیست	یک نفس باشد متاع صد غبار آئینہ را
ہوشیاری ظلمت افزائے نگاہ باقیست	بیعت دست سبو کشف الغطا باشد مرا
در شب و آن پری شہبا مرقب بودہ ام	بیخودی تا گہ جنون انگیخت فتح الباب شد

از خیال زلف پیچانش فتادم در بلا برائے صید دلہا می کشاید شانہ زلف او	کہ برآید کشتی آنکس کہ در گرداب شد چو صبا دیگر وا مے گسترد آہستہ آہستہ

حرف ہائے ہوز

ہمراز ـ شیخ عبدالقادر

ہمراز تخلص ـ شیخ عبدالقادر نام ـ قادر علیخان بہادر خطاب ہے ـ گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپ شیخ امام کے فرزند ہیں آپکے بزرگان سلف کا وطن بیجاپور ہے ـ آپکے والد ماجد محمد پور میں سکونت پذیر تھے ـ آپکی ولادت سنہ ۱۲[illegible] ہجری میں بلدہ نیلور مدراس میں واقع ہوئی ـ نشو و نما و تمیز و شعور کے بعد خواجہ سید شاہ محمد حسینی کی خدمت میں کتب مختصرات سے فارغ ہوکے کتب متداولہ فارسی علما و شعرائے مدراس سے ختم کیں استعداد کامل حاصل کرکے شاعری کے میدان میں قدم رکھا ـ سید ابوطالب خان والا ـ و محمد اسلم خان و جوہری و مستعد خان لا و غیرہم کی خدمت میں اپنا کلام پیش کرتے تھے شعرائے مذکورین کی اصلاح سے کلام درست و شستہ ہونے لگا ـ رفتہ رفتہ درجہ پختگی کو پہنچا ـ معاصرین میں معتبر شمار کئے گئے ـ اوائل حال میں آپ منشی گری کا پیشہ کرتے تھے یعنی نوجوانان فرنگ کو فارسی و اردو پڑہاتے تھے ـ چند روز بذریعہ تعلیم زندگی بسر کرتے رہے ـ پھر سرکار انگریزی میں ملازم ہوئے ـ متعدد خدمات پر درجہ بدرجہ ترقی کرتے گئے ـ آخر درجہ تحصیلداری ضلع نیلور میں فائز المرام ہوئے سرکاری مہمات کے انتظام میں نہایت ہوشیار و تجربہ کار تھے ـ امانت و دیانت کے ساتھ امور مفوضہ کو انجام دیتے تھے حسن خدمات کے صلہ میں خطاب مذکور سے مخاطب ہوئے ـ سرکار کے نزدیک معتبر علیہ ہوے

خوش خلق و نیک خو تہے۔ مہمان نوازی مین مشہور تہے۔ وارد و صادر کی خدمت مقیم و مسافر کی رعایت اپنی حیثیت سے زیادہ کرتے تہے۔ اور احبا و اقربا کے ساتہہ حسن سلوک فرماتے تہے۔ اور نہایت تواضع و انکساری سے پیش آتے تہے۔ آپ حضرت شاہ محمد ملتانی کے مرید و خلیفہ تہے آپکی رحلت کی تاریخ دستیاب نہین ہوئی۔ من نتائج طبعہ

بیطاقتی چو راہنما می شود مرا — آہ رسائی خویش عصا می شود مرا
نالم بضعف خویش کہ مانند بوئے گل — مرکب ز دوش باد صبا می شود مرا
وله
چہ پرسی اے پری و حالت دیوانہ خود را — گریبان چاک بہر خاک در جان حسرت دارد
وله
چمن را اعتبار تازگی از پا افتادے — نمی جستی گر از رخسار گلگونش نفس گل
دلت ہمراز شد مجو ہوائے گلشن دنیا — وے بے وفا بہاش خندہ [illegible] ل گل
بیاد لعل لبہایش چو لالہ خون دل شم — سراپا آتش و چون آتش تا ندت خاموشم
صبا شوخی مکن با طرہ زلف نگارینش — چو بوئے گل ز تحریک نوازشہای بے ہوشم
در حجاب زلف روئے خویش پنہان کردہ — بہر ما صبح وطن شام غریبان کردہ
اے جنون دیگر چہ نالم بلبل آسا در چمن — چو گلم چاک گریبان تا بدامان کردہ
گر آید بر مزارم آن بت شیرنگ نا نغمے — بر آید از نے پر استخوانم آہنگ نا ہوے

ہمدم۔ شاہ محمد تقی برہانپوری

ہمدم تخلص۔ شاہ محمد تقی نام۔ مرزا محمد خانیخان کا خلف الصدق ہے۔ مرزا محمد خانیخان سورج کے بنا رہین ہیں۔ آپکے جد اعلیٰ نواب مغفرت مآب آصفجاہ مرحوم کے دیوان تھے۔ ہمدم کی ولادت برہانپور مین واقع ہوئی۔ خاندانی علم و فضل موروثی تہا۔ آپ بہی بائیس سال

کی عمر مین فارغ التحصیل ہوئے۔ مگر طبیعت درویشی کے طرف مائل تھی فتوحات مکیہ و فصوص
الحکم مطالعہ مین رہتی تھی یکایک لبین محبت الٰہی کا ولولہ و جوش پیدا ہوا دنیا و مافیہا سے
تارک ہوئے۔ ہر وقت دیدہ گریان و دل بریان رہتے تھے۔ آخر رہا نپور سے حیدر آباد گئے
حضرت شاہ شمس الدین محمد الحسینی جو سید عماد الدین شاہ محمود الحسینی نعمت اللہی کے خلف الصدق
و سجادہ نشین تھے۔ اُن کی خدمت مین بیعت کی خلعت فقر سے مفتخر ہوئے۔ خزان بہار کے
مولف نے لکھا کہ حضرت نے دیکھا کہ خادم نیک کردار و پسندیدہ اطوار ہے۔ بناءً علیہ آپ کو
ارادت سے سرفراز و ممتاز فرمایا۔ چند مدت بسر کر کے حضرت سے حرمین شریفین کی زیارت
کے رخصت لی۔ اور روانہ ہوئے چار سال کے بعد حج و زیارت سے واپس آئے۔ مرشد کی درگاہ
مین مقیم ہو گئے۔ انتہیٰ کلامہ۔ عالم فاضل منشی بے نظیر تھے طبیعت مین ذکاوت تھی پہر
تھی شعر گوئی کا خیال ہوا۔ فارسی و اردو دونون زبانون مین کہنے لگے میر سید محمود الحیدر آبادی
سے ابتدا مین اصلاح لینے لگے۔ خود استاد آپکی کلام کو دیکھکر کہتے تھے کہ استادانہ کلام ہے
اصلاح کی ضرورت نہین چند روز اصلاح برائے نام لی پھر ترک کر دی۔ فارسی کلام نہایت ہی
شیرین و بامزہ ہوتا ہے اور اردو بھی لطافت و نزاکت سے خالی نہین ہوتا ہے۔ آپ تا العمر
حیدر آباد مین رہے۔ آخر سنہ ١٢١٥ ہجری مین فوت ہوئے۔

من اشعارہ الفارسی

در ملک عجم عشق تو تنہاست دل ما	با فوج سپہ شکل اہل سپاہست دل ما
تابوت بسازید ز شاخ گل نرگس	جان دادہ شمشیر نگاہیست دل ما
گشتہ است لقوہ آفتابان زما ہتاب	زوجوش سحر شیر بمیدان زما ہتاب
رنگین شدہ است تا کہ ترا از نگار دست	بردہ ست رنگ دست تو از نو بہار رو

دل بگیسوی پریشان تو بیجهری هست — وله — گوی من در خم چوگان تو بیجهری هست

حاصل آبی بی تابی بود دانه اشک — وله — چشم گریان دل بریان تو بیجهری است

کسی حق نمک کند فراموش — وله — عاشق که لب مکیده باشد

یوسف که بچاه گشت پنهان — حسن تو بخواب دیده باشد

ساخت باسوز هر آنکس نه پری پیدا کرد — وله — سوخت بر شمع چو پروانه پری پیدا کرد

نیارد تاب دیدن ماه چون سوی تو می آید — وله — بنازم آفتابی را که بر روی تو می آید

دل دیوانه ما را بافسون بستن و کشتن — تکلف برطرف از زلف ابروی تو می آید

دل سیپاره می آرد نیاز مصحف رویت — چو همدم با وضو از اشک خود سوی تو می آید

بجا میکرد ما را مست و مدهوش — وله — تهی ساغر بکف مینا در آغوش

شاخ سنبل را قلم کن گر نویسی صف او — وله — مصرعی از قطعه خوش خط ریحانست زلف

قطعهای باغ حسنش سیر کن از چشم سیر — نرگستانست چشم و سنبلستانست زلف

ما زخم دل خویش بمرهم نفروشیم — وله — شادی بستانیم و عوض غم نفروشیم

شاه مردان بود امام من — وله — گر چه باشد کسی امام کسی

تو مشق خط آن خوشدهن چه میدانی — وله — ز نقطه هیچ نخواندی سخن چه میدانی

ز عهد ری بمیخانه فتادم بر تهی جامی — وله — عصای گردن مینا کف صهبا سبو دستی

مبادا بشکند موی کمر از بار پیرهنم — منه از نازای نازک میان بر تار مو دستی

من اشعار الهندی

جان بر لب رسیده باقی تھا — مجھ میں اور عشق میں حساب ہوا

رکھیو تم جو یار کو گلابی جان پہلو میں — وله — تمہیں ہم اسکا شعشہ بریں اے سر نثار دیتے ہیں

نہ شب ہر میں آتا نہ دن کو دکھاتا | وله | نہ احوال سنتا نہ مجھکو بلاتا
تڑپتا ہوں روتا ہوں جلتا ہوں ہجراں سے | وله | دل خون ہوا ہے دلبر کے ہاتھوں
آرائش حسن کو جب وہ بیٹھے گا کر روبرو آئینے کو مصاحب | وله | دے جا لبیا سیری تشنہ زبانی تو موسم ہے زلف کا کہنا
تا مد یک راتوں میں باریک تارے وہیں | وله | زلفوں کی بالوں میں الجھا ہے یہ دل
ان تار پیچوں سے اس مشکی مہری کو | وله | افسون گری سے فسونگر پھر آ جا
ہجراں کی تلخی سے دل پھڑا ہیگا | وله | پھر سے سلونے سے کوئی جا کے بولو
کڑوی کسیلی رقیبوں کی باتوں سے | وله | ہوں ترش لب سے میٹھا چکھا جا
قاتل نگہ کی ہے شمشیر پاس ہم | وله | شہادت کا رکھتا ہے خواہش
ظالم تغافل کا اب وقت نہیں ہیگا | وله | یک زخم کاری ادا سے لگا جا

ہادی - عبدالہادی اورنگ آبادی

ہادی تخلص - عبدالہادی نام آپکا اصلی وطن اورنگ آباد ہے۔ شاہ ساحی کے تلامذہ میں سے ہے۔ علمی لیاقت و استعداد سے معرا تہا مشہور ہے کہ شاہ ساحی اسکو ہدیتے تہے یحیی نے اپنی تذکرہ چمنستان میں کہتے ہیں کہ مجھکو شہرت کی تصدیق ہوئی واقع میں ہادی کچھہ نہیں تہا کیونکہ اسوقت میں حیدرآباد آیا اسوقت میاں ہادی سے ملاقات ہوئی ایک ہی منزل میں ہم صحبت ہے کئی مرتبہ ہیچ مصرع ریختہ طرح کئے مگر اس عزیز سے ایک مصرع ہی سرزد نہوا۔ تہت ملاقات سے آدمی کا حسن و قبح معلوم ہوتا ہے مجھے ثابت ہوا کہ یہ بیچارہ بے سرمایہ ہے۔ ہاں حسن صورت جمال سے آراستہ تہا اکثر صورت پرست اُن کی صورت پرستی کرتے تہے حسن مجازی سے احسن الخالقین کے طرف پہنچتے تہے انتہی کلامہ

میں کہتا ہوں کہ ہادی کا مصرع طرح پر غزل لکھنا اسبات کو نہیں ثابت کرتا کہ وہ محض بے بہرہ اور شعرگوئی کے کوچہ سے ناآشنا ہوتا یا اول کہتا ہو اب کسی وجہ سے ترک کردیا ہو اکثر شعرا نے ایسا کیا ہے مثلاً شاہ سراج اورنگ آبادی ورسالک اورنگ آبادی جلیل القدر شاعر تھے ابتدا میں خوب کہتے تھے۔ آخر میں جب مرید ہوئے اور تمام مکروہات و ممنوعات سے توبہ کئے ازانجملہ شعرگوئی بھی یک لخت ترک کردی تھی یہی قیاس ہادی کے نسبت کرنا چاہئے۔ ہادی صاحب دیوان ہے۔ دیوان اسکے کم و بیش پانسو ابیات ہیں۔ ہادی حیدرآباد میں سکونت پذیر ہوگیا تھا سنہ ۱۲۰۰ ہجری میں زندہ تھا اسکے بعد فوت ہوا تحقیقاً تاریخ فوت دستیاب نہیں ہوئی اس وجہ سے قلم انداز کیا۔

من اشعارہ الہندی - مدح شاہ سامی

جسکے ہے ورد زبان سبکے نام سامی کا ۔۔۔ رہوں میں کیوں نہ ثنا خوان نام سامی کا
مسیح وقت اگر میں کہوں تو ہے برجا ۔۔۔ جو روح بخش سخن ہے کلام سامی کا
میری ہمسری کیا ہے زبان کو اہل سخن ۔۔۔ نہیں یہہ کام کسیکا ہے کام سامی کا
شرف ہے مجکو جہان کے سخنوروں پہ تمام ۔۔۔ ہوا ہوں جب سے میں ہادی غلام سامی کا

حاجی علی اکبر مال کی شان میں

جگہیں ہے دلچسپ اپنے بس حاجی اکبر کے سخن ۔۔۔ سنکے اسکے شعر میں گلشن میں سب بلبل ہو خموش
نقد دل لیتا ہے میرا ایک میٹھی بات میں ۔۔۔ بیچ میں تیرا ہے ظالم کیوں نہو حلوا فروش
کیوں نہو آنکھوں کو میرے تیرے وسٹے و مستی ۔۔۔ دل ہے شیشہ گر آنکھیں تیری ہیں بادہ فروش

ولہ

یقین میں تم بتا دو جنکو ہرگز بوجھنا نہیں ہو ۔۔۔ حبیب اپنا شفیق اپنا نگار و دلربا اپنا
جہان فانی مطلق ہے عبث دل بستگی اسمیں ۔۔۔ رہا اپنا نہ اپنا رہے آخر خدا اپنا

یار تجھ پر مہرباں ہوئیگا مت ہو بیقرار ۔ ولہ ۔ ہادی کامل سے مجکو بہت آرا ہو گیا

دلدار پر میرے ہے عجب کچھ بہار آج ۔ ولہ ۔ ہے آفتاب حشر مگر آشکار آج

غم کی آتش بیچ جل گئی یہ ہماری تن دیکھ ۔ ولہ ۔ ہات جل جاویگا زنہار انگاروں کو نچھیڑ

سن یہ قائل ہادی کامل کی یہ گفتار ہے ۔ ایک کا مائل ہو بلبل ہزاروں کو نچھیڑ

ہے سرنگون چمن مین اور زرد رنگ شمع ۔ ولہ ۔ نرگس کو جب سے تمنین انکھیان بتائیان ہین

عشق کی ہے نابیان تو نہ لکھہ ۔ کہین عاشق ہوا ہو تیون سمجھی

ہاشمی ۔ شاہ ہاشم بیجاپوری

ہاشمی تخلص ۔ شاہ ہاشم نام بیجاپوری الاصل ہے ۔ علی عادلشاہ کے زمانہ مین تہا نصرتی ملک الشعرا کا معاصر تہا ۔ اندہا مادرزاد تہا ۔ مگر اسکے دل کی آنکہہ روشن تہی نہایت ذکی و فہیم تہا ۔ ہندی مین غزلین رنگین کہتا تہا ۔ اکثر آپکا کلام ایہام و تلازم شعریہ مین ڈوبا ہوا ہوتا تہا ۔ قصہ یوسف زلیخا کو دکنی زبان مین نظم کیا ہے ۔ لچھمی نراین نے تذکرہ چمنستان شعرا مین آپکا تخلص ہاشم دکنی لکہا ہے شاید بوجہ نام تخلص مین شبہہ ہو گیا ہو کسی تذکرہ نویس نے سہواً بجائے ہاشمی ہاشم ہی لکہدیا ہو گا ۔ لچھمی نراین نے بہی اسی تذکرہ غلط نویس کی پیروی کی نام و تخلص مین فرق نہین کیا یا ہاشم کوئی اور ہو ۔ اور ہاشمی بیجاپوری اور ہو واللہ اعلم ۔ سیدی مسعود خان بیجاپوری ہاشمی سے حسن عقیدت و اخلاص کہتا تہا ۔ ایکروز محل سرا مین ہاشمی کو اندر بلایا تمام اہل حرم موجود تہے کوئی پردہ نہین ہوے اسوجہ سے کہ وہ نابینا تہا ہاشمی نے اُس وقت سیدی مذکور کو ایک ایسی غزل سنائی جسمین اہل حرم کے لباس و زیور اور شکل و صورت کا

ذکر تہا۔ تمام اہل حرم کو گمان ہوا کہ یہہ شاعر بیٹا ہے وہان سے اُٹہہ کر سب پردہ مین پوشیدہ ہوگئین۔ ہاشمی اشعار مین عورت کا عشق مرد پر بیان کرتا ہے بخلاف عرب کے وہ مرد کا عشق عورت پر ظاہر کرتے ہین۔ اور اہل ایران مرد کا عشق مرد پر۔ ہاشمی نے اس طرز مین قرآن شریف کی متابعت کی کیونکہ اُسمین زلیخا کا عشق یوسف پر ہے آپکا انتقال سنہ ۱۱۹۰ ہجری مین واقع ہوا ہے۔ **من الشعار ۲۵ الہندی**

رضا گر مجکو دیتے ہی گردن گی پہر جا دار ٭ اگر مجہہ ہو دیگی فرصت صبح پہر آؤنگی چہوڑ دو
اگر کوئی آکے دیکہے گا تو دلمین کیا کہیگا ٭ مجہے بدنام کیا کریئے کہین مین جاؤنگی چہوڑ دو

ہاتف میر عاشق حسین خان حیدرآبادی

ہاتف تخلص۔ میر عاشق حسین خان نام آپ حکیم عنایت علیخان شاہجہان پوری کے فرزند ہین۔ آپکے جد اعلیٰ میر لطف علی المخاطب حکیم شفائی خان بندگان عالی نواب ناصر الدولہ مغفور کے زمانہ مین ہند سے حیدرآباد دکن مین آئے۔ بندگان عالی کے دربار مین باریاب ہوئے۔ بندگان عالی نے معتمد الملک کا خطاب اور منصب مناسب سے سرفراز فرمایا آپکے جد اعلیٰ سرکار عالی کے نہایت ہی شکرگزار ہوئے اور اس ریاست مین سکونت پذیر ہوئے۔ خوشحالی و فارغبالی سے رہنے لگے۔ ریاست کے امرا و شرفا بہی حکیم صاحب کی بڑی تعظیم و توقیر کرتے تہے۔ آپکے والد نے بہی فن طبابت مین عمدہ لیاقت پیدا کی تہی۔ تشخیص و نباضی مین بے نظیر تہے۔ بیمار کی طرف خوب توجہ فرماتے تہے۔ بیماری کا حال خوب استفسار کرتے تہے۔ اگر کوئی صاحب مرض جلدی کرتا تہا تو آپ اُسکے معالجہ سے دست بردار ہوتے تہے۔ آپنے اسی شہر مین کتب فارسی عربی علمائے شہر سے

پڑھیں اور فن طب کو جو آپکا موروثی پیشہ ہے والد ماجد کی خدمت میں حاصل کیا
خوش وضع نیک سیرت پاکیزہ صورت میانہ قد خندہ پیشانی ہیں۔ عمر تخمیناً پچاس
برس کی ہوگی۔ آپنے شعرگوئی کا فن میر سرفراز علی الہ آبادی وصفی المتوفی ۱۲۹۵ھ ہجری
سے حاصل کیا۔ مدت تک اُسکے حضور کی خدمت میں مشق بعد ازاں حکیم نواب مرزا محمد خان
ہوش بریلوی کی خدمت میں سخن کی صلاح لیتے رہے۔ فارسی و اردو دونوں زبانوں میں
کہتے ہیں۔ کلام پاکیزہ و درست ہے مثنوی انفاس توحید اردو میں آپکی تصنیف سے ہے

من شعراء الہند

یاد آتے ہیں ترے رخسار اے سرو رواں — بھول جاتا ہوں چمن میں گل کی نکہت دیکھکر
چھوڑ دی جوشی جفا بھی وائے قسمت یار نے — کاوش زخم جگر کا مجھ کو لذت دیکھکر
جان کو روتی ہو ہاتف کیا کہیں کیسے چھوٹ — دل لگاتا ہی نہ تھا ہے نیک ساعت دیکھکر
ولہ
اپنی حقیقت اپنی خودی کو مٹا کے دیکھ — رہتا ہے کون اس میں ذرا سر جھکا کے دیکھ
ولہ
مذہب ہاتف مسکین کا نہ پوچھو ہم سے — لوگ کافر جسے کہتے ہیں مسلماں ہے یہی
ولہ
اڑ جائے مدینہ کی طرف کو میرا لاشہ — میں خاک رہ کوئے رسول عربی ہوں

ہادی۔ ابوالحسن محمد داؤد حیدرآبادی

ہادی تخلص۔ ابوالحسن کنیت۔ محمد داؤد نام۔ حیدرآبادی المولد والمنشا ہیں۔
طبیب و حافظ قرآن ہیں فارسی و عربی میں بقدر ضرورت لیاقت و قابلیت رکھتے ہیں
سخن سنج و سخن فہم ہیں۔ فارسی شعرگوئی میں مولوی عبد العلی صاحب متخلص بعالی سے
مشق کرتے رہے۔ اور اردو میں مرزا قربان علی بیگ سالک سے اصلاح لیتے رہے۔ دونو

استادون کی توجہ سے دونون زبان مین شاعر ہوگئے - جو کچھہ کہتے ہین خوب کہتے ہین
کلام سلیس با محاورہ ہے - آپکی عمر تقریباً پچاس برس کی ہے اوام اللہ بقاہ

من اشعارہ الہندی

گریہ ہی رہا حال مرے شور و بکا کا	اللہ نگہبان ہے پھر ارض و سما کا
تاب رخ انور سے بڑا حسن مہ و مہر	رتبہ تیرے زلفون سے گہٹا مشک خطا کا
کیا حال کیا کیا کہون فرقت مین شب غم	بیٹہا ہیون نے ارض کا نالون نے سما کا

من اشعارہ الفارسی

دارم تن فگار و دل داغدار را	یک درد نیست جان من بیقرار را
ما از برائے الفت تو آفریدہ ایم	پروانہ شمع را بود و گل ہزار را
من وحشت وحشت از خودی خود نمیرہیم	آہم کشان کشان ببرد جسم زار را

ہنر گیان رائے حیدرآبادی

ہنر تخلص - گیان رائے نام - آپکے اجداد کا اصلی وطن جہجر ضلع دلی تہا - مگر آپکی ولادت ۱۱۲۸ ہجری مین بمقام دولت آباد واقع ہوئی - نشو و نما کے بعد والد نے وطن کو روانہ کردیا تہا - آپکے والد اولاً وطن سے نواب قلیچ خان بہادر کی رفاقت مین حیدرآباد آئے - خزان و بہار کے مولف نے لکہا کہ حسین قلیچ خان بہادر خسرپورہ خلد منزل بہادر شاہ الخ - اور چند روز رہکر وطن کو روانہ ہوئے پہر ثانیاً عالم علیخان برادرزادہ امیرالامرا حسین علیخان بہادر کے ہمراہ منشی گری کی خدمت پر آئے - پہر بدستور چند روز کے بعد دلی جانا ہوا - پہر تیسرے دفعہ نواب آصفجاہ کی

لازمت مین شریک ہوئے۔ نواب قدردان کی خدمت مین مدت العمر رہے۔ آخر آپکے والد حیدرآباد دکن مین فوت ہوئے۔ نواب آصفجاہ نے گیان رائے مہر کو وطن سے بلواکر باپ کی جگہ مرحمت کی۔ نواب نظام الدولہ کی رفاقت مین شاہجہان آباد دلی روانہ فرمایا۔ دلی سے مراجعت کے بعد بہت انعام و اکرام سرکار سے مرحمت ہوا۔ گیان رائے آخر عمر مین اورنگ آباد مین گوشہ نشین ہوا۔ اور استاد میر غلام علی آزاد بلگرامی کے خدمت مین حاضر رہتا تھا۔ شعر گوئی مین ہوشیار و ذہین تھا۔ مضامین رنگین سے کلام کو آراستہ کرتا تھا۔ آخر سنہ [illegible] ہجری مین عالم عناصر سے خارج ہوا۔

من اشعارہ الفارسی

دوش در آئینہ تمثال رخ یار افتاد		آنقدر آب شد از شرم کہ از کار افتاد
صورت گر جمال تو چون اہتمام کرد	وله	رنگہا گرداشت و در قلم خود تمام کرد
سیہ پوشید سنبل بہ چون حال پریشانم	وله	ندانم زلف مشکین کرا یارب نظر کردم
رفتہ‌ام دیوانہ زیر خاک ہرگز کس نکرد	وله	از مزار سنگ طفلان شمع تربت روشنم
نفرماید بعرض جوہر جرأت فلک رخصت		چو شمشیر اصیل افتادہ ام در دست نامردی

باب حرف یائے تحتانی

یوسف عادل شاہ

یوسف تخلص۔ یوسف عادلشاہ نام ہے۔ فرشتہ و دیگر مورخین نے آپکے حسب و نسب کی نسبت لکہا کہ رومی الاصل ترک نژاد خاندان آل عثمانیہ سے ہے۔ سلطان مراد المتوفی سنہ ۸۵۴ ہجری کا فرزند ہے جب مراد مرحوم کے بعد سلطان محمد اسکا فرزند بزرگ برادر یوسف صاحب تخت نشین ہوا۔ ارکان دولت نے عرض کیا کہ بادشاہ مرحوم کے عہد مین ایک شخص نے

دعوی کیا تہا کہ مین ایلدرم بایزید کا فرزند ہون قریب تہا کہ سلطنت عثمانیہ مین فتنہ برپا ہوجائے
لیکن حکمت عملی سے وہ فتنہ فرو کیا گیا تہا۔ پس بلحاظ حفظ ما تقدم بادشاہ اولاد سلاطین
سے سوائے ولیعہد کے کسیکو زندہ نہ رکہے۔ تاکہ آیندہ کوئی فتنہ برپا نہو۔ بناءً علیہ سلطان محمد
نے اپنے برادر کوچک یوسف صاحب جمہ کے قتل کا حکم دیا۔ ارکان دولت اہالی سپاہ
مع جلاد حرم سرا کے دروازہ پر آئے کہ یوسف کو قتل کرکے جنازہ باہر لیجائین۔ سلطان محمد
کی والدہ اپنے فرزند خورد یوسف سے زیادہ محبت رکہتی تہی۔ لخت جگر کے قتل کی خبر سے
نہایت ہی پریشان حواس باختہ ہوئی۔ ارکان دولت سے درخواست کی کہ شاہزادہ کو
آج کی رات مہلت دیجئے تاکہ مین اسکے دیدار سے محظوظ ہون۔ کل صبح آپکے سپرد کرونگی
ارکان دولت نے قبول کیا۔ ایک رات کی مہلت دی مہلت ملتے ہی وہ عفیفہ لخت جگر
کی حفاظت کی فکر مین مصروف ہوئی۔ رات ہی کو خواجہ عماد الدین محمود گرجستانی سوداگر
ساکن ساوہ کو بلایا فرمایا خواجہ آپکے پاس کئے غلام فروختنی ہین۔ جواب دیا کہ پانچ غلام
گرجی اور دو چرکس حسب الحکم ملکہ تمام غلام حاضر کئے گئے۔ دو غلام چرکس سے ایک جو
یوسف کا ہم شکل و ہم رنگ تہا خرید لیا۔ اور اس راز مخفی سے کسیکو خبر نہ ہوئی۔ پہر سوداگر
سے تمام واقعہ بیان کرکے کہا کہ اگر تو اسوقت مدد کرے تو مین تجہکو زر و جواہر سے مالا مال
کردونگی۔ یعنی یوسف کو غلامون کے زمرہ مین شریک کرکے ملک عجم مین روانہ کرے
خواجہ مال و زر کی طمع سے اسی شب یوسف کو ہمراہ لیکر بغداد روانہ ہوا۔ اور دلمین منت مانی
کہ اگر مین شاہزادے کے ساتہہ مع الخیر عراق عجم مین داخل ہوجاؤنگا تو خمس مال شیخ صفی
کے مرقد پر زائرین سمرقند کو دونگا۔ صبح برآمد ہوتے ہی ارکان دولت حرم سرا کے
دروازہ پر پہنچے اور یوسف کو طلب کیا۔ والدہ سلطان نے غلام گرجی کو یوسف کے

معاوضہ مین بہیجدیا۔ جلاد نے اس بیگناہ کو قتل کیا۔ اور بموجب رواج لاشہ کو بکفون
کرکے دفن کردیے۔ خواجہ عماد الدین سوداگر مع یوسف سرحد عجم مین مع الخیر پہنچا
اردبیل مین جاکے شاہ صفی کے مقبرہ پر نذر معہود کو ادا کیا اور شاہزادے یوسف کو
شاہ موصوف کی بیعت سے مشرف فرمایا۔ پہر خواجہ اپنے وطن مالوفہ ساوہ مین آیا شاہزادہ کی
تربیت و تعلیم مین مشغول ہوا۔ اپنے فرزندون کے ساتہہ تعلیم کرنے لگا۔ ایک سال گذرنے
کے بعد یوسف کی والدہ نے پوشیدہ ایک معتبر شخص فرزند دلبند کی حالت دریافت کرنے
کے لئے بہیجا شخص مذکور ساوہ مین آیا۔ یوسف سے ملا۔ ایک خط یوسف کے ہاتہہ لکہوا کے
روم روانہ ہوا۔ جب سکندریہ مین پہنچا بیمار ہوگیا۔ ایک نیم سال کے بعد روم مین پہنچا۔
شاہزادے کی والدہ کو یوسف کی خیریت سے آگاہ کیا۔ اور خط بہی دیا والدہ فرزند کا خط
دیکہہ کے بہت ہی خوش ہوئی۔ پہر چند روز کے بعد شاہزادے کی اتا کو مع فرزندان اتا
روانہ کیا جب شاہزادے کی اتا اور اُس کے فرزند ساوہ مین پہنچے۔ اُسوقت خواجہ عماد الدین
سوداگر ہندوستان گیا تہا۔ اتا کے پہنچتے ہی خواجہ کے اہل عیال راز مخفی سے آگاہ ہوئے
کہ یوسف شاہیہ خاندان کے شاہزادون سے ہے۔ رفتہ رفتہ یہہ خبر ساوہ کے حاکم کو معلوم
ہوئی۔ اُس ظالم نے ایک جعلی مقدمہ قائم کرکے اُن سے چارسو تومان لئے۔ انتہی کلامہم
پہر بسوء اتفاق و گردش زمانہ سے یوسف صاحب ترجمہ حاکم ساوہ کے درمیان مخالفت
واقع ہوئی۔ یوسف نے مضطرب الحال ہوکے مسافرت اختیار کی۔ ساوہ سے شہر قم مین
آیا۔ اور مصمم ارادہ کیا تاوقتیکہ ساوہ کا حاکم معزول نہو جائے۔ ساوہ مین مراجعت نکرونگا
بعد ازان قم سے بطریق سیر و سیاحت برآمد ہوا۔ کاشان و اصفہان سے سیر کرتے ہوئے
شیراز مین پہنچا۔ چند مدت شیراز کے باغات سیرگاہون مین عیش و عشرت کے ساتہہ

زندگی بسر کرتا رہا۔ وہاں سنا کہ ساوہ کا حاکم معزول ہوگیا خبر کے سنتے ہی مراجعت کا
ارادہ کیا۔ یکایک خواب میں خضر علیہ السلام سے بشارت پائی کہ ہند کا سفر فائز المرام ہوگا
فوراً اس بشارت کے پاتے ہی ٨٦٤ھ ہجری میں بندر ہرمز سے کشتی میں سوار ہوکے مع الخیر
والعافیہ مصطفیٰ آباد عرف بندر دابل پہنچا۔ وہاں خواجہ عماد الدین تاجر سے جو اسکا محسن
و مربی تھا ملاقات کی۔ پھر خواجہ کے ہمراہ محمد آباد بیدر روانہ ہوا۔ اسوقت نظام شاہ بہمنی
خوردسال حکمران تھا۔ اور خواجہ محمود گاوان وزیر۔ خواجہ گرجستانی و محمود گاوان میں باہم
محبت و اتحاد کا رابطہ مربوط تھا۔ اسلئے گرجستانی نے خواجہ گاوان سے کہا کہ آپ میرے
یوسف کو بادشاہی چیلوں میں شریک فرمادیجئے۔ محمود گاوان کے توسل سے بارگاہ بہمنی
میں باریاب ہوا۔ بادشاہی چیلوں میں شریک کیا گیا۔ آہستہ آہستہ ترقی کے درجہ پر
عروج کرتا گیا۔ بادشاہ کی ملازمت میں اکثر کار نمایاں کئے اور متعدد معرکوں میں کامیاب
و فیروزمند ہوتا رہا۔ بادشاہ و وزیر کے نزدیک معتمد علیہ تھا خواجہ کا دست گرفتہ و تربیت یافتہ
کہلاتا تھا۔ خواجہ محمود گاوان کی توجہ و عنایت سے بیجاپور کا صوبہ دار ہوا تا انقراض سلطنت
بہمنیہ صوبہ کا انتظام عمدہ طرح سے انجام دیتا تھا۔ جب سلطنت بہمنیہ منقرض ہوگئی تمام
صوبے خود مختار ہوگئے ہر ایک نے شاہی خطاب اختیار کیا۔ چنانچہ ٨٩٥ھ ہجری میں یوسف نے
عادل خانی سے عادلشاہی لقب اختیار کیا اور شاہانہ مختارانہ حکومت کرنے لگا۔ بہمنیہ عہد
میں بظاہر سنی المذہب تھا لیکن اقتدار و اختیار کی حالت میں امامیہ مذہب کی اشاعت پر
کمربستہ ہوا۔ واقع میں یوسف عادلشاہ صاحب ترجمہ بموجب قول فرشتہ و دیگر مورخین ترکی
الاصل خاندان عثمانیہ سے ہے۔ آبائی طریقہ پر سنی المذہب تھا لیکن شاہ صفی کی ارادت
و عقیدت اور علمائے عجم کی صحبت کی وجہ سے شیعہ بنگیا تھا۔ ٩٠٨ھ ہجری میں ایک مجلس عظیم

منعقد فرمائی۔ اسمین تمام امرائے امامیہ مذہب مثلاً میرزا جہانگیر قمی و حیدر بیگ و سید احمد
صدر و دیگر علمائے امامیہ حاضر ہوئے۔ پس بادشاہ نے حاضرین کے سامنے بیان کیا کہ
مجھکو خضر علیہ السلام نے عالم خواب مین سلطنت کی بشارت دی تھی اور فرمایا تھا جب تجھکو
سلطنت نصیب ہو جائے اسوقت امامیہ مذہب کو تقویت دینا اور سادات و اہل بیت کو
معزز و مکرم رکہنا مین نے عہد کیا تہا کہ فیروزی کے بعد مذہب شیعہ کو رواج دونگا۔ خدا نے
آج وہ دن نصیب کیا۔ آپ سب کیا فرماتے ہین تمام نے کہا مبارک ہے بسم اللہ۔ بعض نے
کہا ہوشیاری و احتیاط کے ساتھ کرنا چاہیے ایسا نہو کہ امرائے سنی حنفی المذہب مین۔
اور محمود شاہ بہمنی موجود ہے ملک احمد نظام الملک بحری و عماد الملک و امیر برید وغیرہم
سنیان پاک اعتقاد ہین۔ بادشاہ نے تمام حاضرین کی تقریر سنکے فرمایا ہر چہ بادا باد مین
اپنے عہد کو ایفا کرتا ہون۔ خدائے تعالی حامی و مددگار رہیگا۔ پس روز جمعہ ماہ ذیحجہ سنہ مذکورہ
مین جامع مسجد قلعہ بیجاپور مین خطبہ بنام ائمہ اثنا عشر علیہم السلام پڑہا گیا۔ اور اذان مین
کلمہ اشہدان علیاً ولی اللہ پڑہا گیا۔ اور خطبہ سے صحابہ کرام کے اسمائے گرامی نکالے گئے
باوجود اشاعت مذہب امامیہ ایسا بندوبست کیا کہ کسی شیعہ کی مجال نہ تھی کہ صحابہ کرام و سنیان
اسلام کے نسبت حقارت کا لفظ زبان سے نکالے۔ بنائً علیہ باہم فریقین سے تعصب بالکل
دور ہوگیا تہا۔ علمائے جعفری و فضلائے حنفی و شافعی باہم شیر و شکر کی طرح اختلاط
و آمیزش رکھتے تھے۔ مذہب کے معاملہ مین کوئی بحث و تکرار نہین کرتا تہا۔ اور اس بیت کے
مضمون پر کاربند تھے ؎

گر آن بہتر و رین بہتر تراچہ ‌ ‌ ‌ ‌ چون حلقہ ماندہ بر در تراچہ

مساجد و معابد مین ہر ایک فریق اپنے طریق پر عبادت کرتے تھے کوئی کسیکا مزاحم نہین ہوتا تہا

کوئی اپنے مذہب کی فضیلت و بزرگی کا مدعی نہین بنتا تہا۔ بعض امرا مثلاً میان محمد
المخاطب عین الملک و دولاور خان حبشی و محمد خان سیستانی وغیرہم اگرچہ فتنہ و فساد پہ مستعد
ہوئے۔ لیکن بادشاہ نے تمام کی دلجوئی کی اور لکم دینکم ولی دین کا مضمون نہایت
نرمی و لطف سے دلنشین کیا تمام راضی ہوگئے۔ اور عین الملک کو سپہ سالاری سے معزول فرمایا
احتیاطاً بادشاہ نے خفیہ پولس مقرر کی کہ ہر ایک کے جانب سے خبر دیتے رہین انتہی کلامہ۔
فرشتہ نے سید احمد ہروی صدر سے نقل کی ہے کہ سید کہتا ہے کہ یوسف عادلشاہ ہوشیار
و تجربہ کار تہا۔ سخاوت و حلم سے موصوف اور شجاعت و عدالت و خیرات و حسنات مین معروف
تہا۔ خطاط تہا۔ خط نستعلیق خوب لکہتا تہا۔ علم عروض و قافیہ مین مہارت تمام رکہتا تہا۔
اور علم موسیقی مین استاد۔ طنبور و ستار خوب بجاتا تہا۔ اہل علوم و فنون کا اعزاز و اکرام کرتا تہا
ہمیشہ اسکی مجلس مین شعرا و علما کا مجمع رہتا تہا۔ قدما کے اشعار پڑہے جاتے تہے اور سلاطین
سلف کے تذکرے ہوتے تہے شعر و شاعری سے دلچسپی رکہتا تہا کبہی کبہی خود بہی شعر کہتا تہا
عیش و طرب کو امور سلطنت کے ساتہہ رکہتا تہا۔ ایک ساعت ملک و رعایا کے حال سے
غفلت نہین کرتا تہا ہمیشہ ارکان دولت کے سامنے عدل و داد۔ امانت و دیانت کی تعریف
کرتا تہا تا کہ ارکین کے قلوب مین صفات مذکورہ کی طرف رغبت زیادہ ہو جائے۔
اور اُن کے اخلاق شائستہ سے ملک مین آسائش تمام پیدا ہو جائے۔ تنومند و قوی ہیکل تہا
حسن و خوبی مین گویا یوسف زمانہ تہا۔ باوجود پیری و ریش سفیدی اسکے حسن و خوبی کی
دکن مین ایسی شہرت تہی کہ اس کے دیدار فیض آثار کے لئے دکن کے اطراف و جوانب سے
عامہ خلائق بیجاپور مین آتے تہے سواری کے دن راستہ مین صف بستہ کہڑے ہو کے نظارہ
کرتے تہے اور زبان حال سے کہتے تہے ؎ رہزن کاروان زہد و پرہیز ✤ بدعت نہ

دوستی خصوصیت آمیز پیدا کرکے نوازا ہجوم نظارگیان ہو نے جائے شادن ست وزیر اگر یہ
جہانگیری زمانہ مین ایران و توران و عربستان و روم سے صاحبان علوم و فنون جہاندیدہ
کاردان کو خطوط و خرچ راہ بہیجکے اپنے پاس بلاتا تہا۔ اور ان کی عزت و آبرو ایسی کرتا تہا کہ
وہ اسکے سایۂ عاطفت مین شکر گذار ہو کر زندگی بسر کرتے تہے۔ اور بیجاپور کو وطن اصلی پر ترجیح
دیتے تہے۔ اور یہان ایسے جمتے تہے کہ مرکر اٹہتے تہے۔ انتہی کلامہ۔

قلعہ بیجاپور قدیم عمارات راجگان سلف کی تعمیر سے تہا۔ قلعۂ مذکور کی تعمیر گلی و خاکی تہی
عادلشاہ نے پختہ گچ و پتہر سے بنایا۔ یادگار باقی ہے۔ ملکہ ثانیہ جو محمد شاہ بہمنی کے
امرا کی اولاد سے تہا اسکی دختر نیک اختر کو جو حسن و جمال مین حور و پری سے کم نہ تہی اسکا نام
پونجی خاتون تہا مسلمان کرکے بموجب شرع شریف اپنے نکاح مین لایا۔ اس عفیفہ سے
چار فرزند پیدا ہوئے۔ ایک بیٹا شاہزادہ اسمعیل عادلشاہ اور تین لڑکیان۔ ایک بیگم سلطان
منکوحہ برہان نظام شاہ۔ دوم خدیجہ سلطان زوجہ علاء الدین عماد الملک۔ سوم بی بی ستی
زوجہ محمود شاہ ثانی بہمنی۔ اس بادشاہ نے بیس برس ۲ ماہ نہایت شان و عظمت کے ساتھ
سلطنت کی۔ اکثر راجگان دکن کو خراجگذار بنایا سنہ ۹۱۵ ہجری مین بندر گوا کو دوبارہ مسخر
کیا تہا۔ آخر سنہ ۹۱۶ ہجری مین بقول[۵] بعض سنہ ۹۱۵ ہجری مین سوء ہضمی مین مبتلا ہوکر بعمر
۵۵ سالہ بہشت برین روانہ ہوا۔ قول اول صحیح ہے چنانچہ کسی شاعر نے رحلت کی تاریخ
کہی عصوعدہ گفتا تاریخ شہنشاہ عادل ؎ جنت الموعودہ قصبہ گوگی مین
شیخ جلال الدین عرف شیخ چندا کے[۶] قریب دفن کیا گیا شیخ سے ارادت صادق رکہتا تہا
یوسف عادلشاہ کا حال مفصل محبوب الوطن کے حصہ دوم طوائف الملوک مین بیان کیا
ان کنت شائقا فارجع الیہ۔

[۵] تاریخ نظامی ۱۲

من اشعاره الفارسی

تا بار غم عشق کشد قافلهٔ ما — گلها شگفد هر طرف از مرحلهٔ ما
با آنکه بجان با تو نکردیم مجادله — پیش دگران بهر چه کردی گلهٔ ما
تبخاله به لب آمده هر پارهٔ عشقت — به نقیم که شد بادیِ ره آبلهٔ ما
با مسئلهٔ فقه ندانیم چه یوسف — آسان شده از عشق بتان مسئلهٔ ما

وله

گر دوا رسی بدرد دلِ ناتوان من — کی می برد بمرگ کسان رشک جانِ من
درد دل خود از نکنم کار مشکل است — ظاهر که میکند بتو درد نهانِ من
با آنکه صد رهم بجفا آزموده — تیغی کشیده زپی امتحانِ من
ای گل سپیده است بگوش تو قصهٔ ام — بلبل نخواند وقت سحر داستانِ من
گویا که بلبلان چمن نقل کرده اند — حرفی ز بیوفائی گل از زبان من
یوسف نزار هی دل من گوش کس نکرد — کو بخت آنکه گوش کند نکته دان من

وله

در ازه باده جامی فراغ یعنی چه — سبو سبو خم خم ایاغ یعنی چه

رباعی منه

دوشینه بر آستان یار از سر درد — می نالیدم سر و دو دست و رخ زرد
بر حلقهٔ در دوست زدم گفت چرا — بیهوده بود گو فتن آهن سرد

وله

ای آمده دیدن رخت وقت صبوح — آثار هزار گونه اسباب فتوح
انوار نکوئی از رخت می تابد — زان روست که رویت شد آئینهٔ روح
آنکس که علم به نیکنامی فراشت — در مزرع دهر تخم نیکوئی کاشت
نیکو نامان زنده جاوید انند — مرد آنکه بمرد و نام نیکو نگذاشت

یار - مرزا محمد یار بیگ

یار تخلص - مرزا محمد بیگ نام - خزان و بہار کے مولف نے لکھا کہ آپ مرزا الف بیگ بن دوست بیگ خان کے خلف الصدق ہین - آپکے جد امجد و الدشاہ عالم بہادر شاہ سند کے عہد مین ولایت بلخ سے ہند مین وارد ہوئے منصب مناسب پر ممتاز ہوئے -

یار صاحب ترجمہ کی ولادت ۱۲۳۶ھ ہجری مین شہر اورنگ آباد مین واقع ہوئی - نشو و نما بھی شہر کی زمین مین ہوا - عالم شباب کے عہد مین کتب درسیہ فارسیہ عربیہ سے فراغت حاصل کی ذکی الطبع سخن طراز و معنی پرداز تہا فکر رسا و ذہن صفا سے کلام رنگین و شیرین موزون کرتا تہا - اپنی طبیعت کے سوا کسی سے اصلاح نہین لیتا تہا - آخر جب بلیغ اورنگ آباد دکن مین رونق افزا ہوئے اسوقت نہایت حسن ارادت و عقیدت سے موصوف الیہ کی خدمت مین پہنچا اور اپنے اشعار آبدار کو بغرض اصلاح نظر اشرف مین گذرانا - حضرت بلیغ نے آپکے اشعار کو زیور اصلاح سے آراستہ کیا - آپنے شکریہ مین حضرت کی مدح مین دو قصیدے لکہے اور اسمین اپنی شاگردی کا اظہار کیا - اس مقام مین ہر ایک قصیدہ سے چند اشعار ذیل مین بطور نمونہ گزارش کرتا ہون - وہ یہہ ہین ؎

بلبل طبع شد نگار سخن ۔۔۔ می زند جوش نو بہار سخن
سنبل لعت سبزۂ خط را ۔۔۔ سیکشم خط پے نثار سخن
گشت از فکر ناقصان ما ن ۔۔۔ ساقط از مرکز اعتبار سخن
سخن خود رسان بگوش بلیغ ۔۔۔ کہ بروآمدہ مدار سخن
نیست جز او بقدرت و شوکت ۔۔۔ اندرین عرصہ شہسوار سخن
لفظ از فکر صائبش معنی ۔۔۔ معنی از لفظ او نگار سخن

طفل کج مج زبان بلفظ فصیح	صید معنی کند شکار سخن
از بلاغت بلیغ شد نامش	گرد در عالم اشتہار سخن

ایضًا اسی ردیف مین باختلاف قافیہ

وصف لف کاکل آید از پریشان خاطران	خویش را پیچیدہ ام در سنبلستان سخن
از خمار بیدماغی خاطرم افسردہ است	لغزش مستانہ میخواہم ز مستان سخن
عمرہا در انتظارش خون دل حل می کنم	تا کشم بر صفحہ جدول ز دیوان سخن
خانمان چون مشت خس بر باد حسرت دادہ ام	آشیان داری ہمی خواہم ز بستان سخن
شد مسلم ملک معنی ہر ترا زیر نگین	ختم شد امروز بر نام تو عنوان سخن
اے ترا لفظ و معانی ہمچو سن حلقہ بگوش	خامہ ات نشان دگر افزود بر شان سخن

آپ خوش اخلاق و عمیم الاشفاق تھے۔ اوصاف پسندیدہ و صفات ستودہ سے موصوف تھے۔ احباب و اصحاب کے ساتھ نہایت نیازمندی و خاکساری سے پیش آتے تھے۔ آپنے ایک مثنوی چندر بدن و مہیار کے قصہ مین لکھی ہے۔ مثنوی کا ہر ایک شعر فصاحت و بلاغت مین ڈوبا ہوا ہے۔ من ابیاتہ

قلم در خون کشد افسانہ عشق	پروانہ عشق
بیا ساقی کہ دل بیتاب گردید	مہرت سیماب گردید

مہیار کے حال مین کہتا ہے کہ جا بجا کرم خوردہ تھا

پا بر خار می رفت		قدم منصور سان بر دار می رفت
سرشک او متاع کاروان بود	بدن	قدم با نالہ دل ہمعنان بود
روان شد نونہال سرو پامال	در خرام آمد	فغان قمریش فریاد خلخال

من اشعاره الفارسی

گرچه صد محشر ز شور ناله از رنگ ریخت — آشنای گوش تمکینش نشد پیغام ما
آنکه نازش بر رخ آئینه مژگان وا نکرد — کی بکار او شود وصل بت خودکام ما

وله
ز حسن خویش و ز عشقم نداشت آگاهی — گرد او آئینه در دست نوبهار مرا

وله
وسعت صحرای وحشت تختگاه عاشق است — بود آه نارسا چتر سیاه عاشق است
بی شکوه سلطنت بود سر دیوانگان — سنگ طفلان دورباش بارگاه عاشق است

وله
از خلوت آئینه چو بنشست — فریاد ز نوبهار برخاست

وله
سرمه‌آلود نگاه که بدادم رسید — ناله خوش شد بدل گفت صدای عشق است

وله
ز دیده بی تو خون ناب میریزد — نمک بر زخم دلم ماهتاب می‌ریزد

وله
چشم مستش تا بخواب از غلطان فتنه بود — فتنهٔ بیدار در آغوش مژگان خفته بود
برگ برگ این چمن آئینه‌دار حیرت است — صبح رخسار تو شاید در گلستان خفته بود

وله
تا فرق ته آره جا نگاه نکردیم — چون شانه در آن زلف سیاه آه نکردیم
در حسرت فریاد همه بال و پرم سوخت — تنگ است قفس ناله دلخواه نکردیم

وله
در دل ز یاد چشمش میخانه می‌تراشم — از گردش نگاهش پیمانه می‌تراشم

وله
یا دست از کاوش مژگان درازی کردیم — سینه را پیشکش ناخن بازی کردیم

وله
بگسلاند تارش چون گریبان از جنون — نوبهار گریه‌ام طاقت گزار آستین
سیل اشکم چون گذشت از جویبار آستین — موج طوفان خیز شد هر تار تار آستین

وله
آتشی افروخت در دل اضطراب تحفه — سوخت آخر شوق بی‌پروا کباب تحفه
کرده‌ام ترک ستمگر انتخاب تحفه — خون ساغر می‌کشد جای شراب تحفه

ولہ
نقطہ صفر است تنجال والف آہ رسا
دفتر دیوانگان وار و حساب تحفہ

نہ سر زلفش گرفتم من نہ بوسیدم لبش
خود بخود می پیچد و دارد عتاب تحفہ

ولہ
دیدہ ام شیرین ادا گلگون شعار طرفہ
تلخ گوئی نیک بد عہدی نگار طرفہ

چشم نرگس زلف سنبل چہرہ گل شمشاد قد
اے جنون نام خدا آمد بہار طرفہ

نو بہار جلوہ آمد آمد انداز کیست
صد چمن گل کردہ می آید غبار طرفہ

من اشعارہ الہندی

مشت پر صیاد اسکو جانکر ارزان نہ بیچ
ایک چمن گل ہے ارے ظالم بہائے عندلیب

نو بہار آئی قفس سے کون پہنچاتا ہے اب
گل کو عشق اور ہم صفیرون کو دعائے عندلیب

ولہ
نین ہوس ہمکو شراب لعل اور ساغر سفید
ہجر مین خون جگر بس اور چشم تر سفید

بار فرش اطلس و زربفت کچھہ درکار نہین
میکشون کو بس ہے اک مہتاب کی چادر سفید

ولہ
تک ایک انصاف کے نظرون سے دیکھہ ایا غبار نرگس
خمار آلودہ آنکھون کے برابر ہے کہان نرگس

نکل گھر سے کہ سیر نو بہار انتظاری ہے
یہان آنکھین کھلی ہین یار کے ظالم وہان نرگس

ولہ
سنت بوجہ حال انکا جیسا کباب و آتش
اشک و آہ میرا جون شمع آب و آتش

اس شعلہ رو کی آنکھین جب سے نظر پڑی ہین
یکسان ہے مجکو ساقی جام شراب و آتش

سنو سے ہے آشیان مین کس نیند وصل گل مین
مجکو عجب ہے بلبل تیرا یہ خواب و آتش

ظالم لبون پر تیرے اس رنگ پان کے دیکھے
ہے سر بسنگ حسرت لعل خوشاب و آتش

گرمی سے می کے اسکا چہرہ ہے یار عرق ناک
اعجاز حسن دیکھو ایک جا ہے آب و آتش

یکدل - میر علیم دانشخان

یکدل تخلص - میر علیم دان خان نام - آپ سید محمد موسوی والہ کے فرزند ہین

آپکا مولد و مسقط الراس شہر حیدرآباد دکن ہے۔ فارسی و عربی کی کتب درسیہ والد ماجد سے پڑہی۔ ذہی استعداد کامل ہوا۔ حیدرعلیخان کے عہد مین بالاگہاٹ ارکاٹ مین گیا۔ ان کا ملازم ہوا۔ اپنی نیک کرداری و کارگزاری سے معتمد علیہ ہوا۔ چند مدت کے بعد حسب الطلب والا جاہ پائین گہاٹ مین آیا۔ نواب والاجاہ کے دربار مین باریاب ہوا۔ نوابصاحب نے تعظیم و تکریم کی اور سیف الملک بہادر کی تعلیم کے لئے مامور فرمایا۔ موزون الطبع تہے کبھی کبھی کلام موزون فرماتے تہے۔ کلام خوبی کے زیور سے آراستہ ہوتا ہے۔ نزاکت و لطف سے مملو۔ صاحب دیوان ہین۔ دیوان قصائد و غزلیات سے بہرا ہوا ہے۔ آخر آپنے اس دار فانی سے دار القرار کی طرف ۱۲۰۶ ہجری مین رحلت کی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ من اشعارہ الفارسی

خواستم هرچند پنهان عیب جوع و سازم
طفل اشک از بیقراری بیکند رسوا مرا

وله
چو آسیا به تمنائے رزق سرگردان
نمود گردش این گنبد کبود مرا

وله
آئینه مشربیم ز روشندلی خویش
عکس جمال دوست بود در کنار ما

وله
کے بہم چشم آسا ید ز بیتابی ہجر
طفل اشکم از ازل با دامنم خو کردہ است

وله
تا خانه بدوشم براهش ز تجرد
چون سایه شب روز و طن همسفر ماست

وله
گر خضر قصه از سر زلف تو سر کند
تا روز حشر هیچ بپایان نمیرسد

وله
زبیکسی گله نیست درد لم یکدل
گهر ز گرد یتیمیش آبرو دارد

وله
کسے تواند دید بسوئے وگرے کز هجرش
موج اشکم شده زنجیر بپائے نگهم

امروز کباب دل من گشته نمک سود
به سلطم البشوخ تو خندان شده باشی

یاد ۔ مولوی خواجہ حمید الدین

یاد تخلص ۔ خواجہ حمید الدین نام ۔ آپ خواجہ عالم کے فرزند ہین ۔ آپکا مولد و منشاء شہر حیدر آباد ہے ۔ آپنے عالم شباب مین فارسی عربی مین لیاقت و استعداد حاصل کی شعر گوئی و سخن فہمی سے رغبت تمام رکھتے تھے ۔ جو کچھ کلام موزون فرماتے تھے پسندیدہ ہوتا تھا ۔ آپکو میر عبد الولی عزلت سے تلمذ ہے ۔ اور آپ تاریخ گوئی مین بیمثل اور شطرنج بازی مین بے بدل تھے ۔ اس فن کے اساتذہ کے ساتھ فرزین اٹھا کے کھیلتے تھے اور بازی لیجاتے طرف ثانی کو مات دیتے تھے ۔ درویشانہ و قلندرانہ وضع رکھتے تھے ۔ آپ شاہ عنایت اللہ خلیفہ رحمت اللہ قدس سرہما کے مرید تھے ۔ پیر کی توجہ سے صاحب دل و صاف باطن تھے ۔ قلیل معاش مین گذر اوقات کرتے تھے صابر و قانع تھے ۔ زیادہ طلبی کی ہوس نہین فرماتے تھے ۔ ایک وقت آپکے دل مین حرمین شریفین کی زیارت کا شوق پیدا ہوا ۔ فوراً حیدر آباد سے مدراس مین آئے جہاز پر سوار ہو کے متبرک مقامات مین پہنچے ۔ زیارت سے مشرف ہو کے مدراس مین واپس آئے ۔ چند روز کیلئے سکونت پذیر ہوئے ۔ پھر یکایک برخاستہ خاطر ہو کے وطن مالوفہ حیدر آباد مین آئے عزلت نشین رہے ۔ آخر سنہ ۱۲۶۱ ہجری مین فوت ہوئے ۔ مں ۱۲۶۱ھ

یاد علیست درد من حرز جان من
ہر کرا تعبیر پرسیدم ز من وحشت گرفت
مطرب از اشعار جامی طالی ہم بگو

وله

یاد علیست درد من حرز جان من
دیدہ ام در خواب شاید چشم آہوئے کسے
الفتے دارم بچشم مست و ابروئے کسے

تاریخ تولد و وفات حسنین اکبرین

سر بدر رست حسن ہم دل بنجم ست حسین
جان بنجم و دل بدر ست بگلی زقولین

ہم سر نجم و سر سبعہ سیارہ بدان   کہ طلوع قمرین ہست و غروب شمسین

آپ نے اپنی حلت کی تاریخ قبل از مرگ کہی تھی۔ تاریخ سے آپکی روشن دلی و صاف طینتی ثابت ہوتی ہے۔ **ھوھذہ**

جائے تاریخ بہر ابن عاصی		خواندہ باشید فاتحۂ اخلاص ۱۲۱۶ھ

نواب منور الدولہ احمد یار خان بہادر ممتاز جنگ حیدر آبادی

یار تخلص۔ احمد یار خان نام منور الدولہ ممتاز جنگ خطاب ہے۔ نواب آصف جاہ ثانی کے عہد میں منصب پنج ہزاری سے سرفراز تھے۔ آپ نواب شجاع الدولہ بہادر دلیخان ناظم حیدر آباد کے خلف الصدق ہیں اور حیدر آبادی المولد۔ والد ماجد کے سایۂ عاطفت میں دکن میں تربیت و پرورش پائی۔ نشو و نما کے بعد تحصیل علوم و فنون میں مشغول ہوئے چند مدت کے بعد استعداد و لیاقت حاصل کی۔ طبیعت میں موزونی خداداد تھی شعر گوئی شروع کی۔ ذہن وقاد و طبع نقاد رکھتے تھے۔ تھوڑے ہی زمانہ میں ہمعصرون میں بڑھ گئے کلام میں پختگی و شستگی معلوم ہونے لگی۔ فارسی و ہندی دونون زبانون میں شعر کہتے تھے لچھمی نرائن صاحب تخلص چمنستان شعرا میں لکھتے ہیں کہ نواب صاحب حسن خلق و تواضع سے موصوف ہیں۔ قریب غریب سے کمال محبت و اخلاص سے ملتے تھے۔ فقیر پر بھی نہایت مہربانی فرماتے ہیں۔ غزل کے کسی ایک شعر میں فقیر کو یاد کیا ہے ؎

اگرچہ حسب ظاہر میں جدا ہیں   ولے معنی میں ہیں یکیار و صاحب

انتہی الکلامہ۔ لچھمی نرائن کی تحریر سے معلوم ہوا کہ آپ ۱۱۷۵ھ ہجری میں زندہ تھے۔ یاران ہم مشرب کے ساتھ ہم نوالہ و ہم کاسہ تھے۔ بعدازان ۱۱۸۵ھ ہجری میں عالم فانی سے

عالم جاودانی کو روانہ ہوئے ۔ بہار و خزان کے مولف نے لکہا کہ یار صاحب ترجمہ
سنہ ۱۲۸۳ ہجری مین بیرون شہر پناہ اورنگ آباد گہوڑے پر جا رہے تہے یکایک گہوڑے
سے زمین پر گرے چند مہینے ضرب کی سختی مین مبتلا رہے آخر ۱۴ تاریخ ماہ شوال سال مذکور
مین فوت ہوے والد کی مسجد بنا کی ہوئی مین مدفون ہوئے ۔ انتہی کلامہ یہہ قول معتبر ہے

من شعراء الہندی

بہار گلشن خوبی چمن مین آیا ہے ۔ کہان ہے جام کہان ہے شراب کا شیشہ

وله

ہمارے دلکو ناحق جو بہرو ہر دم جلاتے ہین ۔ کہین بتکدہ کے بھی برہمن کو ستاتے ہین
چمن مین تنگ اُڑ جاتا ہے پہولونکا خجالت سے ۔ رنگیلے ہونٹ تیرے جب ہنسی سے کہل کہلاتے ہین
نتیجہ اُن کی الفت کا ہمین آخر کو کیا ہوگا ۔ عبث سنگین لون سے اپنے دلکو ہم لگاتے ہین

وله

گریبان چاک و مطعون جہان بدنام عالم ہین ۔ پڑی خاک اسطرح کی ہائے رسوائی کے جینے مین

وله

مجھے پوچھا کہ کہو تم مین وفا ہے کہ نہین ۔ مین کہا تم تو کہو تم مین جفا ہے کہ نہین
یار سے ترش ہو اوروں سے یہ میٹھی باتین ۔ کہو ہون آزردہ تمہارے سے بیجا ہے کہ نہین

کہا مین اُس شعلہ خو کو اکدن جل گیا جی تیری جفا سے
غضب سے تیوری چڑہا کر مجکو کہا مین پہر کیا کرون بلا سے
زبان جرأت کو تب تو مین نے دراز کر کر کہا کہ سُن تو
کہ یہہ کون مذہب ہے جواب دینے کا تک تو وسواس کر خدا سے
یہ بات سنتے ہی کہ تبسم کہا خدا سے تو تو ڈرا کر
جفا کے شکوے کو ہم سے کرنا بعید تہا یہ تیری وفا سے
خوشی مین پایا ہے اُسکو مین نے کہا کہ صاحب بہلا سنو تو

جو درد و گلو نہ کہنے تحسین تو کب تک بیٹھے حیا سے

صنم نے میرے سخن کو سن کہا کہ اتنا نہ مضطرب ہو

جو ابتدا کو نہیں سمجھتا تو کیا خبر ہو گی انتہا سے

یہ راہیں مشکل ہیں نا سیہ ہو نہیں کیوں قدم کو رکھا ہے تیغ نے

اگر تو واقف نہیں ہے جا پوچھ یار جیسے تو مبتلا سے

یہ عشق کا تہ سب سے نیارا ہے اسمیں آنیکا فائدہ کیا

خموشی میں ہشیار رہو تو ابھی تجھے غرض کیا وفا و جفا

موسم ہولی میں ہوئے ہیں شہید	ولہ	آج وہ قاتل بسنتی پوش ہے
بلبل کر سکے نہ فغان چمن میں لا	ولہ	گل نے کہا کہ کانمیں تیرے ترا …
کیا گل کے نام میں ہی ہے اعجاز عیسوی		بلبل ہوئی پڑی تھی ہو سنتے ہی …
یا نمیں کہتی تھی بلبل ہائے … آپ ہی	ولہ	دل جلا میرا اب اس گل میں ٹھنڈک …

من ۲۰ اشعار ۲ الفارسی

چہ می بینیم کہ جام می بکف … می آید		بلبل ز تو بہائے خویشم استغفار می آید
برنگ قلقل می تازہ می سازد دماغم را		چو آن مینا دہن در نکہت گفتار می آید
یاد دشتیم و عصیان کشیدہ ایم	ولہ	بشکن ز جام ساقی کوثر خمار …
در گل زمین شعر بہ نیرنگ فکر	ولہ	رشک طاؤس ہست دیوان …
گفتیم در خیال بخت … خواب ما	ولہ	آئینہ دیدہ آن بت حاضر جواب

سگش از راہ وفا از پے ما می آید

سنگ او ہیم کہ از راہ وفا می آید

یکدل - محمد انور مراد آبادی

یکدل تخلص - محمد انور نام - آپ شیخ محمد خان مراد آبادی کے فرزند ہین - آپکے والد ماجد مراد آباد مین نواب آصفجاہ بہادر کی دیوانی کچہری واقع مراد آباد مین داروغہ تھے - اسوقت نواب غفران مآب ثانی حکمران تھے - پھر خدمت داروغگی سے تہوڑے چند روز کے لئے نیابت دیوانی پر متقرر ہوگئے - نیابت دیوانی کے زمانہ مین فوت ہوئے ہمارے میان محمد انور جوان صالح و ذی استعداد و لائق تھے - آصفجاہی متقربین کے زمرہ مین شریک ہوئے - آپ صاحب کمال و ہر دل عزیز تھے - پھر نواب صاحب نے آپکو باورچیخانہ کا داروغہ مقرر کیا - مدت تک اسی خدمت پر مامور رہے - جب نواب صاحب حسب طلب اکبر بادشاہ ہند دکن سے دلی روانہ ہوئے آپ بھی ہمرکاب تھے - دلی مین پہنچکر ۱۲۱۵ ہجری مین آخرت کا سفر اختیار کیا - شعر گوئی مین لائق و ہوشیار تھے - آپکے اشعار مرغوب یار و دلچسپ ہوتے ہین مضامین شیرین و معانی رنگین سے آراستہ و پیراستہ ہوتے تھے - کم گو خوش رو و خوش اخلاق و ظریف الطبع صاحب مذاق تھے - اور تماشائے رقص و سرود پر فریفتہ و شیفتہ تھے اکثر رقص سرود کے مجلسون مین شریک ہوتے تھے - اور خود بھی اپنا مکان پر جلسے کرتے تھے - آپکے مکان پر یاران ہم مشرب کا جلسہ تھا تہا عیش و عشرت مین زندگی بسر کرتے تھے - من اشعارہ الفارسی

بیروئے تو ہر کہ دید بمصحف شبیہ گفت
ہر کس شنید ذٰلک لاریب فیہ گفت

عابد بہ کعبہ گفت سخن عارف از رخش
قربان او شوم کہ بہ وجہے وجیہ گفت

ولہ

از مسلک تمیز رہ عشق دور بود
رفتن مرا ز خویش درین رہ ضرور بود

شب جلوه کرد باده و زاهد بدید هیچ		ولہ	در آفتاب دیده خفاش کور بود
بی شاه می شود نسق مملکت خراب			شب بی تو در قلمرو دلها فتور بود
صحرا نشین شد از پی اختلاط خلق			مجنون ما ببین چه قدر باشعور بود
زندیم ... زبس بطبع مردم دنیا		ولہ	وزان رو سلام این کجا از دست چپ کرده

الحمد لله والمنه که درین ایام فرخنده انجام حصهٔ اول و دوم محبوب الزمن تذکرهٔ شعرای دکن مولفه والد ماجدم مولوی ابوتراب محمد عبد الجبار خان صاحب ملکاپوری البلاری الحیدرآبادی باعانت سرکار عالی نظام خلد الله ملکه الی یوم القیام بحسن اهتمام میر عزیز علی صاحب شنوبیش بتاریخ ۱۵ ماه ذیقعده سنه ۱۳۲۹ هجری مطابق ۲ مے ۱۳۲۱ ف

در مطبع رحمانی مطبوع شده

مقبول خاص و عام گشت

راقم

محمد صدر الاسلام خان ولد مولانا ابوتراب محمد عبد الجبار خان صاحب مدرس مدرسه اعزه

حیدرآباد دکن